



توضیح المسائل (آقائے سیستانی)

مصنف

آیة العظمیٰ سید علی حسینی سیستانی دام ظلہ

احکام طہارت
بیت الخلاء کے احکام
استبراء
نجاسات
نجاست ثابت ہونے کے طریقے
پاک چیز نجس کیسے ہوتی ہے؟
احکام نجاسات
مطہرات
ہر تئوں کے احکام
وضو
ارتماسی وضو
وضو صحیح ہونے کی شرائط
وضو کے احکام
وہ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا ضروری ہے
جبیرہ وضو کے احکام
واجب غسل
جنابت کے احکام
غسل جنابت
غسل کے احکام
استحاضہ
حیض
حائض کے احکام
حائض کی قسمیں
نفاس
غسل مس میت
محتضر کے احکام
مرنے کے بعد کے احکام
کفن کے احکام
نماز میت کے احکام
نماز میت کا طریقہ
دفن کے احکام
دفن کے مستحبات
نماز وحشت
مستحب غسل
تیمم
وضو یا غسل کے بدلے تیمم کرنے کا طریقہ
تیمم کے احکام
نماز کے احکام
واجب نمازیں
نماز جمعہ اور اس کے احکام

[اوقات نماز کے احکام](#)
[مستحب نمازیں](#)
[نمازِ غفیلہ](#)
[نماز میں بدن ڈھانینا](#)
[نمازی کے لباس کی شرائط](#)
[جن صورتوں میں نمازی کا بدن اور لباس پاک ہونا ضروری نہیں](#)
[نماز پڑھنے کی جگہ](#)
[وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مستحب یا مکروہ ہے](#)
[مسجد کے احکام](#)
[اذان و اقامت](#)
[نماز کے واجبات](#)
[نماز کے واجبات ۲](#)
[نماز کا ترجمہ](#)
[مبطلات نماز](#)
[وہ چیزیں جو نماز میں مکروہ ہیں](#)
[شکیات نماز](#)
[صحیح شکوک](#)
[نماز احتیاط پڑھنے کا طریقہ](#)
[سجدہ سہو](#)
[مسافر کی نماز](#)
[متفرق مسائل نماز مسافر](#)
[قضا نماز](#)
[نماز جماعت](#)
[امام جماعت کی شرائط](#)
[نماز جماعت کے احکام](#)
[نماز آیات](#)
[نماز آیات پڑھنے کا طریقہ](#)
[عید الفطر اور عید قربان کی نماز](#)
[نماز کے لئے اجیر بنانا](#)
[روزے کے احکام](#)
[مبطلات روزہ](#)
[وہ چیزیں جو روزے دار کے لئے مکروہ ہیں](#)
[روزے کا کفارہ](#)
[قضا روزے کے احکام](#)
[مسافر کے روزوں کے احکام](#)
[مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہونے کا طریقہ](#)
[حرام اور مکروہ روزے](#)
[مستحب روزے](#)
[خمس کے احکام](#)
[معدنی کا نیں](#)
[گڑا ہوا دھینہ](#)
[وہ حلال مال جو حرام مال میں مخلوط ہو جائے](#)
[غواصی سے حاصل کئے ہوئے موتی](#)

مال غنیمت
خمس کا مصرف
زکوٰۃ کے احکام
سونے کا نصاب
چاندی کا نصاب
اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کی زکوٰۃ
زکوٰۃ کا مصرف
مستحقین زکوٰۃ کی شرائط
زکوٰۃ کی نیت
زکوٰۃ کے متفرق مسائل
زکوٰۃ فطرہ
زکوٰۃ فطرہ کا مصرف
زکوٰۃ فطرہ کے متفرق مسائل
حج کے احکام
خرید و فروخت کے احکام
بیچنے والے اور خریدار کی شرائط
خرید و فروخت کا صیغہ
نقد اور ادھار کے احکام
معاملہ فسخ کئے جانے کی صورتیں
شراکت کے احکام
صلح کے احکام
کرائے کے احکام
جعلہ کے احکام
مزارعہ کے احکام
مسااقات اور مغارسہ کے احکام
وہ اشخاص جو اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتے
وکالت کے احکام
قرض کے احکام
حوالہ دینے کے احکام
رین کے احکام
ضامن ہونے کے احکام
کفالت کے احکام
امانت کے احکام
عاریہ کے احکام
نکاح کے احکام
نکاح پڑھنے کا طریقہ
وہ عورتیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے
دائمی عقد کے احکام
متعہ (معینہ مدت کا نکاح)
نگاہ ڈالنے کے احکام
مختلف ازدواجی مسائل
دودھ پلانے کے احکام
دودھ پلا کر محرم بننے کی شرائط

دودھ پلانے کے مسائل
طلاق کے احکام
طلاق کی عدت
وفات کی عدت
طلاق بائن اور طلاق رجعی
رجوع کرنے کے احکام
طلاق خلع
طلاق مبارات
طلاق کے مختلف احکام
غصب کے احکام
گم شدہ مال پانے کے احکام
حیوانات کو شکار اور ذبح کرنے کے احکام
حیوانات کو ذبح کرنے کا طریقہ
حیوان کو ذبح کرنے کی شرائط
اونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ
بتھیاروں سے شکار کرنے کے احکام
شکاری کتے سے شکار
مجھلی اور ٹڈی شکار
کھانے پینے کی چیزوں کے احکام
کھانا کھانے کے آداب
پانی پینے کے آداب
منت اور عہد کے احکام
قسم کھانے کے احکام
وقف کے احکام
وصیت کے احکام
میراث کے احکام
بیوی اور شوہر کی میراث
میراث کے مختلف مسائل
چند فقہی اصطلاحات

آیة العظمی سید علی حسینی سیستانی دام ظلہ

احکام طہارت



مطلق اور مضاف پانی

(۱۳) پانی یا مطلق ہوتا ہے یا مضاف۔ مضاف وہ پانی ہے جو کسی چیز سے حاصل کیا جائے۔ مثلاً تریبوز کا پانی

نی (ناریل کا پانی) گلاب کا عرق (وغیرہ) اس پانی کو بھی مضاف کہتے ہیں جو کسی دوسری چیز سے بھی آلودہ ہو مثلاً گدلا پانی جو اس حد تک مٹیالا ہو کہ پھر اسے پانی نہ کہا جاسکے ان کے علاوہ جو پانی ہو اسے آب مطلق کہتے ہیں اور اس کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) کُر پانی (۲) قلیل پانی (۳) جاری پانی (۴) بارش کا پانی (۵) کنوئیں کا پانی۔

(۱) کُر پانی

(۱۴) کُر پانی وہ ہے جس کے برتن کی گنجائش ۳۶ کیوبک بالشت ۱ ہو جو تقریباً ۳۸۴ لیٹر ہوتا ہے۔

(۱۵) اگر کوئی چیز عین نجس ہو مثلاً پیشاب یا خون یا وہ چیز جو نجس ہو گئی ہو جیسے کہ نجس لباس ایسے پانی سے ملے جس کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو اور اس کے نتیجے میں نجاست کی بُورنگ یا ذائقہ پانی میں سرایت کر جائے تو پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر ایسی کوئی تبدیلی واقع نہ ہو تو نجس نہیں ہوگا۔

(۱۶) اگر کُر پانی کی بُورنگ یا ذائقہ نجاست کے علاوہ کسی اور چیز سے تبدیل ہو جائے تو وہ پانی نجس نہیں ہوگا۔

(۱۷) اگر کوئی عین نجاست مثلاً خون ایسے پانی میں جاگرے جس کی مقدار ایک کُر سے زیادہ ہو اور اس کی بُورنگ یا ذائقہ تبدیل کر دے تو اس صورت میں اگر پانی کہ اس حصے کی مقدار جس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ایک کُر سے ایک کم ہو تو سارا پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر اس کی مقدار ایک کُر یا اس سے زیادہ ہو تو صرف وہ حصہ نجس منصور ہوگا جس کی بُورنگ یا ذائقہ تبدیل ہوا ہے

(۱۸) اگر فوارے کا پانی ایسے پانی سے متصل ہو جس کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو تو فوارے کا پانی نجس پانی کو پاک کر دیتا ہے لیکن اگر نجس پانی فوارے کا پانی قطر وں کی صورت میں گرے تو اسے پاک نہیں کرتا البتہ اگر فوارے کے سامنے کوئی چیز رکھ دی جائے جس کے نتیجے میں اس کا پانی قطرہ قطرہ ہونے سے پہلے نجس پانی سے متصل ہو جائے تو نجس پانی کو پاک کر دیتا ہے اور ضروری یہ ہے کہ فوارے کا پانی نجس پانی سے مخلوط ہو جائے۔

(۱۹) اگر کسی نجس چیز کو کُر پانی سے متصل نل کے نیچے دھوئیں تو اگر اس چیز سے گرنے والا پانی بھی کُر سے متصل ہو اور اس میں نجاست کی بُورنگ یا ذائقہ پیدا نہ ہو اور نہ ہی اس میں عین نجاست کی آمیزش ہو تو وہ پانی پاک ہے۔

(۲۰) اگر کُر پانی کا کچھ حصہ جم کر برف بن جائے اور کچھ حصہ پانی کی شکل میں باقی بچے جس کی مقدار ایک کُر سے کم ہو تو جو نجس اس پانی کو چھوئے گی وہ نجس ہو جائے گا اور برف پگھلنے پر جو پانی بنے گا وہ بھی نجس ہوگا۔

(۲۱) اگر پانی کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو اور بعد میں شک ہو کہ آیا اب یہ کُر سے کم ہو چکا ہے یا نہیں تو اس کی حیثیت ایک کُر ہی پانی کی ہوگی یعنی وہ نجاست کو بھی پاک کرے گا اور نجاست کے اتصال سے نجس بھی نہیں ہوگا اس کے برعکس جو پانی ایک کُر سے کم تھا اگر اس کے متعلق شک ہو کہ اب کی مقدار ایک کُر کے برابر ہو گئی ہے یا نہیں تو اسے ایک کُر سے کم ہی سمجھا جائے گا۔

(۲۲) پانی کا ایک کُر کے برابر ہونا دو طریقوں سے ثابت ہو سکتا ہے (۱) انسان کو خود اس بارے میں یقین یا اطمینان ہو (۲) دو عادل مرد اس کے بارے میں خبر دیں البتہ اگر ایک عادل یا قابل اعتماد شخص یا وہ شخص جس کے اختیار میں پانی ہے اگر پانی کے کُر ہونے کی اطلاع دے ، جبکہ اس خبر پر اطمینان نہ آسکے تو اس پر بھروسہ کرنا محل اشکال ہے۔

(۲) قلیل پانی

(۲۳) ایسے پانی کو قلیل پانی کہتے ہیں جو زمین سے نہ ابلے اور جس کی مقدار ایک کُر سے کم ہو۔

(۲۴) جب قلیل پانی کسی نجس چیز پر گرے یا کوئی نجس چیز اس پر گرے تو پانی نجس ہو جائے گا۔ البتہ اگر پانی نجس چیز پر زور سے گرے تو اس کا جتنا حصہ نجس چیز سے ملے گا نجس ہو جائے گا لیکن باقی پاک ہوگا۔

(۲۵) جو قلیل پانی کسی چیز پر عین نجاست دور کرنے کے لیے ڈالا جائے تو ان مقامات پر جہاں نجس چیز ایک بار دھونے سے پاک نہیں ہوتی ، وہ نجاست سے جدا ہونے کے بعد نجس ہو جاتا ہے اور اسی طرح وہ قلیل پانی جو عین نجاست سے الگ ہو جانے کے بعد نجس چیز کو پاک کرنے کے لیے اس پر ڈالا جائے اس سے جدا ہو جانے

- کے بعد بنا بر احتیاط لازم نجس ہے -
- (۲۶) جس قلیل پانی سے پیشاب یا پاخانے کے مخارج دھوئے جائیں وہ اگر کسی چیز کو لگ جائے تو پانچ شرا
نط کے ساتھ اسے نجس نہیں کرے گا -
- (۱) پانی میں نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ پیدا نہ ہو -
- (۲) باہر سے کوئی نجاست اس سے نہ آملی ہو -
- (۳) پیشاب یا پاخانے کے ساتھ کوئی اور نجاست مثلاً خون خارج نہ ہو -
- (۴) پاخانے کے ذرات پانی میں دکھائی نہ دیں -
- (۵) پیشاب یا پاخانے کے مخارج کے اطراف میں معمول سے زیادہ نجاست نہ لگی ہو -

(۳) جاری پانی

جاری پانی وہ ہوتا ہے :

- (۱) جس کا ایک قدرتی منبع ہو -
- (۲) جو بہ رہا ہو چاہے اسے کسی مصنوعی طریقے سے بہا یا جا رہا ہو -
- (۳) اس میں کسی حد تک ہی صحیح تسلسل ہو اور یہ ضروری نہیں کہ وہ پانی قدرتی ذخیرے سے متصل ہی ہو لہذا
اگر قدرتی طریقے وہ پانی کے ذخیرے سے جدا ہو مثلاً اگر پانی اوپر سے قطر وں کی صورت میں ٹپک رہا ہو تو
نیچے گر کر دوبارہ بہنے کی صورت میں اسے جاری ہی مانا جائے گا ہاں! اگر کوئی چیز پانی کے ذخیرے
سے اتصال میں رکاوٹ بن جائے مثلاً پانی کے بہاؤ یا ابل میں رکاوٹ بنے یا ذخیرے سے اتصال ہی توڑ دے تو با
قی ماندہ پانی کو جاری نہیں مانا جائے گا چاہے وہ پانی بہ رہا ہو -
- (۲۷) جاری پانی اگرچہ گھر سے کم ہی کیوں نہ ہو نجاست کے آملنے سے تب تک نجس نہیں ہوتا جب تک نجاست
کی وجہ سے اس کی بو، رنگ یا ذائقہ بدل نہ جائے -
- (۲۸) اگر نجاست جاری پانی سے آملے تو اس کی اتنی مقدار جس کی بو، رنگ یا ذائقہ نجاست کی وجہ سے بدل
جائے نجس ہے البتہ اس پانی کا وہ حصہ جو چشمے سے متصل ہو پاک ہے خواہ اس کی مقدار گھر سے کم ہی کیوں
نہ ہو۔ ندی کی دوسری طرف پانی کا اگر ایک گڑ جتنا ہو یا اس پانی کے ذریعے جس میں (بو، رنگ یا ذائقے کی)
کوئی تبدیلی واقعہ نہیں ہوئی چشمے طرف کے پانی سے ملا ہوا ہو تو پاک ہے ورنہ نجس ہے
- (۲۹) اگر کسی چشمے کا پانی جاری نہ ہو لیکن صورت حال یہ ہو کہ جب اس میں سے پانی نکال لیں تو دوبارہ
اس کا پانی ابل پڑتا ہو تو وہ پانی جاری پانی کا حکم نہیں رکھتا یعنی اگر نجاست اس سے آملے اور اس کی مقدار
گھر سے کم ہو تو نجس ہو جاتا ہے۔
- (۳۰) ندی یا نہر کے کنارے کا پانی جو ساکن ہوا اور جاری پانی سے متصل ہو، جاری پانی کا حکم نہیں رکھتا
-
- (۳۱) اگر ایک ایسا چشمہ ہو جو مثال کے طور پر سردیوں میں ابل پڑتا ہو لیکن گرمیوں میں خشک ہو جاتا ہو اسی
وقت جاری پانی کے حکم میں آئے گا جب اس کا پانی ابل پڑتا ہو۔
- (۳۲) (کسی تر کی اور ایرانی طرز کے) حمام کے چھوٹے حوض کا پانی ایک گھر سے کم ہو لیکن وہ ایسے
مخزن سے متصل ہو جس کا پانی حوض کے پانی سے مل کر ایک گڑ بن جاتا ہو تو جب تک نجاست کے مل جانے
سے اس کی بو، رنگ اور ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے وہ نجس نہیں ہوتا -
- (۳۳) حمام اور بلڈنگ کے نلکوں کا پانی جو ٹوٹتیوں اور شاوور وں کے ذریعے بہتا ہے اگر اس مخزن کے پا
نی سے مل کر جو ان نلکوں سے متصل ہو ایک گڑ کے برابر ہو جائے تو نلکوں کا پانی بھی گڑ پانی کے حکم
میں شامل ہو گا -
- (۳۴) جو پانی زمین پر بہ رہا ہو لیکن زمین سے ابل نہ رہا ہو اگر وہ ایک گھر سے کم ہو اور اس میں نجاست مل
جائے تو وہ نجس ہو جائے گا لیکن اگر وہ پانی تیزی سے بہ رہا ہو اور مثال کے طور پر نجاست اس کے نچلے
حصے کو لگے تو اس کا اوپر والا حصہ نجس نہیں ہو گا۔

(۴) بارش کا پانی

- (۳۵) جو چیز نجس ہو اور عین نجاست اس میں نہ ہو اس پر جہاں جہاں ایک بار بارش کا پانی پہنچ جائے پاک

ہو جاتی ہے لیکن اگر بدن اور لباس پیشاب سے نجس ہو جائے تو بنا بر احتیاط ان پر دوبارہ بارش کا پانی پہنچنا ضروری ہے البتہ قالین اور لباس وغیرہ کا نچوڑنا ضروری نہیں لیکن ہلکی سے بوندہ باندی کافی نہیں بلکہ اتنی بارش لازمی ہے کہ لوگ کہیں کہ بارش ہو رہی ہے۔

(۳۶) اگر بارش کا پانی عین نجس پر برسے اور برس کر دوسری جگہ پہنچ جائے لیکن عین نجاست اس میں شامل نہ ہو اور نجاست کی بونگ یا ذائقہ بھی اس میں پیدا نہ ہو تو وہ پانی پاک ہے پس اگر بارش پانی خون پر برسے کے بعد سے اور ان میں خون کے ذرات شامل ہوں یا خون کی بونگ اور ذائقہ پیدا ہو گیا ہو تو وہ پانی نجس ہو گا۔

(۳۷) اگر مکان کی اندرونی یا اوپری چھت پر عین نجاست موجود ہو تو بارش کے دوران جو پانی نجاست کو چھو کر اندرونی چھت سے ٹپکے یا پرنا لے سے گرے وہ پاک ہے لیکن جب بارش تھم جائے اور یہ بات علم میں آئے کہ اب جو پانی گر رہا ہے وہ کسی نجاست کو چھو کر آ رہا ہے تو وہ پانی نجس ہو گا۔

(۳۸) جس نجس زمین پر بارش برس جائے وہ پاک ہو جاتی ہے اور اگر بارش کاپانی زمین پر بہنے لگے اور بارش کے دوران ہی چھت کے نیچے کسی نجس مقام تک جا پہنچے تو وہ اسے بھی پاک کر دے گا۔

(۳۹) نجس مٹی کے تمام اجزاء تک اگر بارش کا پانی پہنچ جائے تو وہ پاک ہو جائے گی بشرطیکہ انسان کو یقین نہ ہو جائے کہ مٹی سے ملنے کی وجہ سے بارش کا پانی مضاف ہو چکا ہے۔

(۴۰) اگر بارش کا پانی ایک جگہ جمع ہو جائے خواہ ایک کمر سے کم ہی کیوں نہ ہو بارش برسنے کے وقت اگر کوئی نجس چیز اس میں دھوئی جائے اور پانی نجاست کی بونگ یا ذائقہ قبول نہ کرے تو وہ نجس چیز پاک ہو جائے گی۔

(۴۱) اگر نجس زمین پر بچھے ہوئے پاک قالین وغیرہ پر بارش برسے اور اس کا پانی برسنے کے وقت قالین سے نجس زمین پر پہنچ جائے تو قالین بھی نجس نہیں ہو گا اور زمین بھی پاک ہو جائے گی۔

(۵) کنویں کا پانی

(۴۲) ایک ایسے کنویں کا پانی جو زمین سے ابلتا ہو اگرچہ مقدار میں ایک کمر سے کم ہو نجاست پڑنے سے اس وقت تک نجس نہیں ہو گا جب تک اس نجاست سے اس کی بونگ یا ذائقہ بدل نہ جائے۔

(۴۳) اگر کوئی نجاست کنویں میں گر جائے اور اس کے پانی کی بو، رنگ یا ذائقے کو تبدیل کر دے تو جب کنویں کے پانی میں پیدا شدہ یہ تبدیلی ختم ہو جائے تو پانی پاک ہو جائے گا البتہ احتیاطاً جب کی بنا پر اس پانی کے پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ پانی کنویں سے ابلنے والے پانی میں مخلوط ہو جائے۔

پانی کے احکام

(۴۴) مضاف پانی جس کے معنی مسئلہ نمبر ۱۳ میں بیان ہو چکے ہیں کسی نجس چیز کو پاک نہیں کرتا ایسے پانی سے وضو اور غسل کرنا بھی باطل ہے۔

(۴۵) مضاف پانی کی مقدار اگرچہ ایک کمر کے برابر ہو اگر اس میں نجاست کا ایک ذرہ بھی پڑ جائے تو نجس ہو جاتا ہے البتہ اگر ایسا پانی کسی نجس چیز پر زور سے گرے تو اس کا جتنا حصہ نجس چیز سے متصل ہو گا نجس ہو جائے گا اور جو متصل نہیں ہو گا وہ پاک ہو گا مثلاً اگر عرق گلاب کو گلاب دان سے نجس ہاتھ پر چھڑکا جائے تو اس کا جتنا حصہ ہاتھ کو لگے گا نجس ہو گا اور جو نہیں لگے گا وہ پاک ہو گا۔

(۴۶) اگر وہ مضاف پانی جو نجس ہو ایک کمر کے برابر پانی یا جاری پانی سے یوں مل جائے کہ پھر اسے مضاف پانی نہ کہا جاسکے تو وہ پاک ہو جائے گا۔

(۴۷) اگر ایک پانی مطلق تھا اور بعد میں اس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ مضاف ہو جانے کی حد تک پہنچا ہے یا نہیں تو وہ مطلق پانی متصور ہو گا یعنی نجس چیز کو پاک کرے گا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی صحیح ہو گا اور اگر پانی مضاف تھا اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مطلق ہوا یا نہیں تو وہ مضاف متصور ہو گا یعنی کسی نجس چیز کو پاک نہیں کرے گا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی باطل ہو گا۔

(۴۸) ایسا پانی جس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ مطلق ہے یا مضاف اور یہ بھی معلوم نہ ہو کہ پہلے مطلق تھا یا مضاف نجاست کو پاک نہیں کرتا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی باطل ہے جو نہی کوئی نجاست ایسے پانی میں پڑے گی وہ پانی نجس ہو جائے گا اور اگر یہ کمر یا اس سے زیادہ ہوا تو احتیاطاً لازم کی بنا پر نجس ہو

جائے گا۔

(۴۹) ایسا پانی جس میں خون یا پیشاب جیسی عین نجاست آ پڑے اور اس کے بُو، رنگ یا ذائقے کو تبدیل کر دے نجس ہو جاتا ہے خواہ وہ کُر کے برابر یا جاری پانی ہی کیوں نہ ہو تاہم اگر اس پانی کی بُو اس کا رنگ یا ذائقہ کسی ایسی نجاست سے تبدیل ہو جائے جو اس سے باہر ہے مثلاً قریب پڑے ہوئے مردار کی وجہ سے اس کی بُو بدل جائے تو احتیاط لازم کی بنا پر وہ نجس ہو جائے گا۔

(۵۰) وہ پانی جس میں عین نجاست خون یا پیشاب گر جائے اور اس کی بُو رنگ یا ذائقہ تبدیل کر دے اگر کُر کے برابر یا جاری پانی سے متصل ہو جائے یا بارش کا پانی اس پر برس جائے یا ہوا کی وجہ سے بارش کا پانی اس پر گرے یا بارش کا پانی اس دوران جبکہ بارش ہو رہی ہو پر نالے سے اس پر گرے تو ان تمام صورتوں میں اس میں واقع شدہ تبدیلی زائل ہو جائے پر ایسا پانی پاک ہو جاتا ہے لیکن ضروری ہے کہ بارش کا پانی یا جاری پانی اس میں مخلوط ہو جائے۔

(۵۱) اگر کسی نجس چیز کو کُر پانی یا جاری پانی میں پاک کیا جائے تو جس بار دھوئے میں وہ چیز پاک ہوئے والی ہے اس وقت وہ پانی جو باہر نکالنے کے بعد اس سے ٹپکے پاک ہو گا۔

(۵۲) جو پانی پہلے پاک ہو اور یہ علم نہ ہو کہ بعد میں نجس ہوا یا نہیں وہ پاک ہے اور جو پانی پہلے نجس ہو اور معلوم نہ ہو کہ بعد میں پاک ہوا یا نہیں وہ نجس ہے۔

بیت الخلاء کے احکام

(۵۳) انسان پر واجب ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت اور دوسرے مواقع پر اپنی شرمگاہوں کو ان لوگوں سے جو مکلف ہوں خواہ وہ ماں اور بہن کی طرح اس کے محرم ہی کیوں نہ ہوں اور اس طرح دیوانوں اور ان بچوں سے جو اچھے برے کی تمیز رکھتے ہوں چھپا کر رکھے لیکن بیوی اور شوہر کے لیے اپنی شرمگاہوں کو ایک دوسرے سے چھپانا لازم نہیں۔

(۵۴) اپنی شرمگاہوں کو کسی مخصوص چیز سے چھپانا لازم نہیں مثلاً اگر ہاتھ سے بھی چھپا لے تو کافی ہے۔

(۵۵) پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت احتیاط لازم کی بنا پر بدن کا اگلا حصہ یعنی پیٹ اور سینہ قبلے کی طرف نہ ہو اور نہ ہی پشت قبلے کی طرف ہو۔

(۵۶) اگر پیشاب یا پاخانہ کرتے کسی شخص کے بدن کا اگلا حصہ رو قبلہ یا پشت قبلہ ہو وہ اپنی شرمگاہ کو قبلے کی طرف سے موڑ لے تو یہ کافی نہیں ہے اور احتیاط واجب ہے کہ پیشاب اور پاخانہ کرتے وقت شرمگاہ کو رو قبلہ یا پشت قبلہ نہ موڑے۔

(۵۷) احتیاط مستحب یہ ہے کہ استبراک کے موقع پر، جس کے احکام بعد میں بیان کئے جائیں گے نیز اگلی اور پچھلی شرمگاہوں کو پاک کر کے وقت بدن کا اگلا حصہ رو قبلہ نہ ہو۔

(۵۸) اگر کوئی شخص اس لیے کہ نا محرم اسے نہ دیکھے رو قبلہ یا پشت قبلہ بیٹھنے پر مجبور ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ پشت قبلہ بیٹھ جائے۔

(۵۹) احتیاط مستحب یہ ہے کہ بچے کو رفع حاجت کے لیے رو قبلہ یا پشت قبلہ یا پشت قبلہ نہ بٹھائے۔

(۶۰) چارجگہوں پر رفع حاجت حرام ہے۔

(۱) بندگلی میں رہنے والوں نے اس کی اجازت نہ دے رکھی ہو اسی طرح اگر گریز نے والوں کے لیے ضرر کا باعث ہو تو عمومی گلی کو چوں اور راستوں پر بھی رفع حاجت کرنا حرام ہے۔

(۲) اس جگہ میں جو کسی کی نجی ملکیت ہو جبکہ اس نے رفع حاجت کی اجازت نہ دے رکھی ہو۔

(۳) ان جگہوں میں جو مخصوص لوگوں کے لیے وقف ہوں مثلاً بعض مدرسے۔

(۴) مومنین کی قبروں پر جبکہ اس فعل سے ان کی بے حرمتی ہوتی ہو بلکہ اگر بے حرمتی نہ ہوتی ہو۔ ہاں ی! اگر زمین بالاصل مباح ہو تو کوئی حرج نہیں یہی صورت ہر اس جگہ کی ہے جہاں رفع حاجت دین یا مذہب کے مقدمات کی توہین کا سبب بنے

(۶۱) تین صورتوں میں مقعد (پاخانہ خارج ہونے کا مقام) فقط پانی سے پاک ہوتا ہے۔

(۱) پاخانے کے ساتھ کوئی اور نجاست مثلاً خون باہر آیا ہو۔

(۲) کوئی بیرونی نجاست مقعد پر لگ گئی ہو سو اٹے اس کے کہ خواتین میں پیشاب، پاخانے کے مخرج تک پہنچ جائے۔

(۳) مقعد کا اطراف معمول سے زیادہ آلودہ ہو گیا ہو۔

ان تین صورتوں کے علاوہ مقعد کو یا تو پانی سے دھو یا جاسکتا ہے اور یا اس طریقے کے مطابق جو بیان کیا جائے گا، کیڑے یا پتھر وغیرہ سے بھی پاک کیا جاسکتا ہے اگرچہ پانی سے دھونا بہتر ہے۔

(۶۲) پیشاب کا مخرج پانی کے علاوہ کسی چیز سے پاک نہیں ہوتا اور اسے ایک مرتبہ دھونا کافی ہے البتہ احتیاط مستحب ہے کہ دو مرتبہ دھوئیں اور بہتر یہ ہے کہ تین مرتبہ دھوئیں۔

(۶۳) اگر مقعد کو پانی سے دھویا جائے تو ضروری ہے کہ پاخانہ کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے البتہ رنگ یا بو باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر پہلی بار ہی وہ مقام یوں دھل جائے کہ پاخانہ کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے تو دوبارہ دھونا لازم نہیں۔

(۶۴) پتھر ڈھیلا یا کیڑا یا انہی جیسی دوسری چیزیں اگر خشک اور پاک ہوں تو ان سے مقعد کو پاک کیا جاسکتا ہے اور اگر ان میں معمولی نمی بھی ہو جو مقعد کو تر نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۶۵) اگر مقعد کو پتھر یا ڈھیلا یا کیڑے سے ایک مرتبہ بالکل صاف کر دیا جائے تو کافی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ تین مرتبہ صاف کیا جائے بلکہ جس چیز سے صاف کیا جائے اس کے تین ٹکڑے بھی ہوں اور اگر تین ٹکڑوں سے صاف نہ ہو تو اتنے مزید ٹکڑوں کا اضافہ کرنا ضروری ہے کہ مقعد بالکل صاف ہو جائے البتہ اگر اتنے چھوٹے ذرے باقی رہ جائیں جو عام طور پر دھوئے بغیر نہیں نکلتے تو کوئی حرج نہیں۔

(۶۶) مقعد کو ایسی چیزوں سے پاک کرنا حرام ہے جن کا احترام لازم ہو مثلاً کاپی یا اخبار کا ایسا کاغذ جس پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور انبیاء کے نام لکھے ہوں مقعد کے ہڈی یا گوبر سے پاک ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۶۷) اگر ایک شخص کو شک ہو کہ مقعد پاک کیا ہے یا نہیں تو اس پر لازم ہے کہ اسے پاک کرے اگرچہ پاخانہ کرنے کے بعد ہمیشہ متعلقہ مقام کو فوراً پاک کرنا ہو۔

(۶۸) اگر کسی شخص کو نماز کے بعد شک گزرے کہ نماز سے پہلے پیشاب یا پاخانے کا مخرج پاک کیا تھا یا نہیں تو اس نے جو نماز ادا کی وہ صحیح ہے لیکن آئندہ نمازوں کے لیے اسے پاک کرنا ضروری ہے۔

استبراء

استبراء ایک مستحب عمل ہے جو مرد پیشاب کرنے کے بعد اس غرض سے انجام دیتے ہیں تاکہ اطمینان ہو جائے کہ پیشاب نالی میں نہیں رہا اس کی کئی ترکیبیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد اگر مقعد نجس ہو گیا ہو تو اسے پاک کرے تین مرتبہ بائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی کے ساتھ مقعد سے لے کر عضو تناسل کی جڑ تک سونتے اور اس کے بعد انگوٹھے کو عضو تناسل کے اوپر اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو اس کے نیچے رکھے اور تین دفعہ سپاری تک سونتے اور تین دفعہ سپاری کو جھٹکے۔

(۷۰) وہ رطوبت جو کبھی کبھی شہوت ابھرنے پر مرد کے آلہ تناسل سے خارج ہوتی ہے اسے مذی کہتے ہیں وہ پاک ہے علاوہ ازیں وہ رطوبت جو کبھی کبھی منی کے بعد خارج ہوتی ہے اسے وذی کہا جاتا ہے یا رطوبت جو بعض اوقات پیشاب کے بعد نکلتی ہے اور جسے وذی کہا جاتا ہے اگر پیشاب اس سے نہ ملا ہو تو پاک ہے مزید یہ کہ جب کسی شخص نے پیشاب کے بعد استبراء کیا ہو اور اس کے بعد رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں شک ہو کہ پیشاب ہے یا مذکورہ بالا تین رطوبتوں میں سے کوئی ایک تو وہ بھی پاک ہے۔

(۷۱) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ استبراء کیا ہے یا نہیں اور اس کے پیشاب کے مخرج سے رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو کہ پاک ہے یا نہیں تو وہ نجس ہے نیز اگر وہ وضو کر چکا ہو تو وہ باطل ہوگا لیکن اگر اسے اس بارے میں شک ہو کہ استبراء اس نے کیا تھا وہ صحیح تھا یا نہیں اور اس دوران رطوبت خارج ہو اور وہ نہ جانتا ہو کہ وہ رطوبت پاک ہے یا نہیں تو وہ پاک ہوگی اور اس کا وضو باطل نہ ہوگا۔

(۷۲) اگر کسی شخص نے استبراء نہ کیا ہو اور پیشاب کرنے کے بعد کافی وقت گزر جائے کی وجہ سے اسے اطمینان ہو کہ پیشاب باقی نہیں رہا تھا اور اس دوران رطوبت خارج ہو اور اسے شک ہو کہ پاک ہے یا نہیں تو وہ رطوبت پاک ہوگی اور اس سے وضو بھی باطل نہ ہوگا۔

(۷۳) اگر کوئی شخص پیشاب کے بعد استبراء کر کے وضو کر لے اور اس کے بعد رطوبت خارج ہو جس کے بارے

رے میں میں اسے یقین ہو کہ پیشاب ہے یا منی تو اس پر واجب ہے کہ احتیاطاً غسل کرے اور وضو بھی کرے البتہ اس نے پہلے وضو نہ کیا ہو تو وضو کر لینا کافی ہے۔
(۷۴) عورت کے لیے پیشاب کے بعد استبراء نہیں پس اگر کوئی رطوبت خارج ہو اور شک ہو کہ یہ پیشاب ہے یا نہیں تو وہ رطوبت پاک ہوگی اور اس کے وضو اور غسل باطل نہیں کرے گی۔

رفع حاجت کے مستحبات اور مکر و بات

(۷۵) ہر شخص کے لیے مستحب ہے کہ جب بھی رفع حاجت کے لیے جائے تو ایسی جگہ بیٹھے جہاں اسے کوئی نہ دیکھے بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت پہلے بائیں اندر رکھے اور نکلتے وقت دایاں پاؤں باہر رکھے اور یہ بھی مستحب ہے کہ رفع حاجت کے وقت سر ڈھانپ کر رکھے اور بدن کا بوجھ بائیں پاؤں پر ڈالے۔
(۷۶) رفع حاجت کے وقت سو راج اور چاند کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مکر و ہے لیکن اگر اپنی شرمگاہ کسی طرح ڈھانپ لے تو مکر و ہے علاوہ ازیں رفع حاجت کے لیے ہوا کے رخ کے بالمقابل نیز گلی کو چوں راستوں مکان کے دروازوں کے سامنے اور میوہ دار درختوں کے نیچے بیٹھنا بھی مکر و ہے اور اس حالت میں کوئی چیز کھانا یا زیادہ وقت لگانا یا دائیں ہاتھ سے طہارت کرنا بھی مکر و ہے اور یہی صورت بائیں کر نے کی بھی ہے لیکن اگر مجبور ہو یا خدا کا ذکر کرے تو کوئی حرج نہیں۔
(۷۷) کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور سخت زمین پر یا جانوروں کے بلوں میں یا پانی میں، بالخصوص ساکن یا نی میں پیشاب کرنا مکر و ہے۔
(۷۸) پیشاب اور پاخانہ روکنا مکر و ہے اور اگر بدن کے لیے مکمل طور پر مضر ہو تو حرام ہے۔
(۷۹) نماز سے پہلے، سونے سے پہلے، مباشرت کرنے سے پہلے اور منی نکلنے کے بعد پیشاب کرنا مستحب ہے۔

نجاسات

(۸۰) دس چیزیں نجس ہیں۔
(۸۱) پیشاب اور پاخانہ (۳) منی (۴) مردار (۵) خون (۶-۷) کتا اور سور (۸) کافر (۹) شراب (۱۰) نجاست خور حیوان کا پسینہ۔

۲،۱ پیشاب اور پاخانہ

(۸۱) انسان اور ہر اس حیوان کا جس کا گوشت حرام ہے اور جس کا خون جہندہ ہے یعنی اگر اس کی رگ کاٹی جائے تو اس کا خون اچھل کر نکلتا ہے پیشاب اور پاخانہ نجس ہے ہاں ان حیوانوں کا پاخانہ پاک ہے جن کا گوشت حرام ہے مگر ان کا خون اچھل کر نہیں نکلتا مثلاً وہ مچھلی جس کا گوشت حرام ہے اور اسی طرح گوشت نہ رکھنے والے چھوٹے حیوان مثلاً مکھی، کٹھمل اور پسو کا فضلہ یا آلائش بھی پاک ہے لیکن حرام گوشت حیوان کہ جو اچھلنے والا خون نہ رکھتا ہو احتیاطاً لازم کی بنا پر اس کے پیشاب سے بھی پرہیز کرنا ضروری ہے۔
(۸۲) جن پرندوں کا گوشت حرام ہے ان کا پیشاب اور فضلہ پاک ہے لیکن اس سے پرہیز بہتر ہے۔
(۸۳) نجاست خور حیوان کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے اور اس طرح اس بھیڑ کے بچے کا پیشاب اور پاخانہ جس نے سورنی کا دو دھپیا ہونجس ہے جس کی تفصیل کھانا پینے کے احکام میں آئے گی اسی طرح اس حیوان کا پیشاب اور پاخانہ بھی نجس ہے جس سے کسی انسان نے بدفعی کی ہو۔

۳۔ منی

(۸۴) مرد اور خون جہندہ رکھنے والے ہر نر حرام گوشت جانور کی منی نجس ہے وہ رطوبت بھی منی کا حکم رکھتی ہے جو عورت کے بدن سے اس طرح شہوت کے ساتھ نکلے جو اس کی جنابت کا سبب بنے جس کی تفصیل مسئلہ نمبر ۳۴۵ میں آئے گی احتیاطاً جب یہ ہے کہ خون جہندہ رکھنے والے نر حلال گوشت کی منی سے بھی اجتناب کیا جائے۔

۴۔ مردار

(۸۵) انسان کی اور اچھلنے والا خون رکھنے والے ہر جانور کی لاش نجس ہے خواہ وہ (قدرتی طور پر) خود مر ہو یا شرعی طریقے کے علاوہ کسی اور طریقے سے ذبح کیا گیا ہو۔
 مچھلی جو نکلے اور لاش کے علاوہ کسی اور طریقے سے ذبح کیا گیا ہو۔
 (۸۶) لاش کے وہ اجزاء جن میں جان نہیں ہوتی وہ بھی پاک ہیں مثلاً اون، بال، ہڈیاں اور دانت۔
 (۸۷) جب کسی انسان یا کسی جہندہ خون والے حیوان کے بدن سے اس کی زندگی کے گوشت یا کوئی دوسرا ایسا حصہ جس میں جان ہو جدا کر لیا جائے تو وہ نجس ہے۔
 (۸۸) اگر ہونٹوں یا بدن کی کسی اور جگہ سے باریک سی تہہ (پیڑی) اکھیڑ لی جائے تو اگر اس میں روح نہ ہو اور آسانی سے اکھیڑ جائے تو وہ پاک ہے۔
 (۸۹) مردہ مرغی کے پیٹ سے جو انڈا نکلے وہ پاک ہے چاہے اوپر کا چھلکا سخت ہو اور لیکن اس کا چھلکا دھو لینا ضروری ہے۔
 (۹۰) اگر بھیڑ یا بکری کا بچہ (میمنہ) گھاس کھانے کے قابل ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ پنیر ماہیہ جو اس کے شیر دان میں ہوتا ہے تو پاک ہے لیکن ٹاٹ نہ ہو سکے کہ یہ عموماً مانع ہوتا ہے تو ضروری ہے کہ اس کے ظاہر کو دھو لیا جائے جو مردار کے بدن سے مس ہو چکا ہے۔
 (۹۱) سیال دوانیاں، عطر روغن (تیل، گھی) جو تون کی پالاش اور صابن جنہیں باہر سے درآمد کیا جاتا ہے اگر ان کی نجاست کے بارے میں یقین نہ ہو تو پاک ہیں۔
 (۹۲) گوشت چربی اور چمڑا جس کے بارے میں احتمال ہو کہ کسی ایسے جانور کا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے پاک ہے لیکن اگر یہ چیزیں کسی کافر سے لی گئی ہوں یا کسی ایسے مسلمان سے لی ہوں جس نے کافر سے لی ہوں اور یہ تحقیق نہ کی ہو کہ آیا کہ یہ کسی ایسے جانور کی ہیں جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں تو ایسے گوشت اور چربی کا کھانا حرام ہے البتہ ایسے چمڑے پر نماز جائز ہے لیکن یہ چیزیں مسلمانوں سے بازار سے خریدی جائیں اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس سے پہلے یہ کسی کافر سے خریدی گئی تھیں یا احتمال اس بات کا ہو کہ تحقیق کر لی گئی ہے تو خواہ کافر سے ہی خریدی جائیں اس گوشت اور چربی کا کھانا اس شرط پر جائز ہے کہ وہ مسلمان اس میں کوئی ایسا تصرف کرے جو حلال گوشت سے مخصوص ہے مثلاً اسے کھانے کے لیے بیچ دے جائز ہے۔

۵۔ خون

(۹۳) انسان کا اور خون جہندہ رکھنے والے ہر حیوان کا خون نجس ہے پس ایسے جانوروں مثلاً مچھلی اور مچھر کا خون جو اچھل کر نہیں نکلتا پاک ہے۔
 (۹۴) جن جانوروں کا گوشت حلال ہے اگر انہیں شرعی طریقے سے ذبح کیا جائے اور ضروری مقدار میں اس کا خون خارج ہو جائے تو جو خون خارج ہو جائے تو خون بدن میں باقی رہ جائے وہ پاک ہے لیکن اگر (نکلنے والا) خون جانور کے سانس لینے سے یا اس کا سر بلند جگہ پر ہونے کی وجہ سے بدن میں پلٹ جائے تو وہ نجس ہوگا۔
 (۹۵) جس انڈے کی زردی میں خون کا ذرہ موجود ہو، احتیاطاً مستحب ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔
 (۹۶) وہ خون جو بعض اوقات دو دھوہتے ہوئے نظر آتا ہے نجس ہے اور دو دھوہ کو بھی نجس کر دیتا ہے۔
 (۹۷) اگر دانتوں کی ریحوں سے نکلنے والا خون لعاب دہن سے مخلوط ہو جائے پر ختم ہو جائے تو اس لعاب سے پرہیز لازم نہیں ہے۔
 (۹۸) جو خون چوٹ لگنے کی وجہ سے ناخن یا کھال کے نیچے جم جائے اگر اس کی شکل ایسی ہو کہ لوگ اسے خون نہ کہیں تو وہ پاک ہے۔ اور اگر خون کہیں اور وہ ظاہر ہو جائے تو نجس ہوگا ایسی صورت میں اگر ناخن یا کھال میں سوراخ ہو جائے کہ خون بدن کا ظاہری حصہ سمجھا جا رہا ہو اور خون نکال کر وضو یا غسل کے لیے اس مقام کا پاک کرنا بہت زیادہ تکلیف کا باعث ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کر لے۔
 (۹۹) اگر کسی شخص کو یہ پتہ نہ چلے کہ کھال کے نیچے خون جم گیا ہے یا چوٹ لگنے کی وجہ سے گوشت نے ایسی شکل اختیار کر لی ہے تو وہ پاک ہے۔
 (۱۰۰) اگر کھانا پکا ہے تو خون کا ایک ذرہ بھی اس میں گر جائے تو سارا کھانا اور برتن احتیاطاً لازم کی بنا پر نجس ہو جائے گا ابال، حرارت اور آگ انہیں پاک نہیں کر سکتے۔

(۱۰۱) پیپ یعنی وہ زرد مواد جو زخم کی حالت بہتر پر اس کے چاروں طرف پید ابو جاتا ہے اس کے متعلق اگر یہ معلوم نہ ہو کہ اس میں خون ملا ہوا ہے تو وہ پاک ہو گا۔

۶،۷۔ کتا اور سور

(۱۰۲) کتا اور سور نجس ہیں حتیٰ کہ ان کے بال، ہڈیاں، پنچے، ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں۔

۸۔ کافر

(۱۰۳) کافر یعنی وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے وجود یا اس کی وحدانیت کا اقرار نہ کرتا ہو نجس ہے اسی طرح غالی (یعنی وہ لوگ جو ائمہ % کسی کو خدا کہیں یہ کہ خدا امام میں حلول کر گیا ہے) اور خارجی و ناصبی (وہ لوگ جو ائمہ علیہم السلام سے بیز اور بغض کا اظہار کریں) بھی نجس ہیں اسی طرح وہ شخص جو کسی نبی کی نبوت یا ضرورت دین میں سے کسی کا ایسا انکار کرے جو جزوی طور پر ہی سہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کا سبب بنے، نجس ہے البتہ اہل کتاب یعنی یہودی، عیسائی اور مجوسی پاک مانیں جائیں گے۔

(۱۰۴) کافر کا تمام بدن حتیٰ کہ اس کے بال ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں۔

(۱۰۵) اگر کسی نابالغ بچے کے باپ دادا اور دادی کافر ہوں تو وہ بچہ بھی نجس ہے البتہ اگر وہ سوجھ بوجھ بھی رکھتا ہو اور اسلام کا اظہار کرتا ہو تو وہ پاک ہے لیکن اگر اپنے والدین سے منہ موڑ کر مسلمانوں کی طرف مائل ہو یا تحقیق کر رہا ہو تو اس کے نجس ہونے کا حکم لگانا مشکل ہے ہاں! اگر اس کے ماں باپ دادا دی یا ان میں سے کوئی مسلمان ہو تو مسئلہ نمبر ۲۱۷ میں آنے والی تفصیل کے مطابق وہ بچہ پاک ہو گا۔

(۱۰۶) اگر کسی شخص کے متعلق یہ علم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا نہیں اور کوئی علامت اس کے مسلمان ہونے کی نہ ہو تو وہ پاک سمجھا جائے گا لیکن اس پر اسلام کے دوسرے احکام کا اطلاق نہیں ہو گا مثلاً نہ ہی وہ مسلمان عورت سے شادی کر سکتا ہے اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاسکتا ہے۔

(۱۰۷) جو شخص (خانوادہ رسالت کے) بارہ اماموں میں سے کسی ایک کو بھی دشمنی کی بنا پر گالی دے وہ نجس ہے۔

۹۔ شراب

(۱۰۸) شراب نجس ہے اس کے علاوہ مسلمانوں کو مست کر دینے والی چیزیں نجس نہیں ہیں۔

(۱۰۹) صنعتی اور طبعی الکحل کی تمام اقسام پاک ہیں۔

(۱۱۰) اگر انگور کے رس کے خود بخود یا پکانے پر ابال آجائے تو پاک ہے لیکن اس کا کھانا پینا حرام ہے اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر ابلہوا انگور حرام ہے لیکن نجس نہیں۔

(۱۱۱) کھجور، منقہ، کشمش اور ان کے شیرے میں چاہے ابال آجائے تو بھی پاک ہیں اور ان کا کھانا حلال ہے۔

(۱۱۲) فحاشی جو عام طور پر جو سے تیار ہوتی ہے اور ہلکے نشے کا سبب بنتی ہے حرام ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر نجس ہے لیکن وہ آب جو پاک ہے جو حلال ہے جو کسی قسم کے نشے کا سبب نہیں بنتی۔

۱۰۔ نجاست کھانے والے حیوان کا پسینہ

(۱۱۳) اس اونٹ کا پسینہ جسے انسانی نجاست کھانے کی عادت ہو نجس ہے اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر

اس قسم کے دوسرے حیوانات کا پسینہ حیوانات کا پسینہ بھی نجس ہے۔

(۱۱۴) جو شخص فعل حرام سے جنب ہوا ہو اس کا پسینہ پاک ہے اور اس کے ساتھ نماز بھی صحیح ہے۔

نجاست ثابت ہونے کے طریقے

(۱۱۵) کسی بھی چیز کی نجاست تین طریقوں سے ثابت ہوتی ہے۔

(۱) خود انسان کو یقین یا عقلی طریقے سے اطمینان ہو جائے کہ فلاں چیز نجس ہے اگر کسی چیز سے متعلق محض گمان ہو کہ نجس ہے تو اس سے پرہیز کرنا لازم نہیں لہذا قبوہ خانوں اور بوتلوں میں جہاں لاہر والوگ

اور ایسے کہا تے پیتے ہیں جو نجاست اور طہارت کا لحاظ نہیں کر تے کھانا کھانے کی صورت یہ ہے کہ جب تک انسان کو اطمینان نہ ہو کہ جو کھانا اس کے لیے لایا ہے وہ نجس ہے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔
(۲) کسی کے اختیار میں کوئی چیز ہو اور اس چیز کے بارے میں کہے کہ نجس ہے اور وہ شخص غلط بیانی نہ کر تا ہو مثلاً اگر کسی شخص کی بیوی یا نوکر ملازمہ کہے کہ برتن یا کوئی دوسری چیز جو اس کے اختیار میں ہے تو وہ نجس شمار ہو گی۔

(۳) اگر دو عادل آدمی کہیں کہ ایک چیز نجس ہے تو وہ نجس شمار ہو گی بشرطیکہ وہ اس کی نجس ہونے کی وجہ بیان کریں مثلاً کہیں کہ یہ چیز خون یا پیشاب سے نجس ہوئی ہے ہاں! اگر ایک عادل یا قابل اطمینان شخص اطلاع دے لیکن اس کی بات سے اطمینان نہ آئے تو احتیاطاً جب کی بنا پر اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

(۱۱۶) اگر کوئی شخص مسئلے سے عدم واقفیت کی بنا پر یہ نہ جان سکے کہ ایک چیز نجس ہے یا پاک مثلاً اسے یہ علم نہ ہو کہ چوبے کی مینگنی پاک ہے یا نہیں تو اسے چاہیے کہ مسئلہ پوچھ لے لیکن اگر مسئلہ جانتا ہو اور اس کے بارے میں اسے شک ہو کہ پاک ہے یا نہیں مثلاً اسے شک ہو کہ وہ خون ہے یا نہیں یا یہ نہ جانتا ہو کہ مچھر کا خون ہے یا انسان کا تو وہ چیز پاک شمار ہو گی اور اس کے بارے میں چھان بین کرنا پوچھنا لازم نہیں۔

(۱۱۷) اگر کسی نجس چیز کے بارے میں کوئی شک ہو کہ پاک ہو گئی ہے یا نہیں تو وہ نجس ہے اسی طرح اگر کسی پاک چیز کے بارے میں شک ہو کہ نجس ہو گئی ہے یا نہیں تو وہ پاک ہے اگر کوئی شخص ان چیزوں کے نجس یا پاک ہونے کے متعلق پتا چلا بھی سکتا ہو تو تحقیق ضروری نہیں ہے۔

(۱۱۸) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ دو برتن یا دو کپڑے وہ استعمال کرتا ہے ان میں سے ایک نجس ہو گیا ہے لیکن اسے یہ علم نہ ہوا ہو کہ ان میں سے کونسا ہوا ہے تو دونوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے اور مثال کے طور پر اگر یہ نہ جانتا ہو خود اس کا کپڑا نجس ہوا ہے یا وہ کپڑے جو اس کے زیر استعمال نہیں ہیں اور کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہے تو یہ ضروری نہیں کہ اپنے کپڑے سے اجتناب کرے۔

پاک چیز نجس کیسے ہوتی ہے؟

(۱۱۹) اگر کوئی پاک چیز کسی نجس چیز سے لگ جائے اور دونوں یا ان میں سے ایک قدر تر ہو کہ ایک کی تری دوسرے تک پہنچ جائے تو پاک چیز نجس ہو جائے گی لیکن اگر واسطہ متعدد ہو جائے تو نجس نہیں ہو گی مثلاً اگر دایاں ہاتھ پیشاب سے نجس ہو اور یہ ہاتھ ایک نئی رطوبت سے ساتھ بائیں ہاتھ کو لگے تو وہ بائیاں ہاتھ بھی نجس ہو جائے گا اب اگر بائیاں ہاتھ خشک ہونے کے بعد مثلاً تر لباس سے لگے تو وہ لباس بھی نجس ہو جائے گا لیکن اب اگر وہ لباس کسی دوسری چیز کو لگ جائے تو وہ چیز نجس نہیں ہو گی ہاں! اگر تری اتنی کم ہو کہ دوسری چیز کو نہ لگے تو پاک چیز نجس نہیں ہو گی خواہ وہ عین نجس کو بیکیوں نہ لگی ہو۔
(۱۲۰) اگر کوئی پاک چیز کسی نجس چیز کو لگ جائے اور ان دونوں یا کسی ایک کے تریوں نے کے متعلق شک ہو تو پاک چیز نجس نہیں ہوتی۔

(۱۲۱) ایسی دو چیزیں جن کے بارے میں انسان کو علم نہ ہو کہ ان میں سے کون سی پاک ہے اور کون سی نجس، اگر ایک پاک اور تر چیز ان میں سے کسی ایک چیز کو چھو جائے تو اس سے پرہیز کرنا ضروری نہیں سوائے بعض صورتوں میں جیسے اس صورت میں جن ان دونوں مشکوک نجس چیزوں کی سابقہ یقینی حالت نجاست کی حالت ہو یا مثلاً اس صورت میں جب کوئی اور پاک چیز رطوبت کے ساتھ دوسری مشکوک چیز سے لگ جائے۔

(۱۲۲) اگر زمین کپڑا یا ایسی دوسری چیزیں تر ہوں تو ان کے جس حصے کو نجاست لگے گی وہ نجس ہو جائے گا اور باقی حصہ پاک رہے گا یہی حکم کھیرے اور خر بوزے وغیرہ کے بارے میں ہے۔
(۱۲۳) جب شیرے، تیل (گھی) یا ایسی ہی کسی اور چیز کی صورت میں ایسی ہو کہ اگر اس کی کچھ مقدار نکال کی جائے تو اس کی جگہ خالی نہ رہے تو جو نہی وہ ذرہ بھر نجس ہو گا تو سارے کا سارا نجس ہو جائے گا لیکن اس کی صورت ایسی ہو کہ نکالنے کے مقام پر جگہ خالی رہے اگرچہ بعد میں ہی پُر ہو جائے تو صرف وہی حصہ نجس ہو گا جسے نجاست لگی ہے لہذا اگر چوبے کی مینگنی اس میں گر جائے تو جہاں وہ مینگنی گری ہے وہ جگہ نجس اور باقی پاک ہے۔

(۱۲۴) اگر مکھی یا ایسا ہی کوئی جاندار ایک ایسی چیز پر بیٹھے جو نجس ہو اور بعد ازاں ایک تر پاک چیز پر بیٹھ جائے اور علم ہو جائے کہ اس جاندار کے ساتھ نجاست تھی تو پاک چیز نجس ہو جائے گی اور اگر علم نہ ہو تو پاک رہے گی۔

(۱۲۵) اگر بدن کہ کسی حصے پر پسینہ ہو اور وہ حصہ نجس ہو جائے اور پھر پسینہ بہہ کر بدن کے دوسرے حصوں تک چلا جائے تو جہاں جہاں پسینہ بہے گا بدن کے وہ حصے نجس ہو جائیں گے لیکن اگر پسینہ آگے نہ بہے تو باقی بدن پاک رہے گا۔

(۱۲۶) جو بلغم ناک یا گلے سے خارج ہو اگر اس میں خون ہو تو بلغم میں جہاں خون ہو گا نجس اور باقی حصہ پاک ہو گا لہذا اگر یہ بلغم منہ یا ناک کے باہر لگ جائے تو بدن کے جس مقام کے بارے میں یقین ہو کہ نجس بلغم اس پر لگا ہے نجس ہے اور جس جگہ کے بارے میں شک ہو کہ وہاں بلغم کا نجاست والا حصہ پہنچا ہے یا نہیں وہ پاک ہو گا۔

(۱۲۷) اگر کوئی ایسا لوٹا جس کے پیندے میں سور یا خبث ہو نجس زمین پر رکھ دیا جائے اور اس سے بہنے والا پانی آگے بہنا بند ہو کر لوٹے کے نیچے اس طرح جمع ہو جائے کہ لوٹے کے اندر والے پانی کے ساتھ اسے ایک ہی پانی کہا جاسکے تو لوٹے کا پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر لوٹے کا پانی تیزی کے ساتھ بہتا رہے تو نجس نہیں ہو گا۔

(۱۲۸) اگر کوئی چیز بدن میں داخل ہو کر نجاست سے جا ملے لیکن بدن سے باہر آنے پر نجاست آلودہ نہ ہو تو وہ چیز پاک ہے چنانچہ اگر انیما کا سامان یا س کا پانی مقعد میں داخل کیا جائے یا سوئی چاقو یا کوئی اور ایسی چیز بدن میں چبھ جائے اور باہر نکلنے پر نجاست آلودہ نہ ہو تو نجس نہیں ہے اگر تھوک اور ناک کا پانی جسم کے اندر خون سے جا ملے لیکن باہر نکلنے پر خون آلودہ نہ ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

احکام نجاست

(۱۲۹) قرآن مجید کی تحریر اور ورق جو نجس کرنا جب کہ یہ فعل ہے حرمتی میں شمار ہوتا ہو بلاشبہ حرام ہے اور اگر نجس ہو جائے تو فوراً پانی سے دھونا ضروری ہے بلکہ اگر بے حرمتی کا پہلو نہ بھی نکلے تب بھی احتیاطاً جب کی بنا پر کلام پاک کو نجس کرنا حرام اور پانی سے دھونا واجب ہے۔

(۱۳۰) اگر قرآن مجید کی جلد نجس ہو جائے اور اس سے قرآن مجید کی بے حرمتی ہوتی ہو تو جلد کو پانی سے دھونا ضروری ہے۔

(۱۳۱) قرآن مجید کو کسی عین نجاست مثلاً خون یا مہ دار پر رکھنا خواہ وہ عین نجاست خشک ہی کیوں نہ ہو اگر قرآن مجید کی بے حرمتی کا باعث ہو تو حرام ہے۔

(۱۳۲) قرآن مجید کو نجس روشنائی سے لکھنا خواہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو اسے نجس کرنے کا حکم رکھتا ہے اگر لکھا جا چکا ہو تو اسے پانی سے دھو کر یا چھیل کر یا کسی اور طریقے سے مٹا دینا ضروری ہے۔

(۱۳۳) اگر کافر کو قرآن مجید دینا بے حرمتی کا موجب ہو تو حرام ہے اور اس سے قرآن مجید واپس لے لینا واجب ہے۔

(۱۳۴) اگر قرآن مجید کا کوئی ورق یا کوئی ایسی چیز جس کا احترام ضروری ہو، مثلاً ایسا کاغذ جس پر اللہ تعالیٰ کا یا حضرت رسول خدا ﷺ کا یا کسی امام کا نام لکھا ہو بیت الخلا میں گر جائے تو اسے باہر نکالنا اور اسے دھونا واجب خواہ اس پر کچھ رقم ہی کیوں نہ خرچ کر نی پڑے اور اگر اس کا باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس وقت تک بیت الخلا کو استعمال نہ کیا جائے جب تک یقین ہو کہ وہ گل کر ختم ہو گیا ہے اسی طرح اگر خاک شفاء بیت الخلا میں گر جائے اور اس کا نکالنا ممکن نہ ہو تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ وہ بالکل ختم ہو چکی ہے اس بیت الخلا کو استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

(۱۳۵) نجس چیز کا کھانا پینا یا کسی دوسرے کو کھلانا حرام ہے لیکن بچے یا دیوانے کو کھلانا پلانا جائز ہے اور اگر بچہ یا دیوانہ نجس غذا کھائے پینے یا نجس ہاتھ سے غذا کو نجس کر کے کھائے تو اسے روکنا ضروری نہیں۔

(۱۳۶) جو نجس چیز پاک کی جاسکتی ہو اسے بیچنے اور ادھار دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کے نجس ہونے میں جب یہ دو شرطیں موجود ہوں تو خریدنے یا ادھار لینے والے کو بتانا ضروری ہے۔

(۱) جب اندیشہ ہو کہ دوسرا فریق کسی واقعہ میں گرفتار ہو گا مثلاً اس (نجس چیز) کو کھانے

پینے میں استعمال کرے گا اگر ایسا نہ ہو تو بتانا ضروری نہیں ہے مثلاً لباس کے نجس ہونے کے بارے میں بتانا ضروری نہیں جسے پہن کر دوسرا فریق نماز پڑھے گا کیونکہ لباس کا پاک ہونا شرط واقعی نہیں ہے۔
 (۲) جب بیچنے یا ادھار دینے والے کو توقع ہو کہ دوسرا فریق اس بات پر عمل کرے گا اور اگر جانتا ہو کہ دوسرا فریق اس کی بات پر عمل نہیں کرے گا تو اسے بتانا ضروری نہیں ہے۔
 (۱۳۷) اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو نجس کھاتے یا نجس لباس سے نماز پڑھتے دیکھے تو اسے اس بارے میں کہنا ضروری نہیں۔

(۱۳۸) اگر گھر کا کوئی حصہ یا قالین یا (دری) نجس ہو اور وہ دیکھے کہ اس کے گھر آنے والوں کا بدن، لبا س یا کوئی اور چیز تری کے ساتھ جگہ سے جا لگی ہے اور صاحب خانہ اس کا باعث ہوا ہو تو شرطوں کے ساتھ گزشتہ مسئلے میں بیان ہوئی ہیں ان لوگوں کو اس بارے میں آگاہ کر دینا ضروری ہے۔
 (۱۳۹) اگر میزبان کو کھانا کھانے کے دوران پتہ چلے کہ غذا نجس ہے تو شرطوں کے مطابق جو مسئلہ ۱۳۶ میں بیان ہوئی ہیں ضروری ہے کہ مہمانوں کو اس کے متعلق آگاہ کر دے لیکن اگر مہمانوں میں سے کسی کو علم ہو جائے تو اس کے لیے دوسروں کو بتانا ضروری نہیں البتہ اگر وہ ان کے ساتھ ہوں گھل مل کر رہتا ہو کہ ان کے نجس ہونے کی وجہ سے خود بھی نجاست میں مبتلا ہو کر واجب احکام کی مخالفت کا مرتکب ہوگا تو ان کو بتانا ضروری ہے۔

(۱۴۰) اگر کوئی ادھار لی ہوئی چیز نجس ہو جائے تو اس کے مالک کو شرطوں کے ساتھ جو مسئلہ ۱۳۶ میں بیان ہوئی ہیں آگاہ کرے۔

(۱۴۱) اگر بچہ کہے کہ کوئی چیز نجس ہے یا کہے کہ اس نے کسی چیز کو دھو لیا ہے تو اس بات پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے لیکن اگر بچہ ممیز ہو اور نجاست و طہارت کو بخوبی سمجھتا ہو اور وہ کہے کہ اس نے ایک چیز پانی سے دھوئی ہے جبکہ وہ چیز وہ چیز اس کے استعمال میں ہو یا بچے کا قول اعتماد کے قابل ہو تو اس کی بات قبول کر لینی چاہیے اور یہی حکم ہے کہ بچے کہے کہ وہ چیز نجس ہے۔

مطہرات

(۱۴۲) بارہ چیزیں ایسی ہیں جو نجاست کو پاک کرتی ہیں اور انہیں مطہرات کہا جاتا ہے۔
 (۱) پانی (۲) زمین (۳) سورج (۴) استحلالہ (۵) انقلاب (۶) انتقال (۷) اسلام (۸) تبعیت (۹) عین نجاست کا زائل ہونا (۱۰) نجاست خور حیوان کا استبراء (۱۱) مسلمان کا غائب ہونا (۱۲) ذبیحہ کے بدن کا نکل جانا

۱۔ پانی

(۱۴۳) پانی چار شرطوں کے ساتھ نجس چیز کو پاک کرتا ہے۔
 (۱) پانی مطلق ہو مضاف پانی مثلاً عرق گلاب یا عرق بیدمشک سے نجس چیز پاک نہیں ہوتی۔

(۲) پانی پاک ہو۔

(۳) نجس چیز کو دھونے کے دوران پانی مضاف نہ بن جائے جب کسی چیز کو پاک کرنے کے لیے پانی سے دھویا جائے اور اس کے بعد مزید دھونا ضروری نہ ہو تو یہ بھی لازم ہے کہ اس پانی میں نجاست کی بُو ر نگی یا ذائقہ موجود نہ ہو لیکن اگر دھونے کی صورت اس سے مختلف ہو (یعنی وہ آخری دھونا نہ ہو) اور پانی کی بُو ر نگی اور ذائقہ بدل جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں مثلاً اگر کوئی چیز گُر پانی یا قلیل پانی سے دھوئی جائے اور اسے دو مرتبہ دھونا ضروری ہو تو خواہ پانی کی بُو ر نگی اور ذائقہ پہلی دفعہ دھونے کے وقت بدل جائے لیکن دوسری دفعہ استعمال کیے جانے والے پانی میں ایسی کوئی تبدیلی رونما نہ ہو تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

(۴) نجس چیز کو پانی سے دھونے کے بعد اس میں عین نجاست کے ذرات باقی نہ رہیں۔
 نجس چیز کو قلیل پانی یعنی ایک گُر سے کم پانی سے پاک کرنے کی کچھ اور شرائط بھی ہیں جن کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۱۴۴) نجس برتن کے اندرونی حصے کو قلیل پانی سے تین دفعہ دھونا ضروری ہے اور گُر یا جاری پانی کا بھی احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم ہے لیکن جس برتن سے کتے نے پانی یا کوئی اور مائع چیز پی ہوا سے

پہلے پاک مٹی سے ما نجهنا چاہئے پھر اس برتن سے مٹی کو دور کر ناچاہیے اس کے بعد قلیل یا گری یا پانی سے دو دفعہ دھونا چاہیے اسی طرح اگر کتے نے کسی برتن کو چاٹا ہو اور کوئی چیز اس میں باقی رہ جائے تو اسے دھوئے مٹی سے ما نجهنا لینا ضروری ہے البتہ اگر کتے کے لعاب کسی برتن میں گر جائے یا اس کے بدن کا کوئی حصہ اس برتن سے لگے تو احتیاطاً لازم کی بنا پر اسے مٹی سے ما نجهنے کے بعد تین دفعہ پانی سے دھونا ضروری ہے۔

(۱۴۵) جس برتن میں کتے نے منہ ڈالا ہے اگر اس کا منہ تنگ ہو تو اس میں مٹی ڈال کر خوب ہلائیں تاکہ مٹی برتن کے تمام اطراف میں پہنچ جائے اس کے بعد اسے اسی ترتیب کے مطابق دھوئیں جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں ہو چکا ہے۔

(۱۴۶) اگر کسی برتن کو سوراچاٹے یا اس میں اس سے کوئی سیال چیز پی جائے یا اس برتن میں جنگلی چوہا مر گیا ہو تو اسے قلیل یا گری یا پانی سے گری یا پانی سے سات مرتبہ دھونا ضروری ہے لیکن مٹی سے ما نجهنا ضروری نہیں۔

(۱۴۷) جو برتن شراب سے نجس ہو گیا ہو اسے تین مرتبہ دھونا ضروری ہے اس بارے میں قلیل یا گری یا پانی کا کوئی فرق نہیں اور احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ اسے سات بار دھو یا جائے۔

(۱۴۸) اگر ایک ایسا برتن کو نجس مٹی سے تیار کیا گیا ہو یا جس میں نجس پانی سراپت کر گیا ہو گری یا پانی میں ڈال دیا جائے تو جہاں جہاں وہ پانی پہنچے گا برتن پاک ہو جائے گا اور اگر اس برتن کے اندر وئی اجزاء کو بھی پاک کرنا مقصود ہو تو اسے گری یا پانی میں اتنی دیر پڑا رہنے دینا چاہیے کہ پانی تمام برتن میں سراپت کر جائے اور اگر برتن میں کوئی ایسی نمی ہو جو پانی کے اندر وئی حصوں تک پہنچنے میں مانع ہو تو پہلے اسے خشک کر لینا ضروری ہے اور پھر برتن کو گری یا پانی میں ڈال لینا چاہیے۔

(۱۴۹) جس برتن کو قلیل پانی سے دو طریقے سے دھو یا جا سکتا ہے :

پہلا طریقہ : برتن کو تین دفعہ بھرا جائے اور ہر دفعہ خالی کر دیا جائے۔

دوسرا طریقہ : برتن میں تین دفعہ مناسب مقدار میں پانی ڈالیں اور ہر دفعہ پانی کو یوں گھمائیں کہ وہ تمام نجس مقامات تک پہنچ جائے اور پھر اسے گرا دیں۔

(۱۵۰) اگر بڑا برتن مثلاً دیگ یا مرتبان نجس ہو جائے تو تین دفعہ خالی کرنے کے بعد پاک ہوتا ہے اسی طرح اگر اس میں تین دفعہ اوپر سے اس طرح پانی انڈیلیں کہ اس کے تمام اطراف تک پہنچ جائے اور ہر دفعہ اس کی تہ میں جو پانی جمع ہو جائے اس کو نکال دیں تو برتن پاک ہو جائے گا اگر چہ احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ دوسری اور تیسری بار جس برتن کے ذریعے پانی نکالا جائے اسے بھی دھو یا جائے۔

(۱۵۱) اگر نجس تانبے وغیرہ کو پگھلا کر پانی سے دھو یا جائے تو اس کا ظاہری حصہ پاک ہو جائے گا۔

(۱۵۲) اگر تنور پیشاب سے نجس ہو جائے اور اس میں اوپر سے ایک مرتبہ یوں پانی ڈالا جائے کہ اس کی تمام اطراف تک پہنچ جائے تو تنور پاک ہو جائے گا اور احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ یہ عمل دو دفعہ کیا جائے اور اگر تنور پیشاب کے علاوہ کسی اور چیز سے نجس ہو ابو تو نجاست دور کرنے کے بعد مذکورہ طریقے کے مطابق اس میں ایک دفعہ پانی ڈالنا کافی ہے اور بہتر یہ ہے کہ تنور کی تہ میں ایک گڑھا کھود دیا جائے جس میں پانی جمع ہو سکے پھر اس پانی کو نکال لیا جائے اور گڑھے کو پاک مٹی سے پر کر دیا جائے۔

(۱۵۳) اگر کسی نجس چیز کو گری یا پانی میں ایک دفعہ یوں ڈبو یا جائے کہ پانی اس کے تمام نجس مقامات تک پہنچ جائے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی اور قالین یا دری اور لباس وغیرہ کو پاک کرنے کے لیے اسے نچوڑنا اور اسی طرح سے ملنا یا پاؤں سے رگڑنا ضروری نہیں ہے اور اگر بدن یا لباس پیشاب سے نجس ہو گیا ہو تو اسے کریانی میں دو دفعہ دھونا بھی لازم ہے البتہ گری پانی میں ایک بار دھونا ہی کافی ہے۔

(۱۵۴) اگر کسی ایسی چیز کو جو پیشاب سے نجس ہو گی ہو قلیل پانی سے دھونا مقصود ہو تو اس پر ایک دفعہ یوں پانی بہا دیں کہ پیشاب اس چیز میں باقی نہ رہے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی البتہ لباس اور بدن پر دو دفعہ پانی بہانا ضروری ہے تاکہ وہ پاک ہو جائیں لیکن جہاں تک لباس قالین دری اور ان سے ملتی جلتی چیزوں کا تعلق ہے انہیں ہر دفعہ پانی ڈالنے کے بعد نچوڑنا چاہیے تاکہ غسلہ ان میں سے نکل جائے (غسلہ یا دھوون اس پانی کو کہتے ہیں جو کسی دھوئی جانے والی چیز سے دھلنے کے دوران یا دھل جانے کے بعد خود بخود یا نچوڑنے سے نکلتا ہے)۔

(۱۵۵) جو چیز ایسے شیر خوار لڑکے یا لڑکی کے پیشاب سے نجس ہو جائے جس نے دو دھکے علاوہ کوئی

غذا کھانا شر و ع نہ کی ہواگراس پر ایک دفعہ پانی ڈالا جائے کہ تمام نجس مقامات پر پہنچ جائے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ مزید ایک بار اس پر پانی ڈالا جائے لباس قالین اور دری وغیرہ کو نچوڑنا ضروری نہیں۔

(۱۵۶) اگر کوئی چیز پیشاب کے علاوہ کسی نجاست سے نجس ہو جائے تو وہ نجاست دور کر کے بعد ایک دفعہ قلیل پانی اس پر ڈالا جائے جب وہ پانی بہ جائے تو وہ چیز پاک ہو جاتی ہے البتہ لباس اور اس سے ملتی جلتی چیزوں کو نچوڑنا ضروری ہے تاکہ ان کا دھوون نکل جائے۔

(۱۵۷) اگر کسی نجس چٹائی کو جو دھاگوں سے بنی ہوئی ہو یا جاری پانی میں ڈبو دیا جائے تو عین نجاست دور ہونے کے بعد وہ پاک ہو جائے گی لیکن اگر اسے قلیل پانی سے دھویا جائے تو جس طرح بھی ممکن ہو اس کا نچوڑنا ضروری ہے خواہ اس میں پاؤں ہی کیوں نہ چلانے پڑیں تاکہ اس کا دھوون الگ ہو جائے۔

(۱۵۸) اگر گندم، چاول صابن وغیرہ کا اوپر والا حصہ نجس ہو جائے تو وہ کُریا جاری پانی سے دھوئے سے پاک ہو جائے گا انہیں قلیل پانی سے بھی پاک کیا جاسکتا ہے لیکن اگر ان کی اندرونی حصہ نجس ہو جائے تو کُریا جاری پانی کے ان چیزوں کے اندر تک پہنچنے پر یہ پاک ہو جاتی ہیں۔

(۱۵۹) اگر صابن کا ظاہری حصہ نجس ہو جائے تو اسے پاک کیا جاسکتا ہے جبکہ اگر اس کا باطنی حصہ نجس ہو جائے تو وہ پاک نہیں ہو سکتا ہاں! اگر کسی شخص کے بارے میں شک ہو کہ نجس پانی صابن کے اندرونی حصے تک سراپت کر گیا ہے یا نہیں تو وہ حصہ پاک ہو گا۔

(۱۶۰) اگر چاول یا گوشت یا ایسی ہی چیز کا ظاہری حصہ نجس ہو جائے تو کسی پاک پیالے یا اس کے مثل کسی چیز میں رکھ کر ایک دفعہ اس پر پانی ڈالنے اور پھر پھینک دینے کے بعد وہ چیز پاک ہو جاتی ہے اور اگر کسی نجس برتن میں رکھی ہو تو یہ کام تین دفعہ انجام دینا ضروری ہے اور اس صورت میں وہ برتن بھی پاک ہو جائے گا لیکن اگر لباس یا کسی دوسری ایسی چیز کو برتن میں ڈال کر پاک کرنا مقصود ہو جس کا نچوڑنا لازم ہے تو جتنی بار اس پر پانی ڈالا جائے اسے نچوڑنا ضروری ہے اور برتن کو الٹ دینا چاہیے تاکہ جو دھوون اس میں جمع ہو گیا ہو وہ بہ جائے۔

(۱۶۱) اگر کسی نجس لباس کو جو نیل یا اس جیسی چیز سے رنگا گیا ہو کُریا جاری پانی میں ڈبو یا جائے اور کپڑے کے رنگ کی وجہ سے پانی مضاف ہونے پر قبل تمام جگہ پہنچ جائے تو وہ پاک ہو جائے گا اور اگر اسے قلیل پانی سے دھویا جائے اور نچوڑنے پر اس میں سے مضاف پانی نہ نکلے تو وہ لباس پاک ہو جاتا ہے۔

(۱۶۲) اگر کپڑے کو کُریا جاری پانی میں دھویا جائے اور مثال کے طور پر بعد میں کائی وغیرہ کپڑے میں نظر آئے اور یہ احتمال نہ ہو کہ یہ کپڑے کے اندر پانی کے پہنچنے میں مانع ہوئی ہے تو وہ کپڑا پاک ہے۔

(۱۶۳) اگر لباس یا اس سے ملتی جلتی چیزوں کے دھونے کے بعد مٹی کا ذرہ یا صابن اس میں نظر آئے اور احتمال ہو کہ یہ کپڑے کے اندر پانی کے پہنچنے میں مانع ہوا ہے تو وہ پاک ہے لیکن اگر نجس پانی مٹی یا صابن میں سراپت کر گیا ہو تو مٹی اور صابن کا اوپر والا حصہ پاک اور اس کا اندرونی حصہ نجس ہو گا۔

(۱۶۴) جب تک عین نجاست کسی نجس چیز سے الگ نہ ہو وہ پاک نہیں ہو گی لیکن اگر بُویا نجاست کارنگ اس میں باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں لہذا اگر خون لباس پر سے ہٹا دیا جائے اور لباس دھویا جائے اور خون کا رنگ لباس پر باقی بھی رہ جائے تو لباس پاک ہو گا۔

(۱۶۵) اگر کُریا جاری پانی میں بدن کی نجاست دور کر لی جائے تو بدن پاک ہو جاتا ہے لیکن اگر بدن پیشاب سے نجس ہوا ہو تو اس صورت میں ایک دفعہ سے پاک نہیں ہو گا لیکن پانی سے نکل آنے کے بعد دوبارہ اس میں داخل ہونا ضروری بلکہ اگر پانی کے اندر ہی بدن پر اس طرح ہاتھ پھیر لے کہ پانی بدن سے جدا ہو کر دو دفعہ بدن تک پہنچ جائے تو کافی ہے۔

(۱۶۶) اگر نجس غذا دانتوں کی ریحوں میں رہ جائے اور پانی منہ میں بھر کر یوں گھمایا جائے کہ تمام نجس غذا تک پہنچ جائے تو وہ غذا پاک ہو جاتی ہے۔

(۱۶۷) اگر سر یا چہرے کے بالوں کو قلیل پانی سے دھویا جائے اور وہ بال گھنے نہ ہوں تو ان سے دھوون جدا کرنے کے لیے انہیں نچوڑنا ضروری نہیں کیونکہ پانی معمول کے مطابق خود جدا ہو جاتا ہے۔

(۱۶۸) اگر بدن یا لباس کا کوئی حصہ قلیل پانی سے دھویا جائے تو نجس مقام کے پاک ہونے سے اس مقام سے متصل وہ جگہیں بھی پاک ہو جائیں گی جن تک دھوئے وقت عموماً پانی پہنچ جاتا ہے مطلب یہ کہ نجس مقام کے اطراف کو علیحدہ دھونا ضروری نہیں بلکہ وہ نجس مقام کو دھونے کے ساتھ ہی پاک ہو جاتے ہیں اور اگر ایک

سے لگے رہ جائیں تو کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ زمین پر اس قدر چلا جائے کہ وہ بھی زائل ہو جائیں۔

(۱۸۴) جو تے کا اندر و نی حصے زمین پر چلنے سے پاک نہیں ہوتا اور زمین پر چلنے سے موزے کے نچلے حصے کا پاک ہونا بھی محل اشکال ہے لیکن اگر موزے کا نچلا حصہ چمڑے یا چمڑے سے ملتی جلتی چیز سے بنا ہو اور اسے پہن کر چلنے کا رواج بھی ہو تو وہ زمین پر چلنے سے پاک ہو جائے گا۔

۳۔ سورج

(۱۸۵) سورج۔ زمین، عمارت اور دیوار کو پانچ سطحوں کے ساتھ پاک کیا کرتا ہے۔
(۱) نجس چیز اس طرح تر ہو کہ اگر دو سری چیز اس سے لگ تو تر ہو جائے۔ لہذا اگر وہ چیز خشک ہو تو اسے کسی طرح تر کر لینا چاہیے تاکہ دھوپ سے خشک ہو۔

(۲) اس میں کوئی عین نجاست باقی نہ رہ گئی ہو۔
(۳) کوئی چیز دھوپ میں رکھا وٹ نہ ڈالے پس اگر دھوپ پر دے با دل یا ایسی ہی چیز کے پیچھے سے نجس چیز پر پڑے اور اسے خشک کر دے تو وہ چیز پاک نہیں ہوگی البتہ با دل اتنا ہلکا ہو کہ دھوپ کو نہ روکے تو کوئی حرج نہیں۔

(۴) فقط سورج نجس چیز کو خشک کرے لہذا مثال کے طور پر اگر نجس چیز ہوا اور دھوپ سے خشک ہو تو پاک نہیں ہوتی ہاں اگر کیفیت یہ ہو کہ کہا جاسکے کہ یہ نجس چیز دھوپ سے خشک ہوئی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

(۵) عمارت کے جس حصے میں نجاست سرایت کر گئی ہے دھوپ سے ایک ہی مرتبہ خشک ہو جائے پس اگر ایک دفعہ دھوپ نجس زمین اور عمارت پر پڑے اور اس کا سامنے والا حصہ خشک کرے اور دوسری دفعہ نچلے حصے کو خشک کرے تو اس کا سامنے والا حصہ پاک ہوگا اور نچلا حصہ نجس رہے گا۔

(۱۸۶) سورج نجس چٹائی کو پاک کر دیتا ہے لیکن اگر اس کی بنا وٹ میں دھاگے استعمال ہوئے ہوں تو انہیں پاک نہیں کرتا اسی طرح درخت گھاس اور دروازے سورج سے پاک ہونے میں اشکال ہیں۔

(۱۸۷) اگر دھوپ نجس زمین پر پڑے بعد از ان شک پیدا ہو کہ دھوپ پڑنے کے وقت زمین تر تھی یا نہیں یا تری دھوپ کے ذریعے خشک ہوئی یا نہیں تو وہ زمین نجس ہوگی اور اگر شک پیدا ہو کہ دھوپ پڑنے سے پہلے عین نجاست زمین پر سے ہٹا دی گئی تھی یا نہیں یا یہ کہ کوئی چیز دھوپ کو مانع تھی یا نہیں تو پھر زمین کا پاک ہونا محال اشکال ہے۔

(۱۸۸) اگر دھوپ نجس دیوار کی ایک طرف پڑے اور اس کے ذریعے دیوار کی وہ جانب بھی خشک ہو جائے جس پر دھوپ نہیں پڑی تو بعینہ نہیں کہ دیوار دونوں طرف سے پاک ہو جائے لیکن اگر ایک دن باطنی حصے کو خشک کرے تو صرف اس کا ظاہری حصہ پاک ہوگا۔

۴۔ استحالہ

(۱۸۹) اگر کسی نجس چیز کی جنس یوں بدل جائے کہ ایک پاک چیز کی شکل اختیار کر لے تو وہ پاک ہوجاتی ہے مثال کے طور پر نجس لکڑی جل کر راکھ ہو جائے یا کتنا نمک کی کان میں گر کر نمک بن جائے لیکن اگر اس چیز کی جنس نہ بدلے مثلاً نجس گیہوں کا آٹا پیس لیا جائے یا (نجس آٹے کی) روٹی پکالی جائے تو وہ پاک نہیں ہوگی۔

(۱۹۰) مٹی کا کوزہ یا دوسری چیزیں جو مٹی سے بنائی جائیں نجس ہیں لیکن وہ کونلہ جو نجس لکڑی سے تیار کیا جائے اگر اس میں لکڑی کی کوئی خاصیت باقی نہ رہے تو وہ کونلہ پاک ہے اگر گیلی مٹی کو آگ میں پکا کر اینٹ یا سفال بنا لیا جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر نجس ہے۔

(۱۹۱) ایسی نجس چیز جس کے متعلق علم نہ ہو آیا اس کا استحالہ ہوا یا نہیں (یعنی جنس بدلی یا نہیں) نجس ہے۔

۵۔ انقلاب

(۱۹۲) اگر شراب خود بخود یا کوئی چیز ملانے سے مثلاً سرکہ اور نمک ملانے سے سرکہ بن جائے تو وہ پاک ہوجاتی ہے۔

(۱۹۳) وہ شراب جو نجس انگور یا اس جیسی کسی دوسری چیز سے تیار کی گئی ہو یا کوئی نجس چیز شراب میں گرنے سے پاک نہیں ہوتی۔

(۱۹۴) نجس انگور نجس کشمش اور نجس کھجور سے جو سرکہ تیار کیا جائے وہ نجس ہے۔

(۱۹۵) اگر انگور یا کھجور کہ ڈنٹھل بھی ان کے ساتھ ہوں اور ان سے سرکہ تیار کیا جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اسی برتن میں کھیرے اور بینگن وغیرہ ڈالنے میں کوئی خرابی نہیں خواہ انگور یا کھجور یا سرکہ بننے سے پہلے ہی ڈالے جائیں بشرطیکہ سرکہ بننے سے پہلے ان میں نشہ پیدا نہ ہوا ہو۔

(۱۹۶) اگر انگور کے رس میں آگ پر رکھنے سے خود بخود اُبال آجائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور اگر وہ اتنا ابل جائے کہ دو تہائی حصہ کم ہو جائے اور ایک تہائی حصہ باقی رہ جائے تو حلال ہو جاتا ہے جبکہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ کہ نشہ آور بن چکا ہے جیسا کہ بعض کا کہنا ہے کہ خود بخود اُبال آجائے پر ایسا ہو جاتا ہے تو پھر اسی صورت میں پاک ہو سکتا ہے جب سرکہ بن جائے مسئلہ (۱۱۰) میں بتایا جا چکا ہے کہ انگور کا رس اُبال آنے پر نجس نہیں ہوتا۔

(۱۹۷) اگر انگور کے رس کا دو تہائی بغیر جوش میں آئے کم ہو جائے اور جو باقی بچے اس میں جوش آجائے تو اگر لوگ اسے انگور کا رس کہیں شیرہ نہ کہیں تو احتیاطاً لازم کی بنا پر وہ حرام ہے۔

(۱۹۸) اگر انگور کے رس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ جوش میں آیا ہے یا نہیں تو حلال ہے لیکن اگر جوش میں آجائے اور یہ یقین نہ ہو کہ اس کا دو تہائی کم ہوا ہے یا نہیں تو وہ حلال نہیں ہوگا۔

(۱۹۹) اگر کچے انگوروں کے خوشے میں کچھ پکے انگور بھی ہوں اور جو رس اس خوشے سے لیا جائے اسے لوگ انگور کا رس نہ کہیں اور اس میں جوش آجائے تو اس کا پینا حلال ہے۔

(۲۰۰) اگر انگور کا ایک دانہ کسی ایسی چیز میں گر جائے جو آگ پر جوش کھا رہی ہو اور وہ بھی جوش کھانے لگے لیکن وہ اس چیز میں حل نہ ہو تو احتیاطاً جب کی بنا پر فقط اس دانے کا کھانا حرام ہے۔

(۲۰۱) اگر چند دیگوں میں شیرہ پکا یا جائے تو جو چمچہ جوش میں آئی ہوئی دیگ میں ڈالا جا چکا ہو اس کا ایسی دیگ میں ڈالنا بھی جائز ہے جس میں جوش نہ آیا ہو۔

(۲۰۲) جس چیز کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کچے انگور ہیں یا پکے اگر اس میں جوش آجائے تو حلال ہے۔

۶۔ انتقال

(۲۰۳) اگر انسان یا اُچھلنے والا خون رکھنے والے حیوان کا خون کوئی ایسا حیوان چوس لے جس میں عرفاً خون نہیں ہوتا وہ خون اس حیوان کے بدن کا جز بن کے قابل ہو مثلاً مچھر انسان یا حیوان کے بدن کے سے خون چوسے تو وہ خون پاک ہو جاتا ہے اورا سے انتقال کہتے ہیں لیکن علاج کی غرض سے انسان کا خون جو نک چوستی ہے چونکہ یہ طے نہیں کہ جو نک بدن کا حصہ بن جائے گا لہذا نجس ہی رہتا ہے۔

(۲۰۴) اگر کوئی شخص اپنے بدن پر بیٹھے ہوئے مچھر کو مار دے اور وہ خون جو مچھر نے چوسا ہو اس کے بدن سے نکلے تو وہ خون پاک ہے کیونکہ وہ خون اس قابل تھا کہ مچھر کی غذا بن جائے اگرچہ مچھر نے چوسنے اور مارنے کے درمیان وقفہ بہت کم ہو لیکن احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ اس خون سے اس حالت میں پرہیز کرے۔

۷۔ اسلام

(۲۰۵) اگر کوئی کافر شہادتین (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) پڑھ لے یعنی کسی بھی زبان میں اللہ کی وحدانیت اور خاتم النبیین حضرت محمد بن عبد اللہ ﷺ کی نبوت کی گواہی دے دے تو مسلمان ہو جاتا ہے اور اگرچہ وہ مسلمان ہونے سے پہلے نجس کے حکم میں تھا لیکن مسلمان ہونے کے بعد اس کا بدن تھوکر ناک کا پانی اور پسینہ پاک ہو جاتا ہے لیکن مسلمان ہونے کے وقت اس کے بدن پر عین نجاست ہو تو اسے دور کرنا اور اس مقام کو پانی سے دھونا ضروری ہے بلکہ اگر مسلمان ہونے سے پہلے ہی عین نجاست دور ہو چکی ہو تب بھی احتیاطاً جب یہ ہے کہ اس مقام کو پانی سے دھو ڈالے۔

(۲۰۶) ایک کافر کے مسلمان ہونے سے پہلے اگر اس کا گیلاباس اس کے بدن سے چھو گیا ہو تو اس کے مسلمان ہونے کے وقت وہ لباس اس کے بدن پر ہو یا نہ ہو احتیاطاً جب کی بنا پر اس سے اجتناب کرنا ضروری

ہے -
(۲۰۷) اگر کافر شہادتین پڑھے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ دل سے مسلمان ہوا یا نہیں تو وہ پاک ہے اور اگر یہ علم ہو کہ وہ دل سے مسلمان ہوا لیکن کوئی بات اس سے ظاہر نہ ہوئی ہو جو توحید اور رسالت کی شہادت کے منافی ہو تو صورت وہی ہے (یعنی وہ پاک ہے) -

۸ . تبعیت

(۲۰۸) تبعیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نجس چیز کسی دوسری چیز کے پاک ہونے کی وجہ سے پاک ہو جائے۔
(۲۰۹) اگر شراب سر کہ ہو جائے تو اس کا برتن بھی اس جگہ سے پاک ہو جاتا ہے جہاں تک شراب جو شہ کھا کر پہنچی ہو اور اگر کپڑا یا کوئی دوسری چیز جو عموماً اس (شراب کے برتن) پر رکھی جاتی ہے اور اس سے نجس ہو گی تو وہ بھی پاک ہو جاتی ہے لیکن اگر برتن کی بیرونی سطح اس شراب سے آلودہ ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ شراب کے سر کہ ہو جانے کے بعد اس سطح سے پرہیز کیا جائے۔
(۲۱۰) کافر کا بچہ بذریعہ تبعیت دوسروں میں پاک ہو جاتا ہے۔
(۱) جو کافر مرد مسلمان ہو جائے اس کا بچہ طہارت میں اس کا تابع ہے اور اسی طرح بچے کی ماں یا دادی یا دادا مسلمان تب بھی بچی حکم ہے لیکن اس صورت میں بچے کی طہارت کا حکم اس سے مشروط ہے کہ بچہ اس نو مسلم کے ساتھ اور اس کے زیر کفالت ہو نیز بچے کا کوئی اور زیادہ قریبی کافر رشتہ دار اس بچے کے ہمراہ نہ ہو۔

(۲) ایک کافر بچے کو کسی مسلمان نے قید کر لیا ہو اور اس بچے کے باپ یا دادا پر دادا میں سے کوئی ایک بھی اس کے ہمراہ نہ ہو ان دونوں صورتوں میں بچے کی تبعیت کی بنا پر پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ جب با شعور ہو جائے تو کفر کا اظہار نہ کرے۔

(۲۱۱) وہ تختہ یا سل جس پر میت کو غسل دیا جاتا ہے اور وہ کپڑا جس سے میت کی شرمگاہ ڈھانپی جاتی ہے نیز غسل کے ہاتھ یہ تمام چیزیں کو میت کے ساتھ دھل جاتی ہیں غسل مکمل ہونے کے بعد پاک ہو جاتی ہیں۔
(۲۱۲) اگر کوئی شخص کسی چیز کو پانی سے دھوئے تو اس چیز کے پاک ہونے پر اس شخص کا وہ ہاتھ بھی پاک ہو جاتا ہے جو اس چیز کے ساتھ دھل گیا ہے۔

(۲۱۳) اگر لباس یا اس جیسی کسی چیز کو قلیل پانی سے دھو یا جائے اور اتنا نچوڑ دیا جائے جتنا عام طور پر نچوڑا جاتا ہوتا ہے اس سے دھو یا گیا ہے اس کو دھوون نکل جائے تو جو پانی اس میں رہ جائے وہ پاک ہے۔

(۱۲۴) جب نجس برتن کو قلیل پانی سے دھو یا جائے تو وہ جو پانی برتن کو پاک کرنے کے لیے اس پر ڈالا جائے اس کے بہ جانے کے بعد جو معمولی پانی اس میں باقی رہ جائے وہ پاک ہے۔

۹ . عین نجاست کا دور ہونا

(۲۱۵) اگر کوئی حیوان کا بدن عین نجاست مثلاً خون یا نجس شدہ چیز مثلاً نجس پانی سے آلودہ ہو جائے تو جب وہ نجاست دور ہو جائے حیوان کا بدن پاک ہو جاتا ہے یہی صورت انسانی بدن کے اندر نی حصوں کی ہے مثلاً منہ یا ناک اور کان کہ وہ باہر سے نجاست لگنے سے نجس ہو جائیں گے اور جب نجاست دور ہو جائے تو پاک ہو جائیں گے لیکن داخلی نجاست مثلاً دانتوں سے ریخوں کے نکلنے سے بدن کا اندرونی حصہ نجس نہیں ہوتا اور یہی حکم ہے جب کسی خارجی چیز کو بدن کے اندرونی حصے میں نجاست داخلی لگ جائے تو وہ چیز نجس نہیں ہوتی اس بنا پر اگر مصنوعی دانتوں منہ کے اندر دوسرے دانتوں کے ریخوں سے نکلے ہوئے خون سے آلودہ ہو جائیں تو ان دانتوں کو دھونا لازم نہیں ہے لیکن ان اگر ان مصنوعی دانتوں کو نجس غذا لگ جائے تو ان کو دھونا لازم ہے۔

(۲۱۶) اگر دانتوں کی ریخوں میں غذا لگی رہ جائے اور پھر منہ کے اندر خون نکل آئے تو وہ غذا خون ملنے سے نجس نہیں ہوگی۔

(۲۱۷) ہونٹوں اور آنکھ کی پلکوں کے وہ حصے جو بند کرتے وقت ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں وہ اندرونی حصے کا حکم رکھتے ہیں اگر اس اندرونی حصے میں خارج سے کوئی نجاست لگ جائے تو اس اندرونی حصے کو دھونا ضروری نہیں ہے لیکن وہ مقامات جن کے بارے میں انسان کو علم نہ ہو کہ آیا انہیں اندرونی

حصے سمجھا جائے یا بیر و نی اگر خراج سے نجات ان مقامات پر لگ جائے تو انہیں دھونا ضروری ہے۔ (۲۱۸) اگر نجس مٹی یا دھول کپڑے یا خشک قالین دری یا ایسی ہی کسی اور چیز کو لگ جائے اور کپڑے وغیرہ کو یوں جھاڑا جائے کہ نجس مٹی کی یقینی مقدار اس سے الگ ہو جائے تو وہ لباس اور فرش پاک مانے جائیں گے اور انہیں دھونا بھی ضروری نہیں۔

۱۰۔ نجاست خور حیوان کا استبراء

(۲۱۹) جس حیوان کو انسانی نجاست کھانے کی عادت پڑ گئی ہو اس کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے اور اگر اسے پاک کرنا مقصود ہو تو اس کا استبراء کرنا ضروری ہے یعنی ایک عرصے تک اسے نجاست نہ کھانے دین اور پاک غذا دین حتیٰ کہ اتنی مدت گزر جائے کہ پھر اسے نجاست کھانے والا نہ کہا جاسکے اور احتیاط مستحب کی بنا پر نجاست کھانے والے اونٹ کو چالیس دن تک گائے کو بیس دن تک بھیڑ کو دس دن تک، مرغابی کو سات دن تک یا پانچ دن تک اور پالتو مرغی کو تین دن تک کھانے سے باز رکھا جائے اگرچہ مقررہ مدت گزرنے سے بھی پہلے بھی انہیں نجاست کھانے والے جانور نہ کہا جا رہا ہو۔

۱۱۔ مسلمان کا غائب ہو جانا

(۲۲۰) اگر بالغ یا طہارت و نجاست کی سمجھ رکھنے والے مسلمان کا بدن یا لباس یا دوسری اشیاء مثلاً برتن دری وغیرہ جو اس کے استعمال میں ہوں نجس ہو جائیں اور پھر وہاں سے چلا جائے اور پھر انسان کو اس بات کا عقلی احتمال ہو کہ اس نے یہ چیزیں دھولی ہیں تو وہ پاک ہوں گی۔ (۲۲۱) اگر کسی شخص کو یقین یا اطمینان ہو کہ جو چیز پہلے نجس تھی اب پاک ہو گئی ہے یا دو عادل اشخاص اس کے پاک ہونے کی گواہی دیں اور گواہی میں اس سبب کو بیان کریں جس سے وہ چیز پاک ہوئی ہو مثلاً یہ گواہی دیں کہ پیشاب سے نجس شدہ فلاں لباس کو دوبارہ دھولیا گیا ہے تو وہ پاک ہے اسی طرح اگر وہ شخص جس کے پاس کوئی نجس چیز ہو کہے کہ وہ چیز پاک ہو گئی ہے اور وہ غلط بیان نہ ہو یا کسی مسلمان نے ایک نجس چیز کو پاک کرنے کی غرض سے دھویا ہو تو چاہئے یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے ٹھیک طرح سے دھویا ہے یا نہیں تو وہ چیز بھی پاک ہے۔

(۲۲۲) اگر کسی شخص نے ایک لباس دھونے کی ذمہ داری لی ہو اور کہے کہ میں نے اسے دھو دیا ہے اور اس شخص کو اس کے یہ کہنے سے تسلی ہو جائے تو وہ لباس پاک ہے۔

(۲۲۳) اگر کسی طہارت و نجاست کے معاملے میں ایک شکی مزاج شخص کی یہ حالت ہو جائے کہ اسے کسی نجس چیز کے پاک ہونے کا یقین ہی نہ آئے اگر وہ اس چیز کو معمول کے مطابق دھولے تو کافی ہے۔

۱۲۔ ذبیحہ کے بدن سے خون کا نکل جانا

(۲۲۴) جیسا کہ مسئلہ ۹۴ میں بتایا گیا ہے کہ کسی جانور کو شرعی طریقے سے ذبح کرنے کے بعد اس کے بدن سے معمول کے مطابق (ضروری مقدار) خون نکل جائے تو جو خون اس کے بدن کے اندر باقی رہ جائے وہ پاک ہے۔

(۲۲۵) مذکورہ بالا حکم جس کا بیان مسئلہ ۲۲۴ میں بیان ہوا ہے احتیاط کی بنا پر اس جانور سے مخصوص ہے جس کا گوشت حلال ہو جس جانور کا گوشت حرام ہو اس پر یہ حکم جاری نہیں ہو سکتا۔

برتنوں کے احکام

(۲۲۶) جو برتن کتے یا سور یا مردار کے چمڑے سے بنا یا جائے اس میں کسی چیز کا کھانا پینا جبکہ تری اس کی نجاست کا موجب بنی ہو حرام ہے اور اس برتن کو وضو اور غسل اور دوسرے ایسے کاموں میں استعمال نہیں کرنا چاہیے جنہیں پاک چیز سے انجام دینا ضروری ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ کتے سور اور مردار کے چمڑے کو خواہ وہ برتن کی شکل میں نہ بھی ہو استعمال نہ کیا جائے۔

(۲۲۷) سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا بلکہ احتیاط و واجب کی بنا پر ان کو استعمال کرنا بھی حرام ہے لیکن ان سے کمرہ وغیرہ سجانے یا انہیں اپنے پاس رکھنے میں کوئی حرج نہیں گو ان کا ترک کر دینا احوط ہے اور سجاوٹ یا قبضے میں رکھنے کے لیے سونے اور چاندی بنانے اور ان کی خرید و فروخت کرنے کا

بھی یہی حکم ہے -

(۲۲۸) استکان (شیشے کا چھوٹا گلاس جس میں قہوہ پیتے ہیں) کا بولڈر جو سونے یا چاندی کا بنا ہو اگر اسے برتن کہا جائے تو وہ سونے اور چاندی کے برتن کا حکم رکھتا ہے اور اگر اسے برتن نہ کہا جائے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں -

(۲۲۹) ایسے برتنوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں جن پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھا یا گیا ہو -

(۲۳۰) اگر کسی دھات کو چاندی یا سونے میں مخلوط کر کے برتن بنائے جائیں اور وہ دھات اتنی زیادہ مقدار میں ہو کہ اس برتن کو سونے یا چاندی کا برتن نہ کہا جائے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں -

(۲۳۱) اگر غذا سونے یا چاندی کے برتن میں رکھی ہو اور کوئی شخص اسے دوسرے برتن میں انڈیل لے تو اگر دوسرا برتن عام طور پر پہلے برتن میں کھانے کا شمار نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے -

(۲۳۲) حقے کے سوراخ کے چلم والا ڈھکنا، تلواری چھری یا چاقو کا میان اور قرآن مجید رکھنے کا ڈبہ اگر سونے چاندی سے بنے ہوں تو کوئی حرج نہیں تاہم احتیاط مستحب یہ ہے کہ سونے چاندی کی بنی ہوئی عطردانی سرمدانی اور افیم دانی استعمال نہ کی جائیں -

(۲۳۳) مجبوری کی حالت میں سونے اور چاندی کے برتنوں میں اتنا کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں جس سے مجبوری ختم ہو جائے لیکن اس سے زیادہ کھانا پینا جائز نہیں -

(۲۳۴) ایسا برتن استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ یہ سونے یا چاندی کا ہے یا کسی اور چیز سے بنا ہوا ہے -

و وضو

(۲۳۵) وضو میں واجب ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے جائیں اور سر کے اگلے حصے اور دونوں پاؤں کے سامنے والے حصے کا مسح کیا جائے -

(۲۳۶) چہرے کو لمبائی میں پیشانی کے اوپر اس جگہ سے لے کر جہاں سر کے بال اگتے ہیں ٹھوڑی کے آخری کنارے تک دھونا ضروری ہے اور چوڑائی میں بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کے پھیلاؤ میں جتنی جگہ آجائے اسے دھونا ضروری ہے اگر اس مقدار کا زرا سا حصہ بھی چھوٹ جائے تو وضو باطل ہے اور اگر انسان کو یقین نہ ہو کہ ضروری حصہ پورا دھل گیا ہے تو یقین کرنے کے لیے تھوڑا تھوڑا ادھر ادھر سے بھی دھونا بھی ضروری ہے -

(۲۳۷) اگر کسی شخص کے ہاتھ یا چہرہ عام لوگوں کی بہ نسبت بڑے یا چھوٹے ہوں تو اسے دیکھنا چاہیے کہ عام لوگ کہاں تک اپنا چہرہ دھوتے ہیں اور پھر وہ بھی اتنا ہی دھو ڈالے علاوہ ازیں اس کی پیشانی پر بال وغیرہ آگے ہوں یا سر کے اگلے حصے پر بال نہ ہوں تو بھی ضروری ہے کہ عام انداز کے مطابق پیشانی دھو ڈالے -

(۲۳۸) اگر اس بات کا احتمال ہو کہ کسی شخص کی بھوون آنکھ کے گوشوں اور ہونٹوں پر میل یا کوئی دوسری چیز ہے جو پانی کے ان تک پہنچنے تک روکا وٹا ہے اور اس کا یہ احتمال لوگوں کی نظروں میں درست ہو تو ضروری ہے کہ وضو سے پہلے تحقیق کر لے اور اگر کوئی ایسی چیز ہو تو اسے دور کر لے -

(۲۳۹) اگر چہرے کی جلد بالوں کے نیچے سے نظر آتی ہو تو بالوں کا دھونا کافی ہے اور ان کے نیچے تک پانی پہنچانا ضروری نہیں -

(۲۴۰) اگر کسی شخص کو ہو کہ آیا اس کے چہرے کی جلد بالوں کے نیچے سے نظر آتی ہے یا نہیں تو احتیاط و اجب کی بنا پر ضروری ہے کہ بالوں کو دھوئے اور پانی جلد تک پہنچائے -

(۲۴۱) ناک کے اندرونی حصے اور ہونٹوں اور آنکھوں کے ان حصوں کو جو بند کرنے پر نظر نہیں آتے دھونا واجب نہیں ہے لیکن اگر کسی انسان کو یقین نہ ہو کہ جن جگہوں کا دھونا ضروری ہے ان میں کوئی جگہ باقی نہیں رہی تو واجب ہے کہ ان اعضا کا کچھ حصہ بھی دھوئے تاکہ اسے یقین ہو جائے اور جس شخص کو اس بات کا علم نہ تھا اگر اس نے جو وضو کیا ہے اس میں ضروری حصے دھوئے یا نہ دھوئے کہ بارے میں نہ جانتا ہو تو اس وضو سے اس نے جو نماز پڑھی صحیح ہے اور بعد کی نمازوں کے لیے وضو کرنا ضروری نہیں ہے -

(۲۴۲) احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ ہاتھوں اور اسی طرح چہرے کو اوپر سے نیچے کی طرف دھو

یا جائے اگر نیچے سے اوپر کی طرف دھو یا جائے تو وضو باطل ہو گا۔
 (۲۴۳) اگر ہتھیلی تر کر کے چہرے اور ہاتھوں پر پھیری جائے اور ہاتھ میں اتنی تری ہو کہ اسے پھیرنے سے پورے چہرے اور ہاتھوں پر پانی پہنچ جائے تو کافی ہے ان پر کا بہنا ضروری نہیں۔
 (۲۴۴) چہرہ دھونے کے بعد پہلے دایاں ہاتھ اور پھر بائیاں ہاتھ کھنی سے انگلیوں سے سروں تک دھونا ضروری ہے۔

(۲۴۵) اگر انسان کو یقین نہ ہو کہ کھنی کو پوری طرح دھو لیا ہے تو یقین حاصل کرنے کے لیے کھنی سے اوپر کا حصہ کچھ حصہ دھونا بھی ضروری ہے۔
 (۲۴۶) جس شخص نے چہرہ دھونے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو کلائی کے جوڑ تک دھو یا ہو ضروری ہے کہ وضو کرتے وقت انگلیوں کے سروں تک دھوئے اگر وہ صرف کلائی کے جوڑوں تک دھوئے گاتو اس کا وضو باطل ہو گا۔

(۲۴۷) وضو میں چہرہ اور ہاتھوں کا ایک دفعہ دھونا دوسری دفعہ دھونا مستحب اور تیسری دفعہ یا اس سے زیادہ بار دھونا حرام ہے ایک دفعہ اس وقت مکمل ہو گا جب وضو کی نیت سے اتنا پانی چہرے یا ہاتھ پر ڈالا لے کہ وہ پانی پورے چہرے یا ہاتھ پر پہنچ جائے اور احتیاط کے لیے کوئی گنجائش باقی نہ رہے لہذا اگر پہلی دفعہ دھونے کی نیت سے دس بار بھی چہرے پر پانی ڈالے تاکہ پانی تمام مقامات تک پہنچ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور جب وضو کرنے یا چہرہ دھونے کی نیت نہ کر لے پہلی بار دھونا شمار نہیں ہو گا لہذا اگر چاہے تو چند بار چہرہ دھولے اور آخری بار چہرہ دھوئے وقت وضو کی نیت کر لے لیکن دوسری بار دھونے کی نیت کا معتبر ہونا اشکال سے خالی نہیں ہے اور احتیاطاً لازم یہ ہے کہ ایک مرتبہ چہرہ یا ہاتھوں کو دھولینے کے بعد دوسری بار دھونے کے لیے ایک بار سے زیادہ نہ دھوئے اگر چہ وضو کی نیت سے نہ بھی ہو۔
 (۲۴۸) دونوں ہاتھ دھونے کے بعد سر اگلے حصے کا مسح وضو کے پانی کی تری سے کرنا چاہئے جو ہاتھوں کو لگی رہ گئی ہو اور احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ مسح دائیں ہاتھ سے کیا جائے اور اوپر سے نیچے کی طرف ہو۔

(۲۴۹) سر کے چار حصوں میں پیشانی سے ملا ہو ایک حصہ اور مقام ہے جہاں مسح کرنا چاہیے اس حصے میں جہاں بھی اور جس انداز سے بھی مسح کریں کافی ہے اگر چہ احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ لمبائی میں ایک انگلی کی لمبائی کے لگ بھگ اور چوڑائی میں تین ملی ہوئی انگلیوں کے لگ بھگ پر مسح کیا جائے۔
 (۲۵۰) یہ ضروری نہیں کہ سر کا مسح جلد پر کیا جائے بلکہ سر کے اگلے حصے کے بالوں پر کرنا بھی درست ہے لیکن اگر کسی کے سر کے بال اتنے لمبے ہوں کہ مثلاً اگر کنگھا کریں تو سر پر آگرین یا سر کے کسی دوسرے حصے تک جا پہنچیں تو ضروری ہے کہ وہ بالوں کی جڑوں پر مسح کرے اور اگر وہ چہرے پر آگرے اور لے یا دوسرے حصوں کے بالوں کو سر کے اگلے حصے میں جمع کر کے ان پر مسح کرے تو ایسا مسح باطل ہے۔

(۲۵۱) سر کے مسح کے بعد وضو کے پانی کی اس تری سے جو ہاتھوں میں باقی ہو پاؤں کی کسی انگلی سے لے کر پاؤں کے جوڑ تک مسح کرنا ضروری ہے اور احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ دائیں پیر کا دائیں ہاتھ سے اور بائیں پیر کا بائیں ہاتھ سے مسح کیا جائے۔

(۲۵۲) پاؤں پر مسح چوڑائی میں جتنا بھی ہو کافی ہے لیکن بہتر ہے کہ تین ملی ہوئی انگلیوں کی چوڑائی کے برابر ہو اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ پاؤں کے پورے اوپری حصے کا مسح پوری ہتھیلی سے کیا جائے۔
 (۲۵۳) ضروری نہیں ہے کہ پاؤں کا مسح کرتے وقت ہاتھ انگلیوں کے سروں پر رکھے اور پھر پاؤں کے اوپر کھینچے بلکہ یہ بھی کیاجا سکتا ہے کہ پورا ہاتھ پاؤں پر رکھے اور تھوڑا سا کھینچے۔

(۲۵۴) سر اور پاؤں کا مسح کرتے وقت ہاتھ ان پر کھینچنا ضروری ہے اور اگر ہاتھ کو ساکن رکھے اور سر یا پاؤں کو اس پر چلائے تو باطل ہے لیکن ہاتھ کھینچنے کے وقت سر اور پاؤں معمولی حرکت کریں تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۵۵) جس جگہ کا مسح کرنا ہو ضروری ہے کہ وہ خشک ہو اگر وہ اس قدر تر ہو کہ ہتھیلی کی تری اس پر اثر نہ کرے تو مسح باطل ہے لیکن اس پر نمی ہو یا تری اتنی کم ہو کہ وہ ہتھیلی کی تری سے ختم ہو جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

(۲۵۶) اگر مسح کرنے کے لیے ہتھیلی پر تری باقی نہ رہی ہو تو اسے دوسرے پانی سے تر نہیں کیا جاسکتا

بلکہ ایسی صورت میں ضروری ہے کہ اپنی داڑھی کی تری لے کر اس سے مسح کر لے داڑھی کے علاوہ کسی جگہ سے تری کے مسح کرنا محل اشکال ہے۔

(۲۵۷) اگر ہتھیلی کی تری صرف سر کے مسح کے لیے ہتھیلی کی تری صرف سر کے مسح کے لیے کافی ہو تو احتیاط واجب ہے کہ سر کا مسح اس تری سے کرے اور پاؤں کے مسح کے لیے اپنی داڑھی سے تری حاصل کرے۔

(۲۵۸) موزے اور جوتے پر مسح کرنا باطل ہے ہاں اگر سخت سردی کی وجہ سے چور یا درندے وغیرہ کے خوف سے جوتے یا موزے نہ اتارے جاسکیں تو احتیاط واجب ہے کہ موزے اور جوتے پر مسح کرے اور تیمم بھی کرے تقیہ کی صورت میں موزے اور جوتے پر مسح کرنا کافی ہے۔

(۲۵۹) اگر پاؤں کے اوپر والا حصہ نجس ہو اور مسح کرنے کے لیے اسے دھویا بھی نہ جاسکتا ہو تو تیمم کرنا ضروری ہے۔

ارتماسی وضو

(۲۶۰) ارتماسی وضو یہ ہے کہ انسان چہرے اور ہاتھوں کو وضو کی نیت سے پانی میں ڈبو دے۔ بظاہر ارتماسی طریقے سے دھلے ہوئے ہاتھ کی تری سے مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ ایسا کرنا خلاف احتیاط ہے۔

(۲۶۱) ارتماسی وضو میں بھی چہرہ اور ہاتھ اوپر سے نیچے کی طرف دھونے چاہئیں۔ لہذا جب کوئی شخص وضو کی نیت سے چہرہ اور ہاتھ پانی میں ڈبوئے تو ضروری ہے کہ چہرہ پیشانی کی طرف سے اور ہاتھ کہنیوں کی طرف سے ڈبوئے۔

(۲۶۲) اگر کوئی شخص بعض اعضاء کا وضو ارتماسی طریقے سے اور بعض کا غیر ارتماسی طریقے سے کرے تو کوئی حرج نہیں۔

وضو کی مستحب دعائیں

(۲۶۳) جو شخص وضو کرنے لگے اس کے لیے مستحب ہے کہ جب اس کی نظر پانی پر پڑے تو یہ دعا پڑے:

بِسْمِ اللَّهِ وَاللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ الْمَاءَ طَهُورًا وَلَمْ يَجْعَلْهُ نَجَسًا

جب وضو سے پہلے اپنے ہاتھ دھوئے تو یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ

کلی کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ لَقْنِي حَجَّتِي يَوْمَ الْقِيَامِ وَأَطْلِقْ لِسَانِي بِذِكْرِكَ

ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ لَا تُحَرِّمْ عَلَيَّ رِيحَ الْجَنَّةِ وَاجْعَلْنِي مِمَّنْ يَسْمُرُ رِيحَهَا وَرَوْحَهَا وَطَيْبَتِهَا

چہرہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِي يَوْمَ تَسْوَدُ الْوُجُوهُ وَلَا تُسَوِّدْ وَجْهِي يَوْمَ تَبْيِضُ الْوُجُوهُ

دایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ أَعْطِنِي كِتَابِي بِيَمِينِي وَالْخُلْدَ فِي الْجَنَانِ بِيَسَارِي وَحَاسِبِي جِسَابًا بِيَسِيرًا

بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ لَا تُعْطِنِي كِتَابِي بِشِمَالِي وَلَا مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي وَلَا تَجْعَلْهَا مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِي وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ مُقَطَّعَاتِ النَّيِّرَانِ

سر کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ عَنِّي بِرَحْمَتِكَ وَبَرَكَاتِكَ وَعَفْوِكَ

پاؤں کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اللَّهُمَّ تَبَيَّنْ عَلَيَّ الصِّرَاطَ يَوْمَ تَزُلُّ فِيهِ الْأَقْدَامُ وَاجْعَلْ سَعْيِي فِي مَائِزِضِيكَ عَنِّي يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

وضو صحیح ہونے کی شرائط

وضو صحیح ہونے کی چند شرائط ہیں:

(۱) وضو کا پانی پاک ہو

- ایک قول کی بنا پر وضو کا پانی ایسی چیزوں مثلاً حلال گوشت حیوان کے پیشاب، پاک مردار اور زخم کی ریم سے آلودہ نہ ہو جن سے انسان کو گھن آتی ہو، اگرچہ شرعی لحاظ سے ایسا پانی پاک ہے اور یہ قول احتیاط کی بنا پر ہے۔

(۲) پانی مطلق ہو۔

(۲۶۴) نجس یا مضاف پانی سے وضو کرنا باطل ہے خواہ وضو کرنے والا شخص اس کے نجس یا مضاف ہونے کے بارے میں علم نہ رکھتا ہو یا بھول گیا ہو۔ لہذا اگر وہ ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھ چکا ہو تو صحیح وضو کر کے دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

(۲۶۵) اگر ایک شخص کے پاس مٹی ملے ہوئے مضاف پانی کے علاوہ اور کوئی پانی وضو کے لیے نہ ہو اور نماز کا وقت تنگ ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کر لے لیکن اگر وقت تنگ نہ ہو تو ضروری ہے کہ پانی کے صاف ہونے کا انتظار کرے یا کسی طریقے سے اس پانی کو صاف کرے اور وضو کرے۔ ہاں! مٹی ملا ہوا پانی اسی وقت مضاف بنتا ہے جب اسے پانی نہ کہا جا سکے۔

(۳) وضو کا پانی مباح ہو۔

(۲۶۶) ایسے پانی سے وضو کرنا جو غصب کیا گیا ہو یا جس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ اس کا مالک اس کے استعمال پر راضی ہے یا نہیں حرام اور باطل ہے۔ علاوہ ازیں اگر چہرے اور ہاتھوں سے وضو کا پانی غصب کی ہوئی جگہ پر گرتا ہو یا وہ فضا جس میں وضو کرنے کے لیے کوئی اور جگہ بھی نہ ہو تو اس شخص کا فریضہ تیمم ہے اور اگر کسی دوسری جگہ وضو کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ دوسری جگہ وضو کرے۔ لیکن اگر دونوں صورتوں میں گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے اسی جگہ وضو کر لے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۲۶۷) کسی مدرسے کے ایسے حوض سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ آیا وہ تمام لوگوں کے لیے کیا گیا ہے یا صرف مدرسے کے طلباء کے لیے وقت ہے اور صورت یہ ہو کہ لوگ عموماً اس حوض سے وضو کرتے ہوں اور کوئی منع نہ کرتا ہو۔

(۲۶۸) اگر کوئی شخص ایک مسجد میں نماز پڑھنا نہ چاہتا اور یہ بھی نہ جانتا ہو کہ آیا اس مسجد کا حوض تمام لوگوں کے لیے وقف ہے یا صرف ان لوگوں کے لیے جو اس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں تو اس کے لیے اس حوض سے وضو کرنا درست نہیں لیکن اگر عموماً وہ لوگ بھی اس حوض سے وضو کرتے ہوں جو اس مسجد میں نماز نہ پڑھنا چاہتے ہوں اور کوئی منع نہ کرتا ہو تو وہ شخص بھی اس حوض سے وضو کر سکتا ہے۔

(۲۶۹) سرائے، مسافر خانوں اور ایسے ہی دوسرے مقامات کے حوض سے ان لوگوں کا جو ان میں مقیم نہ ہوں، وضو کرنا اسی صورت میں درست ہے جب عموماً ایسے لوگ بھی جو وہاں مقیم نہ ہوں اس حوض سے وضو کرتے ہوں اور کوئی منع نہ کرتا ہو۔

(۲۷۰) ان نہروں سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں جن پر عقلاء کا طریقہ یہ ہے کہ تصرف کیا کرتے ہیں، چاہے نہریں بڑی ہوں یا چھوٹی اور چاہے انسان کو مالک کی رضایت کا علم بھی نہ ہو بلکہ اگر مالک وضو کرنے سے روکے یا انسان جانتا ہو کہ مالک راضی نہیں یا مالک نابالغ بچہ یا پاگل ہو، پھر بھی ان نہروں میں تصرف جائز ہے۔

(۲۷۱) اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ پانی غصبی ہے اور اس سے وضو کر لے تو اس کا وضو صحیح ہے۔ لیکن اگر کسی شخص نے خود پانی غصب کیا ہو اور بعد میں بھول جائے کہ یہ پانی غصبی ہے اور اس سے وضو کر لے تو اس کا وضو صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۲۷۲) اگر وضو کا پانی تو اس کا اپنا ہو لیکن غصبی برتن میں ہو اور اس شخص کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی پانی نہ ہو تو اگر وہ اس پانی کو شرعی طریقے سے دوسرے برتن میں انڈیل سکتا ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اسے پانی کسی دوسرے برتن میں انڈیل لے اور پھر اس کے پاس اس کے علاوہ دوسرا پانی موجود ہو تو ضروری ہے کہ اس سے وضو کرے اور اگر ان دونوں صورتوں میں وہ صحیح طریقے پر عمل نہ کرتے ہوئے اس پانی سے جو غصبی برتن میں ہے وضو کر لے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۲۷۳) اگر کسی حوض میں مثال کے طور پر غصب کی ہوئی ایک اینٹ یا ایک پتھر لگا ہو اور عرف عام میں اس حوض میں سے پانی نکالنا اس اینٹ یا پتھر پر تصرف نہ سمجھا جائے تو (پانی لینے میں) کوئی حرج نہیں لیکن اگر تصرف سمجھا جائے تو پانی کا نکالنا حرام لیکن اس سے وضو کرنا صحیح ہے۔

(۲۷۴) اگر ائمہ طاہرین % یا ان کی اولاد کے مقبرے کے صحن میں جو پہلے قبرستان تھا کوئی حوض یا نہر کھودی جائے اور یہ علم نہ ہو کہ صحن کی زمین قبرستان کے لیے وقف ہو چکی ہے تو اس حوض یا نہر کے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۴) وضو کے اعضا دھوتے وقت اور مسح کرتے وقت پاک ہوں۔ چاہے انہیں وضو کے دوران ہی دھونے یا مسح کرنے سے پہلے پاک کر لے جبکہ اگر کریا اس جیسے پانی سے دھو رہا ہو تو دھونے سے پہلے پاک کرنا بھی ضروری نہیں۔

(۲۷۵) اگر وضو مکمل ہونے سے پہلے وہ مقام نجس ہو جائے جسے دھویا جا چکا ہے یا جس کا مسح کیا جا چکا ہے تو وضو صحیح ہے۔

(۲۷۶) اگر اعضائے وضو کے سوا بدن کا کوئی حصہ نجس ہو تو وضو صحیح ہے لیکن اگر پاخانے یا پیشاب کے مقام کو پاک نہ کیا ہو تو پھر احتیاط مستحب یہ ہے کہ پہلے انہیں پاک کرے اور پھر وضو کرے۔

(۲۷۷) اگر وضو کے اعضاء میں سے کوئی نجس ہو اور وضو کرنے کے بعد شک گزرے کہ آیا وضو کرنے سے پہلے اس عضو کو دھویا تھا یا نہیں تو وضو صحیح ہے لیکن اس نجس مقام کو دھو لینا ضروری ہے۔

(۲۷۸) اگر کسی کے چہرے یا ہاتھوں پر کوئی ایسی خراش یا زخم ہو جس سے خون نہ رکتا ہو اور پانی اس کے لیے مضر نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس عضو کو صحیح سالم اجزاء کو ترتیب وار دھونے کے بعد زخم یا خراش والے حصے کو برابر پانی یا جاری پانی میں ڈبو دے اور اسے اس قدر دبائے کہ خون بند ہو جائے اور پانی کے اندر ہی اپنی انگلی زخم یا خراش پر رکھ کر اوپر سے نیچے کی طرف کھینچے تاکہ اس (خراش یا زخم) پر پانی جاری ہو جائے اور پھر اس سے نچلے حصوں کو دھو لے۔ اس طرح اس کا وضو صحیح ہو جائے گا۔

(۵) وضو کرنے اور نماز پڑھنے کے لیے وقت کافی ہو۔

(۲۷۹) اگر وقت اتنا کم ہو کہ وضو کرے تو ساری کی ساری نماز یا اس کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑے تو ضروری ہے کہ تیمم کر لے لیکن اگر تیمم اور وضو کے لیے تقریباً یکساں وقت درکار ہو تو پھر وضو کرے۔ (۲۸۰) جس شخص کے لیے نماز کا وقت تنگ ہونے کے باعث تیمم کرنا ضروری ہو اگر وہ قصد قربت کی نیت سے یا کسی مستحب کام مثلاً قرآن مجید پڑھنے کے لیے وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہے اور اگر اسی نماز کو پڑھنے کے لیے وضو کرے تو بھی یہی حکم ہے سوائے اس کے کہ اسے قصد قربت حاصل نہ ہو سکے۔

(۶) وضو بقصد قربت سے کرے اور اس کے لیے اتنا کافی ہے کہ حکم الہی کی بجا آوری کے قصد سے کیا جائے۔ اگر اپنے آپ کو ٹھنڈک پہنچانے یا کسی اور نیت سے کیا جائے تو وضو باطل ہے۔ (۲۸۱) وضو کی نیت زبان سے یا دل میں کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر ایک شخص وضو کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کے لیے بجا لائے تو کافی ہے۔

(۷) وضو اس ترتیب سے کیا جائے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یعنی پہلے چہرہ اور اس کے بعد دایاں اور پھر بائیں ہاتھ دھویا جائے اس کے بعد سر کا اور پھر پاؤں کا مسح کیا جائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ دونوں پاؤں کا ایک ساتھ مسح نہ کیا جائے بلکہ بائیں پاؤں کا مسح دائیں پاؤں کے بعد کیا جائے۔

(۸) وضو کے افعال بے در پے انجام دے۔

(۲۸۲) اگر وضو کے افعال کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ عرف عام میں پے در پے دھونا نہ کہلانے تو وضو باطل ہے لیکن اگر کسی شخص کو کوئی عذر پیش آ جائے مثلاً یہ کہ بھول جائے یا پانی ختم ہو جائے تو اس صورت میں بلا فاصلہ دھونے کی شرط معتبر نہیں ہے بلکہ وضو کرنے والا شخص جس وقت کسی عضو کو دھونا یا اس کا مسح کرنا چاہے اور اس وقت تک ان تمام مقامات کی تری خشک ہو چکی ہو جنہیں وہ پہلے دھو چکا ہے یا جن کا مسح کر چکا ہے تو وضو باطل ہو گا۔ اگر جس عضو کو دھونا ہے یا مسح کرنا ہے صرف اس سے پہلے دھوئے ہوئے یا مسح کئے ہوئے عضو کی تری خشک ہو گئی ہو مثلاً بائیں ہاتھ دھوتے وقت دائیں ہاتھ کی تری خشک ہو چکی ہو لیکن چہرہ تر ہو تو وضو صحیح ہے۔

(۲۸۳) اگر کوئی شخص وضو کے افعال بلافاصلہ انجام دے لیکن گرم ہوا یا بدن کی زیادہ حرارت یا کسی اور ایسی ہی وجہ سے پہلی جگہوں کی تری خشک ہو جائے تو اس کا وضو صحیح ہے۔
 (۲۸۴) وضو کے دوران چلنے پھرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لہذا اگر کوئی شخص چہرہ اور ہاتھ دھونے کے بعد چند قدم چلے اور پھر سر اور پاؤں کا مسح کرے تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۹) انسان خود اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور پھر سر کا اور پاؤں کا مسح کرے۔ اگر کوئی دوسرا اسے وضو کرائے یا اس کے چہرے یا ہاتھوں پر پانی ڈالنے یا سر اور پاؤں کا مسح کرنے میں اس کی مدد کرے تو اس کا وضو باطل ہے۔
 (۲۸۵) جو شخص خود وضو نہ کر سکتا ہو ضروری ہے کہ وہ کسی دوسرے شخص سے مدد لے، اگرچہ دھونا اور مسح کرنا دونوں کی مشارکت سے ہو اور اگر وہ شخص اجرت مانگے تو اگر اس کی ادائیگی کر سکتا ہو اور ایسا کرنا اس کے لیے مالی طور پر نقصان دہ نہ ہو تو اجرت ادا کرنا ضروری ہے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ وضو کی نیت خود کرے اور مسح بھی اپنے ہاتھ سے کرے اور اگر خود دوسرے کے ساتھ شرکت نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ کسی دوسرے شخص سے مدد لے جو اسے وضو کروائے اور اس صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ دونوں وضو کی نیت کریں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کا نائب اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کی مسح کی جگہوں پر پھیرے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ نائب اس کے ہاتھ سے تری حاصل کرے اور اس کے سر اور پاؤں پر مسح کرے۔

(۲۸۶) وضو کے جو افعال بھی انسان بذاتِ خود انجام دے سکتا ہو ضروری ہے کہ انہیں انجام دینے کے لیے دوسروں کی مدد نہ لے۔

(۱۰) وضو کرنے والے کے لیے پانی کے استعمال میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔
 (۲۸۷) جس شخص کو خوف ہو کہ وضو کرنے سے بیمار ہو جائے گا یا اس پانی سے وضو کرے گا تو پیاسا رہ جائے گا اس کا فریضہ وضو نہیں ہے اور اگر اسے علم نہ ہو کہ پانی اس کے لیے مضر ہے اور وہ وضو کر لے جبکہ وضو کرنا اس کے لیے واقعتاً نقصان دہ تھا تو اس کا وضو باطل ہے۔
 (۲۸۸) اگر چہرے اور ہاتھوں کے اتنے کم پانی سے دھونا جس سے وضو صحیح ہو جاتا ہو ضرور رساں نہ ہو اور اس سے زیادہ ضرر رساں ہو تو ضروری ہے کہ کم مقدار سے ہی وضو کرے۔

(۱۱) وضو کے اعضاء تک پانی پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔
 (۲۸۹) اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ اس کے وضو کے اعضاء پر کوئی چیز لگی ہوئی لیکن اس بارے میں اسے شک ہو کہ آیا وہ چیز پانی کے ان اعضاء تک پہنچنے میں مانع ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ یا تو اس چیز کو ہٹا دے یا پانی اس کے نیچے تک پہنچائے۔

(۲۹۰) اگر ناخن کے نیچے میل ہو تو وضو درست ہے لیکن اگر ناخن کاٹا جائے اور اس میل کی وجہ سے پانی کھال تک نہ پہنچے تو وضو کے لیے اس میل کا دور کرنا ضروری ہے۔ علاوہ ازاں اگر ناخن معمول سے زیادہ بڑھ جائیں تو جتنا حصہ معمول سے زیادہ بڑھا ہوا ہو اس کے نیچے سے میل نکالنا ضروری ہے۔
 (۲۹۱) اگر کسی شخص کے چہرے، ہاتھوں، سر کے اگلے حصے یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر جل جانے سے یا کسی اور وجہ سے آبلہ پڑ جائے تو اسے دھو لینا اور اس پر مسح کر لینا کافی ہے اور اس میں سوراخ ہو جائے تو پانی جلد کے نیچے پہنچانا ضروری نہیں بلکہ اگر جلد کا ایک حصہ اکھڑ جائے تب بھی یہ ضروری نہیں کہ جو حصہ نہیں اکھڑا اس کے نیچے تک پانی پہنچایا جائے لیکن جب اکھڑی ہوئی جلد کبھی بدن سے چپک جاتی ہو اور کبھی اوپر اٹھ جاتی ہو تو ضروری ہے کہ یا تو اسے کاٹ دے یا اس کے نیچے پانی پہنچائے۔

(۲۹۲) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس کے وضو کے اعضاء سے کوئی چیز چپکی ہوئی ہے یا نہیں اور اس کا یہ احتمال لوگوں کی نظر میں بھی درست ہو مثلاً گارے سے کوئی کام کرنے کے بعد شک ہو کہ گارا اس کے ہاتھ سے لگا رہ گیا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ تحقیق کر لے یا ہاتھ کو اتنا ملے کہ اطمینان ہو جائے کہ اگر اس پر گارا لگا رہ گیا تھا تو دور ہو گیا ہے یا پانی اس کے نیچے پہنچ گیا ہے۔

(۲۹۳) جس جگہ کو دھونا ہو یا جس کا مسح کرنا ہو اگر اس پر میل ہو لیکن وہ میل پانی کے ساتھ جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ نہ ڈالے تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر پلستر وغیرہ کا کام کرنے کے بعد سفیدی ہاتھ پر لگی رہ جائے جو

پانی کو جلد تک پہنچنے سے نہ روکے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر شک ہو کہ ان چیزوں کی موجودگی پانی کے جلد تک پہنچنے میں مانع ہے یا نہیں تو انہیں دور کرنا ضروری ہے۔

(۲۹۴) اگر کوئی شخص وضو کرنے سے پہلے جانتا ہو کہ وضو کے بعض اعضاء پر ایسی چیز موجود ہے جو ان تک پانی پہنچنے میں مانع ہے اور وضو کے بعد شک کرنے کہ وضو کرنے وقت پانی ان اعضاء تک پہنچایا ہے یا نہیں تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۲۹۵) اگر وضو کے بعض اعضاء میں کوئی ایسی رکاوٹ ہو جس کے نیچے پانی کبھی تو خود بخود چلا جاتا ہو اور کبھی نہ پہنچتا ہو اور انسان وضو کے بعد شک کرے کہ پانی اس کے نیچے پہنچا ہے یا نہیں جبکہ وہ جانتا ہو کہ وقت وہ اس رکاوٹ کے نیچے پانی پہنچنے کی جانب متوجہ نہ تھا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔

(۲۹۶) اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد وضو کے اعضاء پر کوئی ایسی چیز دیکھے جو پانی کے بدن تک پہنچنے میں مانع ہو اور اسے یہ معلوم ہو کہ وضو کے وقت یہ چیز موجود تھی یا بعد میں پیدا ہوئی تو اس کا وضو صحیح ہے لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ وضو کرتے وقت وہ اس رکاوٹ کی جانب متوجہ نہ تھا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔

(۲۹۷) اگر کسی شخص کو وضو کے بعد شک ہو کہ جو چیز پانی کے پہنچنے میں مانع ہے وضو کے اعضاء پر تھی یا نہیں تو اس کا وضو صحیح ہے۔

وضو کے احکام

(۲۹۸) اگر کوئی شخص وضو کے افعال اور شرائط مثلاً پانی کے پاک ہونے یا غصبی نہ ہونے کے بارے میں بہت زیادہ شک کرتا ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۲۹۹) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس کا وضو باطل ہوا ہے یا نہیں تو اسے یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کا وضو باقی ہے لیکن اگر اس نے پیشاب کرنے کے بعد استبراء کیے بغیر وضو کر لیا ہو اور وضو کے بعد اس کے مخرج پیشاب سے ایسی رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو کہ پیشاب ہے یا کوئی اور چیز تو اس کا وضو باطل ہے۔ (۳۰۰) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس نے وضو کیا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ وضو کرے۔

(۳۰۱) جس شخص کو معلوم ہو کہ اس نے وضو کیا ہے اور اس سے حدث بھی واقع ہو گیا ہے مقعد اس نے پیشاب کیا ہے اسے یہ معلوم نہ ہو کہ کونسی بات پہلے واقع ہوئی ہے، اگر یہ صورت نماز سے پہلے پیش آئے تو وضو کرنا ضروری ہے اور اگر نماز کے دوران پیش آئے تو نماز توڑ کر وضو کرنا ضروری ہے اور اگر نماز کے بعد پیش آئے تو جو نماز وہ پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہے۔ البتہ دوسری نمازوں کے لیے نیا وضو کرنا ضروری ہے۔

(۳۰۲) اگر کسی شخص کو وضو کے بعد یا وضو کے دوران یقین ہو جائے کہ اس نے بعض جگہیں نہیں دھوئیں یا ان کا مسح نہیں کیا اور جن اعضاء کو پہلے دھویا ہو یا ان کا مسح کیا ہو ان کی تری زیادہ وقت گزر جانے کی وجہ سے خشک ہو چکی ہو تو ضروری ہے کہ دوبارہ وضو کرے لیکن اگر وہ تری خشک نہ ہوئی ہو یا ہوا کی گرمی یا کسی اور ایسی وجہ سے خشک ہو گئی ہو تو ضروری ہے کہ جن جگہوں کے بارے میں بھول گیا ہو انہیں اور ان کے بعد آنے والی جگہوں کو دھوئے یا ان کا مسح کرے اور اگر وضو کے دوران کسی عضو کے دھونے یا مسح کرنے کے بارے میں شک کرے تو اسی حکم پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۳۰۳) اگر کسی شخص کو نما پڑھنے کے بعد شک ہو کہ اس نے وضو کیا تھا یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن ضروری ہے کہ آئندہ نمازوں کے لیے وضو کرے۔

(۳۰۴) اگر کسی شخص کو نماز کے دوران شک ہو کہ آیا اس نے وضو کیا تھا یا نہیں تو اس کی نماز باطل ہے اور ضروری ہے کہ وہ وضو کرے اور نماز دوبارہ پڑھے۔

(۳۰۵) اگر کسی شخص کو نماز کے بعد پتا چلے کہ اس کا وضو باطل ہو گیا تھا لیکن شک ہو کہ اس کا وضو نماز سے پہلے باطل ہوا تھا یا بعد میں تو جو نماز پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہے۔

(۳۰۶) اگر کوئی شخص ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ اسے پیشاب کے قطرے گرتے رہتے ہوں یا پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو تو اگر اسے یقین ہو کہ نماز کے اول وقت سے لے کر آخر وقت تک اسے اتنا وقفہ مل جائے گا کہ وضو کر کے نماز پڑھ سکے تو ضروری ہے کہ اس وقفے کے دوران نماز پڑھ لے اور اگر اسے صرف اتنی مہلت ملے جو نماز کے واجبات ادا کرنے کے لیے کافی ہو تو اس دوران صرف نماز کے واجبات انجام دے اور ضروری ہے کہ مستحب افعال مثلاً اذان، اقامت اور قنوت کو ترک کر دے۔

(۳۰۷) اگر کسی شخص کو (بیماری کی وجہ سے) وضو کر کے نماز کا کچھ حصہ پڑھنے کی مہلت ملتی ہو اور نماز کے دوران ایک دفعہ یہ چند دفعہ اس کا پیشاب یا پاخانہ خارج ہوتا ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اس مہلت کے دوران وضو کر کے نماز پڑھے لیکن نماز کے دوران لازم نہیں ہے کہ پیشاب یا پاخانہ خارج ہونے کی وجہ سے دوبارہ وضو کرے۔

(۳۰۸) اگر کسی شخص کو پیشاب یا پاخانہ بار بار یوں آتا ہو کہ اسے وضو کر کے نماز کا کچھ حصہ پڑھنے کی بھی مہلت نہ ملتی ہو تو اس کا ایک وضو چند نمازوں کے لیے بھی کافی ہے۔ ماسوا اس کے کہ کوئی اور ایسی چیز پیش آ جائے جس سے وضو باطل ہو جاتا ہے۔ مثلاً سو جائے یا اس کا پیشاب و پاخانہ طبعی انداز سے معمول کے مطابق خارج ہو۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ ہر نماز کے لیے ایک بار وضو کرے لیکن قضا سجدے، قضا تشہد اور نماز احتیاط کے لیے دوسرا وضو ضروری نہیں ہے۔

(۳۰۹) اگر کسی شخص کو پیشاب یا پاخانہ بار بار آتا ہو تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وضو کے بعد فوراً نماز پڑھے اگرچہ بہتر ہے کہ نماز پڑھنے میں جلدی کرے۔

(۳۱۰) اگر کسی شخص کو پیشاب یا پاخانہ بار بار آتا ہو تو وضو کرنے کے بعد اگر وہ نماز کی حالت میں نہ ہو تب بھی اس کے لیے قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنا جائز ہے۔

(۳۱۱) جس شخص کو قطرہ قطرہ پیشاب آتا رہتا ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ نماز کے لیے ایک ایسی تھیلی استعمال کرے جس میں روئی یا کوئی اور چیز رکھی ہو جو پیشاب کو دوسری جگہوں تک پہنچنے سے روکے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر نماز سے پہلے نجس شدہ مقام پیشاب کو دھو لے۔ علاوہ ازیں جو شخص پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ جہاں تک ممکن ہو نماز پڑھنے تک پاخانے کو دوسری جگہوں تک پھیلنے سے روکے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر باعث زحمت نہ ہو تو ہر نماز کے لیے مقعد کو دھوئے۔

(۳۱۲) جو شخص پیشاب یا پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو تو جہاں تک ممکن ہو نماز میں پیشاب یا پاخانہ روکے اور بہتر یہ ہے کہ اگر اس پر کچھ خرچ کرنا پڑے تو خرچ بھی کرے بلکہ اگر اس کا مرض آسانی سے دور ہو سکتا ہو تو بہتر ہے کہ اپنا علاج کرائے۔

(۳۱۳) جو شخص اپنا پیشاب یا پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو اس کے لیے صحت یاب ہونے کے بعد یہ ضروری نہیں کہ جو نمازیں اس نے مرض کی حالت میں اپنے فریضے کے مطابق پڑھی ہوں ان کی قضا کرے لیکن اگر اس کا مرض نماز کے وقت کے دوران ہی دور ہو جائے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ جو نماز اس وقت پڑھی ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

(۳۱۴) اگر کسی شخص کو یہ عارضہ لاحق ہو کہ ریح روکنے پر قادر نہ ہو تو ضروری ہے کہ ان لوگوں کے فریضے کے مطابق عمل کرے جو پیشاب اور پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہوں۔

وہ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا ضروری ہے

(۳۱۵) چھ چیزوں کے وضو کرنا واجب ہے:

- ۱) نماز میت کے علاوہ واجب نمازوں کیلئے۔ مستحب نمازوں میں وضو شرط صحت ہے۔
- ۲) بھولے ہوئے سجدے اور تشہد کو انجام دینے کے لئے جبکہ ان کے اور نماز کے درمیان کوئی حدث اس سے سرزد ہوا ہو مثلاً اس نے پیشاب کیا ہو لیکن سجدہ سہو کے لیے وضو کرنا واجب نہیں۔
- ۳) خانہ کعبہ کے واجب طواف کے لیے جو حج اور عمرہ کا جز ہوتا ہے۔
- ۴) وضو کرنے کی نذر کی ہو (منت مانی ہو) یا عہد کیا ہو یا قسم کھائی ہو۔
- ۵) جب کسی نے منت مانی ہو کہ مثلاً قرآن مجید کا بوسہ لے گا۔
- ۶) نجس شدہ قرآن مجید کو دھونے کے لیے یا بیت الخلاء وغیرہ سے نکالنے کیلئے جبکہ متعلقہ شخص مجبور ہو کہ اس مقصد کے لئے اپنا ہاتھ یا بدن کا کوئی اور حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے مس کرے لیکن وضو میں صرف ہونے والا وقت اگر قرآن مجید کو دھونے یا اسے بیت الخلاء سے نکالنے میں اتنی تاخیر کا باعث ہو جس سے کلام اللہ کی بے حرمتی ہوتی ہو تو ضروری ہے کہ وہ وضو کیے بغیر قرآن مجید کو بیت الخلاء وغیرہ سے نکال لے یا اگر نجس ہو گیا ہو تو اسے دھو ڈالے۔

(۳۱۶) جو شخص باوضو نہ ہو اس کے لیے قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنا یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے لگانا حرام ہے لیکن اگر قرآن مجید کا فارسی زبان میں یا کسی اور زبان میں ترجمہ کیا گیا ہو تو اسے

مس کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۱۷) بچے اور دیوانے کو قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنے سے روکنا واجب نہیں لیکن اگر ان کے ایسا کرنے سے قرآن مجید کی توہین ہوتی ہو تو انہیں روکنا ضروری ہے۔

(۳۱۸) جو شخص باوضو نہ ہو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ناموں اور ان صفتوں کو مس کرنا جو صرف اسی کے لیے مخصوص ہیں خواہ کسی زبان میں لکھی ہوں احتیاط واجب کی بنا پر حرام ہے اور بہتر یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور ائمہ طاہرین % اور حضرت فاطمہ زہرا ؑ کے اسمائے مبارکہ کو بھی مس نہ کرے۔

(۳۱۹) وضو جب بھی کیا جائے، چاہے نماز کا وقت آنے سے کچھ پہلے، کافی دیر پہلے یا نماز کا وقت آ جانے کے بعد اگر فُرْبَةُ اَلِی اللہ کی نیت سے کیا جائے تو صحیح ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ واجب یا مستحب ہونے کی نیت کی جائے بلکہ اگر غلطی سے وجوب کی نیت کر لے اور بعد میں معلوم ہو کہ ابھی وضو واجب نہیں ہوا تھا تو بھی صحیح ہے۔

(۳۲۰) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ (نماز کا) وقت داخل ہو چکا ہے اور واجب وضو کی نیت کرے لیکن وضو کرنے کے بعد اسے پتا چلے کہ ابھی وقت داخل نہیں ہوا تھا تو اس کا وضو صحیح ہے۔

(۳۲۱) مستحب ہے کہ اگر انسان باوضو ہو تب بھی ہر نماز کے لیے دوبارہ وضو کرے۔ بعض فقہاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے فرمایا ہے کہ میت کی نماز کے لیے قبرستان جانے کے لیے، مسجد یا ائمہ % کے حرم میں جانے کے لیے، قرآن مجید ساتھ رکھنے، اسے پڑھنے، لکھنے اور اس کا حاشیہ مس کرنے کے لیے اور سونے کے لیے وضو کرنا مستحب ہے۔ لیکن مذکورہ موارد میں وضو کا مستحب ہونا ثابت نہیں ہے، البتہ اگر کوئی شخص مستحب ہونے کے احتمال کے ساتھ وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہے اور اس وضو کے ساتھ ہر دو کام کر سکتا ہے جو باوضو ہو کر کرنا ضروری ہے۔ مثلاً اس وضو کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے

مبطلاتِ وضو

(۳۲۲) سات چیزیں وضو کو باطل کر دیتی ہیں:

(۱) پیشاب۔ جو مشکوک رطوبت پیشاب کے بعد اور استبراء سے پہلے انسان سے خارج ہوتی ہے وہ بھی پیشاب کا حکم رکھتی ہے۔

(۲) پاخانہ۔

(۳) ریاح یعنی معدے اور آنتوں کی ہوا جو مقعد سے خارج ہوتی ہے۔

(۴) نیند جس کی وجہ سے نہ آنکھیں دیکھ سکیں نہ کان سن سکیں لیکن اگر آنکھیں نہ دیکھ رہی ہوں مگر کان سن رہے ہوں تو وضو باطل نہیں ہوتا۔

(۵) ایسی حالت جن میں عقل زائل ہو جاتی ہو مثلاً دیوانگی، مستی یا بے ہوشی۔

(۶) عورتوں کا استحاضہ جس کا ذکر بعد میں آئے گا (۷) جنابت بلکہ احتیاط مستحب کی بنا پر ہر وہ کام جس کے لیے غسل کرنا ضروری ہے۔

جبیرہ وضو کے احکام

وہ چیز جس سے زخم یا ٹوٹی ہوئی ہڈی باندھی جاتی ہے اور وہ دوا جو زخم یا ایسی ہی کسی چیز پر لگائی جاتی ہے جبیرہ کہلاتی ہے۔

(۳۲۳) اگر وضو کے اعضاء میں سے کسی پر زخم یا پھوڑا ہو یا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور پانی اس کے لیے مضر نہ ہو تو اسی طرح وضو کرنا ضروری ہے جیسے عام طور پر کیا جاتا ہے۔

(۳۲۴) اگر کسی شخص کے چہرے اور ہاتھوں پر زخم یا پھوڑا ہو، یا ان میں سے کسی کی (چہرے یا ہاتھوں) ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو، اس کا منہ کھلا ہو اور اس پر پانی ڈالنا نقصان دہ ہو تو اسے زخم یا پھوڑے کے آس پاس کا حصہ اس طرح اوپر سے نیچے کو دھونا چاہئے جیسا وضو میں بتایا گیا ہے اور بہتر یہ ہے کہ اگر اس پر تر ہاتھ کھینچنا نقصان دہ نہ ہو تو تر ہاتھ اس پر کھینچے اور اس کے بعد پاک کپڑا اس پر ڈال دے اور گیلا ہاتھ اس کپڑے پر بھی کھینچے۔ البتہ اگر ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو تو تیمم کرنا لازم ہے۔

(۳۲۵) اگر زخم یا پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کسی شخص کے سر کے اگلے حصے یا پاؤں پر ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور وہ اس پر مسح نہ کر سکتا ہو کیونکہ زخم کی پوری جگہ پر پھیلا ہوا ہو یا مسح کی جگہ کا جو حصہ صحیح و

سالم ہو اس پر مسح کرنا بھی اس کی قدرت سے باہر ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ تیمم کرے اور احتیاط مستحب کی بنا پر وضو بھی کرے اور پاک کپڑا زخم وغیرہ پر رکھے اور وضو کے پانی کی تری سے جو ہاتھوں پر لگی ہو کیڑے پر مسح کرے۔

(۳۲۶) اگر پھوڑے یا زخم یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کا منہ کسی چیز سے بند ہو اور اس کا کھولنا بغیر تکلیف کے ممکن ہو اور پانی بھی اس کے لیے مضر نہ ہو تو اسے کھول کر وضو کرنا ضروری ہے خواہ زخم وغیرہ چہرے اور ہاتھوں پر ہو یا سر کے اگلے حصے اور پاؤں کے اوپر والے حصے پر ہو۔

(۳۲۷) اگر کسی شخص کا زخم یا پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی جو کسی چیز سے بندھی ہوئی ہو اس کے چہرے یا ہاتھوں پر ہو اور اس کا کھولنا اور اس پر پانی ڈالنا مضر ہو تو ضروری ہے کہ اس پاس کے جتنے حصے کو دھونا ممکن ہو اسے دھوئے اور احتیاط واجب کی بنا پر جبیرہ پر مسح کرے۔

(۳۲۸) اگر زخم کا منہ نہ کھل سکتا ہو اور خود زخم اور جو چیز اس پر لگائی گئی ہو پاک ہو اور زخم تک پانی پہنچانا ممکن ہو اور مضر بھی نہ ہو تو ضروری ہے کہ پانی کو زخم کے منہ پر اوپر سے نیچے کی طرف پہنچائے اور زخم یا اس کے اوپر لگائی گئی چیز نجس ہو اور اس کا دھونا اور زخم کے منہ تک پانی پہنچانا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ اسے دھوئے اور وضو کرتے وقت پانی زخم تک پہنچائے اور اگر پانی زخم کے لیے مضر تو نہ ہو لیکن زخم کو دھونا ممکن نہ ہو یا اسے کھیلنا ضرر یا مشقت کا باعث ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کرے۔

(۳۲۹) اگر جبیرہ اعضائے وضو میں سے کسی ایک یا پورے حصے پر پھیلا ہوا ہو تو جبیرہ وضو کافی ہے لیکن اگر جبیرہ تمام اعضائے وضو یا زیادہ تر اعضاء پر پھیلا ہوا ہو تو احتیاط کی بنا پر تیمم کرنا ضروری ہے اور جبیرہ وضو بھی کرے۔

(۳۳۰) یہ ضروری نہیں کہ جبیرہ ان چیزوں میں سے ہو جن کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے بلکہ اگر وہ ریشم یا ان حیوانات کے اجزا سے بنی ہو جن کا گوشت کھانا جائز نہیں تو ان پر بھی مسح کرنا جائز ہے۔

(۳۳۱) جس شخص کی ہتھیلی اور انگلیوں پر جبیرہ ہو اور وضو کرتے وقت اس نے تر ہاتھ اس پر کھینچا ہو تو وہ سر اور پاؤں کا مسح اسی تری سے کرے۔

(۳۳۲) اگر کسی شخص کے پاؤں کے اوپر والے پورے حصے پر جبیرہ ہو لیکن کچھ حصہ انگلیوں کی طرف سے اور کچھ حصہ پاؤں کے اوپر والے حصے کی طرف سے کھلا ہو تو جو جگہیں کھلیں ہیں وہاں پاؤں کے اوپر والے حصے پر اور جن جگہوں پر جبیرہ ہے وہاں جبیرہ پر مسح کرنا ضروری ہے۔

(۳۳۳) اگر چہرے یا ہاتھوں پر کئی جبیرے ہوں تو ان کا درمیان حصہ دھونا ضروری ہے اور سر یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر جبیرے ہوں تو ان کے درمیانی حصے کا مسح کرنا ضروری ہے اور جہاں جبیرے ہوں وہاں جبیرے کے بارے میں احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۳۳۴) اگر جبیرہ زخم کے آس پاس کے حصوں کو معمول سے زیادہ گھیرے ہوئے ہو اور اس کو ہٹانا بغیر تکلیف کے ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کرے بجز اس کے کہ جبیرہ تیمم کی جگہوں پر ہو کیونکہ اس صورت میں ضروری ہے کہ وضو اور تیمم دونوں کرے اور دونوں صورتوں میں جبیرہ کا ہٹانا بغیر تکلیف کے ممکن ہو تو ضروری ہے کہ اسے ہٹا دے۔ پس اگر زخم چہرے یا ہاتھوں پر ہو تو اس کے آس پاس کی جگہوں کو دھوئے اور اگر سر یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر ہو تو اس کے آس پاس کی جگہوں کا مسح کرے اور زخم کی جگہ کے لیے جبیرہ کے احکام پر عمل کرے۔

(۳۳۵) اگر وضو کے اعضاء پر زخم نہ ہو یا ان کی ہڈی ٹوٹی ہوئی نہ ہو لیکن کسی اور وجہ سے پانی ان کے لیے مضر ہو تو تیمم کرنا ضروری ہے۔

(۳۳۶) اگر وضو کے اعضاء کی کسی رگ سے فصد کھوانے کے طریقے سے خون نکالا گیا ہو اور اسے دھونا ممکن نہ ہو تو تیمم کرنا لازم ہے۔ لیکن اگر پانی اس کے لیے مضر ہو تو جبیرہ کے احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔ (۳۳۷) اگر وضو یا غسل کی جگہ پر کوئی ایسی چیز چپک گئی ہو جس کا اتارنا ممکن نہ ہو یا اسے اتارنے کی تکلیف ناقابل برداشت ہو تو متعلقہ شخص کا فریضہ تیمم ہے۔ لیکن اگر چپکی ہوئی چیز تیمم کے مقامات پر ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ وضو اور تیمم دونوں کرے اور اگر چپکی ہوئی چیز دوا ہو تو وہ جبیرہ کے حکم میں آتی ہے۔

(۳۳۸) غسل میت کے علاوہ تمام قسم کے غسلوں میں جبیرہ غسل، جبیرہ وضو کی طرح ہے لیکن احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ غسل کو ترتیبی طریقے سے انجام دیا جائے اور اگر بدن پر زخم یا پھوڑا ہو تو مکلف کو غسل یا تیمم کا اختیار ہے۔ اگر وہ غسل کو اختیار کرتا ہے اور زخم یا پھوڑے پر جبیرہ نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ زخم

یا پھوڑے پر پاک کپڑا رکھے اور اس کپڑے کے اوپر مسح کرے۔ اگر بدن کا کوئی حصہ ٹوٹا ہوا ہو تو ضروری ہے کہ غسل کرے اور احتیاطاً جبیرہ کے اوپر بھی مسح کرے اور اگر جبیرہ پر مسح کرنا ممکن نہ یا جو جگہ ٹوٹی ہوئی ہے وہ کھلی ہو تو تیمم کرنا ضروری ہے۔

(۳۳۹) جس شخص کا فریضہ تیمم ہو اگر اس کی تیمم کی بعض جگہوں پر زخم یا پھوڑا ہو یا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو تو ضروری ہے کہ وہ جبیرہ وضو کے احکام کے مطابق جبیرہ تیمم کرے۔

(۳۴۰) جس شخص کو جبیرہ وضو یا جبیرہ غسل کر کے نماز پڑھنا ضروری ہو اگر اسے علم ہو کہ نماز کے آخر وقت تک اس کا عذر دور نہیں ہو گا تو وہ اول وقت میں نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر اسے امید ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے گا تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ انتظار کرے اور اگر اس کا عذر دور نہ ہو تو آخر وقت میں جبیرہ وضو یا جبیرہ غسل کے ساتھ نماز ادا کرے لیکن اگر اول وقت میں نماز پڑھے اور آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے تو احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ وضو یا غسل کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔

(۳۴۱) اگر کسی شخص نے آنکھ کی سی بیماری کی وجہ سے پلکوں کے بالوں کو چپکا کر رکھا ہو تو ضروری ہے کہ وہ تیمم کرے۔

(۳۴۲) اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ آیا اس کا فریضہ تیمم ہے یا جبیرہ وضو، تو احتیاطاً واجب کی بنا پر اسے تیمم اور جبیرہ وضو دونوں بجا لانے چاہئیں۔

(۳۴۳) جو نمازیں کسی انسان نے جبیرہ وضو سے پڑھی ہوں وہ صحیح ہیں اور وہ اسی وضو کے ساتھ اُندہ کی نمازیں بھی پڑھ سکتا ہے۔

واجب غسل

واجب غسل سات ہیں:

(۱) غسل جنابت (۲) غسل حیض (۳) غسل نفاس (۴) غسل استحاضہ (۵) غسل مس میت (۶) غسل میت (۷) وہ غسل جو منت یا قسم وغیرہ کی وجہ سے واجب ہو جائے۔

اور اگر چاند یا سورج کو مکمل گرہن لگا ہو اور مکلف جان بوجھ کر نماز آیات نہ پڑھے یہاں تک کہ نماز قضا ہو جائے تو احتیاطاً واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کی قضا کے لیے غسل کرے۔

جنابت کے احکام

(۳۴۴) دو چیزوں سے انسان مجنب ہو جاتا ہے ایک جماع اور دوسرے منی کے خارج ہونے سے، خواہ وہ نیند میں حالت میں نکلے یا جاگتے میں، کم ہو یا زیادہ، شہوت کے ساتھ نکلے یا بغیر شہوت کے اور اس کا نکلنا اختیار میں ہو یا نہ ہو۔

(۳۴۵) اگر کسی شخص کے بدن سے کوئی رطوبت خارج اور وہ یہ نہ جانتا ہو کہ منی یا پیشاب یا کوئی اور چیز، اگر وہ رطوبت شہوت کے ساتھ اور اچھل کر نکلی ہو اور اس کے نکلنے کے بعد بدن سست ہو گیا ہو تو وہ رطوبت منی کا حکم رکھتی ہے۔ لیکن اگر ان تین علامات میں سے ساری کی ساری یا کچھ موجود نہ ہوں تو وہ رطوبت منی کے حکم میں نہیں آئے گی۔ لیکن اگر انسان بیمار ہو تو پھر ضروری ہے نہیں کہ وہ رطوبت اچھل کر نکلی ہو اور اس کے نکلنے کے وقت بدن سست ہو جائے بلکہ اگر صرف شہوت کے ساتھ نکلے تو وہ رطوبت منی کے حکم میں ہو گی۔ جو رطوبت چھیڑچھاڑ یا شہوت انگیز تصور کے وقت انسان اپنی شرمگاہ میں محسوس کرتا ہے وہ پاک، اس سے غسل بھی واجب نہیں ہوتا اور نہ ہی وضو کو باطل کرتی ہے۔ ہاں! وہ رطوبت جو عورت سے شہوت کے ساتھ خارج ہوتی ہے اگر اس حد تک ہو کہ اسے انزال کہا جاسکے اور لباس کو آلودہ کر دے، جو عام طور پر اس وقت نکلتی ہے جب عورت جنسی شہوت کی انتہا تک پہنچ جائے، تو یہ نجس بھی ہے اور اس سے عورت مجنب بھی ہو جاتی ہے۔

(۳۴۶) اگر کسی ایسے شخص کے مخرج پیشاب سے جو بیمار نہ ہو کوئی ایسا پانی خارج ہو جس میں ان تین علامات میں سے جن کا ذکر اوپر والے مسئلے میں کیا گیا ہے ایک علامت موجود ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ باقی علامات بھی اس میں موجود ہیں یا نہیں تو اگر اس پانی کے خارج ہونے سے پہلے اس نے وضو کیا ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اسی وضو کو کافی سمجھے اور اگر وضو نہیں کیا تھا تو صرف وضو کرنا کافی ہے اور اس پر غسل کرنا لازم نہیں۔ (۳۴۷) منی خارج ہونے کے بعد انسان کے لیے پیشاب کرنا مستحب ہے اور اگر پیشاب نہ کرے اور غسل کے بعد اس کے مخرج پیشاب سے رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو کہ منی ہے یا کوئی اور رطوبت تو وہ

رطوبت منی کا حکم رکھتی ہے۔

(۳۴۸) اگر کوئی شخص جماع کرے اور عضو تناسل سپاری کی مقدار تک یا اس سے زیادہ عورت کی فرج میں داخل ہو جائے تو خواہ یہ دخول فرج میں ہو یا دبر میں اور خواہ وہ بالغ ہوں یا نابالغ اور خواہ منی خارج ہو یا نہ ہو دونوں مجنب ہو جاتے ہیں۔

(۳۴۹) اگر کسی کو شک ہو کہ عضو تناسل سپاری کی مقدار تک داخل ہوا ہے یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔
(۳۵۰) نعوذ باللہ اگر کوئی شخص کسی حیوان کے ساتھ وطی کرے اور اس کی منی خارج ہو تو صرف غسل کرنا کافی ہے اور اگر منی خارج نہ ہو اور اس نے وطی کرنے سے پہلے وضو کیا ہوا ہو تب بھی غسل کرنا کافی ہے اور اگر وضو نہ کر رکھا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ غسل کرے اور وضو بھی کرے اور مرد یا لڑکے سے وطی کرنے کی صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

(۳۵۱) اگر منی اپنی جگہ سے حرکت کرے لیکن خارج نہ ہو یا انسان کو شک ہو کہ منی خارج ہوئی ہے یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۳۵۲) جو شخص غسل نہ کر سکے لیکن تیمم کر سکتا ہو وہ نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد بھی اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے۔

(۳۵۳) اگر کوئی شخص اپنے لباس میں منی دیکھے اور جانتا ہو کہ اس کی اپنی منی ہے اور اس نے اس منی کیلئے غسل نہ کیا ہو تو ضروری ہے کہ غسل کرے اور جن نمازوں کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ اس نے منی خارج ہونے کے بعد پڑھی تھیں ان کی قضا کرے لیکن ان نمازوں کی قضا ضروری نہیں جن کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ اس نے منی خارج ہونے سے پہلے پڑھی تھیں۔

مجنب پر پانچ چیزیں حرام ہیں

- ۱) اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ یا اللہ سبحانہ ﷻ و تعالیٰ کے نام سے خواہ وہ کسی بھی زبان میں ہو مس کرنا اور بہتر یہ ہے کہ انبیاء، ائمہ اور زہرا # کے ناموں سے بھی اپنا بدن مس نہ کرے۔
- ۲) مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں جانا، خواہ ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے دروازے سے نکل آئے۔
- ۳) مسجد الحرام اور مسجد نبوی کے علاوہ دوسری مسجدوں میں ٹھہرنا، اور احتیاط واجب کی بنا پر ائمتہ % کے حرم میں ٹھہرنے کا بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کو عبور کرے مثلاً ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے باہر نکل جائے تو کوئی حرج نہیں۔
- ۴) کسی مسجد میں کوئی چیز رکھنے کے لیے داخل ہونا۔ احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم مسجد سے کوئی چیز اٹھانے کے لیے بھی ہے چاہے مسجد میں داخل نہ بھی ہو۔
- ۵) ان آیات میں سے کسی آیت کا پڑھنا جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ وہ آیتیں (۱) سورۃ سجدہ آیت ۱۵ (۲) سورۃ فصلت آیت ۳۷ (۳) سورۃ والنجم آیت ۶۲ (۴) سورۃ علق آیت ۱۹ میں ہیں۔

وہ چیزیں جو مجنب کے لیے مکروہ ہیں

نو چیزیں مجنب شخص کے لیے مکروہ ہیں:

- (۱) کھانا اور پینا۔ لیکن اگر ہاتھ منہ دھولے اور کلی کر لے تو مکروہ نہیں ہے اور اگر صرف ہاتھ دھو لے تو بھی کراہت کم ہو جائے گی۔
- (۲) قرآن مجید کی سات سے زیادہ ایسی آیات پڑھنا جن میں سجدہ واجب نہ ہو۔
- (۳) اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کی جلد، حاشیہ یا الفاظ کی درمیانی جگہ سے چھونا۔
- (۴) قرآن مجید اپنے ساتھ رکھنا۔
- (۵) سونا۔ البتہ اگر وضو کر لے یا پانی نہ ہونی کی وجہ سے غسل کے بدلے تیمم کر لے تو پھر سونا مکروہ نہیں ہے۔
- (۶) مہندی یا اس سے ملتی جلتی چیز سے خضاب کرنا۔
- (۷) بدن پر تیل ملنا۔
- (۸) احتلام یعنی سوتے میں منی خارج ہونے کے بعد جماع کرنا۔

غسل جنابت

(۳۵۶) غسل جنابت واجب نماز پڑھنے کے لیے اور ایسی دوسری عبادات کے لیے واجب ہو جاتا ہے لیکن نماز میت ، سجدہ سہو ، سجدہ شکر اور قرآن مجید کے واجب سجدوں کے لیے غسل جنابت ضروری نہیں ہوتی۔
 (۳۵۷) یہ ضروری نہیں کہ غسل کے وقت نیت کرے کہ واجب غسل کر رہا ہے بلکہ فقط قُرْبَةً إِلَى اللَّهِ یعنی بارگاہ الہی میں فروتنی و عاجزی کے ارادے سے غسل کرے تو کافی ہے۔
 (۲۵۸) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور غسل واجب کی نیت کر لے لیکن بعد میں پتا چلے کہ اس نے وقت سے پہلے غسل کر لیا تو اس کا غسل صحیح ہے۔
 (۳۵۹) غسل جنابت دو طریقوں سے انجام دیا جا سکتا ہے : ترتیبی اور ارتماسی۔

ترتیبی غسل

(۳۶۰) ترتیبی غسل میں احتیاط لازم ہے کی بنا پر غسل کی نیت کے ساتھ پہلے پورا سر و گردن اور بعد میں بدن دھونا ضروری ہے اور بہتر یہ ہے کہ بدن کو پہلے دائیں طرف سے اور بعد میں بائیں طرف سے دھوئے۔ تینوں اعضاء میں سے ہر ایک کو غسل کی نیت سے پانی کے اندر حرکت دینے سے ترتیبی غسل کا صحیح ہونا اشکال سے خالی نہیں ہے اور احتیاط اس پر اکتفا نہ کرنے میں ہے اور اگر وہ شخص جان بوجھ کر یا بھول کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے بدن کو سر سے پہلے دھوئے تو اس کا غسل باطل ہے۔
 (۳۶۱) اگر کوئی شخص بدن کو سر سے پہلے دھوئے تو اس کے لیے غسل کا اعادہ کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر بدن کو دوبارہ دھو لے تو اس کا غسل صحیح ہو جائے گا۔
 (۳۶۲) اگر کسی شخص کو اس بات کا یقین نہ ہو کہ اس نے دونوں حصوں سر و گردن اور بدن کو مکمل طور پر دھو لیا ہے تو اس بات کا یقین کرنے کے لیے جس حصے کو دھوئے اس کے ساتھ دوسرے حصے کی کچھ مقدار بھی دھونا ضروری ہے۔
 (۳۶۳) اگر کسی شخص کو غسل کے بعد پتا چلے کہ بدن کا کچھ حصہ دھلنے سے رہ گیا ہے لیکن یہ علم نہ ہو کہ وہ کونسا حصہ ہے تو سر کا دوبارہ دھونا ضروری نہیں اور بدن کا صرف وہ حصہ دھونا ضروری ہے جس کے نہ دھوئے جانے کے بارے میں احتمال پیدا ہوا ہے۔
 (۲۶۴) اگر کسی کو غسل کے بعد پتا چلے کہ اس نے بدن کا کچھ حصہ نہیں دھویا تو اگر وہ بائیں طرف ہو تو صرف اسی مقدار کا دھو لینا کافی ہے اور اگر دائیں طرف ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اتنی مقدار دھوئے کے بعد بائیں طرف کو دوبارہ دھوئے اور اگر سر اور گردن دھلنے سے رہ گئی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اتنی مقدار دھوئے کے بعد دوبارہ بدن کو دھوئے۔
 (۳۶۵) اگر کسی شخص کو غسل مکمل ہونے سے پہلے دائیں بائیں طرف کا کچھ حصہ دھوئے جانے کے بارے میں شک گزرے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اتنی مقدار دھوئے اور اگر اسے سر یا گردن کا کچھ حصہ دھوئے جانے کے بارے میں شک ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر سر اور گردن دھوئے کے بعد بدن کو دوبارہ دھونا ضروری ہے۔

ارتماسی غسل

ارتماسی غسل دو طریقے سے انجام دیا جا سکتا ہے۔ دفعی اور تدریجی۔
 (۳۶۶) غسل ارتماسی دفعی میں ضروری ہے کہ ایک لمحے کے لیے پورا بدن پانی میں گھر جائے لیکن غسل کرنے سے پہلے ایک شخص کے سارے بدن کا پانی سے باہر ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر بدن کا کچھ حصہ پانی سے باہر ہو اور غسل کی نیت سے پانی میں غوطہ لگائے تو کافی ہے۔
 (۳۶۷) غسل ارتماسی تدریجی میں ضروری ہے کہ غسل کی نیت سے عرفی اعتبار سے ایک ہی دفعہ میں بدن کو پانی میں ڈبوئے۔ اس غسل میں ضروری ہے کہ بدن کا پورا حصہ غسل کرنے سے پہلے پانی سے باہر ہو۔
 (۳۶۸) اگر کسی شخص کو غسل ارتماسی کے بعد پتا چلے کہ اس کے بدن کے کچھ حصے تک پانی نہیں پہنچا ہے تو خواہ وہ اس مخصوص حصے کے متعلق جانتا ہو یا نہ جانتا ہے ضروری ہے کہ دوبارہ غسل کرے۔
 (۳۶۹) اگر کسی شخص کے پاس غسل ترتیبی کے لیے وقت نہ ہو لیکن ارتماسی کے لیے وقت ہو تو ضروری ہے کہ ارتماسی غسل کرے۔
 (۳۷۰) جس شخص نے حج یا عمر کے لیے احرام باندھا ہو وہ ارتماسی غسل نہیں کر سکتا لیکن اگر اس نے بھول کر

ارتماسی غسل کر لیا ہو تو اس کا غسل صحیح ہے۔

غسل کے احکام

(۳۷۱) غسل ارتماسی یا غسل ترتیبی میں غسل سے پہلے سارے جسم کا پاک ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر پانی میں غوطہ لگانے یا غسل کے ارادے سے پانی بدن پر ڈالنے بدن پاک ہو جائے تو غسل صحیح ہو گا۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ جس پانی سے غسل کر رہا ہے۔ وہ طہارت کی حالت سے خارج نہ ہو جائے۔ مثلاً گُر پانی سے غسل کر رہا ہو۔

(۳۷۲) اگر کوئی شخص حرام سے جنب ہو ا ہو اور گرم پانی سے غسل کر لے تو اگرچہ پسینہ بھی آ جائے تب بھی اس کا غسل صحیح ہے۔

(۳۷۳) غسل میں بال برابر بدن بھی اگر اُن دھلا رہ جائے تو غسل باطل ہے لیکن کان اور ناک کے اندرونی حصوں کا اور ہر اس چیز کا دھونا جو باطن شمار ہوتی ہو واجب نہیں ہے۔

(۳۷۴) اگر کسی شخص کو بدن کے کسی حصے کے بارے میں شک ہو کہ اس کا شمار بدن کے ظاہر میں ہے یا باطن میں تو ضروری ہے کہ اسے دھو لے۔

(۳۷۵) اگر کان کی بالی کا سوراخ یا اس جیسا کوئی اور سوراخ اس قدر کھلا ہو کہ اس کا اندرونی حصہ بدن کا ظاہر شمار کیا جائے تو اسے دھونا ضروری ہے ورنہ اس کا دھونا ضروری نہیں ہے۔

(۳۷۶) جو چیز بدن تک پانی پہنچنے میں مانع ہو ضروری ہے کہ انسان اسے ہٹا دے اور اگر اس کے ہٹ جانے کا یقین کرنے سے پہلے غسل کرے تو اس کا غسل باطل ہے۔

(۳۷۷) اگر غسل کے وقت کسی شخص کو شک گزرے کہ کوئی ایسی چیز اس کے بدن پر ہے یا نہیں جو بدن تک پانی پہنچنے میں مانع ہو تو ضروری ہے کہ چھان بین کرے حتیٰ کہ مطمئن ہو جائے کہ کوئی ایسی رکاوٹ نہیں ہے۔

(۳۷۸) غسل میں ان چھوٹے چھوٹے بالوں کو جو بدن کا جزو شمارے ہوتے ہیں دھونا ضروری ہے اور لمبے بالوں کا دھونا واجب نہیں ہے بلکہ اگر پانی کو جلد تک اس طرح پہنچائے کہ لمبے بال تر نہ ہوں تو غسل صحیح ہے لیکن اگر انہیں دھوئے بغیر جلد تک پانی پہنچانا ممکن نہ ہو تو انہیں بھی دھونا ضروری نہیں ہے تاکہ پانی بدن تک پہنچ جائے۔

(۳۷۹) وہ تمام شرائط جو وضو کے صحیح ہونے کے لیے بتائی جا چکی ہیں مثلاً پانی کا پاک ہونا اور غصبی نہ ہونا وہی شرائط غسل کے صحیح ہونے کے لیے بھی ہیں۔ لیکن غسل میں یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان بدن کو اوپر سے نیچے کی جانب دھوئے۔ علاوہ ازیں غسل ترتیبی میں یہ ضروری نہیں کہ سر اور گردن دھونے کے بعد فوراً بدن کو دھوئے۔ لہذا اگر سر اور گردن دھونے کے بعد توقف کرے اور کچھ وقت گزرنے کے بعد بدن کو دھوئے تو کوئی حرج نہیں بلکہ ضروری ہے نہیں کہ سر اور گردن یا تمام بدن کو ایک ساتھ دھوئے پس اگر مثال کے طور پر سر دھویا اور کچھ دیر بعد گردن دھوئے تو جائز ہے کہ لیکن جو شخص پیشاب یا پاخانہ کے نکلنے کو نہ روک سکتا ہو تاہم اسے پیشاب اور پاخانہ اندازاً اتنے وقت تک نہ آتا ہو کہ غسل کر کے نماز پڑھے تو ضروری ہے کہ فوراً غسل کرے اور غسل کے بعد فوراً نماز پڑھے۔

(۳۸۰) اگر کوئی شخص یہ جانے بغیر کہ حمام والا راضی ہے یا نہیں اس کی اجرت ادھار رکھنے کا ارادہ رکھتا ہو تو خواہ حمام والے کو بعد میں اس بات پر راضی بھی کر لے اس کا غسل باطل ہے۔

(۳۸۱) اگر حمام والا ادھار پر غسل کی اجازت دینے کے لیے راضی ہو لیکن غسل کرنے والا اس کی اجرت نہ دینے یا حرام مال سے دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کا غسل باطل ہے۔

(۳۸۲) اگر کوئی شخص حمام والے کو ایسی رقم بطور اجرت دے جس کا خمس ادا نہ کیا گیا ہو تو اگرچہ وہ حرام کا مرتکب ہو گا لیکن بظاہر اس کا غسل صحیح ہو گا اور مستحقین کو خمس ادا کرنا اس کے ذمہ رہے گا۔

(۳۸۳) اگر کوئی شخص شک کرے کہ اس نے غسل کیا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ غسل کرے لیکن اگر غسل کے بعد شک کرے کہ غسل صحیح کیا ہے یا نہیں تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں۔

(۳۸۴) اگر غسل کے دوران کسی شخص سے حدث اصغر سرزد ہو جائے مثلاً پیشاب کر دے تو اس غسل کو ترک کر کے نئے سرے سے غسل کرنا ضروری نہیں بلکہ وہ اپنے اس غسل کو مکمل کر سکتا ہے۔ اس صورت میں احتیاط لازم کی بنا پر وضو کرنا بھی ضروری ہے۔ لیکن اگر وہ شخص غسل ارتماسی کی طرف یا غسل ارتماسی سے غسل ترتیبی کی طرف پلٹ جائے تو وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۳۸۵) اگر وقت کی تنگی کی وجہ سے مکلف شخص کا فریضہ تیمم ہو لیکن اس خیال سے کہ غسل اور نماز کے لیے اس کے پاس وقت ہے غسل کرے تو اگر اس نے غسل قصد قربت کیا ہے تو اس کا غسل صحیح ہے۔ اگرچہ اس نے

نماز پڑھنے کے لیے غسل کیا ہو۔

(۲۸۶) جو شخص مجنب ہو، اگر وہ نماز پڑھنے کے بعد شگ کرے کہ اس نے غسل کیا ہے یا نہیں تو جو نمازیں وہ پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہیں۔ لیکن بعد کی نمازوں کے لیے غسل کرنا ضروری ہے اور اگر نماز کے بعد اس سے حدت اصغر صادر ہوا ہو تو لازم ہے کہ وضو بھی کرے اور اگر وقت ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر جو نماز پڑھ چکا ہے اسے دوبارہ پڑھے۔

(۳۸۷) جس شخص پر کئی غسل واجب ہوں وہ ان سب کی نیت کر کے ایک غسل کر سکتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی ایک مخصوص غسل کا قصد کرے تو وہ باقی غسلوں کے لیے بھی کافی ہے۔

(۳۸۸) اگر بدن کے کسی حصے پر قرآن مجید کی آیت یا اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو تو غسل کو ترتیبی طریقے سے انجام دینے کی صورت میں ضروری ہے کہ پانی اپنے بدن پر اس طرح پہنچائے کہ اس کا ہاتھ ان تحریروں کو نہ لگے۔ وضو کرتے وقت آیات قرآنی بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر اللہ کے ناموں کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

(۳۸۹) جس شخص نے غسل جنابت کیا ہو ضروری ہے کہ نماز کے لیے وضو نہ کرے بلکہ دوسرے واجب غسلوں کے بعد بھی سوائے غسل استحاضہ متوسط اور مستحب غسلوں کے جن کا ذکر مسئلہ ۶۳۴ میں آئے گا بغیر وضو نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو بھی کرے۔

استحاضہ

عورتوں کو جو خون آتے رہتے ہیں ان میں سے ایک خون استحاضہ ہے اور عورت کو خون استحاضہ آنے وقت استحاضہ کہتے ہیں۔

(۳۹۰) خون استحاضہ زیادہ تر زرد رنگ کا اور ٹھنڈا ہوتا ہے اور فشار اور جلن کے بغیر خارج ہوتا ہے اور گاڑھا بھی نہیں ہوتا لیکن ممکن ہے کہ کبھی سیاہ یا سرخ اور گرم اور گاڑھا ہو اور فشار اور جلن کے ساتھ خارج ہو۔

(۳۹۱) استحاضہ تین قسم کا ہوتا ہے

(۱) قلیلہ (۲) متوسط (۳) کثیرہ۔

استحاضہ قلیلہ یہ ہے کہ خون صرف اس روئی کے اوپر والے حصے کو آلودہ کرے جو عورت اپنی شرمگاہ میں رکھے اور اس روئی کے اندر تک سرایت نہ کرے۔

استحاضہ متوسط یہ ہے خون روئی کے اندر تک چلا جائے۔ اگرچہ اس کے ایک کونے تک ہی ہو لیکن روئی سے اس کپڑے تک نہ پہنچے جو عورتیں عموماً خون روکنے کے لیے باندھتی ہیں۔

استحاضہ کثیرہ یہ ہے کہ خون روئی سے تجاوز کر کے کپڑے تک پہنچ جائے۔

استحاضہ کے احکام

(۳۹۲) استحاضہ قلیلہ میں ہر نماز کے لیے علیحدہ وضو کرنا ضروری ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر روئی کو دھوئے یا اسے تبدیل کر دے اور ضروری ہے کہ شرمگاہ کے ظاہری حصے پر خون لگا ہونے کی صورت میں اسے بھی دھولے۔

(۳۹۳) استحاضہ متوسط میں احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ عورت اپنی نمازوں کے لیے روزانہ ایک غسل کرے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ استحاضہ قلیلہ کے وہ افعال انجام دے جو سابقہ مسئلے میں بیان ہو چکے ہیں۔ چنانچہ اگر صبح کی نماز سے پہلے یا نماز کے دوران عورت کو استحاضہ آ جائے تو صبح کی نماز کے لیے غسل کرنا ضروری ہے۔ اگر جان بوجھ کر یا بھول کر صبح کی نماز کے لیے غسل نہ کرے تو ظہر اور عصر کی نماز کے لیے غسل کرنا ضروری ہے اور اگر نماز ظہر اور عصر کے لیے غسل نہ کرے تو نماز مغرب و عشاء سے پہلے غسل کرنا ضروری ہے۔ خواہ خون آ رہا ہو یا بند ہو چکا ہو۔

(۳۹۴) استحاضہ کثیر میں احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ عورت ہر نماز کے لیے روئی اور کپڑے کا ٹکڑا تبدیل کرے یا اسے دھوئے اور ایک غسل فجر کی نماز کے لیے اور ایک غسل ظہر و عصر کی اور ایک غسل مغرب و عشاء کی نماز کے لیے کرنا ضروری ہے اور ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازوں کے درمیان فاصلہ نہ رکھے اور اگر فاصلہ رکھے تو عصر اور عشاء کی نماز کے لیے دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے۔ یہ مذکورہ احکام اس صورت میں ہیں اگر خون بار بار روئی سے پٹی پر پہنچ جائے۔ اگر روئی سے پٹی تک خون پہنچے میں اتنا فاصلہ ہو جائے کہ عورت اس فاصلے کے اندر ایک نماز یا ایک سے زیادہ نمازیں پڑھ سکتی ہو تو احتیاط لازم یہ ہے

کہ جب خون روئی سے پٹی تک پہنچ جائے تو روئی اور پٹی کو تبدیل کر لے یا دھو لے اور غسل کر لے۔ اسی بنا پر اگر عورت غسل کرے اور مثلاً ظہر کی نماز پڑھے لیکن عصر کی نماز سے پہلے یا نماز کے دوران دوبارہ خون روئی سے پٹی پر پہنچ جائے تو عصر کی نماز کے لیے بھی غسل کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر فاصلہ اتنا ہو کہ عورت اس دوران دو یا دو سے زیادہ نمازیں پڑھ سکتی ہو، مثلاً مغرب اور عشاء کی نماز خون کے دوبارہ پٹی پر پہنچنے سے پہلے پڑھ سکتی ہو تو ظاہر یہ ہے کہ ان نمازوں کے لیے دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں ہے اور بہر حال استحاضہ کثیر میں غسل کرنا وضو کے لیے بھی کافی ہے۔

(۳۹۵) اگر خون استحاضہ نماز کے وقت سے پہلے بھی آئے اور عورت نے اس خون کے لیے وضو یا غسل نہ کیا ہو تو نماز کے وقت وضو یا غسل کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ وہ اس وقت مستحاضہ نہ ہو۔

(۳۹۶) مستحاضہ متوسط جس کے لیے وضو کرنا اور احتیاط لازم کی بنا پر غسل کرنا ضروری ہے۔ اسے چاہئے کہ پہلے غسل کرے اور بعد میں وضو کرے لیکن مستحاضہ کثیرہ میں اگر وضو کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ وضو غسل سے پہلے کرے۔

(۳۹۷) اگر عورت کا استحاضہ قلیلہ صبح کی نماز کے بعد متوسط ہو جائے تو ضروری ہے کہ ظہر اور عصر کی نماز لیے غسل کرے اور اگر ظہر اور عصر کی نماز کے بعد متوسط ہو تو مغرب اور عشاء کی نماز کے لیے غسل کرنا ضروری ہے۔

(۳۹۸) اگر عورت کا استحاضہ قلیلہ یا متوسط صبح کی نماز کے بعد کثیرہ ہو جائے اور وہ عورت اسی حالت پر باقی رہے تو مسئلہ ۳۹۴ میں جو احکام گزر چکے ہیں نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء پڑھنے کے لیے ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۳۹۹) مستحاضہ کثیرہ کی جس صورت میں نماز اور غسل کے درمیان ضروری ہے کہ فاصلہ نہ ہو جیسا کہ مسئلہ ۳۹۴ میں گزر چکا ہے۔ اگر نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے غسل کرنے کی وجہ سے نماز اور غسل میں فاصلہ ہو جائے تو اس غسل کے ساتھ نماز صحیح نہیں ہے اور یہ مستحاضہ نماز کے لیے دوبارہ غسل کرے اور یہی حکم مستحاضہ متوسط کے لیے بھی ہے۔

(۴۰۰) ضروری ہے کہ مستحاضہ قلیلہ و متوسط روزانہ کی نمازوں کے علاوہ جن کے بارے میں حکم اوپر بیان ہو چکا ہے ہر نماز کے لیے خواہ وہ واجب ہو یا مستحب، وضو کرے لیکن اگر وہ چاہے کہ روزانہ کی وہ نمازیں جو وہ پڑھ چکی ہو احتیاطاً دوبارہ پڑھے یا جو نماز اس نے تنہا پڑھی ہے دوبارہ باجماعت پڑھے تو ضروری ہے کہ وہ تمام افعال بجا لائے جن کا ذکر استحاضہ کے سلسلے میں کیا گیا ہے۔ البتہ اگر وہ نماز احتیاط، بھولے ہوئے سجدے اور بھولے ہوئے تشہد کی بجا آوری نماز کے فوراً بعد کرے اور اسی طرح سجدہ سہو کسی بھی صورت میں کرے تو اس کے لیے استحاضہ کے افعال کا انجام دینا ضروری نہیں ہے۔

(۴۰۱) اگر کسی مستحاضہ عورت کا خون رُک جائے تو اس کے بعد جب پہلی نماز پڑھے صرف اس کے لیے استحاضہ کے افعال انجام دینا ضروری ہے۔ لیکن بعد کی نمازوں کے لیے ایسا کرنا ضروری نہیں۔

(۴۰۲) اگر کسی عورت کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا استحاضہ کونسا ہے تو جب نماز پڑھنا چاہے تو بنا بر احتیاط ضروری ہے کہ پہلے تحقیق کرے۔ مثلاً تھوڑی سی روئی شرمگاہ میں رکھے اور کچھ دیر انتظار کرے اور پھر روئی نکال لے اور جب اسے پتا چل جائے کہ اس کا استحاضہ تین اقسام میں سے کونسی قسم کا ہے تو اس قسم کے استحاضہ کے لیے جن افعال کا حکم دیا گیا ہے انہیں انجام دے۔ لیکن اگر وہ جانتی ہو کہ جس وقت تک وہ نماز پڑھنا چاہتی ہے اس کا استحاضہ تبدیل نہیں ہو گا تو نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے بھی وہ اپنے بارے میں تحقیق کر سکتی ہے۔

(۴۰۳) اگر مستحاضہ اپنے بارے میں تحقیق کرنے سے پہلے نماز میں مشغول ہو جائے تو اگر وہ قربت کا قصد رکھتی ہو اور اس نے اپنے وظیفے کے مطابق عمل کیا ہو مثلاً اس کا استحاضہ قلیلہ ہو اور اس نے استحاضہ قلیلہ کے مطابق عمل کیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر وہ قربت کا قصد نہ رکھتی ہو یا اس کا عمل اس کے وظیفے کے مطابق نہ ہو مثلاً اس کا استحاضہ متوسط ہو اور اس نے عمل استحاضہ قلیلہ کے مطابق کیا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۴۰۴) اگر مستحاضہ اپنے بارے میں تحقیق نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ جو اس کا یقینی فریضہ ہو اس کے مطابق عمل کرے، مثلاً اگر وہ یہ نہ جانتی ہو کہ اس کا استحاضہ قلیلہ ہے یا متوسط تو ضروری ہے کہ استحاضہ قلیلہ کے افعال انجام دے اور اگر وہ یہ نہ جانتی ہو کہ اس کا استحاضہ متوسط ہے یا کثیرہ تو ضروری استحاضہ متوسطہ کے

افعال انجام دے لیکن اگر وہ جانتی ہو کہ سے بیشتر اسے ان تین اقسام میں سے کون سی قسم کا استحاضہ تھا تو ضروری ہے کہ اسی قسم کے استحاضے کے مطابق اپنا فریضہ انجام دے۔

(۴۰۵) اگر استحاضہ کا خون اپنے ابتدائی مرحلے پر جسم کے اندر ہی ہو اور باہر نہ نکلے تو عورت نے جو وضو یا غسل کیا ہو اسے باطل نہیں کرتا اگر باہر آ جائے تو خواہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو وضو اور غسل کو باطل کر دینا ہے۔

(۴۰۶) مستحاضہ اگر نماز کے بعد اپنے بارے میں تحقیق کرے اور خون نہ دیکھے تو اگرچہ اسے علم ہو کہ دوبارہ خون آئے گا جو وضو کئے ہوئے ہے اسی سے نماز پڑھ سکتی ہے۔

(۴۰۷) مستحاضہ عورت اگر یہ جانتی ہو کہ جس وقت سے وہ وضو یا غسل میں مشغول ہوئی ہے خون اس کے بدن سے باہر نہیں آیا اور نہ ہی شرمگاہ کے اندر ہے تو جب تک اسے پاک رہنے کا یقین ہو نماز پڑھنے میں تاخیر کر سکتی ہے۔

(۴۰۸) اگر مستحاضہ کو یقین ہو کہ نماز کا وقت گزرنے سے پہلے پوری طرح پاک ہو جائے گی یا اندازاً جتنا وقت نماز پڑھنے میں لگتا ہے اس میں خون آنا بند ہو جائے گا تو احتیاطاً لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ انتظار کرے اور اس وقت نماز پڑھے جب پاک ہو۔

(۴۰۹) اگر وضو اور غسل کے بعد خون آنا بظاہر بند ہو جائے اور مستحاضہ کو معلوم ہو کہ اگر نماز پڑھنے میں تاخیر کرے تو اتنی دیر کے لیے مکمل پاک ہو جائے گی جس میں وضو، غسل اور نماز بجا لا سکے تو احتیاطاً لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو مؤخر کر دے اور جب بالکل پاک ہو جائے تو دوبارہ وضو اور غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر خون کے بظاہر بند ہونے کے وقت نماز کا وقت تنگ ہو تو وضو اور غسل دوبارہ کرنا ضروری نہیں بلکہ جو وضو اور غسل اس نے کیے ہوئے ہیں انہی کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے۔

(۴۱۰) مستحاضہ کثیرہ جب خون سے بالکل پاک ہو جائے اگر اسے معلوم ہو کہ جس وقت سے اس نے گذشتہ نماز کے لیے غسل کیا تھا پھر اب تک خون نہیں آیا تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں ہے بصورت دیگر غسل کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ اس حکم کا بطور کلی ہونا احتیاط کی بنا پر ہے اور مستحاضہ متوسط میں ضروری نہیں ہے کہ خون سے بالکل پاک ہونے پر غسل کرے۔

(۴۱۱) ضروری ہے کہ مستحاضہ قلیلہ وضو کے بعد، مستحاضہ متوسط غسل اور وضو کے بعد اور مستحاضہ کثیرہ غسل کے بعد (ان دو صورتوں کے علاوہ جو مسئلہ ۳۹۴ اور ۴۰۷ میں آئی ہیں) فوراً نماز میں مشغول ہو جائے۔ البتہ نماز سے پہلے اذان اور اقامت کہنے میں کوئی حرج نہیں اور وہ نماز کے مستحب کام، مثلاً قنوت وغیرہ بھی پڑھ سکتی ہے۔

(۴۱۲) اگر مستحاضہ جس کا فریضہ یہ ہو کہ وضو یا غسل اور نماز کے درمیان فاصلہ نہ رکھے اگر اس نے اپنے وظیفے کے مطابق عمل نہ کیا ہو تو ضروری ہے کہ دوبارہ وضو یا غسل کرنے کے بعد فوراً نماز میں مشغول ہو جائے۔

(۴۱۳) اگر عورت کا خون استحاضہ جاری رہے اور بند ہونے میں نہ آئے اور خون کا روکنا اس کے لیے مضر نہ ہو تو احتیاطاً واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ غسل سے پہلے خون کو باہر آنے سے روکے اور اگر ایسا کرنے میں کوتاہی برتے اور خون نکل آئے تو جو نماز پڑھ لی ہو اسے دوبارہ پڑھے بلکہ احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ دوبارہ غسل کرے۔

(۴۱۴) اگر غسل کرتے وقت خون نہ رُکے تو غسل صحیح ہے لیکن اگر غسل کے دوران استحاضہ متوسط استحاضہ کثیرہ ہو جائے تو از سر نو غسل کرنا ضروری ہے۔

(۴۱۵) احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ مستحاضہ روزے سے ہو تو سارا دن جہاں تک ممکن ہو خون کو نکلنے سے روکے۔

(۴۱۶) مشہور قول کی بنا پر مستحاضہ کثیرہ کا روزہ اس صورت میں صحیح ہو گا کہ جس رات کے بعد کے دن وہ روزہ رکھنا چاہتی ہو اس رات کی مغرب اور عشاء کی نماز کا غسل کرے۔ علاوہ ازیں دن کے وقت وہ غسل انجام دے جو دن کی نمازوں کے لیے واجب ہیں لیکن کچھ بعید نہیں کہ اس کے روزے صحیح ہونے کے لیے غسل کی شرط نہ ہو جیسا کہ بنا بر اقویٰ مستحاضہ متوسط میں یہ غسل شرط نہیں ہے۔

(۴۱۷) اگر عورت عصر کی نماز کے بعد مستحاضہ ہو جائے اور غروب آفتاب تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ بلا اشکال صحیح ہے۔

(۴۱۸) اگر کسی عورت کا استحاضہ قلیلہ نماز سے پہلے متوسط یا کثیرہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ متوسط یا کثیرہ

کے افعال جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے انجام دے اور اگر استحاضہ متوسط، کثیرہ ہو جائے تو چاہئے کہ استحاضہ کثیرہ کے افعال انجام دے۔ چنانچہ اگر وہ استحاضہ متوسط کے لیے غسل کر چکی ہو تو اس کا یہ غسل بے فائدہ ہو گا اور اسے استحاضہ کثیرہ کے لیے دوبارہ غسل کرنا ضروری ہے۔

(۴۱۹) اگر نماز کے دوران کسی عورت کا استحاضہ متوسط، کثیرہ میں بدل جائے تو ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور استحاضہ کثیرہ کے لیے غسل کرے اور اس کے دوسرے افعال انجام دے اور پھر اسی نماز کو پڑھے اور احتیاط مستحب کی بنا پر غسل سے پہلے وضو کرے اور اگر اس کے پاس غسل کے لیے وقت نہ تو غسل کے بدلے تیمم کرنا ضروری ہے اور اگر تیمم کے لیے بھی وقت نہ ہو تو احتیاط مستحب کی بنا پر نماز نہ توڑے اور اسی حالت میں ختم کرے لیکن ضروری ہے کہ وقت گزرنے کے بعد اس نماز کی قضا کرے۔ اسی طرح اگر نماز کے دوران اس کا استحاضہ قلیلہ، استحاضہ متوسط یا کثیرہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ نماز کو توڑ دے اور استحاضہ متوسط یا کثیرہ کے افعال انجام دے۔

(۴۲۰) اگر نماز کے دوران خون بند ہو جائے اور مستحاضہ کو معلوم نہ ہو کہ باطن میں بھی خون بند ہوا ہے یا نہیں یا نہ جانتی ہو کہ آیا اتنی دیر پاک رہ سکے گی جس میں طہارت کر کے مکمل نماز یا اس کا کچھ حصہ ادا کر سکے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اپنے وظیفے کے مطابق وضو یا غسل کرے اور نماز دوبارہ پڑھے۔

(۴۲۱) اگر کسی عورت کا استحاضہ کثیرہ، متوسط ہو جائے تو ضروری ہے کہ پہلی نماز کے لیے کثیرہ کا عمل اور بعد کی نمازوں کے لیے متوسط کا عمل بجا لائے۔ مثلاً اگر ظہر کی نماز سے پہلے استحاضہ کثیرہ، متوسط ہو جائے تو ضروری ہے کہ ظہر کی نماز کے لیے غسل کرے اور نماز عصر و مغرب و عشاء کے لیے صرف وضو کرے لیکن اگر نماز ظہر کے لیے غسل نہ کرے اور اس کے پاس صرف نماز عصر کے لیے باقی ہو تو ضروری ہے کہ نماز مغرب کے لیے غسل کرے اور اگر اس کے لیے بھی غسل نہ کرے اور اس کے پاس صرف نماز عشاء کے لیے وقت ہو تو نماز عشاء کے لیے غسل کرنا ضروری ہے۔

(۴۲۲) اگر ہر نماز سے پہلے مستحاضہ کثیرہ کا خون بند ہو جائے اور دوبارہ آجائے تو ہر نماز کے لیے غسل کرنا ضروری ہے۔

(۴۲۳) اگر استحاضہ کثیرہ، قلیلہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ عورت پہلی نماز کے لیے کثیرہ والے اور بعد کی نمازوں کے لیے قلیلہ والے افعال بجا لائے اور اگر استحاضہ متوسط، قلیلہ ہو جائے تو پہلی نماز کے لیے متوسط والے اور بعد کی نمازوں کے لیے قلیلہ والے افعال بجا لانا ضروری ہے۔

(۴۲۴) مستحاضہ کے لیے جو افعال واجب ہیں اگر وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی ترک کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۴۲۵) مستحاضہ قلیلہ یا متوسط اگر نماز کے علاوہ وہ کام انجام دینا چاہتی ہو جس کے لیے وضو کا ہونا شرط ہے مثلاً اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے مس کرنا چاہتی ہو تو نماز ادا کرنے کے بعد وضو کرنا ضروری ہے اور وہ وضو جو نماز کے لیے کیا تھا کافی نہیں ہے۔

(۴۲۶) جس مستحاضہ نے اپنے واجب غسل کر لیے ہوں اس کا مسجد میں جانا اور وہاں ٹھہرنا اور وہ آیات پڑھنا جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور اس کے شوہر کا اس کے ساتھ مجامعت کرنا حلال ہے۔ خواہ اس نے وہ افعال جو وہ نماز کے لیے انجام دینی تھی (مثلاً روئی اور کپڑے کے ٹکڑے کا تبدیل کرنا) انجام نہ دئیے ہوں بلکہ یہ افعال بغیر غسل بھی جائز ہیں سوائے مجامعت کے جو احتیاط واجب کی بنا پر جائز نہیں۔

(۴۲۷) جو عورت استحاضہ کثیرہ یا متوسط میں ہو اگر وہ چاہے کہ نماز کے وقت سے پہلے اس آیت کو پڑھے جس کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے یا مسجد میں جائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر ضروری ہے کہ غسل کرے اور اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرنا چاہے تب بھی یہی حکم ہے۔

(۴۲۸) مستحاضہ پر نماز آیات کا پڑھنا واجب ہے اور نماز آیات ادا کرنے کے لئے یومیہ نمازوں کے لیے بیان کیے گئے تمام اعمال انجام دینا ضروری ہیں۔

(۴۲۹) جب بھی یومیہ نماز کے وقت میں نماز آیات مستحاضہ پر واجب ہو جائے اور وہ چاہے کہ ان دونوں نمازوں کو یکے بعد دیگر ادا کرے تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر وہ ان دونوں کو ایک وضو اور غسل سے نہیں پڑھ سکتی۔

(۴۳۰) اگر مستحاضہ قضا نماز پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ نماز کے لیے وہ افعال انجام دے جو ادا نماز کے لئے اس پر واجب ہیں اور احتیاط کی بنا پر قضا نماز کے لئے ان افعال پر اکتفا نہیں کر سکتی جو کہ اس نے ادا نماز کے لئے انجام دئیے ہوں۔

(۴۳۱) اگر کوئی عورت جانتی ہو کہ جو خون اسے آ رہا ہے وہ زخم کا خون نہیں ہے لیکن اس خون کے استحاضہ، حیض یا نفاس ہونے کے بارے میں شک کرے اور شرعاً وہ خون حیض و نفاس کا حکم بھی نہ رکھتا ہو تو ضروری ہے کہ استحاضہ والے احکام کے مطابق عمل کرے بلکہ اگر اسے شک ہو کہ یہ خون استحاضہ ہے یا کوئی دوسرا اور وہ دوسرے خون کی علامات بھی نہ رکھتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر استحاضہ کے افعال انجام دینا ضروری ہیں۔

حیض

حیض وہ خون ہے جو عموماً ہر مہینے چند دنوں کے لیے عورتوں کے رحم سے خارج ہوتا ہے اور عورت کو جب حیض کا خون آئے تو اسے حائض کہتے ہیں۔

(۴۳۲) حیض کا خون عموماً گاڑھا اور گرم ہوتا ہے اور اس کا رنگ سیاہ یا سرخ ہوتا ہے۔ وہ تیزی سے اور تھوڑی سی جلن کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔

(۴۳۳) وہ خون جو عورتوں کو ساٹھ برس پورے کرنے کے بعد آتا ہے حیض کا حکم نہیں رکھتا۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ عورتیں جو غیر قریشی ہیں وہ پچاس سے ساٹھ سال کی عمر کے دوران خون اس طرح دیکھیں کہ اگر وہ پچاس سال سے پہلے خون دیکھتیں تو وہ خون یقیناً حیض کا حکم رکھتا تو وہ مستحاضہ والے افعال بجا لائیں اور ان کاموں کو ترک کریں جنہیں حائض ترک کرتی ہے۔

(۴۳۴) اگر کسی لڑکی کو نو سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے خون آئے تو وہ حیض نہیں ہے۔

(۴۳۵) حاملہ اور بچے کو دودھ پلانے والی عورت کو بھی حیض آنا ممکن ہے اور حاملہ اور غیر حاملہ کا حکم ایک ہی ہے۔ ہاں اگر حاملہ عورت اپنی عادت کے ایام شروع ہونے کے بیس روز بعد حیض کی علامتوں کے ساتھ خون دیکھے تو اس کے لئے احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ ان کاموں کو ترک کرتی ہے اور مستحاضہ کے افعال بھی بجا لائے۔

(۴۳۶) اگر کسی ایسی لڑکی کو خون آئے جسے اپنی عمر کے نو سال پورے ہونے کا علم نہ ہو اور اس خون میں حیض کی علامات نہ ہوں تو وہ حیض نہیں ہے اور اگر اس خون میں حیض کی علامات ہوں تو اس پر حیض کا حکم لگانا محل اشکال ہے۔ مگر یہ کہ اطمینان ہو جائے کہ یہ حیض ہے اور اس صورت میں یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس کی عمر پورے نو سال ہو گئی ہے۔

(۴۳۷) جس عورت کو شک ہو کہ اس کی عمر ساٹھ سال ہو گئی ہے یا نہیں، اگر وہ خون دیکھے اور یہ نہ جانتی ہو کہ یہ حیض ہے یا نہیں تو اسے سمجھنا چاہئے کہ اس کی عمر ساٹھ سال نہیں ہوئی ہے۔

(۴۳۸) حیض کی مدت تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں ہوتی اور اگر خون آنے کی مدت تین دن سے ذرہ بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں ہو گا۔

(۴۳۹) حیض کے لئے ضروری ہے کہ پہلے تین دن لگاتار آئے۔ لہذا اگر مثال کے طور پر کسی عورت کو دو دن خون آئے پھر ایک دن نہ آئے اور پھر ایک دن آجائے تو وہ حیض نہیں ہے۔

(۴۴۰) حیض کی ابتداء میں خون کا باہر آنا ضروری ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ پورے تین دن خون نکلتا رہے بلکہ اگر شرمگاہ میں خون موجود ہو تو کافی ہے اور تین دنوں میں تھوڑے سے وقت کیلئے کوئی عورت پاک ہو بھی جائے جیسا کہ تمام یا بعض عورتوں کے درمیان متعارف ہے تب بھی وہ حیض ہے۔

(۴۴۱) ایک عورت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس کا خون پہلی رات اور چوتھی رات کو باہر نکلے لیکن یہ ضروری ہے کہ دوسری اور تیسری رات کو منقطع نہ ہو پس اگر پہلے دن صبح سویرے سے تیسرے دن غروب آفتاب تک متواتر خون آتا رہے اور کسی وقت بند نہ ہو تو وہ حیض ہے اور اگر پہلے دن دوپہر سے خون آنا شروع ہو اور چوتھے دن اسی وقت بند ہو تو اس کی صورت بھی یہی ہے (یعنی وہ بھی حیض ہے)۔

(۴۴۲) اگر کسی عورت کو تین دن متواتر خون آتا رہے پھر وہ پاک ہو جائے۔ چنانچہ اگر وہ دوبارہ خون دیکھے تو جن دنوں میں وہ خون دیکھے اور جن دنوں میں وہ پاک ہو ان تمام دنوں کو ملا کر اگر دس دن سے زیادہ نہ ہوں تو جن دنوں میں وہ خون دیکھے وہ حیض کے دن ہیں لیکن احتیاط لازم کی بنا پر پاکی کے دنوں میں وہ ان تمام امور کو جو پاک عورت پر واجب ہیں انجام دے اور جو امور حائضہ پر حرام ہیں انہیں ترک کر دے۔

(۴۴۳) اگر کسی عورت کو تین دن سے زیادہ اور دس دن سے کم خون آئے اور اسے یہ علم نہ ہو کہ یہ خون پھوڑے یا زخم کا ہے یا حیض کا تو اسے چاہئے کہ اس خون کو حیض نہ سمجھے۔

(۴۴۴) اگر کسی عورت کو ایسا خون آئے جس کے بارے میں اسے علم نہ ہو کہ زخم کا خون ہے یا حیض کا تو ضروری ہے کہ اپنی عبادات بجا لاتی رہے۔ لیکن اگر اس کی سابقہ حالت حیض کی رہی ہو تو اس صورت میں اسے حیض قرار دے۔

(۴۴۵) اگر کسی عورت کو خون آئے اور اسے شک ہو کہ یہ خون حیض ہے یا استحاضہ ضروری ہے کہ حیض کی علامات موجود ہونے کی صورت میں اسے حیض قرار دے۔

(۴۴۶) اگر کسی عورت کو خون آئے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حیض ہے یا بکارت کا خون ہے تو ضروری ہے کہ اپنے بارے میں تحقیق کرے یعنی کچھ روئی شرمگاہ میں رکھے اور تھوڑی دیر انتظار کرے۔ پھر روئی باہر نکالے۔ پس اگر خون روئی کے اطراف میں لگا ہو تو خون بکارت ہے اور اگر ساری کی ساری روئی خون میں تر ہو جائے تو حیض ہے۔

(۴۴۷) اگر کسی عورت کو تین دن سے کم مدت تک خون آئے اور پھر بند ہو جائے اور پھر تین دن تک خون آئے تو دوسرا خون حیض ہے اور پہلا خون خواہ وہ اس کی عادت کے دنوں ہی میں آیا ہو حیض نہیں ہے۔

حائض کے احکام

(۴۴۸) چند چیزیں حائض پر حرام ہیں:

(۱) نماز اور اس جیسی دیگر عبادتیں جنہیں وضو، غسل یا تیمم کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ اگر اس نیت سے انجام دے کہ صحیح عمل انجام دے رہی ہوں، جائز نہیں ہے۔ لیکن ان عبادتوں کے ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں جن کے لئے وضو، غسل یا تیمم کرنا ضروری نہیں جیسے نماز میّت۔

(۲) وہ تمام چیزیں جو منجانب پر حرام ہیں جن کا ذکر جنابت کے احکام میں آچکا ہے۔

(۳) عورت کی فرج میں جماع کرنا جو مرد اور عورت دونوں کے لئے حرام ہے خواہ دخول صرف سپاری کی حد تک ہی ہو اور منی بھی خارج نہ ہو بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ سپاری سے کم مقدار میں دخول نہ کیا جائے۔ البتہ یہ حکم عورت سے دبر میں مجامعت کے لئے نہیں لیکن دبر میں مجامعت، عورت کے راضی نہ ہونے کی صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر جائز نہیں ہے چاہے وہ حائض ہو یا نہ ہو۔

(۴۴۹) ان دنوں میں بھی جماع کرنا حرام ہے جن میں عورت کا حیض یقینی نہ ہو لیکن شرعاً اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو حائض قرار دے۔ پس جس عورت کو دس دن سے زیادہ خون آیا ہو اور اس کے لئے ضروری ہو کہ اس حکم کے مطابق جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اپنے آپ کو اتنے دن کے لئے حائض قرار دے جتنے دن کی اس کے کنبے کی عورتوں کو عادت ہو تو اس کا شوہر ان دنوں میں مجامعت نہیں کر سکتا۔

(۴۵۰) اگر مرد اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں مجامعت کرے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ استغفار کرے اور کفارہ بھی دینا واجب نہیں ہے۔ اگرچہ بہتر ہے کہ کفارہ بھی دے۔

(۴۵۱) حائض سے مجامعت کے علاوہ دوسری لطف اندوزیوں مثلاً بوس وکنار کی ممانعت نہیں ہے۔

(۴۵۲) جیسا کہ طلاق کے حکام میں بتایا جائے گا عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دینا باطل ہے۔

(۴۵۳) اگر عورت کہے کہ میں حائض ہوں یا یہ کہے کہ میں حیض سے پاک ہوں اور وہ غلط بیانی نہ کرتی ہو تو اس کی بات قبول کی جائے لیکن اگر غلط بیان ہو تو اس کی بات قبول کرنے میں اشکال ہے۔

(۴۵۴) اگر کوئی عورت نماز کے دوران حائض ہو جائے تو بنا بر احتیاط واجب اس کی نماز باطل ہے چاہے یہ حیض آخری سجدے کے بعد اور سلام کے آخری حرف سے پہلے ہی آیا ہو۔

(۴۵۵) اگر عورت نماز کے دوران شک کرے کہ حائض ہوئی ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر نماز کے بعد اسے پتا چلے کہ نماز کے دوران حائض ہو گئی تھی تو جیسا کہ پچھلے مسئلے میں بتایا گیا جو نماز اس نے پڑھی ہے وہ باطل ہے۔

(۴۵۶) عورت کے حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اس پر واجب ہے کہ نماز اور دوسری عبادات کے لئے جو وضو، غسل یا تیمم کر کے بجا لانا چاہئیں غسل کرے اور اس کا طریقہ غسل جناب کی طرح ہے۔ یہ غسل وضو کی جگہ کافی ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ غسل سے پہلے وضو بھی کرے۔

(۴۵۷) عورت کے حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اگرچہ اس نے غسل نہ کیا ہو اسے طلاق دینا صحیح ہے اور اس کا شوہر اس سے جماع بھی کر سکتا ہے لیکن احتیاط لازم یہ ہے کہ جماع شرمگاہ دھونے کے بعد کیا جائے۔ اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے غسل کرنے سے پہلے مرد اس سے جماع نہ کرے۔ البتہ اس کے علاوہ دوسرے کا

جو طہارت کی شرط کی وجہ سے اس پر حرام تھے جیسے قرآن کے حروف کو مس کرنا، جب تک غسل نہ کر لے اس پر حلال نہیں ہوتے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر وہ کام بھی حلال ہوتے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر وہ کام بھی حلال نہیں ہوتے جن کے بارے میں یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ یہ طہارت کی شرط کی وجہ سے حرام تھے جیسے مسجد میں ٹھہرنا۔

(۴۵۸) اگر پانی وضو اور غسل کے لئے کافی نہ ہو اور تقریباً اتنا ہو کہ اس سے غسل کر سکے تو ضروری ہے کہ غسل کرے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کے بدلے تیمم کرے اور اگر پانی صرف وضو کے لئے کافی ہو اور اتنا نہ ہو کہ اس سے غسل کیا جا سکتے تو بہتر یہ ہے کہ وضو کرے اور غسل کے بدلے تیمم کرنا ضروری ہے اور اگر دونوں میں سے کسی کے لئے بھی پانی نہ ہو تو غسل کے بدلے تیمم کرنا ضروری ہے اور بہتر یہ ہے کہ وضو کے بدلے بھی تیمم کرے۔

(۴۵۹) جو نمازیں عورت نے حیض کی حالت میں نہ پڑھی ہوں ان کی قضا نہیں لیکن رمضان کے وہ روزے جو حیض کی حالت میں نہ رکھے ہوں ضروری ہے کہ ان کی قضا کرے اور اسی طرح احتیاط لازم کی بنا پر جو روزے منت کی وجہ سے معین دنوں میں واجب ہوئے ہوں اور اس نے حیض کی حالت میں وہ روزے نہ رکھے ہوں تو ضروری ہے کہ ان کی قضا کرے۔

(۴۶۰) جب نماز کا وقت آ جائے اور عورت کو معلوم ہو کہ اگر وہ نماز پڑھنے میں دیر کرے گی تو حائض ہو جائے گی تو ضروری ہے کہ فوراً نماز پڑھے اور اگر اسے فقط احتمال ہو کہ نماز میں تاخیر کرنے سے وہ حائض ہو جائے گی تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۴۶۱) اگر عورت نماز پڑھنے میں تاخیر کرے اور اول وقت میں سے اتنا وقت گزر جائے جس میں ایک نماز تمام مقدمات جیسے کہ پاک لباس کا انتظام اور وضو، کے ساتھ انجام دی جا سکے اور پھر اسے حیض آ جائے تو اس نماز کی قضا اس عورت پر واجب ہے بلکہ اگر وقت آنے کے بعد اتنا وقت گزرا ہو کہ ایک نماز وضو یا غسل بلکہ تیمم کر کے پڑھ سکتی تھی اور نہ پڑھی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے، چاہے وہ وقت اتنا کم تھا کہ جس میں دوسری شرائط حاصل نہیں کی جا سکتی تھیں۔ لیکن جلدی پڑھنے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے اور دوسری باتوں کے بارے میں ضروری ہے کہ اپنی کیفیت کے مطابق نماز پڑھے۔ مثلاً اگر ایک عورت جو سفر میں نہیں ہے اول وقت میں نماز ظہر نہ پڑھے تو اس کی قضا اس پر اس صورت میں واجب ہو گی جبکہ حدث سے طہارت حاصل کرنے کے بعد چار رکعت نماز پڑھنے کے برابر اول ظہر سے گزر جائے اور وہ حائض ہو جائے اور اس عورت کے لئے جو سفر میں طہارت حاصل کرنے کے بعد دو رکعت پڑھنے کے برابر وقت گزر جانا بھی کافی ہے۔

(۴۶۲) اگر ایک عورت نماز کے آخر وقت میں خون سے پاک ہو جائے اور اس کے پاس اندازاً اتنا وقت ہو کہ غسل کر کے ایک یا ایک سے زائد رکعت پڑھ سکے تو ضروری ہے کہ نماز پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو ضروری ہے کہ اس کی قضا بجا لائے۔

(۴۶۳) اگر ایک حائض کے پاس (حیض سے پاک ہونے کے بعد) غسل کے لئے وقت نہ ہو لیکن تیمم کر کے نماز وقت کے اندر پڑھ سکتی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ نماز تیمم کے ساتھ پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو قضا کرے۔ لیکن اگر وقت کی تنگی سے قطع نظر کسی اور وجہ سے اس کا فریضہ ہی تیمم کرنا ہو۔ مثلاً اگر پانی اس کے لئے مضر ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کر کے وہ نماز پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

(۴۶۴) اگر کسی عورت کو حیض سے پاک ہو جانے کے بعد شک ہو کہ نماز کے لئے وقت باقی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ نماز پڑھے۔

(۴۶۵) اگر کوئی عورت اس خیال سے نماز نہ پڑھے کہ حدث سے پاک ہونے کے بعد ایک رکعت نماز پڑھنے کے لئے بھی اس کے پاس وقت نہیں ہے لیکن بعد میں اسے پتا چلے کہ وقت تھا تو اس نماز کی قضا بجا لانا ضروری ہے۔

(۴۶۶) حائض کے لئے مستحب ہے کہ نماز کے وقت اپنے آپ کو خون سے پاک کرے اور روئی اور کپڑے کا ٹکڑا بدلے اور وضو کرے اور اگر وضو نہ کر سکے تو تیمم کرے اور نماز کی جگہ پر رو قبلہ بیٹھ کر ذکر، دعا اور صلوات میں مشغول ہو جائے۔

(۴۶۷) حائض کے لئے قرآن مجید کا پڑھنا اور اسے اپنے ساتھ رکھنا اور اپنے بدن کا کوئی حصہ اس کے الفاظ کے درمیانی حصے سے مس کرنا نیز مہندی یا اس جیسی کسی اور چیز سے خضاب کرن بعض فقہاء کے قول کے مطابق

مکروہ ہے۔

حائض کی قسمیں

(۴۶۸) حائض کی چھ قسمیں ہیں:

- ۱) وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت: یہ وہ عورت ہے جسے یکے بعد دیگر دو مہینوں میں ایک معین وقت پر حیض آئے اور اس کے حیض کے دنوں کی تعداد بھی دونوں مہینوں میں ایک جیسی ہو۔ مثلاً اسے یکے بعد دیگر دو مہینوں میں مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک خون آئے۔
 - ۲) وقت کی عادت رکھنے والی عورت: یہ وہ عورت ہے جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر حیض آئے لیکن اس کے حیض کے دنوں کی تعداد دونوں مہینوں، میں ایک جیسی نہ ہو۔ مثلاً پہلے مہینے میں اسے پانچویں سے دسویں تاریخ تک اور دوسرے مہینے میں ساتویں دن اور دوسرے مہینے میں آٹھویں دن خون سے پاک ہو۔
 - ۳) عدد کی عادت رکھنے والی عورت: یہ وہ عورت ہے جس کے حیض کے دنوں کی تعداد یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک جیسی ہو لیکن ہو مہینے خون آنے کا وقت یکساں نہ ہو۔ مثلاً پہلے مہینے میں اسے پانچویں سے دسویں تاریخ تک اور دوسرے مہینے میں بارہویں سے سترہویں تاریخ تک خون آئے۔
 - ۴) مضطربہ: یہ وہ عورت ہے جسے چند مہینے خون آیا ہو لیکن اس کی عادت معین نہ ہوئی ہو یا اس کی سابقہ عادت بگڑ گئی ہو اور نئی عادت نہ بنی ہو۔
 - ۵) مبتدیہ: یہ وہ عورت ہے جسے پہلی دفعہ خون آیا ہو۔
 - ۶) ناسیہ: یہ وہ عورت ہے جو اپنی عادت بھول چکی ہو۔
- ان میں سے ہر قسم کی عورت کے لئے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا۔

۱. وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت

(۴۶۹) جو عورتیں وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں:

- ۱) وہ عورت جسے یکے بعد دیگر دو مہینوں میں ایک معین وقت پر خون آئے اور وہ ایک معین وقت پر ہی پاک بھی ہو جائے مثلاً یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اسے مہینے کی پہلی تاریخ کو خون آئے اور وہ ساتویں روز پاک ہو جائے تو اس عورت کی حیض کی عادت مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک ہے۔
- ۲) وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر خون آئے اور جب تین یا زیادہ دن خون آچکے تو وہ ایک یا زیادہ دنوں کے لئے پاک ہو جائے اور پھر اسے دوبارہ خون آ جائے اور ان تمام دنوں کی تعداد جن میں اسے خون آیا ہے، بشمول ان درمیانی دنوں کے جن میں وہ پاک رہی ہے دس سے زیادہ نہ ہو اور دونوں مہینوں میں تمام دن اسے خون آیا اور بیچ کے وہ دن جن میں پاک رہی ہو ایک جتنے ہوں تو اس کی عادت ان تمام دنوں کے مطابق قرار پائے گی جن میں اسے خون آیا لیکن ان دنوں کو شامل نہیں کر سکتی جن کے درمیان پاک رہی ہو پس لازم ہے کہ جن دنوں میں اسے خون آیا ہو اور جن دنوں میں وہ پاک رہی ہو دونوں مہینوں میں ان دنوں کی تعداد ایک جتنی ہو مثلاً اگر پہلے مہینے میں اور اسی طرح دوسرے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے تیسری تاریخ تک خون آئے اور پھر تین دن پاک رہے اور پھر تین دن دوبارہ خون آئے تو اس عورت کی عادت چھ متفرق دن کی ہو جائے گی اور درمیان کی طہارت والے تین دنوں میں احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ حائض پر جو کام حرام ہیں انہیں ترک کر دے اور مستحاضہ کے اعمال کو انجام دے۔ ہاں اگر اسے دوسرے مہینے میں آنے والے خون کے دنوں کی تعداد اس سے کم یا زیادہ ہو تو یہ عورت وقت کی عادت رکھتی ہے عدد کی نہیں۔

(۴۷۰) جو عورت وقت کی عادت رکھتی ہو خواہ عدد کی عادت رکھتی ہو یا نہ رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت یا اس سے ایک دو دن یا اس سے بھی کچھ دن پہلے خون آ جائے جبکہ یہ کہا جائے کہ اس کی عادت وقت سے قبل ہو گئی ہے اگر اس خون میں حیض کی علامات نہ بھی ہوں تب بھی ضروری ہے کہ ان احکام پر عمل کرے جو حائض کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ اور اگر بعد میں اسے پتا چلے کہ وہ حیض کا خون نہیں تھا مثلاً وہ تین دن سے پہلے پاک ہو جائے تو ضروری ہے کہ جو عبادات اس نے انجام نہ دی ہوں ان کی قضا کرے۔

(۴۷۱) جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے تمام دنوں میں اور عادت سے چند دن پہلے اور عادت کے چند دن بعد خون آئے اور وہ کل ملا کر دس دن سے زیادہ نہ ہوں تو وہ سارے کا سارا حیض ہے اور

اگر یہ مدت دس دن سے بڑھ جائے تو جو خون اسے عادت کے دنوں میں آیا ہے وہ حیض ہے اور جو عادت سے پہلے یا بعد میں آیا ہے وہ استحاضہ ہے اور جو عبادات وہ عادت سے پہلے اور بعد کے دنوں میں بجا نہیں لائی ان کی قضا کرنا ضروری ہے اور اگر عادت کے تمام دنوں میں اور ساتھ ہی عادت سے کچھ دن پہلے اسے خون آئے اور ان سب دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو سارا حیض ہے اور اگر دنوں کی تعداد دس سے زیادہ ہو جائے تو صرف عادت کے دنوں میں آنے والا خون حیض ہے اگرچہ اس میں حیض کی علامات نہ ہوں اور اس سے پہلے آنے والا خون حیض کی علامات کے ساتھ ہو اور جو خون اس سے پہلے آئے وہ استحاضہ ہے اور اگر ان دنوں میں عبادت نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے اور اگر عادت کے تمام دنوں میں اور ساتھ ہی عادت کے چند دنوں بعد خون آئے اور کل دنوں کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو سارے کا سارا حیض ہے اور اگر یہ تعداد دس سے بڑھ جائے تو صرف عادت کے دنوں میں آنے والا خون حیض ہے اور باقی استحاضہ ہے۔

(۴۷۲) جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو، اگر اسے عادت کے کچھ دن اور کچھ عادت سے پہلے خون آئے اور ان تمام دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ ہو تو وہ سارے کا سارا حیض ہے اور اگر ان دنوں کی تعداد دس سے بڑھ جائے تو جن دنوں میں اسے حسب عادت خون آیا ہے اور پہلے کے چند دن شامل کر کے عادت کے دنوں کی تعداد پوری ہونے تک حیض اور شروع کے دنوں کو استحاضہ قرار دے اور اگر عادت کے کچھ دنوں کے ساتھ ساتھ عادت کے بعد کچھ دنوں میں خون آئے اور ان سب دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو سارے کا سارا حیض ہے اور دس سے بڑھ جائے تو اسے چاہئے کہ جن دنوں میں عادت کے مطابق خون آیا ہے اس میں بعد کے چند دن ملا کر جن دنوں کی مجموعی تعداد اس کی عادت کے دنوں کے برابر ہو جائے انہیں حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

(۴۷۳) جو عورت عادت رکھتی ہو اگر اس کا خون تین یا زیادہ دن تک آنے کے رُک جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور ان دنوں خون کا درمیانی فاصلہ دس دن سے کم ہو اور ان سب دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے بشمول ان درمیانی دنوں کے جن میں پاک رہی ہو دس سے زیادہ سے ہو۔ مثلاً پانچ دن خون آیا ہو پھر پانچ دن رُک گیا ہو اور پھر پانچ دن دوبارہ آیا ہو تو اس کی چند صورتیں ہیں:

۱) وہ تمام خون یا اس کی کچھ مقدار جو پہلی بار دیکھے عادت کے دنوں میں ہو اور دوسرا خون جو پاک ہونے کے بعد آیا ہے عادت کے دنوں میں نہ ہو۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ پہلے تمام خون کو حیض اور دوسرے خون کو استحاضہ قرار دے سوائے اس کے کہ دوسرے خون میں حیض کی علامات موجود ہوں کہ اس صورت میں دوسرے خون کی اتنی مقدار جو پہلے خون اور درمیان کی پاکی کے ایام سے مل کر دس دن سے زیادہ نہ ہوتی ہو، حیض اور باقی سب استحاضہ ہے۔ مثلاً اگر تین دن خون دیکھے، خون کے تین دن اور دوسرے خون کے ابتدائی چار دن حیض ہیں اور درمیان کے طہارت کے ایام کے لئے احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ حائض کے محرمات سے بچے اور غیر حائض کے واجبات پر عمل کرے۔

۲) پہلا خون عادت کے دنوں میں نہ آئے اور دوسرا تمام خون یا اس کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے تو ضروری ہے کہ دوسرے تمام خون کو حیض اور پہلے کو استحاضہ قرار دے۔

۳) پہلے اور دوسرے خون کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے اور ایام عادت میں آنے والا پہلا خون تین دن سے کم نہ ہو اس صورت میں وہ مدت بمع درمیان میں پاک رہنے کی مدت اور عادت کے دنوں میں آنے والے دوسرے خون کی مدت دس دن سے زیادہ نہ ہو تو دونوں خون حیض ہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ پاکی کی مدت میں پاک عورت کے کام بھی انجام دے اور وہ کام جو حائض پر حرام ہیں ترک کرے۔ دوسرے خون کی وہ مقدار جو عادت کے دنوں کے بعد آئے استحاضہ ہے۔ خون اول کی وہ مقدار جو ایام عادت سے پہلے آئی ہو اور عرفاً کہا جائے کہ اس کی عادت وقت سے قبل ہو گئی ہے تو وہ خون، حیض کا حکم رکھتا ہے۔ لیکن اگر اس خون پر حیض کا حکم لگانے سے دوسرے خون کی بھی کچھ مقدار جو عادت کے دنوں میں تھی یا سارے کا سارا خون، حیض کے دس دن سے زیادہ ہو جائے تو اس صورت میں وہ خون، خون استحاضہ کا حکم رکھتا ہے۔ مثلاً اگر عورت کی عادت مہینے کی تیسری سے دسویں تاریخ تک ہو اور اسے کسی مہینے کی پہلی سے چھٹی تاریخ تک خون آئے اور پھر وہ دو دن کے لئے بند ہو جائے اور پھر پندرہویں تاریخ تک آنے والا خون استحاضہ ہے۔

۴) پہلے اور دوسرے خون کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے لیکن پہلے خون میں ایام عادت میں آنے والے خون کی مقدار تین دن سے کم ہو۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ پہلے خون کے آخری تین دن، درمیان میں پاکی کے دن اور دوسرے خون کے اتنے دنوں کو حیض قرار دے جو سب مل کر دس دن بنتے ہوں اور اس کے بعد والے سارے

خون کو استحاضہ قرار دے۔ لہذا اگر پاکی کے ایام سات دن ہوں تو دوسرا خون سارا کا سارا استحاضہ ہو گا۔ البتہ دو شرائط کے ساتھ ضروری ہے کہ پہلے آنے والے پورے خون کو حیض قرار دے:

(i) اسے اپنی عادت سے کچھ دن پہلے خون آیا ہو کہ اس کے بارے میں یہ کہا جائے کہ اس کی عادت تبدیل ہو کر وقت سے پہلے ہو گئی ہے۔

(ii) وہ اسے حیض قرار دے تو یہ لازم نہ آئے کہ اس کے دوسرے خون کی کچھ مقدار جو کہ عادت کے دنوں میں آیا ہو حیض کے دس دن سے باہر ہو جائے۔ مثلاً اگر عورت کی عادت مہینے کی چوتھی تاریخ سے دس تاریخ تک تھی اور اسے مہینے کے پہلے دن سے چوتھے دن کے آخری وقت تک خون آئے اور دو دن کے لئے پاک ہو اور پھر دوبارہ اسے پندرہ تاریخ تک خون آئے تو اس صورت میں پہلا پورے کا پورا خون حیض ہے اور اسی طرح دوسرا وہ خون بھی جو دسویں دن کے آخری وقت تک آئے حیض کا خون ہے۔

(۴۷۴) جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت خون نہ آئے بلکہ اس کے علاوہ کسی اور وقت حیض کے دنوں کی تعداد میں خون آئے تو ضروری ہے کہ اسی کو حیض قرار دے خواہ وہ عادت کے وقت سے پہلے آئے یا بعد میں آئے۔

(۴۷۵) جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اور اسے عادت کے وقت تین یا تین سے زیادہ دن تک خون آئے لیکن اس کے دنوں کی تعداد اس کی عادت کے دنوں سے کم یا زیادہ ہو اور پاک ہونے کے بعد اسے دوبارہ اتنے دنوں کے لئے خون آئے جتنی اس کی عادت ہو تو اس کی چند صورتیں ہیں:

(۱) دونوں خون کے دنوں اور ان کے درمیان پاک رہنے کے دنوں کو ملا کر دس دن سے زیادہ نہ ہوں تو اس صورت میں دونوں خون ایک حیض شمار ہوں گے۔

(۲) دونوں خون کے درمیان پاک رہنے کی مدت دس دن یا دس دن سے زیادہ ہو تو اس صورت میں دونوں خون میں سے ہر ایک مستقل حیض قرار دیا جائے گا۔

(۳) ان دونوں خون کے درمیان پاک رہنے کی مدت دس دن سے کم ہو جب کہ یہ دونوں خون اور درمیان میں پاک رہنے کی ساری مدت مجموعی طور پر دس دن سے زیادہ ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ پہلے آنے والے خون کو حیض اور دوسرے خون کو استحاضہ قرار دے۔

(۴۷۶) جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے دس سے زیادہ دن تک خون آئے تو جو خون اسے عادت کے دنوں میں آئے خواہ وہ حیض کی علامات نہ بھی رکھتا ہو تب بھی حیض اور جو خون عادت کے دنوں کے بعد آئے خواہ وہ حیض کی علامات بھی رکھتا ہو استحاضہ ہے۔ مثلاً اگر ایک ایسی عورت جس کی حیض کی عادت مہینے کی پہلی سے ساتویں تاریخ تک ہو اسے پہلی سے ساتویں تاریخ تک ہوا سے پہلی سے بارہویں تک خون آئے تو پہلے سات دن حیض اور بقیہ پانچ دن استحاضہ کے ہوں گے۔

۲۔ وقت کی عادت رکھنے والی عورت

(۴۷۷) جو عورتیں وقت کی عادت رکھتی ہیں اور ان کی عادت کی پہلی تاریخ معین ہو ان کی دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر خون آئے اور چند دنوں بعد بند ہو جائے لیکن دونوں مہینوں میں خون آئے کے دنوں کی تعداد مختلف ہو۔ مثلاً اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں کی پہلی تاریخ کو خون آئے لیکن پہلے مہینے میں ساتویں دن اور دوسرے میں آٹھویں دن بند ہو۔ ایسی عورت کو چاہئے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنی عادت قرار دے۔

(۲) وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر تین یا زیادہ دن تک خون آئے اور پھر کچھ دن پاک ہونے کے بعد دوبارہ خون آئے اور ان تمام دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے مع ان درمیانی دنوں کے جن میں خون بند رہا ہے دس سے زیادہ نہ ہو لیکن دوسرے مہینے میں دنوں کی تعداد پہلے سے کم یا زیادہ ہو مثلاً پہلے مہینے میں آٹھ دن اور دوسرے مہینے میں نو دن بنتے ہوں جبکہ دونوں مہینوں میں پہلی تاریخ سے ہی خون شروع ہوا ہو تو اس عورت کو بھی چاہئے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنی حیض کی عادت کا پہلا دن قرار دے۔

(۴۷۸) وہ عورت جو وقت کی عادت رکھتی ہے اگر اس کو عادت کے دنوں میں یا عادت سے دو تین دن پہلے خون آئے تو ضروری ہے کہ وہ عورت ان احکام پر عمل کرے جو حائض کے لئے بیان کئے گئے ہیں اور اس صورت کی تفصیل مسئلہ ۴۷۰ میں گزر چکی ہے۔ لیکن ان دو صورتوں کے علاوہ مثلاً یہ کہ عادت سے اس قدر پہلے خون آئے کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ عادت وقت سے قبل ہو گئی ہے بلکہ یہ کہا جائے کہ عادت کے ایام سے ہٹ کر خون آیا ہے

یا یہ کہا جائے کہ عادت کے بعد خون آیا ہے۔ چنانچہ وہ خون حیض کی علامات کے ساتھ آئے تو ضروری ہے کہ ان احکام پر عمل کرے جو حائض کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ اسی طرح اگر اس خون میں حیض کی علامات نہ ہوں لیکن وہ عورت یہ جانتی ہو کہ خون تین دن تک جاری رہے گا تب بھی یہی حکم ہے۔ اگر یہ نہ جانتی ہو کہ خون تین دن تک جاری رہے گا یا نہیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ کام جو مستحاضہ پر واجب ہیں انجام دے اور وہ کام جو حائض پر حرام ہیں ترک کرے۔

(۴۷۹) جو عورت وقت کی عادت رکھتی ہے اگر اسے عادت کے دنوں میں خون آئے اور اس خون کی مدت دس دن سے زیادہ ہو تو اس صورت میں کہ چند دنوں تک خون میں علامات حیض ہوں اور چند دن نہ ہوں اور علامات والے دنوں کی تعداد تین دن سے زیادہ اور دس دن سے کم ہو تو اس تعداد کو حیض اور باقی کو استحاضہ کی علامات قرار دے۔ اگر علامتوں والا خون دو مرتبہ آئے مثلاً پہلے چار دن حیض کی علامات والا خون، پھر چار دن استحاضہ کی علامات والا اور پھر چار دن حیض کی علامات والا خون آئے تو صرف پہلے خون کو حیض اور باقی سب کو استحاضہ قرار دے۔ اگر حیض کی علامات والا خون تین دن سے کم ہو تو اتنی تعداد کو حیض قرار دے کر حیض کے دنوں کی تعداد بعد میں آنے والے دو میں سے ایک طریقے (نزدیکی خواتین سے رجوع یا عدد کا انتخاب) سے معین کرے جبکہ اگر حیض کی علامات والا خون دس دن سے زیادہ ہو تو انہیں دو طریقوں میں سے کسی ایک کے ذریعے حیض کے دنوں کو معین کر لے۔ اگر اس کے لئے علامات حیض کے ذریعے مدت معین کرنا ممکن نہ ہو یعنی اس کا سار ا خون ایک جیسا ہو یا علامات والا کون تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ ہو تو اسے چائے کہ اپنے رشتہ داروں میں سے بعض عورتوں کی عادت کے مطابق حیض قرار دے۔ چاہے وہ رشتہ ماں کی طرف سے ہو یا باپ کی طرف سے زندہ ہو یا مُردہ لیکن اس کی دو شرطیں ہیں:

(۱) اسے اپنے حیض کی مقدار اور اس رشتہ دار عورت کی عادت کی مقدار میں فرق کا علم نہ ہو مثلاً یہ کہ وہ خود نوجوان ہو اور طاقت کے لئے سے قوی اور دوسری عورت عمر کے لحاظ سے یائسہ ہونے کے نزدیک ہو جبکہ معمولاً عادت کی مقدار کم ہوتی ہے۔ اسی طرح وہ خود عمر کے لحاظ سے یائسہ کے نزدیک ہو اور رشتہ دار عورت نوجوان ہو یا ایسی عورت ہو جو ناقص عادت والی ہو جس کے معنی اور احکام مسئلہ ۴۸۹ میں بیان کئے جائیں گے۔

(۲) اسے اس عورت کی عادت کی مقدار میں اور اس کی دوسری رشتہ دار عورتوں کی عادت کی مقدار میں کہ جن میں پہلی شرط موجود ہے اختلافات کا علم نہ ہو لیکن اگر اختلاف اتنا کم ہو کہ اسے اختلاف شمار نہ کیا جاتا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اس عورت کے لئے بھی یہی حکم ہے جو وقت کی عادت رکھتی ہے اور عادت کے دنوں میں خون ہی نہ آئے لیکن عادت کے وقت کے علاوہ کوئی خون آئے جو دس دن سے زیادہ ہو اور حیض کی مقدار کو نشانیوں کے ذریعے معین نہ کر سکے۔

(۴۸۰) وقت کی عادت رکھنے والی عورت اپنی عادت کے علاوہ وقت میں آنے والے خون کو حیض قرار نہیں دے سکتی، لہذا اگر اسے عادت کا ابتدائی وقت معلوم ہو مثلاً ہر مہینے کی پہلی کو خون آتا ہو اور کبھی پانچویں اور کبھی چھٹی کو خون سے پاک ہوتی ہو چنانچہ اسے کسی ایک مہینے میں بارہ دن خون آئے اور وہ حیض کی نشانیوں کے ذریعے اس کی مدت معین نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ مہینے کی پہلی کو حیض کی پہلی تاریخ قرار دے اور اس کی تعداد کے بارے میں جو کچھ پچھلے مسئلہ میں بیان کیا گیا ہے اس پر عمل کرے۔ اگر اس کی عادت کی درمیانی یا آخری تاریخ میں سے ایک اس کی عادت کے دنوں کے مطابق ہو۔

(۴۸۱) جو عورت وقت کی عادت رکھتی ہو اور اسے دس دن سے زیادہ خون آئے اور اس خون کو مسئلہ ۴۷۹ میں بتائے گئے طریقے سے معین نہ کر سکے تو اسے اختیار ہے کہ تین دن سے دس دن تک جتنے دن حیض کی مقدار کے مناسب سمجھے حیض قرار دے۔ بہتر یہ ہے کہ سات دنوں کو حیض قرار دے۔ لیکن ضروری ہے کہ جن دنوں کو وہ حیض قرار دے وہ دن اس کی عادت کے وقت کے مطابق جیسا کہ پچھلے مسئلے میں بیان کیا جا چکا ہے۔

۳. عدد کی عادت رکھنے والی عورت

(۴۸۲) جو عورتیں عدد کی عادت رکھتی ہیں کی دو قسمیں ہیں:

(۱) وہ عورت جس کے حیض کے دنوں کی تعداد یکے بعد دیگر دو مہینوں میں یکساں ہو لیکن اس کے خون آنے کا وقت ایک نہ ہو اس صورت میں جتنے دن اسے خون آئے وہی اس کی عادت ہو گی۔ مثلاً اگر پہلے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے پانچویں تاریخ تک اور دوسرے مہینے میں گیارہویں سے پندرہویں تاریخ تک خون آئے تو اس کی عادت پانچ دن ہو گی۔

۲) وہ عورت جسے یکے بعد دیگر دو مہینوں میں سے ہر ایک تین یا تین سے زیادہ دنوں تک خون آئے اور ایک یا اس سے زائد دنوں کے لئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور خون آنے کا وقت پہلے مہینے میں مختلف ہو اس صورت میں اگر ان تمام دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے بمعہ ان درمیانی دنوں کے جن میں خون بند رہا ہے دس سے زیادہ نہ ہو اور دونوں مہینوں میں سے ہر ایک میں ان کی تعداد بھی یکساں ہو تو وہ تمام دن جن میں خون آیا ہے اس کے حیض کی عادت کے دن شمار کئے جائیں گے اور ان درمیانی دنوں میں جن میں خون نہیں آیا ضروری ہے کہ احتیاط کرتے ہوئے جو کام پاک عورت پر واجب ہیں انجام دے اور جو کام حائض پر حرام ہیں ترک کرے۔ مثلاً اگر پہلے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے تیسری تاریخ تک خون آئے اور دو دن کیلئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ تین دن خون آئے اور دوسرے مہینے میں گیارہویں تاریخ سے تیرہویں تک بند ہو جائے اور پھر دوبارہ تین دن خون آئے اور دوسرے مہینے میں گیارہویں تاریخ سے تیرہویں تک خون آئے اور دو دن کے لئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ تین دن خون آئے تو اس عورت کی عادت چھ دن کی ہو گی۔ اگر پہلے مہینے میں سے آٹھ دن خون آئے اور دوسرے مہینے میں چار دن خون آئے اور پھر بند ہو جائے اور پھر دوبارہ آئے اور خون کے دنوں اور درمیان میں خون بند ہو جانے والیے دنوں کی مجموعی تعداد آٹھ دن ہو تو یہ عورت عدد کی عادت نہیں رکھتی بلکہ مضطربہ شمار ہو گی جس کا حکم بعد میں بیان کیا جائے گا۔

(۴۸۳) جو عورت عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے اپنی عادت کی تعداد سے کم یا زیادہ خون آئے اور ان دنوں کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو ان تمام دنوں کو حیض قرار دے۔ اگر اس کی عادت سے زیادہ خون آئے اور دس دن سے تجاوز کر جائے تو اگر تمام خون ایک جیسا ہو تو خون آنے کی ابتداء سے لے کر اس کی عادت کے دنوں تک حیض اور باقی خون کا استحاضہ کی علامات کے ساتھ ہو پس اگر حیض کی علامات کے ساتھ آنے والے خون کے دنوں کی تعداد اس کی عادت کے دنوں کے برابر ہو تو ضروری ہے کہ ان دنوں کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے اور اگر ان دنوں کی تعداد جن میں خون حیض کی علامات کے ساتھ آیا ہو عادت کے دنوں سے زیادہ ہو تو صرف عادت کے دن حیض اور باقی دن استحاضہ ہے اور اگر حیض کی علامات کے ساتھ آنے والے خون کے دنوں کی تعداد عادت کے دنوں سے کم ہو تو ضروری ہے کہ ان دنوں کے ساتھ چند اور دنوں کو ملا کر عادت کی مدت پوری کرے اور ان کو حیض اور باقی دنوں کو استحاضہ قرار دے۔

۴. مضطربہ

(۴۸۴) مضطربہ یعنی وہ عورت جسے دو ماہ خون آئے لیکن وقت اور عدد دونوں کے لحاظ سے اس کی عادت معین نہ ہوئی ہو اگر اسے دس دن سے زیادہ خون آئے اور سارا خون ایک جیسا ہو مثلاً تمام خون یا حیض کی نشانیوں کے ساتھ یا استحاضہ کی نشانیوں کے ساتھ آیا ہو تو اس کا حکم وقت کی عادت رکھنے والی عورت کا حکم ہے جسے اپنی عادت کے علاوہ وقت میں خون آئے اور علامات کے ذریعے حیض کو استحاضہ سے تمیز نہ دے سکتی ہو تو ضروری ہے کہ اپنی رشتہ داری عورتوں میں سے بعض عورتوں کی عادت کے مطابق حیض قرار دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو تین سے دس دن میں سے کسی ایک عدد کو اس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ ۴۷۹ اور ۴۸۱ کی ابتداء میں بیان کی گئی ہے اپنے حیض کی عادت قرار دے۔

(۴۸۵) اگر مضطربہ کو دس دن سے زیادہ خون آئے جس میں چند دنوں کے خون میں حیض کی علامات اور چند دوسرے دنوں کے خون میں استحاضہ کی علامات ہوں تو ضروری ہے کہ مسئلہ ۴۷۹ کی ابتداء میں بیان کیے گئے حکم کے مطابق عمل کرے۔

۵. مبتدیہ

(۴۸۶) مبتدیہ یعنی اس عورت کو جسے پہلی بار خون آیا ہو اگر دس دن سے زیادہ خون آئے اور وہ تمام خون ایک جیسا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے کنبے والیوں کی عادت کی مقدار کو حیض اور باقی کو ان دو شرطوں کے ساتھ استحاضہ قرار دے جو مسئلہ ۴۷۹ میں بیان ہوئی ہیں۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ مسئلہ ۴۸۱ میں دی گئی تفصیل کے مطابق تین سے دس دن میں سے کسی ایک عدد کو اپنے حیض کے دن قرار دے۔

(۴۸۷) اگر مبتدیہ کو دس دن سے زیادہ دن تک خون آئے جبکہ چند دن آنے والے خون میں حیض کی علامات اور چند دن آنے والے خون میں استحاضہ کی علامات ہوں تو جس خون میں حیض کی علامات ہوں اگر وہ تین دن سے کم اور

دس دن سے زیادہ ن ہو سارا حیض ہے۔ لیکن جس خون میں حیض کی علامات تھیں اس کے بعد دس دن گزرنے سے پہلے دوبارہ خون آنے اور اس میں بھی حیض کی علامات ہوں مثلاً پانچ دن سیاہ خون اور نو دن زرد خون اور پھر دوبارہ پانچ دن سیاہ خون آنے تو اسے چاہئے کہ پہلے آنے والے خون کو حیض اور بعد میں آنے والے دونوں خون کو استحاضہ قرار دے جیسا کہ مضطربہ کے متعلق بتایا گیا ہے۔

(۴۸۸) اگر میتدیہ کو دس سے زیادہ دنوں تک خون آئے جو چند دن حیض کی علامات کے ساتھ اور چند دن استحاضہ کی علامت کے ساتھ ہو لیکن جس خون میں حیض کی علامات ہوں وہ تین دن سے کم یا دس دنوں سے زیادہ مدت تک آیا ہو تو ضروری ہے کہ مسئلہ ۴۷۹ کی ابتداء میں بتائے گئے طریقے کے مطابق عمل کرے۔

۶. ناسیہ

(۴۸۹) ناسیہ یعنی وہ عورت جو اپنی عادت کی مقدار، ایام یا دنوں کو بھول چکی ہو۔ ایسی عورت اگر خون دیکھے جس کی مدت تین دن سے کم اور دس دنوں سے زیادہ نہ ہو تو سارا حیض ہے، لیکن اگر اس خون کی مقدار دس دنوں سے زیادہ ہو تو اس کی چند قسمیں ہیں:

(۱) اس کی عادت عدد، وقت یا دنوں کی تھی اور اپنی عادت کو اس طرح بھول چکی ہو کہ اجمالی طور پر بھی اسے وقت یا عدد یا دن نہ رہا ہو ایسی عورت میتدیہ کا حکم رکھتی ہے جس کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

(۲) اس کی عادت وقت کی تو تھی تو ہی، اب چاہے عدد کی عادت تھی یا نہ تھی لیکن، اپنی وقت کی عادت سے اسے اجمالی طور پر وقت یاد ہے۔ مثلاً اسے اتنا یاد ہے کہ فلاں دن اس کی عادت کا دن تھا یا یہ کہ اس کی عادت مہینے کے ابتدائی پندرہ دنوں میں ہوتی تھی، یہ عورت بھی میتدیہ کا حکم رکھتی ہے لیکن وہ ان ایام کو حیض کے ایام قرار نہیں دے سکتی جو یقیناً اس کی عادت کے ایام کے برخلاف ہیں۔ مثلاً اگر اسے معلوم ہو کہ مہینے کا سترہواں دن اس کی عادت کا ہوتا تھا یا یہ معلوم ہو کہ اس کی عادت کے ایام مہینے کے دوسرے پندرہ دنوں میں ہوتے تھے اور وہ عورت مہینے کی پہلی تاریخ سے بیس تاریخ تک خون دیکھے تو چاہے ابتدائی دس دنوں میں حیض کی علامات ہوں اور دوسرے دس دنوں میں استحاضہ کی علامات ہوں، وہ پہلے دن دنوں کو ایام حیض قرار نہیں دے سکتی۔

(۳) اس کی عادت عدد کی عادت تھی اور اب اسے بھول چکی ہے۔ یہ عورت بھی میتدیہ کا حکم رکھتی ہے لیکن ضروری ہے کہ جس مقدار کے بارے میں اسے یقین ہے کہ اس کی عادت کے ایام اس سے کم نہیں تھے اس سے کم دنوں کو اپنے حیض کے ایام قرار نہ دے۔ اسی طرح ان ایام سے زیادہ مقدار کو بھی حیض قرار نہیں دے سکتی جن کے بارے میں اسے یقین ہے کہ اس کی عادت کے ایام اس مقدار سے زیادہ نہیں تھے۔

اسی طرح کا حکم اس عورت کے لئے بھی ہے جو ناقص عدد کی عادت رکھتی ہے یعنی ایسی عورت جو ہر مہینے دو میں سے ایک مقدار میں خون دیکھتی ہے جو بہر حال تین دنوں سے زیادہ اور دس دنوں سے کم ہے۔ مثلاً ایسی عورت ہے جو ہر مہینے یا چھ دن خون دیکھتی ہے یا سات دن، تو وہ حیض کی علامات یا اپنے خاندان کی بعض خواتین کی عادت کے مطابق یا دس دنوں سے زیادہ خون آجانے کی صورت میں کسی عدد کو اختیار کرتے ہوئے چھ دن سے کم یا سات دنوں سے زیادہ کو حیض قرار نہیں دے سکتی۔

نفاس

(۴۹۸) بچے کا پہلا جزو مان کے پیٹ سے باہر آنے کے وقت سے دس دن تک جو خون عورت کو آنے وہ خون نفاس ہے اور نفاس کی حالت میں عورت کو نفاس کہتے ہیں۔

(۴۹۹) جو خون عورت کو بچے کا پہلا جزو باہر آنے سے پہلے آئے وہ نفاس نہیں ہے۔

(۵۰۰) یہ ضروری نہیں ہے کہ بچے کی خلقت مکمل ہو بلکہ اگر اس کی خلقت نامکمل ہو لیکن علقہ یعنی خون کا لوٹھڑا یا مضافہ یعنی گوشت کا ٹکڑا ہونے کی حالت سے گزر چکا ہو اور پھر گرائے تو بھی جو خون دس دن تک آنے خون نفاس ہے۔

(۵۰۱) یہ ہو سکتا ہے کہ خون نفاس ایک لحظہ سے زیادہ نہ آئے لیکن دس دنوں کے بعد آنے والے خون کو نفاس نہیں کہتے۔

(۵۰۲) اگر کسی عورت کو شک ہو کہ اسقاط ہوا ہے یا نہیں یا جو اسقاط ہوا وہ بچہ تھا یا نہیں تو اس کے لئے تحقیق کرنا ضروری نہیں اور جو خون اسے آئے وہ شرعاً نفاس نہیں ہے۔

(۵۰۳) جو کچھ حائض پر واجب ہے وہ نفاس پر بھی واجب ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر مسجد میں ٹھہرنا یا مسجد

میں داخل ہونا جبکہ عبور نہ کرنا ہو یا مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں داخل ہونا چاہئے عبور کرنے کے لئے ہو، قرآن کی واجب سجدے والی آیات کی تلاوت کرنا اور قرآن کے الفاظ یا خدا کے نام سے بدن کا کوئی حصہ مس کرنا نفساء پر حرام ہے۔

(۵۰۴) جو عورت نفاس کی حالت میں ہو اسے طلاق دینا اور اس سے جماع کرنا حرام ہے لیکن اس پر کوئی کفارہ نہیں

(۵۰۵) جو عورت کی عدد کی عادت نہ رکھتی ہو اگر اسے دس دن سے زیادہ خون نہ آئے تو سارا نفاس ہے لہذا اگر وہ دس دن سے پہلے پاک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ غسل کرے اور اپنی عبادات بجا لائے اور اگر بعد میں ایک یا ایک بار سے زیادہ خون آئے تو خون آنے والے دنوں کو پاک رہنے والے دنوں سے ملا کر اگر دس دن یا اس سے کم ہو تو سارے کا سارا خون نفاس ہے۔ اور ضروری ہے کہ درمیان میں پاک رہنے کے دنوں میں احتیاط کرتے ہوئے جو کام پاک عورت پر واجب ہیں وہ انجام دے اور جو کام نفساء پر حرام ہیں انہیں ترک کرے لہذا اگر ان دنوں میں کوئی روزہ رکھا ہو تو ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔ اگر بعد میں آنے والا خون دس دن سے تجاوز کر جائے تو خون کی وہ مقدار جو دس دن کے اندر آئی ہے اسے نفاس اور دس دن کے بعد آنے والے خون کو استحاضہ قرار دے۔

(۵۰۶) جو عورت عدد کی عادت رکھتی ہے اگر اسے اپنی عادت سے زیادہ خون آئے تو چاہئے یہ خون دس دن سے تجاوز نہ کرے، احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے۔ کہ عادت کا عدد پورا ہو جانے کے بعد نفساء کے محرمات کو ترک کر دے اور مستحاضہ کے واجبات پر عمل پیرا ہو اور اگر ایک سے زیادہ بار خون آئے جبکہ درمیان میں پاک بھی ہو جائے تو عادت کے عدد کے برابر ایام کو نفاس اور درمیان کی پاکی کے ایام اور عادت کے بعد خون والے ایام میں احتیاط کرتے ہوئے نفساء پر حرام امور کو ترک کر دے اور مستحاضہ کے واجبات پر عمل کرے۔

(۵۰۷) اگر عورت خون نفاس سے پاک ہو جائے اور احتمال ہو کہ اس کے باطن میں خون نفاس ہے تو ضروری ہے کہ احتیاط کرتے ہوئے غسل بجا لائے اور عبادات کو انجام دے یا استبراء کرے۔ بغیر استبراء کئے عبادات کو ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ استبراء کا طریقہ مسئلہ ۴۹۶ میں بیان ہو چکا ہے اور اگر اپنی عادت بھول چکی ہو تو ضروری ہے کہ سب سے زیادہ جس عدد کا احتمال ہو اسے اپنی عادت فرض کر لے۔

(۵۰۸) اگر عورت کو نفاس کا خون دس دن سے زیادہ آئے اور وہ حیض میں عدد کی عادت رکھتی ہو تو عادت کے برابر دنوں کی مدت نفاس اور باقی استحاضہ ہے۔ اگر عادت نہ رکھتی ہو تو دس دن تک نفاس اور باقی استحاضہ ہے۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو عورت عادت رکھتی ہو وہ عادت کے بعد کے دن سے اور جو عورت عادت نہ رکھتی ہو وہ دسویں دن کے بعد سے بچے کی پیدائش کے اٹھارہویں دن تک استحاضہ کے افعال بجا لائے اور وہ کام جو نفساء پر حرام ہیں انہیں ترک کرے۔

(۵۰۹) جو عورت حیض میں عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے بچہ جننے کے بعد ایک مہینے تک یا ایک مہینے سے زیادہ مدت تک لگاتار خون آتا رہے تو اس کی عادت کے دنوں کی تعداد کے برابر خون نفاس ہے اور جو خون، نفاس کے بعد دس دن تک آئے خواہ وہ وقت کی عادت بھی رکھتی ہو اور وہ خون اس کی ماہانہ عادت کے دنوں میں آیا ہو استحاضہ ہے۔ مثلاً ایسی عورت جس کے حیض کی عادت ہر مہینے کی بیس تاریخ سے ستائیس تاریخ تک ہو اگر وہ مہینے کی دس تاریخ کو بچہ جنے اور ایک مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک اسے متواتر خون آئے تو سترہویں تاریخ تک نفاس اور سترہویں تاریخ سے دس دن تک کا خون حتیٰ کہ وہ خون بھی جو بیس تاریخ سے ستائیس تاریخ تک اس کی عادت کے دنوں میں آیا ہے استحاضہ ہو گا اور دس دن گزرنے کے بعد جو خون اسے آئے اگر وہ وقت کی عادت رکھتی ہو اور خون اس کی عادت کے دنوں میں نہ آیا ہو تو اس کیلئے ضروری ہے کہ اپنی عادت کے دنوں کا انتظار کرے اگرچہ اس کے انتظار کی مدت ایک مہینہ یا ایک مہینے سے زیادہ ہو جائے اور خواہ اس مدت میں جو خون آئے اس میں حیض کی علامات ہوں۔ اگر وہ وقت کی عادت والی عورت نہ ہو اور اس کے لئے ممکن ہو تو ضروری ہے کہ وہ اپنے حیض کو علامات کے ذریعے معین کرے جس کا طریقہ مسئلہ ۴۷۹ میں بیان کیا جا چکا ہے اور اگر ممکن نہ ہو جیسا کہ نفاس کے بعد دس دن جو خون آئے وہ سارا ایک جیسا ہو اور ایک مہینے یا چند مہینے انہی علامات کے ساتھ آتا رہے تو ضروری ہے کہ ہر مہینے میں اپنے کنبے کی بعض عورتوں کے حیض کی جو صورت ہو مسئلہ ۴۷۹ میں بیان شدہ تفصیل کے مطابق وہی اپنے لئے قرار دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو جو عدد اپنے لئے مناسب سمجھتی ہے اختیار کرے جس کی تفصیل مسئلہ ۴۸۱ میں بیان کی گئی ہے۔

(۵۱۰) جو عورت حیض میں عدد کے لحاظ سے عادت نہ رکھتی ہو اگر اسے بچہ جننے کے بعد ایک مہینے تک یا ایک مہینے سے زیادہ مدت تک خون آئے تو اس کے پہلے دس دن نفاس اور اگلے دس دن استحاضہ کے ہوں گے اور

جو خون اسے اس کے بعد آنے ممکن ہے وہ حیض ہو اور ممکن ہے استحاضہ ہو اور حیض قرار دینے کے لئے ضروری ہے کہ اس حکم کے مطابق عمل کرے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں گزر چکا ہے۔

غسل مَسِّ مِیَّت

(۵۱۱) اگر کوئی شخص کسی ایسے مُردہ انسان کے بدن کو مَس کرے جو ٹھنڈا ہو چکا ہو اور جسے غسل نہ دیا گیا ہو یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ اس سے لگائے تو ضروری ہے کہ غسل مَسِّ مِیَّت کرے خواہ اس نے نیند کی حالت میں مُردے کا بدن مَس کیا ہو یا بیداری کے عالم میں اور خواہ ارادی طور پر مَس کیا ہو یا غیر ارادی طور پر، حتیٰ کہ اگر اس کا ناخن یا ہڈی مُردے کے ناخن یا ہڈی سے مَس ہو جائے تب بھی غسل کرنا ضروری ہے لیکن اگر مُردہ حیوان کو مَس کرے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۵۱۲) جس مُردے کا تمام بدن ٹھنڈا نہ ہوا ہو اسے مَس کرنے سے غسل واجب نہیں ہوتا خواہ اس کے بدن کا جو حصہ مَس کیا ہو وہ ٹھنڈا ہو چکا ہو۔

(۵۱۳) اگر کوئی شخص اپنے بال مُردے کے بدن سے لگائے یا اپنا بدن مُردے کے بالوں سے لگائے یا اپنے بال مُردے کے بالوں سے لگائے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

(۵۱۴) اگر بچہ مُردہ پیدا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کی ماں غسل کرے اور اگر ماں مر گئی ہو تو بچے کے لئے ضروری ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے احتیاط واجب کی بنا پر غسل کرے۔

(۵۱۵) اگر کوئی شخص ایک ایسی میت کو مَس کرے جسے تین غسل مکمل طور پر دنیے جا چکے ہوں تو اس پر غسل واجب نہیں ہوتا لیکن اگر وہ تیسرا غسل مکمل ہونے سے پہلے اس کے دن کے کسی حصے کو مَس کرے تو ضروری ہے کہ غسل مَسِّ میت کرے، چاہے اس حصے کا غسل مکمل ہو چکا ہو تو خواہ اس حصے کو تیسرا غسل دیا جا چکا ہو اس شخص کے لئے غسل مَسِّ میت کرنا ضروری ہے۔

(۵۱۶) اگر کوئی دیوانہ یا نابالغ بچہ میت کو مَس کرے تو دیوانے پر عاقل ہونے اور بچے پر بالغ ہونے کے بعد غسل مَسِّ میت کرنا ضروری ہے اور اگر وہ ممیزہ ہو تو اس کا غسل صحیح ہے۔

(۵۱۷) اگر کسی زندہ شخص کے بدن سے یا کسی ایسے مُردے کے بدن سے غسل نہ دیا گیا ایک حصہ جُدا ہو جائے اور اس سے پہلے جدا ہونے والے حصے کو غسل دیا جائے کوئی شخص اسے مَس کر لے تو اگرچہ اس حصے میں ہڈی ہو غسل مَسِّ میت کرنا ضروری نہیں۔ ہاں اگر میت ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہو اور کوئی شخص ان تمام یا زیادہ تر حصوں کو مَس کرے تو اس پر غسل واجب ہے۔

(۵۱۸) ایک ایسی ہڈی کے مَس کرنے سے جسے غسل نہ دیا گیا ہو خواہ مُردے کے بدن سے جُدا ہوئی ہو یا زندہ شخص کے بدن سے، غسل واجب نہیں ہے۔ اور دانت خواہ وہ مُردے کے بدن سے جدا ہوئے ہوں یا زندہ شخص کے بدن سے ان کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۵۱۹) غسل مَسِّ میت، غسل جنات کی طرح ہے اور اس کے بعد وضو کی بھی ضرورت نہیں۔

(۵۲۰) اگر کوئی شخص کسی میتوں کو مَس کرے ایک میت کو کئی بار مَس کرے تو ایک غسل کافی ہے۔

(۵۲۱) جس شخص نے میت کو مَس کرنے کے بعد غسل نہ کیا ہو اُس کے لئے مسجد میں ٹھہرنا، بیوی سے جماع کرنا اور ان آیات کا پڑھنا جن میں سجدہ واجب ہے، ممنوع نہیں لیکن نماز اور اس جیسی عبادات کے لئے غسل کرنا ضروری ہے۔

محتضر کے احکام

(۵۲۲) جو مسلمان محتضر ہو یعنی جان کنی کی حالت میں ہو خواہ مُرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا، اسے احتیاط کی بنا پر بصورت امکان پشت کے بل یوں لٹانا چاہئے کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ رُخ ہوں۔

(۵۲۳) بہتر یہ ہے کہ جب تک میت کا غسل مکمل نہ ہو اسے بھی مذکورہ طریقے کے مطابق رو قبلہ لٹائیں لیکن جب اس کا غسل مکمل ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسے اس حالت میں لٹائیں جس طرح اسے نماز جنازہ پڑھتے وقت لٹاتے ہیں۔

(۵۲۴) جو شخص جان کنی کی حالت میں ہو اسے رو قبلہ لٹانا احتیاط کی بنا پر ہر مسلمان پر واجب ہے۔ لہذا وہ شخص جو جان کنی کی حالت میں ہے راضی ہو اور قاصر بھی نہ ہو (یعنی بالغ اور عاقل ہو) تو اس کام کے لئے اس کے ولی کی اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ اس کے علاوہ کسی صورت میں اس کے ولی سے اجازت لینا احتیاط کی بنا پر

ضروری ہے۔

(۵۲۵) مستحب ہے کہ جو شخص جان کنی کی حالت میں ہو اس کے سامنے شہادتین، بارہ اماموں کے نام اور دوسرے دینی عقائد اس طرح دہرائے جائیں کہ وہ سمجھ لے۔ اس کی موت کے وقت تک ان چیزوں کی تکرار کرنا بھی مستحب ہے۔

(۵۲۶) مستحب ہے کہ جو شخص جان کنی کی حالت میں ہو اسے مندرجہ ذیل دعا اس طرح سنائی جائے کہ سمجھ لے:
اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي الْكَثِيرَ مِنْ مَعْصِيَتِكَ وَاقْبَلْ مِنِّي الْيَسِيرَ مِنْ طَاعَتِكَ يَا مَنْ يَقْبَلُ الْيَسِيرَ وَيَعْفُو عَنِ الْكَثِيرِ اَقْبَلْ مِنِّي الْيَسِيرَ وَاعْفُ عَنِّي الْكَثِيرَ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَفُوُّ الْغَفُورُ اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي فَاِنَّكَ رَحِيمٌ

(۵۲۷) جس شخص کی جان سختی سے نکل رہی ہو، اگر اسے تکلیف نہ ہو تو اسے اس جگہ لے جانا جہاں وہ نماز پڑھا کرتا تھا مستحب ہے۔

(۵۲۸) جو شخص جان کنی کے عالم میں ہو اس کی آسانی کے لئے (یعنی اس مقصد سے کہ اس کی جان آسانی سے نکل جائے) اس کے سرہانے سورہ یس، سورہ صافات سورہ احزاب، آیۃ الکرسی، سورہ اعراف کی ۵۴ ویں آیت اور سورہ بقرہ کی آخری تین آیات پڑھنا مستحب ہے بلکہ قرآن مجید جتنا بھی پڑھا جا سکے پڑھا جائے۔

(۵۲۹) جو شخص جان کنی کے عالم میں ہو اسے تنہا چھوڑنا، کوئی بھاری چیز اس کے پیٹ پر رکھنا، مجنب اور حائض کا اس کے قریب ہونا، اسی طرح اس کے پاس زیادہ باتیں کرنا، رونا اور صرف عورتوں کو چھوڑنا مکروہ ہے۔

مرنے کے بعد کے احکام

(۵۳۰) مستحب ہے کہ مرنے کے بعد میت کی آنکھیں اور ہونٹ بند کر دئیے جائیں، اس کی ٹھوڑی کو باند دیا جائے، نیز اس کے ہاتھ اور پاؤں سیدھے کر دئیے جائیں اور اس کے اوپر کپڑا ڈال دیا جائے۔ اگر موت رات کو واقع ہو تو جہاں موت واقع ہوئی ہو وہاں چراغ جلائیں (روشنی کر دیں) اور جنازے میں شرکت کے لئے مومنین کو اطلاع دیں اور میت کو دفن کرنے میں جلدی کریں لیکن اگر اس شخص کے مرنے کا یقین نہ ہو تو انتظار کریں تاکہ صورت حال واضح ہو جائے۔ علاوہ ازیں اگر میت حاملہ ہو اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو تو ضروری ہے کہ دفن کرنے میں اتنا توقف کریں کہ اس کا پہلو چاک کر کے بچہ باہر نکال لیں اور پھر اس پہلو کو سی دیں۔

غسل، کفن، نماز میت اور دفن کا وجوب

(۵۳۱) مسلمان کا غسل، حنوط، کفن، نماز میت اور دفن خواہ وہ اثنا عشری شیعہ نہ بھی ہو اس کے ولی پر واجب ہے۔ ضروری ہے کہ ولی خود ان کاموں کو انجام دے یا کسی دوسرے کو ان کاموں کے لئے معین کرے اور اگر کوئی شخص ان کاموں کو ولی کی اجازت سے انجام دے تو ولی پر سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے بلکہ اگر دفن اور اس کی مانند دوسرے امور کو کوئی شخص ولی کی اجازت کے بغیر انجام دے تب بھی ولی سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے اور ان امور کو دوبارہ انجام دینے کی ضرورت نہیں اور اگر میت کا کوئی ولی نہ ہو یا ولی ان کاموں کو انجام دینے سے منع کرے تب بھی باقی مکلف لوگوں پر واجب کفائی ہے کہ میت کے ان کاموں کو انجام دیں اور اگر بعض مکلف لوگوں نے انجام دیا تو دوسروں پر سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی بھی انجام نہ دے تو تمام مکلف لوگوں نے انجام دیا تو دوسرے پر سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی بھی انجام نہ دے تو تمام مکلف لوگ گناہگار ہوں گے اور ولی کے منع کرنے کی صورت میں اس سے اجازت لینے کی شرط ختم ہو جاتی ہے۔

(۵۳۲) اگر کوئی شخص تجہیز و تکفین کے کاموں میں مشغول ہو جائے تو دوسروں کے لئے اس بارے میں کوئی اقدام کرنا واجب نہیں اگر وہ ان کاموں کو ادھورا چھوڑ دے تو ضروری ہے کہ دوسرے انہیں پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

(۵۳۳) اگر کسی شخص کو اطمینان ہو کہ کوئی دوسرا میت کے کاموں میں مشغول ہے تو اس پر واجب نہیں ہے کہ میت کے کاموں کے بارے میں اقدام کرے لیکن اگر اسے اس بارے میں محض شک یا گمان ہو تو ضروری ہے کہ اقدام کرے۔

(۵۳۴) اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ میت کا غسل یا کفن یا نماز یا دفن غلط طریقے سے ہوا ہے تو ضروری ہے کہ ان کاموں کو دوبارہ انجام دے لیکن اگر اسے باطل ہونے کا گمان ہو یا شک ہو کہ درست تھا یا نہیں تو پھر اس بارے میں کوئی اقدام کرنا ضروری نہیں۔

(۵۳۵) عورت کا ولی اس کا شوہر ہے اور عورت کے علاوہ وہ اشخاص کہ جن کو میت سے میراث ملتی ہے اسی

ترتیب سے جس کا ذکر میراث کے مختلف طبقوں میں آئے گا دوسروں پر مقدم ہیں۔ میت کا باپ میت کے بیٹے پر میت کا دادا اس کے بھائی پر، میت کا پدری و مادری بھائی اس کے صرف پدری بھائی یا مادری بھائی پر، اس کا پدری بھائی اس کے مادری بھائی پر اور اس کے چچا کے اس ماموں پر مقدم ہونے میں اشکال ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں احتیاط کے (تمام) تقاضوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ ہاں اگر ولی ایک سے زیادہ ہوں تو ان میں سے کسی ایک کی اجازت کافی ہے۔

(۵۳۶) نابالغ بچہ اور دیوانہ میت کے کاموں کو انجام دینے کے لئے ولی نہیں بن سکتے۔ اسی طرح وہ شخص بھی جو اس طرح غیر حاضر ہو کہ خود یا کسی شخص کو مامور کر کے میت سے متعلق امور کو انجام نہ دے سکتا ہو تو وہ بھی ولی نہیں بن سکتا۔

(۵۳۷) اگر کوئی شخص کہے کہ میں میت کا ولی ہوں یا میت کے ولی نے مجھے اجازت دی ہے کہ میت کے غسل، کفن اور دفن کو انجام دوں یا کہے کہ میں میت کے دفن سے متعلق کاموں میں میت کا وصی ہوں اور اس کے کہنے سے اطمینان حاصل ہو جائے یا میت اس کے تصرف میں ہو یا دو عادل شخص گواہی دیں تو اس کا قول قبول کر لینا ضروری ہے۔

(۵۳۸) اگر مرنے والا اپنے غسل، کفن، دفن اور نماز کے لئے اپنے ولی کے علاوہ کسی اور کو مقرر کرے تو ان امور کی ولایت اسی شخص کے ہاتھ میں ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ جس شخص کو میت نے وصیت کی ہو وہ خود ان کاموں کو انجام دینے کا ذمہ دار بنے اور اس وصیت کو قبول کرے لیکن اگر قبول کر لے تو ضروری ہے کہ اس پر عمل کرے۔

غسل میت کی کیفیت

(۵۳۹) میت کو ترتیب سے تین غسل دینے واجب ہیں: پہلا ایسے پانی سے جس میں بیری کے پٹے ملے ہوئے ہوں، دوسرا ایسے پانی سے جس میں کافور ملا ہو اور تیسرا خالص پانی سے۔

(۵۴۰) ضروری ہے کہ بیری اور کافور نہ اس قدر زیادہ ہوں کہ پانی مضاف ہو جائے اور نہ اس قدر کم ہوں کہ یہ کہا جا سکے کہ بیری اور کافور اس پانی میں نہیں ملائے گئے ہیں۔

(۵۴۱) اگر بیری اور کافور اتنی مقدار میں نہ مل سکیں جتنی کہ ضروری ہے تو احتیاط مستحب کی بنا پر جتنی مقدار میسر آئے پانی میں ڈال دی جائے۔

(۵۴۲) اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں مر جائے تو اسے کافور کے پانی سے غسل نہیں دینا چاہئے بلکہ اس کے بجائے خالص پانی سے غسل دینا چاہئے لیکن اگر وہ حج تمتع کا احرام ہو اور وہ طواف، نماز طواف اور سعی کو مکمل کر چکا ہو یا حج قرآن یا افراد کے احرام میں ہو اور سر منڈا چکا ہو تو ان دو صورتوں میں اس کو کافور کے پانی سے غسل دینا ضروری ہے۔

(۵۴۳) اگر بیری اور کافور یا ان میں سے کوئی ایک نہ مل سکے یا اس کا استعمال جائز نہ ہو مثلاً یہ کہ غصبی ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ اسے ایک تیمم کرایا جائے اور ان میں سے ہر اس چیز کے بجائے جس کا ملنا ممکن نہ ہو میت کو خالص پانی سے غسل دیا جائے۔

(۵۴۴) جو شخص میت کو غسل دے ضروری ہے کہ وہ عقل مند اور مسلمان ہو اور احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ اثنا عشری ہو۔ نیز ضروری ہے کہ غسل کے مسائل سے بھی واقف ہو۔ ممیز بچہ اگر غسل کو صحیح طریقے سے انجام دے سکتا ہو تو اس کا غسل دینا بھی کافی ہے۔ چنانچہ اگر غیر اثنا عشری مسلمان کی میت کو اس کا ہم مذہب اپنے مذہب کے مطابق غسل دے تو مومن اثنا عشری سے ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر وہ اثنا عشری شخص میت کا ولی ہو تو اس صورت میں اس سے ذمہ داری ساقط نہیں ہوتی۔

(۵۴۵) جو شخص غسل دے ضروری ہے کہ وہ قربت کی نیت رکھتا ہو اور یہ کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری کی نیت سے غسل دے۔

(۵۴۶) مسلمان کے بچے کو خواہ وہ ولد الزنا ہی کیوں نہ ہو غسل دینا واجب ہے اور کافر اور اس کی اولاد کا غسل، کفن اور دفن واجب نہیں ہے۔ کافر کا بچہ اگر ممیز ہو اور اسلام کا اظہار کرتا ہو تو وہ مسلمان ہے اور جو شخص بچپن سے دیوانہ ہو اور دیوانگی کی حالت میں ہی بالغ ہو جائے اور اگر اس کا باپ یا ماں مسلمان ہو تو ضروری ہے کہ اسے غسل دیں۔

(۵۴۷) اگر ایک بچہ چار مہینے یا اس سے زیادہ کا ہو کر ساقط ہو جائے تو اسے غسل دینا ضروری ہے بلکہ اگر چار

مہینے سے بھی کم ہو لیکن اس کا پورا بدن بن چکا ہو تو احتیاط کی بنا پر اس کو غسل دینا ضروری ہے۔ ان دو صورتوں کے علاوہ احتیاط کی بنا پر اسے کپڑے میں لپیٹ کر بغیر غسل دنیے دفن کر دینا چاہئے۔
(۵۴۸) مرد، نامحرم عورت کو غسل نہیں دے سکتا اسی طرح عورت، نامحرم مرد کو غسل نہیں دے سکتی۔ لیکن بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اور شوہر بھی اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے۔
(۵۴۹) مرد اتنی چھوٹی لڑکی کو غسل دے سکتا ہے جو ممیز نہ ہو اور عورت بھی اتنے چھوٹے لڑکے کو غسل دے سکتی ہے جو ممیز نہ ہو۔

(۵۵۰) محرم افراد ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں، چاہے نسبی محرم ہوں جیسے ماں اور بہن یا رضاعی یعنی دودھ پینے کی وجہ سے ایک دوسرے کے محرم بن گئے ہوں۔ شرمگاہ کے علاوہ باقی بدن میں لباس کے نیچے سے غسل دینا ضروری نہیں ہے اگرچہ بہتر ہے۔ لیکن احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ مرد اپنی محرم عورت کو صرف اسی صورت میں غسل دے جب غسل دینے کے لئے کوئی عورت نہ مل سکے۔ یہی حکم عورت کے لئے محرم مرد کو غسل دینے کے بارے میں ہے۔

(۵۵۱) اگر میت اور غسل دونوں مرد ہوں یا دونوں عورت ہوں تو جائز ہے کہ شرمگاہ کے علاوہ میت کا باقی بدن برہنہ ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ لباس کے نیچے سے غسل دیا جائے۔
(۵۵۲) میان بیوی کے علاوہ میت کی شرمگاہ پر نظر ڈالنا حرام ہے اور جو شخص اسے غسل دے رہا ہو اگر وہ اس پر نظر ڈالے تو گناہگار ہے لیکن اس سے غسل باطل نہیں ہوتا۔
(۵۵۳) اگر میت کے بدن کے کسی حصے پر عین نجاست ہو تو ضروری ہے کہ اس حصے کو غسل دینے سے پہلے عین نجاست دُور کرے اور اولیٰ یہ ہے کہ غسل شروع کرنے سے پہلے میت کا تمام بدن پاک کر لیا جائے۔
(۵۵۴) غسل میت غسل جنابت کی طرح ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک میت کو غسل ترتیبی دینا ممکن ہو غسل ارتماسی نہ دیا جائے اور غسل ترتیبی میں بھی ضروری ہے کہ داہنی طرف کو بائیں طرف سے پہلے دھویا جائے۔

(۵۵۵) جو شخص حیض یا جنابت کی حالت میں مر جائے اسے غسل حیض یا غسل جنابت دینا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف غسل میت اس کے لئے کافی ہے۔
(۵۵۶) میت کو غسل دینے کی اجرت لینا احتیاط کی بنا پر حرام ہے اور اگر کوئی شخص اجرت لینے کے لئے میت کو اس طرح غسل دے کہ یہ غسل دینا قصد قربت کے منافی ہو تو غسل باطل ہے لیکن غسل کے ابتدائی کاموں کی اجرت لینا حرام نہیں ہے۔

(۵۵۷) میت کے غسل میں جبیرہ غسل جائز نہیں ہے اور اگر پانی میسر نہ ہو یا اس کے استعمال میں کوئی رکاوٹ ہو تو ضروری ہے کہ غسل کے بدلے میت کو ایک تیمم کرائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ تین تیمم کرائے جائیں۔
(۵۵۸) جو شخص میت کو تیمم کرا رہا ہو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور میت کے چہرے اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو میت کو اس کے اپنے ہاتھوں سے بھی تیمم کرائے۔

کفن کے احکام

(۵۵۹) مسلمان میت کو تین کپڑوں کا کفن دینا ضروری ہے جنہیں لنگ، کرتہ اور چادر کہا جاتا ہے۔
(۵۶۰) احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ لنگ ایسی ہو جو ناف سے گھٹنوں تک بدن کی اطراف کو ڈھانپ لے اور بہتر یہ ہے کہ سینے سے پاؤں تک پہنچے اور کرتہ احتیاط واجب کی بنا پر ایسا ہو کہ کندھوں کے سروں سے آدھی پنڈلیوں تک تمام بدن کو ڈھانپے اور بہتر یہ ہے کہ پاؤں تک پہنچے اور چادر کی لمبائی اتنی ہونی چاہئے کہ پورے بدن کو ڈھانپ دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ چادر کی لمبائی اتنی ہو کہ میت کے پاؤں اور سر کی طرف سے گرہ دے سکیں اور اس کی چوڑائی اتنی ہو کہ اس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے کے اوپر آسکے۔
(۵۶۱) واجب مقدار کی حد تک کفن جس کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہو چکا ہے میت کے اصل مال سے لیا جائے بلکہ کفن کی مستحب مقدار کو بھی میت کی شان اور عرف عام کو پیش نظر رکھتے ہوئے میت کے اصل مال سے لیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ واجب مقدار سے زائد کفن ان وارثوں کے حصے سے نہ لیا جائے جو ابھی بالغ نہ ہوئے ہوں۔

(۵۶۲) اگر کسی شخص نے وصیت کی ہو کہ مستحب کفن کی مقدار اس کے ایک تہائی مال سے لی جائے یا یہ وصیت کی ہو کہ اس کا تہائی مال خود اس پر خرچ کیا جائے لیکن اس کے مصرف کا تعین نہ کیا ہو یا صرف اس کے کچھ

حصے کے مصرف کا تعین کیا ہو تو مستحب کفن کی مقدار جو چاہے عرف عام سے بڑھ کر ہو اس کے تہائی مال سے لی جا سکتی ہے۔

(۵۶۳) اگر مرنے والے نے یہ وصیت نہ کی ہو کہ کفن اس کے تہائی مال سے لیا جائے اور متعلقہ اشخاص چاہیں کہ اس کے اصل مال سے لیں تو جو بیان مسئلہ ۵۶۱ میں گزر چکا ہے اس سے زیادہ نہ لیں۔ مثلاً وہ مستحب کام جو کہ معمولاً انجام نہ دئیے جاتے ہوں اور جو میت کی شان کے مطابق بھی نہ ہوں تو ان کی ادائیگی کے لئے ہر گز اصل مال سے نہ لیں اور بالکل اسی طرح اگر کفن کی قیمت معمول سے زیادہ ہو تو اضافی رقم کو میت کے اصل مال سے نہیں لیا جا سکتا لیکن جو ورثاء بالغ ہیں تو ان کے حصے سے ان کی اجازت سے لیا جا سکتا ہے۔

(۵۶۴) عورت کے کفن کی ذمہ داری شوہر پر ہے خواہ عورت اپنا مال بھی رکھتی ہو۔ اسی طرح اگر عورت کو اس تفصیل کے مطابق جو طلاق کے احکام میں آئے گی طلاق رجعی دی گئی ہو اور وہ عدت ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو شوہر کے لئے ضروری ہے کہ اسے کفن دے۔ اگر شوہر بالغ نہ ہو یا دیوانہ ہو تو شوہر کے ولی کو چاہئے کہ اس کے مال سے عورت کو کفن دے۔

(۵۶۵) میت کو کفن دینا اس کے قریبداروں پر واجب نہیں، گوا اس کی زندگی میں اخراجات کی کفالت ان پر واجب رہی ہو۔

(۵۶۶) اگر میت کے پاس کفن کا انتظام کرنے کے لئے کوئی مال نہ ہو تو اسے برہنہ دفن کرنا جائز نہیں ہے بلکہ بنا بر احتیاط مسلمانوں پر واجب ہے کہ اسے کفن پہنائیں۔ یہ جائز ہے کہ اس کے اخراجات کو زکات کی بابت میں حساب کر لیا جائے۔

(۵۶۷) احتیاط یہ ہے کہ کفن کے تینوں کپڑوں میں سے ہر کپڑا اتنا باریک نہ ہو کہ میت کا بدن اس کے نیچے سے نظر آنے لیکن اگر اس طرح ہو کہ تینوں کپڑوں کو ملا کر میت کا بدن اس کے نیچے سے نظر نہ آئے تو کافی ہے۔ (۵۶۸) غصب کی ہوئی چیز کا کفن دینا خواہ کوئی دوسری چیز میسر نہ ہو تب بھی جائز نہیں ہے۔ پس اگر میت کا کفن غصبی ہو اور اس کا مالک راضی نہ ہو تو وہ کفن اس کے بدن سے اُتار لینا چاہئے خواہ اس کو دفن بھی کیا جا چکا ہو لیکن بعض صورتوں میں (اس کے بدن سے کفن اُتارنا جائز نہیں) جس کی تفصیل کی گنجائش اس مقام پر نہیں ہے۔ (۵۶۹) میت کو نجس چیز یا خالص ریشمی کپڑے کا کفن دینا اور احتیاط کی بنا پر سونے کے پانی سے کام کئے ہوئے کپڑے کا کفن دینا جائز نہیں لیکن مجبوری کی حالت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۵۷۰) میت کو نجس مُردار کی کھال کا کفن دینا اختیاری حالت میں جائز نہیں ہے بلکہ پاک مُردار کی کھال کا کفن دینا بھی جائز نہیں ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر کسی ایسے کپڑے کا کفن دینا جو حرام گوشت جانور کے اون یا بالوں سے تیار کیا گیا ہو اختیاری حالت میں جائز نہیں ہے لیکن اگر کفن حلال گوشت جانور کے بال یا اون کا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کا بھی کفن نہ دیا جائے۔

(۵۷۱) اگر میت کا کفن اس کی اپنی نجاست یا کسی دوسری نجاست سے نجس ہو جائے اور اگر ایسا کرنے سے کفن ضائع نہ ہوتا ہو تو جتنا حصہ نجس ہوا سے دھونا یا کاٹنا ضروری ہے خواہ میت کو قبر میں ہی کیوں نہ اُتارا جا چکا ہو۔ اگر اس کا دھونا یا کاٹنا ممکن نہ ہو لیکن بدل لینا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ بدل دیں۔

(۵۷۲) اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جس نے حج یا عمرے کا احرام باندھ رکھا ہو تو اسے دوسروں کی طرح کفن پہنانا ضروری ہے اور اس کا سر اور چہرہ ڈھانپ دینے میں کوئی حرج نہیں۔ (۵۷۳) انسان کے لئے اپنی زندگی میں کفن، بیری اور کافور کا تیار رکھنا مستحب ہے۔

حنوط کے احکام

(۵۷۴) غسل دینے کے بعد واجب ہے کہ میت کو حنوط کیا جائے یعنی اس کی پیشانی، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کے انگوٹھوں پر کافور اس طرح لگائیں کہ کچھ کافور اس پر باقی رہے چاہے اسے ملایا نہ بھی گیا ہو اور مستحب یہ ہے کہ میت کی ناک پر بھی کافور ملایا جائے۔ ضروری ہے کہ کافور پسا ہوا، تازہ، پاک اور مباح (غیر غصبی) ہو اور اگر پرانا ہونے کی وجہ سے اس کی خوشبو زائل ہو گئی ہو تو کافی نہیں۔

(۵۷۵) احتیاط مستحب یہ ہے کہ کافور پہلے میت کی پیشانی پر ملا جائے لیکن دوسرے مقامات پر ملنے میں ترتیب ضروری نہیں ہے۔

(۵۷۶) بہتر یہ ہے کہ میت کو کفن پہنانے سے پہلے حنوط کیا جائے۔ اگر چہ کفن پہنانے کے دوران یا اس کے بعد بھی حنوط کریں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۵۷۷) اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جس نے حج یا عمرے کے لئے احرام باندھ رکھا ہو تو اسے حنوط کرنا جائز نہیں ہے مگر ان دو صورتوں میں جن کا ذکر مسئلہ ۵۴۲ میں گزر چکا ہے۔
(۵۷۸) اعتکاف میں بیٹھے ہوئے شخص اور ایسی عورت جس کا شوہر مر گیا ہو اور ابھی اس کی عدت باقی ہو اگرچہ خوشبو لگانا اس کے لئے حرام ہے لیکن اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو اسے حنوط کرنا واجب ہے۔
(۵۷۹) احتیاط مستحب یہ ہے کہ میت کو مشک، عنبر، عود اور دوسری خوشبوئیں نہ لگائیں اور انہیں کافور کے ساتھ بھی نہ ملایا جائے۔
(۵۸۰) مستحب ہے کہ سید الشہداء امام حسین - کی قبر مبارک کی مٹی کی کچھ مقدار کافور میں ملالی جائے لیکن اس کافور کو ایسے مقامات پر نہیں لگانا چاہیے جہاں لگانے سے خاکِ شفا کی بے حرمتی ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ خاکِ شفا اتنی زیادہ نہ ہو کہ جب وہ کافور کے ساتھ مل جائے تو اسے کافور نہ کہا جا سکے۔
(۵۸۱) اگر کافور نہ مل سکے یا فقط غسل کے لئے کافی ہو تو حنوط کرنا ضروری نہیں اور اگر غسل کی ضرورت سے زیادہ ہو لیکن تمام سات اعضاء کے لئے کافی نہ ہو تو احتیاط مستحب کی بنا پر چاہئے کہ پہلے پیشانی پر اور اگر بچ جائے تو دوسرے مقامات پر ملا جائے۔
(۵۸۲) مستحب ہے کہ دو تروتازہ ٹہنیاں میت کے ساتھ قبر میں رکھی جائیں۔

نمازِ میت کے احکام

(۵۸۳) ہر مسلمان کی میت پر اور ایسے بچے کی میت پر جو اسلام کے حکم میں ہو اور پورے چھ سال کا ہو چکا ہو نماز پڑھنا واجب ہے۔
(۵۸۴) ایک ایسے بچے کی میت پر جو چھ سال کا نہ ہوا ہو لیکن نماز کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر نماز پڑھنا ضروری ہے اور اگر نماز کو نہ جانتا ہو تو رجا کی نیت سے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور وہ بچہ جو مُردہ پیدا ہوا ہو اس کی میت پر نماز پڑھنا مستحب نہیں ہے۔
(۵۸۵) ضروری ہے کہ میت کی نماز اسے غسل دینے، حنوط کرنے اور کفن پہنانے کے بعد پڑھی جائے اور اگر ان امور سے پہلے یا ان کے دوران پڑھی جائے تو ایسا کرنا خواہ بھول چوک یا مسئلے سے لاعلمی کی بنا پر ہی کیوں نہ ہو کافی نہیں ہے۔
(۵۸۶) جو شخص میت کی نماز پڑھنا چاہے اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ اس نے وضو، غسل یا تیمم کیا ہو اور اس کا بدن اور لباس پاک ہوں اور اگر اس کا لباس غصبی ہو تب بھی کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کا لحاظ رکھے جو دوسری نمازوں میں لازمی ہیں۔
(۵۸۷) جو شخص نمازِ میت پڑھ رہا ہو ضروری ہے کہ رو بقبلہ ہو اور یہ بھی واجب ہے کہ میت کو نماز پڑھنے والے کے سامنے پشت کے بل یوں لٹایا جائے کہ میت کا سر نماز پڑھنے والے کے دائیں طرف ہو اور پاؤں بائیں طرف ہوں۔
(۵۸۸) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے کی جگہ میت کے مقام سے اونچی یا نیچی نہ ہو لیکن معمولی پستی یا بلندی میں کوئی حرج نہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز میت پڑھنے کی جگہ غصبی نہ ہو۔
(۵۸۹) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والا میت سے دُور نہ ہو لیکن جو شخص نماز میت باجماعت پڑھ رہا ہو اگر وہ میت سے دُور ہو جبکہ صفیں باہم متصل ہوں تو کوئی حرج نہیں۔
(۵۹۰) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والا میت کے سامنے کھڑا ہو لیکن جماعت کی صورت میں ان لوگوں کی نماز میں جو میت کے سامنے نہ ہوں کوئی اشکال نہیں ہے۔
(۵۹۱) ضروری ہے کہ میت اور نماز پڑھنے والے کے درمیان پردہ، دیوار یا کوئی اور ایسی چیز حائل نہ ہو لیکن اگر میت تابوت میں یا ایسی ہی کسی چیز میں رکھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔
(۵۹۲) نماز پڑھتے وقت ضروری ہے کہ میت کی شرمگاہ ڈھکی ہوئی ہو اور اگر اسے کفن پہنانا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کی شرمگاہ کو خواہ لکڑی یا اینٹ یا ایسی ہی کسی اور چیز سے ہی ڈھانپ دیں۔
(۵۹۳) ضروری ہے کہ نماز میت کھڑے ہو کر اور قربت کی نیت سے پڑھی جائے اور نیت کرتے وقت میت کو معین کر لیا جائے مثلاً نیت کر لی جائے کہ میں اس میت پر قُرْبَةَ اِلٰی اللہ نماز پڑھ رہا ہوں۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ یومیہ نمازوں میں حالت قیام میں جو استقرار ضروری ہے اس کا خیال رکھا جائے۔
(۵۹۴) اگر کھڑے ہو کر نمازِ میت پڑھنے والا کوئی شخص نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

(۵۹۵) اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ کوئی مخصوص شخص اس کی نماز پڑھائے تو اس کے لئے ولی سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے اگرچہ بہتر ہے۔

(۵۹۶) بعض فقہاء کے نزدیک میت پر کئی دفعہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن یہ بات ثابت نہیں ہے اور اگر میت کسی صاحب علم و تقویٰ کی ہو تو بغیر کسی اشکال کے مکروہ نہیں ہے۔

(۵۹۷) اگر میت کو جان بوجھ کر یا بھول چوک کی وجہ سے یا کسی عذر کی بنا پر بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا جائے یا دفن کر دینے کے بعد پتا چلے کہ جو نماز اس پر پڑھی جا چکی ہے وہ باطل ہے تو میت پر نماز پڑھنے کے لئے اس کی قبر کھولنا جائز نہیں لیکن جب تک اس کا بدن پاش پاش نہ ہو جائے اور جن شرائط کا نماز میت کے سلسلے میں ذکر آچکا ہے ان کے ساتھ رجاء کی نیت سے اس کی قبر پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نماز میت کا طریقہ

(۵۹۸) میت کی نماز میں پانچ تکبیریں ہیں اور اگر نماز پڑھنے والا شخص مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ پانچ تکبیریں کہے تو کافی ہے۔

نیت کرنے اور پہلی تکبیر کے بعد کہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

دوسری تکبیر کے بعد کہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

تیسری تکبیر کے بعد کہے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

چوتھی تکبیر کے بعد اگر میت مرد ہو تو کہے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِهَذَا الْمَيِّتِ

اور اگر میت عورت ہو تو کہے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِهَذِهِ الْمَيِّتَةِ

اور اس کے بعد پانچویں تکبیریں کہے۔

بہتر یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد کہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ۖ أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۖ بَيْنَ يَدَيْ السَّاعَةِ

اور دوسری تکبیر کے بعد کہے:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَآلَ مُحَمَّدٍ كَأَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَالشَّهَدَاءِ وَالصَّادِقِينَ وَجَمِيعِ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ

اور تیسری تکبیر کے بعد کہے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْأَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتِ تَابِعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ بِالْخَيْرَاتِ إِنَّكَ مُجِيبُ الدَّعَوَاتِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اور اگر میت مرد ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے:

اللَّهُمَّ إِنَّ هَذَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ نَزَلَتْ بِكَ وَأَنْتَ خَيْرٌ مَنْزُولٍ بِهِنَّ اللَّهُمَّ إِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ إِلَّا خَيْرًا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِنَّ مِنْنَا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ ۖ وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ وَاعْفِرْ لَهُ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ عِنْدَكَ فِي أَعْلَى عِلِّيِّينَ وَاخْلُفْ عَلَى أَهْلِهِ فِي الْعَابِرِينَ وَارْحَمْهُ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

اور اس کے بعد پانچویں تکبیر کہے۔ لیکن اگر میت عورت ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے:

اللَّهُمَّ إِنَّ هَذِهِ أَمَتُكَ وَابْنَةُ عَبْدِكَ وَابْنَةُ أَمَتِكَ نَزَلَتْ بِكَ وَأَنْتَ خَيْرٌ مَنْزُولٍ بِهِنَّ اللَّهُمَّ إِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا خَيْرًا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهَا مِنْنَا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَتْ مُحْسِنَةً فَزِدْ فِي إِحْسَانِهَا وَإِنْ كَانَتْ مُسِيئَةً فَتَجَاوَزْ عَنْهَا وَاعْفِرْ لَهَا اللَّهُمَّ اجْعَلْهَا عِنْدَكَ فِي أَعْلَى عِلِّيِّينَ وَاخْلُفْ عَلَى أَهْلِهَا فِي الْعَابِرِينَ وَارْحَمْهَا بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

(۵۹۹) ضروری ہے کہ تکبیریں اور دعائیں تسلسل کے ساتھ یکے بعد دیگرے اس طرح پڑھی جائیں کہ نماز اپنی شکل نہ کھو دے۔

(۶۰۰) جو شخص میت کی نماز باجماعت پڑھ رہا ہو خواہ وہ مقتدی ہو ضروری ہے کہ اس کی تکبیریں اور دعائیں

بھی پڑھے۔

نمازِ میت کے مستحبات

(۶۰۱) چند چیزیں نمازِ میت میں مستحب ہیں:

- ۱) نمازِ میت پڑھنے والے نے وضو، غسل یا تیمم کیا ہو اور احتیاط اس میں ہے کہ تیمم اس وقت کرے جب وضو اور غسل کرنا ممکن نہ ہو یا اسے خدشہ ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے گا تو نمازِ میت میں شریک نہ ہو سکے گا۔
 - ۲) اگر میت مرد ہو یا امام یا جو شخص اکیلا میت پر نماز پڑھ رہا ہو میت کے بدن کے درمیانی حصے کے سامنے کھڑا ہو اور اگر میت عورت ہو تو اس کے سینے کے سامنے کھڑا ہو۔
 - ۳) نماز ننگے پاؤں پڑھی جائے۔
 - ۴) ہر تکبیر میں ہاتھوں کو بلند کیا جائے۔
 - ۵) نمازی اور میت کے درمیان اتنا کم فاصلہ ہو کہ اگر ہوا نماز ی کے لباس کو حرکت دے تو وہ جنازے کو جا چھوئے۔
 - ۶) نمازِ میت جماعت کے ساتھ پڑھی جائے۔
 - ۷) امام تکبیریں اور دعائیں بلند آواز سے پڑھے اور مقتدی آہستہ پڑھیں۔
 - ۸) نماز باجماعت میں مقتدی خواہ ایک شخص ہی کیوں نہ ہو امام کے پیچھے کھڑا ہو۔
 - ۹) نماز پڑھنے والا میت اور مومنین کے لئے کثرت سے دعا کرے۔
 - ۱۰) باجماعت نماز سے پہلے تین مرتبہ ”الصلوٰۃ“ کہے۔
 - ۱۱) نماز ایسی جگہ پڑھی جائے جہاں نمازِ میت کے لئے لوگ زیادہ تر جاتے ہیں۔
 - ۱۲) اگر حائض نمازِ میت جماعت کے ساتھ پڑھے تو اکیلی کھڑی ہو اور نمازیوں کی صف میں نہ کھڑی ہو۔
- (۶۰۲) نمازِ میت مسجدوں میں پڑھنا مکروہ ہے لیکن مسجد الحرام میں پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

دفن کے احکام

- (۶۰۳) میت کو اس طرح زمین میں دفن کرنا واجب ہے کہ اس کی بو باہر نہ آئے اور درندے بھی اس کا بدن باہر نہ نکال سکیں اور اگر اس بات کو خوف ہو کہ درندے اس کا بدن باہر نکال لیں گے تو ضروری ہے کہ قبر کو اینٹوں وغیرہ سے پختہ کر دیا جائے۔
- (۶۰۴) اگر میت کو زمین میں دفن کرنا ممکن نہ ہو تو دفن کرنے کے بجائے اسے کمرے یا تابوت میں رکھا جا سکتا ہے۔

- (۶۰۵) میت کو قبر میں دائیں پہلو اس طرح لٹانا ضروری ہے کہ اس کے بدن کا سامنے کا حصہ رو قبلہ ہو۔
- (۶۰۶) اگر کوئی شخص کشتی میں مر جائے اور اس کی میت کے خراب ہونے کا امکان نہ ہو اور اسے کشتی میں رکھنے میں بھی کوئی امر مانع نہ ہو تو ضروری ہے کہ انتظار کریں تاکہ خشکی تک پہنچ جائیں اور اسے زمین میں دفن کر دیں ورنہ اسے کشتی میں ہی غسل دے کر حنوط کریں اور کفن پہنائیں اور نمازِ میت پڑھنے کے بعد اسے مرتبان میں رکھ کر اس کا منہ بند کر دیں اور سمندر میں ڈال دیں یا کوئی بھاری چیز اس کے پاؤں میں باندھ کر سمندر میں ڈال دیں اور جہاں تک ممکن ہو اسے ایسی جگہ گرائیں جہاں جانور اسے فوراً لقمہ نہ بنا لیں۔
- (۶۰۷) اگر اس بات کا خوف ہو کہ دشمن قبر کو کھود کر میت کا جسم باہر نکال لے گا اور اس کے کان یا ناک یا دوسرے اعضاء کاٹ لے گا تو اگر ممکن ہو تو ضروری ہے کہ سابقہ مسئلے میں بیان کئے گئے طریقے کے مطابق اسے سمندر میں ڈال دیا جائے۔
- (۶۰۸) اگر میت کو سمندر میں ڈالنا یا اس کی قبر کو پختہ کرنا ضروری ہو تو اس کے اخراجات میت کے اصل مال میں سے لے سکتے ہیں۔
- (۶۰۹) اگر کوئی کافر عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں مردہ بچہ ہو اور اس بچے کا باپ مسلمان ہو اس عورت کو قبر میں بائیں پہلو قبلے کی طرف پیٹھ کر کے لٹانا چاہئے تاکہ بچے کا منہ قبلے کی طرف ہو اور اگر پیٹ میں موجود بچے کے بدن میں ابھی جان نہ پڑی ہو تب احتیاطاً مستحب کی بنا پر یہی حکم ہے۔
- (۶۱۰) مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں دفن کرنا اور کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے۔
- (۶۱۱) مسلمان کو ایسی جگہ جہاں اس کی بے حرمتی ہوتی ہو، مثلاً جہاں کوڑا کرکٹ گندگی پھینکی جاتی ہو دفن کرنا

جائز نہیں ہے۔

(۶۱۲) میت کو غصبی زمین میں یا ایسی زمین میں جو دفن کے علاوہ کسی دوسرے مقصد، مثلاً مسجد کے لئے وقف ہو دفن کرنا اگر وقف کے لئے نقصان دہ ہو یا وقف کے مقصد سے مزاحمت کا باعث ہو تو دفن کرنا جائز نہیں ہے۔ یہی حکم احتیاط واجب کی بنا پر اس وقت بھی ہے جب نقصان دہ یا مزاحم نہ ہو۔

(۶۱۳) کسی میت کی قبر کو اس لیے کھودنا کہ اس میں کسی دوسرے مُردے کو دفنایا جا سکے جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر قبر پُرانی ہو گئی ہو اور پہلی میت کا نشان باقی نہ رہا ہو تو دفن کر سکتے ہیں۔

(۶۱۴) جو چیز میت سے جُدا ہو جائے خواہ وہ اس کے بال، ناخن یا دانت ہی ہوں اسے اس کے ساتھ ہی دفن کر دینا ضروری ہے اور اگر جُدا ہونے والی چیزیں اگرچہ وہ دانت، ناخن یا بال ہی کیوں نہ ہوں میت کو دفنانے کے بعد ملیں تو احتیاطاً لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ انہیں کسی دوسری جگہ دفن کر دیا جائے۔ جو ناخن اور دانت انسان کی زندگی میں ہی اس سے جدا ہو جائیں انہیں دفن کرنا مستحب ہے۔

(۶۱۵) اگر کوئی شخص کنویں میں مر جائے اور اسے باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ کنویں کا منہ بند کر دیں اور اس کنویں کو ہی اس کی قبر قرار دیں۔

(۶۱۶) اگر کوئی بچہ ماں کے پیٹ میں مر جائے اور اس کا پیٹ میں رہنا ماں کی زندگی کے لیے خطرناک ہو تو ضروری ہے کہ اسے آسان ترین طریقے سے باہر نکالیں۔ چنانچہ اگر اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر بھی مجبور ہوں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن ضروری ہے کہ اگر اس عورت کا شوہر اہل فن ہو تو بچے کو اس کے ذریعے باہر نکالیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو کوئی اہل فن عورت فن عورت اسے باہر نکالے۔ عورت کو یہ اختیار ہے کہ وہ اس سلسلے میں کسی ایسے فرد سے رجوع کرے اور جو کام کو بہتر طریقے سے انجام دے سکے اور اس کی حالت کے اعتبار سے زیادہ مناسب ہو، چاہے نامحرم ہی کیوں نہ ہو۔

(۶۱۷) اگر ماں مر جائے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو اور چاہے مختصر مدت کے لئے ہی سہی، اس بچے کے زندہ رہنے کی امید ہو تو ضروری ہے کہ جو جگہ بھی بچے کی سلامتی کے لئے بہتر ہے اسے چاک کریں اور بچے کو باہر نکالیں اور پھر اس جگہ کو ٹانکے لگا دیں۔ لیکن اگر یقین یا اطمینان ہو کہ ایسا کرنے سے بچہ مر جائے گا تو پھر جائز نہیں ہے۔

دفن کے مستحبات

(۶۱۸) مستحب ہے کہ قبر کو ایک متوسط انسان کے قد کے لگ بھگ کھودیں اور میت کو نزدیک ترین قبرستان میں دفن کریں ماسوا اس کے کہ جو قبرستان دور ہو وہ کسی وجہ سے بہتر ہو مثلاً وہاں نیک لوگ دفن کئے گئے ہوں یا زیادہ لوگ وہاں فاتحہ پڑھنے جاتے ہوں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ جنازہ قبر سے چند گز دُور زمین پر رکھ دیں اور تین دفعہ تھوڑا تھوڑا کر کے قبر کے نزدیک لے جائیں اور ہر دفعہ زمین پر رکھیں اور چوتھی دفعہ قبر میں اُتار دیں اور اگر میت مرد ہو تو تیسری دفعہ زمین پر اس طرح رکھیں کہ اس کا سر قبر کی نچلی طرف ہو اور چوتھی دفعہ سر کی طرف سے قبر میں داخل کریں اور اگر میت عورت ہو تو تیسری دفعہ اسے قبر کے قبلے کی طرف رکھیں اور پہلو کی طرف سے قبر میں اُتار دیں اور قبر میں اُتارتے وقت ایک کپڑا قبر کے اوپر تان لیں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ جنازہ بڑے آرام کے ساتھ تابوت سے نکالیں اور قبر میں داخل کریں اور وہ دعائیں جنہیں پڑھنے کے کہا گیا دفن کرنے سے پہلے اور دفن کرتے وقت پڑھیں اور میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس کے کفن کی گرہیں کھول دیں اور اس کا رخسار زمین پر رکھ دیں اور اس کے سر کے نیچے مٹی کا تکیہ بنا دیں اور اس کی پیٹھ کے پیچھے کچی اینٹیں یا ڈھیلے رکھ دیں تاکہ میت چت نہ ہو جو جائے اور اس سے پیشتر کہ قبر بند کریں دایاں ہاتھ میت کے دائیں کندھے پر ماریں اور بایاں ہاتھ زور سے میت کے بائیں کندھے پر رکھیں اور منہ اس کے کان کے قریب لے جائیں اور اسے زور سے حرکت دیں اور تین دفعہ کہیں : اسمع افہم یا فلاں ابن فلاں۔ اور فلاں ابن فلاں کی جگہ میت کا اور اس کے باپ کا نام لیں۔ مثلاً اگر اس کا اپنا نام موسیٰ اور اس کے باپ کا نام عمران ہو تو تین دفعہ کہیں : اِسمعُ اِفہمُ یا مُوسٰی بِنَ عِمْرَانَ ۔ اس کے بعد کہیں :

هَلْ اَنْتَ عَلٰی الْعَهْدِ الَّذِيْ فَاْرَقْتَنَا عَلَيْنَا مِنْ شَهِادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗۙ وَاَنْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖٓ عِبْدُهٗۙ وَرَسُوْلُهٗۙ وَسَيِّدُ النَّبِيِّنَ وَخَاتَمَ الْمُرْسَلِيْنَ وَاَنْ عَلِيًّا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَسَيِّدُ الْوَصِيَّةِيْنَ وَاِمَامًا اَفْتَرَضَنَ اللّٰهُ طَاعَتَهٗۙ عَلٰی الْعٰلَمِيْنَ وَاَنْ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَعَلِيَّ بِنَ الْحُسَيْنِ وَمُحَمَّدَبْنَ عَلِيٍّ وَ جَعْفَرَبْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسٰى بِنَ جَعْفَرٍ وَعَلِيَّ بِنَ مُوسٰى وَمُحَمَّدَ بِنَ عَلِيٍّ وَعَلِيَّ بِنَ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنَ بِنَ عَلِيٍّ وَالْقَائِمَ الْحُجَّةَ الْمَهْدِيَّ صَلَوَاتِ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَيُّمَهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحُجَّجِ اللّٰهُ عَلٰی الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ وَاَيَّمَنَكَ

أَيَّمَهُ هُدَىٰ أَبْرَارٍ يَا فَلَانَ ابْنَ فَلَانَ

اور فَلَانَ ابْنَ فَلَانَ کی بجائے میت کا اور اس کے باپ کا نام لے اور پھر کہے:
إِذَا أَرَاكَ الْمَلَكَانَ الْمُقْرَبَانِ رَسُولَيْنِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ وَسَالَاكَ عَنْ رَبِّكَ وَعَنْ نَّبِيِّكَ وَعَنْ دِينِكَ وَعَنْ كِتَابِكَ وَعَنْ قِبْلَتِكَ وَعَنْ أَيْمَتِكَ فَلَاتَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ وَقُلْ فِي جَوَابِهِمَا اللَّهُ رَبِّي وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ نَبِيُّهُ وَالْإِسْلَامُ دِينِي وَالْقُرْآنُ كِتَابِي وَالْكَعْبَةُ قِبْلَتِي وَأَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِمَامِي وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُجْتَبَىٰ إِمَامِي وَالْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الشَّهِيدُ بِكَرْبَلَاءَ إِمَامِي وَعَلِيُّ زَيْنُ الْعَابِدِينَ إِمَامِي وَمُحَمَّدُ بْنُ الْبَاقِرِ إِمَامِي وَجَعْفَرُ بْنُ الصَّادِقِ إِمَامِي وَمُوسَىٰ الْكَاطِمُ إِمَامِي وَعَلِيُّ بْنُ الرِّضَا إِمَامِي وَمُحَمَّدُ بْنُ الْحَوَاجِّ إِمَامِي وَعَلِيُّ بْنُ الْهَادِي إِمَامِي وَالْحَسَنُ الْعَسْكَرِيُّ إِمَامِي وَالْحُجَّةُ الْمُنْتَظَرُ إِمَامِي هُوَ لِأَيِّ صَلَوَاتِ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِي ۚ إِنَّ أَيْمَتِي وَسَادَتِي وَفَادَتِي وَشَفَعَائِي بِهِمْ أَتَوَلَّىٰ وَمِنْ أَعْدَائِهِمْ أَتَبَرُّ أَيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ثُمَّ أَعْلَمْ يَا فَلَانَ ابْنَ فَلَانَ

فَلَانَ ابْنَ فَلَانَ کی بجائے میت کا اور اس کے باپ کا نام لے اور پھر کہے:

أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَىٰ نِعَمَ الرَّبِّ وَأَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ نِعَمَ الرَّسُولِ وَأَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَوْلَادَهُ الْمُعْصُومِينَ الْأَيَّمَةَ الْإِثْنَيْ عَشَرَ نِعَمَ الْأَيْمَةِ وَأَنَّ مَا جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ حَقٌّ وَأَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَسُؤَالَ مُنْكَرٍ وَنَكِيٍّ فِي الْقَبْرِ حَقٌّ وَالْبُعْثَ حَقٌّ وَالنُّشُورَ حَقٌّ وَالصِّرَاطَ حَقٌّ وَالْمِيزَانَ حَقٌّ وَتَطَايُرَ الْكُتُبِ حَقٌّ وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ

پھر کہے ”أَقَهَمْتَ يَا فَلَانَ“ اور فَلَانَ کی بجائے میت کا نام لے اور اس کے بعد کہے:

تَبَيَّنَكَ اللَّهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ وَهَدَاكَ اللَّهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ عَرَفَ اللَّهُ بَيْنَكَ وَبَيْنَ أَوْلِيَائِكَ فِي مُسْتَقَرٍّ مِنْ رَحْمَتِهِ ۚ

اس کے بعد کہے:

اللَّهُمَّ جَافِ الْأَرْضَ عَنْ جَنَّتِيهِ وَأَصْعِدْ بِرُوحِهِ إِلَيْكَ وَأَلِّقْ مِنْكَ بُرْهَانًا اللَّهُمَّ عَفُوكَ عَفُوكَ عَفُوكَ

(۶۱۹) مستحب ہے کہ جو شخص میت کو قبر میں اتارے وہ باطہارت، برہنہ سر اور برہنہ پا ہو اور میت کی پائنتی کی طرف سے قبر سے باہر نکلے اور میت سے باہر نکلے اور میت کے عزیز واقرباء کے علاوہ جو لوگ موجود ہوں وہ ہاتھ کی پشت سے قبر پر مٹی ڈالیں اور اِنَّا لِلَّهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھیں۔ اگر میت عورت ہو تو اس کا محرم اسے قبر میں اتارے اور اگر محرم نہ ہو تو اس کے عزیز واقرباء اسے قبر میں اتاریں۔

(۶۲۰) مستحب ہے کہ قبر چار کونوں والی بنائی جائے اور زمین سے تقریباً چار انگل بلند ہو اور اس پر کوئی نشانی لگا دی جائے تا کہ پہچاننے میں غلطی نہ ہو اور قبر پر پانی چھڑکا جائے اور پانی چھڑکنے کے بعد جو لوگ موجود ہوں وہ اپنے ہاتھ قبر پر رکھیں اور اپنی انگلیاں کھول کر قبر کی مٹی میں گاڑ کر سات دفعہ سورہ قدر پڑھیں اور میت کے لیے مغفرت طلب کریں اور یہ دعا پڑھیں:

اللَّهُمَّ جَافِ الْأَرْضَ عَنْ جَنَّتِيهِ وَأَصْعِدْ رُوحَهُ ۚ وَلَقَدْ قَرَأَ مِنْكَ رِضْوَانًا وَأَسْكِنَ قَبْرَهُ ۚ مِنْ رَحْمَتِكَ مَا تُغْنِيهِ بِهِ ۚ عَنْ رَحْمَةٍ مَنْ سَوَاكَ

(۶۲۱) مستحب ہے کہ جو لوگ جنازے کی مشایعت کے لئے آئے ہوں ان کے چلے جانے کے بعد میت کا ولی یا وہ شخص جسے ولی اجازت دے میت کو ان دعاؤں کی تلقین کرے جو بتائی گئی ہیں۔

(۶۲۲) دفن کے بعد مستحب ہے کہ میت کے پسماندگان کو پُرسا دیا جائے لیکن اگر اتنی مدت گزر چکی ہو کہ پُرسا دینے سے ان کا دکھ تازہ ہو جائے تو پُرسہ نہ دینا بہتر ہے۔ یہ بھی مستحب ہے کہ میت کے اہل خانہ کے لئے تین دن تک کھانا بھیجا جائے۔ ان کے پاس بیٹھ کر اور ان کے گھر میں کھانا کھانا مکروہ ہے۔

(۶۲۳) مستحب ہے کہ انسان عزیز واقرباء کی موت پر خصوصاً بیٹے کی موت پر صبر کرے اور جب بھی میت کی یاد آئے اِنَّا لِلَّهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھے اور میت کے لئے قرآن خوانی کرے اور ماں باپ کی قبروں پر جا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتیں طلب کرے اور قبر کو پختہ کر دے تاکہ جلدی ٹوٹ پھوٹ نہ جائے۔

(۶۲۴) کسی کی موت پر بھی انسان کے لئے جائز نہیں کہ اپنا چہرہ اور بدن زخمی کرے اور اپنے بال نوچے لیکن سر اور چہرے کا پیٹنا جائز ہے۔

(۶۲۵) احتیاط واجب کی بنا پر باپ اور بھائی کے علاوہ کسی کی موت پر بھی گریبان چاک کرنا جائز نہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کی موت پر بھی گریبان چاک نہ کیا جائے۔

(۶۲۶) اگر عورت میت کے سوگ میں اپنا چہرہ زخمی کرے کے خون آلود کر لے یا بال نوچے تو احتیاط مستحب کی بنا پر وہ ایک غلام کو آزاد کرے یا دس فقیروں کو کھانا کھلانے یا انہیں کپڑے پہنائے اور اگر مرد اپنی بیوی یا فرزند

کی موت پر اپنا گریبان یا لباس پہاڑے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔
(۶۲۷) احتیاط مستحب یہ ہے کہ میت پر روتے وقت آواز بہت بلند نہ کی جائے۔

نماز وحشت

(۶۲۸) سزاوار ہے کہ میت کے دفن کی پہلی رات کو اس کے لئے دو رکعت نماز وحشت پڑھی جائے اور اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ الحمد کے بعد ایک دفعہ آیۃ الکرسی اور دوسری رکعت میں سورہ الحمد کے بعد دس دفعہ سورہ قدر پڑھا جائے اور سلام نماز کے بعد کہا جائے:
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَابْعَثْ نَوَابِهَا إِلَى قَبْرِ فَلَانٍ
اور لفظ فلاں کی بجائے میت کا نام لیا جائے۔
(۶۲۹) نماز وحشت میت کے دفن کے بعد پہلی رات کو کسی وقت بھی پڑھی جا سکتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اول شب میں نماز عشاء کے بعد پڑھی جائے۔
(۶۳۰) اگر میت کو کسی دور کے شہر میں لے جانا مقصود ہو یا کسی اور وجہ سے اس کے دفن میں تاخیر ہو جائے تو نماز وحشت کو اس کے دفن کی پہلی رات تک ملتوی کر دینا چاہئے۔

قبر کشائی

(۶۳۱) کسی مسلمان کی قبر کا کھولنا خواہ وہ بچہ یا دیوانہ ہی کیوں نہ ہو حرام ہے۔ ہاں اگر اس کا بدن مٹی کے ساتھ مل کر مٹی ہو چکا ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔
(۶۳۲) امام زادوں، شہیدوں، عالموں اور صالح لوگوں کی قبروں کو آجاڑنا خواہ انہیں فوت ہوئے سالہا سال گزر چکے ہوں اور ان کے بدن پیوند زمین ہو گئے ہوں، اگر ان کی بے حرمتی ہوتی ہو تو حرام ہے۔
(۶۳۳) چند صورتیں ایسی ہیں جن میں قبر کشائی حرام نہیں:
۱) جب میت کو غصبی زمین میں دفن کیا گیا ہو اور زمین کا مالک اس کے وہاں رہنے پر راضی نہ ہو اور قبر کھولنا بھی حرج کا باعث نہ ہو، ورنہ قبر کھولنا کسی کے لئے ضروری نہ ہو گا سوائے غاصب کے۔ اگر قبر کھولنے کے مقابلے میں کوئی اور اہم چیز ٹکرا رہی ہو مثلاً میت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا پڑ رہا ہو تو قبر کھولنا نہ فقط ضروری نہیں بلکہ جائز نہیں ہے اور اگر قبر کھولنا بے حرمتی کا سبب ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر جائز ہی نہیں ہے سوائے اس کے کہ میت نے اس زمین کو غصب کیا ہو۔
۲) جب کفن یا کوئی اور چیز جو میت کے ساتھ دفن کی گئی ہو غصبی ہو اور اس کا مالک اس بات پر رضا مند نہ ہو کہ وہ قبر میں رہے اور اگر خود میت کے مال میں سے کوئی چیز جو اس کے وارثوں کو ملی ہو اس کے ساتھ دفن ہو گئی ہو اور اس کے وارث اس بات پر راضی نہ ہوں کہ وہ چیز قبر میں رہے تو اس کی بھی یہی صورت ہے۔ البتہ اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ دعایا قرآن مجید یا انگوٹھی اس کے ساتھ دفن کی جائے اور اس کی وصیت پر عمل کرنا ضروری ہو تو ان چیزوں کو نکالنے کے لئے قبر کو نہیں کھولا جا سکتا۔ اس مقام پر بھی وہ استثناء جاری ہے جس کا ذکر پہلے موارد میں کیا گیا ہے۔
۳) جب قبر کا کھولنا میت کی بے حرمتی کا موجب نہ ہو اور میت کو بغیر غسل دئے یا بغیر کفن پہنائے دفن کیا گیا ہو یا پتا چلے کہ میت کا غسل باطل تھا یا اسے شرعی احکام کے مطابق کفن نہیں دیا گیا تھا یا قبر میں قبلے کے رخ پر نہیں لٹایا گیا تھا۔
۴) جب کوئی ایسا حق ثابت کرنے کے لئے جو قبر کشائی سے زیادہ اہم ہو میت کا بدن دیکھنا ضروری ہو۔
۵) جب میت کو ایسی جگہ دفن کیا گیا ہو جہاں اس کی بے حرمتی ہوتی ہو مثلاً اسے کافروں کے قبرستان میں یا اس جگہ دفن کیا گیا ہو جہاں غلاظت اور کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہو۔
۶) جب کسی ایسے شرعی مقصد کے لئے قبر کھولی جائے جس کی اہمیت قبر کھولنے سے زیادہ ہو۔ مثلاً کسی زندہ بچے کو ایسی حاملہ عورت کے پیٹ سے نکالنا مطلوب ہو جسے دفن کر دیا گیا ہو۔
۷) جب یہ خوف ہو کہ درندہ میت کو چیر پھاڑ ڈالے گا یا سیلاب اسے بہا لے جائے گا یا دشمن اسے نکال لے گا۔
۸) میت نے وصیت کی ہو کہ اسے دفن کرنے سے پہلے مقدس مقامات کی طرف منتقل کیا جائے اور ان مقامات کی طرف منتقل کرنے میں کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو لیکن جان بوجھ کر، لاعلمی یا بھولے سے کسی دوسری جگہ دفن دیا گیا ہو تو اگر بے حرمتی نہ ہوتی ہو اور کوئی رکاوٹ بھی نہ ہو تو اس صورت میں قبر کھول کر اسے مقدس مقامات

کی طرف لے جا سکتے ہیں ، بلکہ مذکورہ صورت میں تو قبر کو کھولنا اور میت کو منتقل کرنا واجب ہے۔

مستحب غسل

(۶۳۴) اسلامی شریعت میں بہت سے غسل مستحب ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:

(۱) غسل جمعہ: اس کا وقت صبح کی اذان کے بعد سورج غروب ہونے تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر کے قریب بجا لایا جائے اور اگر کوئی شخص اسے ظہر تک انجام نہ دے تو بہتر ہے کہ ادا اور قضا کی نیت کیے بغیر غروب آفتاب تک بجا لائے اور اگر جمعہ کے دن غسل نہ کرے تو مستحب ہے کہ ہفتے کے دن صبح سے غروب آفتاب تک اس کی قضا بجا لائے۔ جو شخص جانتا ہو کہ اسے جمعہ کے دن پانی میسر نہ ہو گا تو وہ رجاہ کی نیت سے جمعرات کے دن یا شب جمعہ میں غسل انجام دے سکتا ہے اور مستحب ہے کہ انسان غسل جمعہ کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ [۱] وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ [۲] وَرَسُولُهُ [۳] اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَابِيْنِ وَّاجْعَلْنِيْ الْمُنْتَظَرِيْنَ

(۷ تا ۷) رمضان کی پہلی ، سترہویں ، انیسویں ، اکیسویں ، تئیسویں اور چوبیسویں رات کا غسل ۔

(۹۔۸) عید الفطر اور عید قربان کے دن کا غسل۔ اس کا وقت صبح کی اذان سے سورج غروب ہونے تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی نماز سے پہلے کر لیا جائے۔

(۱۰۔۱۱) ذی الحج کے آٹھویں اور نویں دن کا غسل اور بہتر یہ ہے کہ نویں دن کا غسل ظہر کے نزدیک کیا جائے۔

(۱۲) اس شخص کا غسل جس نے اپنے بدن کا کوئی حصہ ایسے میت کے بدن سے مس کیا ہو جسے غسل دے دیا گیا ہو۔

(۱۳) احرام کا غسل

(۱۴) حرم مکہ میں داخل ہونے کا غسل

(۱۵) مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا غسل

(۱۶) خانہ کعبہ کی زیارت کا غسل

(۱۷) کعبہ میں داخل ہونے کا غسل

(۱۸) ذبح اور نحر کے لئے غسل

(۱۹) بال مونڈنے کے لئے غسل

(۲۰) حرم مدینہ میں داخل ہونے کا غسل

(۲۱) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا غسل

(۲۲) مسجد نبوی میں داخل ہونے کا غسل

(۲۳) رسول اکرم ﷺ کی قبر مطہر سے وداع ہونے کا غسل

(۲۴) دشمن کے ساتھ مباہلہ کرنے کا غسل

(۲۵) نوزائیدہ بچے کو غسل دینا

(۲۶) استخارہ کرنے کا غسل

(۲۷) طلب باران کا غسل۔

(۶۳۵) فقہاء نے مستحب غسلوں کے باب میں بہت سے غسلوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) رمضان کی تمام طاق راتوں کا غسل اور اس کی آخری دہائی کی تمام راتوں کا غسل اور اس کی تئیسویں رات کے آخری حصے میں دوسرا غسل۔

(۲) ذی الحج کے چوبیسویں دن کا غسل۔

(۳) عید نوروز کے دن اور پندرہویں شعبان اور نویں اور سترہویں ربیع الاول اور ذی القعدہ کے پچیسویں دن کا غسل۔

(۴) اس عورت کا غسل جس نے اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کے لئے خوشبو استعمال کی ہو۔

(۵) اس شخص کا غسل جو مستی کی حالت میں سو گیا ہو۔

(۶) اس شخص کا غسل جو کسی سولی چڑھے ہوئے انسان کو دیکھنے گیا ہو اور اسے دیکھا بھی ہو لیکن اگر اتفاقاً یا مجبوری کی حالت میں نظر پڑ گئی ہو یا مثال کے طور پر اگر شہادت دینے گیا ہو تو غسل مستحب نہیں ہے۔

(۷) دور یا نزدیک سے معصوم - کی زیارت کے لئے غسل۔ ان میں سے کسی غسل کا مستحب ہونا ثابت نہیں اور جو شخص بھی ان میں سے کوئی غسل انجام دینا چاہے ضروری ہے کہ رجاہ کی نیت سے انجام دے۔

(۶۳۶) انسان ان تمام غسلوں کے ساتھ جن کا مستحب ہونا شرعاً ثابت ہو گیا ہے، مثلاً وہ غسل جن کا تذکرہ مسئلہ ۶۳۴ میں کیا گیا ہے، ایسے کام مثلاً نماز انجام دے سکتا ہے جن کے لئے وضو لازم ہے (یعنی وضو کرنا ضروری نہیں)۔ لیکن جو غسل بطور رجاء کئے جائیں وہ غسل جن کا تذکرہ مسئلہ ۶۳۵ میں کیا گیا، وضو کے لئے کفایت نہیں کرتے) یعنی ساتھ ساتھ وضو کرنا بھی ضروری ہے۔

(۶۳۷) اگر کئی مستحب غسل کسی شخص کے ذمے ہوں اور وہ سب کی نیت کر کے ایک غسل کر لے تو کافی ہے۔ ہاں اگر غسل مکلف کے کسی عمل کی وجہ سے مستحب ہوا ہو، مثلاً ایسے شخص کا غسل جس نے اپنے بدن کا کوئی حصہ کسی ایسی میت سے مس کیا ہو جس کو غسل دیا جا چکا ہو، تو ایسی صورت میں چند وجوہات کی بنا پر مستحب ہونے والے غسلوں کے لئے ایک غسل پر اکتفا کرنا محل اشکال ہے۔

تیمم

سات صورتوں میں وضو اور غسل کے بجائے تیمم کرنا ضروری ہے:

تیمم کی پہلی صورت

(۶۳۸) اگر انسان آبادی میں ہو تو ضروری ہے کہ وضو اور غسل کیلئے پانی مہیا کرنے کیلئے اتنی جستجو کرے کہ بالآخر اس کے ملنے سے ناامید ہو جائے۔ یہی حکم بیابانوں میں دینے والے افراد مثلاً خانہ بدوشوں کیلئے ہے۔ اور اگر انسان سفر کے عالم میں ہو اور بیابان میں ہو تو ضروری ہے کہ راستوں میں یا اپنے ٹھہرنے کی جگہ کے آس پاس والی جگہوں میں پانی تلاش کرے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ وہاں کی زمین ناہموار ہو یا درختوں کی کثرت کی وجہ سے راہ چلنا دشوار ہو تو چاروں اطراف میں سے ہر طرف پرانے زمانے میں کمان کے چلے پر چڑھا کر پھینکے جانے والے تیرکی پرواز #۱ کے فاصلے کے برابر پانی کی تلاش میں جائے۔ جب کہ ہموار زمین میں ہر طرف اندازاً دو بار پھینکے جانے والے تیرکے فاصلے کے برابر جستجو کرے۔

(۶۳۹) اگر چار اطراف میں سے بعض ہموار اور بعض ناہموار ہوں تو جو طرف ہموار ہو اس میں دو تیروں کی پرواز کے برابر اور جو طرف ناہموار ہو اس میں ایک تیر کی پرواز کے برابر پانی تلاش کرے۔ (۶۴۰) جس طرف پانی کے نہ ہونے کا یقین ہو اس طرف تلاش کرنا ضروری نہیں۔

(۶۴۱) اگر کسی شخص کی نماز کا وقت تنگ نہ ہو اور پانی حاصل کرنے کیلئے اس کے پاس وقت ہو اور اسے یقین یا اطمینان ہو کہ جس فاصلے تک اس کے لیے پانی تلاش کرنا ضروری ہے اس سے دور پانی موجود ہو تو ضروری ہے کہ پانی حاصل کرنے کیلئے وہاں جائے لیکن اگر پانی بہت زیادہ دور ہو کہ لوگ یہ کہیں کہ ان کے پاس پانی نہیں ہے تو وہاں جانا لازم نہیں ہے اور اگر پانی موجود ہونے کا گمان ہو تو پھر بھی وہاں جانا ضروری نہیں ہے۔

(۶۴۲) یہ ضروری نہیں کہ انسان خود پانی کی تلاش میں جائے بلکہ وہ کسی اور ایسے شخص کی بات پر بھی اکتفا کر سکتا ہے جس نے جستجو کر لی ہو اور جس کی بات پر اسے اطمینان ہو۔

(۶۴۳) اگر اس بات کا احتمال ہو کہ اپنے سفر کے سامان میں پڑاؤ ڈالنے کی جگہ پر یا قافلے میں پانی موجود ہے تو ضروری ہے کہ اس قدر جستجو کرے کہ اسے پانی کے نہ ہونے کا اطمینان ہو جائے یا اس کے حصول سے ناامید ہو جائے۔ سوائے اس کے کہ پہلے کسی مورد میں پانی نہ تھا اور اب احتمال ہو کہ شاید پانی آچکا ہو کہ اس صورت میں جستجو ضروری نہیں۔

(۶۴۴) اگر ایک شخص نماز کے وقت سے پہلے پانی تلاش کرے اور حاصل نہ کر پائے اور نماز کے وقت تک وہیں رہے تو اگر پانی ملنے کا احتمال ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ پانی کی تلاش میں جائے۔

(۶۴۵) اگر نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد تلاش کرے اور پانی حاصل نہ کر پائے اور بعد والی نماز کے وقت تک اسی جگہ رہے تو اگر پانی ملنے کا احتمال ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ پانی کی تلاش میں جائے۔

(۶۴۶) اگر کسی شخص کی نماز کا وقت تنگ ہو یا اسے چور ڈاکو اور درندے کا خوف ہو یا پانی کی تلاش اتنی کٹھن ہو کہ اس جیسے افراد عام طور پر اتنی تکلیف برداشت نہیں کرے تو تلاش ضروری نہیں۔

(۶۴۷) اگر کوئی شخص پانی تلاش نہ کرے حتیٰ کہ نماز کا وقت تنگ ہو جائے اور پانی تلاش کرنے کی صورت میں پانی مل سکتا تھا تو وہ گناہ کا مرتکب ہوا لیکن تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہے۔

(۶۴۸) اگر کوئی شخص اس یقین کی بنا پر کہ اسے پانی نہیں مل سکتا پانی کی تلاش میں نہ جائے اور تیمم کر کے نماز پڑھے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ اگر تلاش کرتا تو پانی مل سکتا تھا تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ

وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھے۔

(۶۴۹) اگر کسی شخص کو تلاش کرنے پر پانی نہ ملے اور ملنے سے مایوس ہو کر تیمم کے ساتھ نماز پڑھے اور نماز کے بعد اسے پتا چلے کہ جہاں اس نے تلاش کیا تھا وہاں پانی موجود تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔
(۶۵۰) جس شخص کو یقین ہو کہ نماز کا وقت تنگ ہے اگر وہ پانی تلاش کئے بغیر تیمم کر کے نماز پڑھے اور نماز پڑھنے کے بعد اور وقت گزرنے سے پہلے اسے پتا چلے کہ پانی تلاش کرنے کیلئے اس کے پاس وقت تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

(۶۵۱) اگر ایک شخص باوضو ہو اور اسے معلوم ہو کہ اگر اس نے اپنا وضو باطل کر دیا تو دوبارہ وضو کیلئے پانی نہیں ملے گا یا وہ وضو نہیں کر پائے گا تو اس صورت میں اگر وہ اپنا وضو برقرار رکھ سکتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ وضو باطل نہ کرے چاہے ابھی نماز کا وقت داخل ہوا ہو یا نہ ہو ابو ، لیکن ایسا شخص یہ جانتے ہوئے بھی کہ غسل نہ کر پائے گا اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے۔

(۶۵۲) جب کسی کے پاس فقط وضو یا غسل کیلئے پانی ہو اور وہ جانتا ہو کہ اسے گرا دینے کی صورت میں مزید پانی نہیں مل سکے گا تو اگر نماز کا وقت داخل ہو گیا ہو تو اس پانی کا گرانا حرام ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کے وقت سے پہلے بھی نہ گرائے۔

(۶۵۳) اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ اسے پانی نہ مل سکے گا، اپنا وضو باطل کر دے یا جو پانی اس کے پاس ہوا سے گرا دے تو اگرچہ اس نے (حکم مسئلہ کے) برعکس کام کیا ہے ، تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہوگی لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس نماز کی قضا بھی کرے۔

تیمم کی دوسری صورت

پانی تک رسائی نہ ہونا۔

(۶۵۴) اگر کوئی شخص بڑھاپے یا کمزوری کی وجہ سے یا چورڈاکو اور جانور وغیرہ کے خوف سے یا کنویں سے پانی نکالنے کے وسائل میسر نہ ہونے کی وجہ سے پانی حاصل نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ تیمم کرے۔

(۶۵۵) اگر کنویں سے پانی نکالنے کیلئے ڈول اور رسی وغیرہ ضروری ہوں اور انسان مجبور ہو کہ انہیں خریدے یا کرانے پر حاصل کرے تو خواہ ان کی قیمت عام بھاؤ سے کئی گنا زیادہ ہی کیوں نہ ہو ضروری ہے کہ انہیں حاصل کرے۔ اگر پانی اپنی اصلی قیمت سے مہنگا بیجا جا رہا ہو تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر ان چیزوں کے حصول پر اتنا خرچ اٹھتا ہو جو اس کے مال کے اعتبار سے ضرر کا باعث ہو تو پھر ان چیزوں کا مہیا کرنا واجب نہیں ہے۔

(۶۵۶) اگر کوئی شخص مجبور ہو کہ پانی مہیا کرنے کیلئے قرض لے تو قرض لینا ضروری ہے لیکن جس شخص کو علم ہو یا گمان ہو کہ وہ اپنے قرضے کی ادائیگی نہیں کر سکتا اس کے لیے قرض لینا واجب نہیں ہے۔

(۶۵۷) اگر کنواں کھودنے میں کوئی مشقت نہ ہو تو ضروری ہے کہ پانی مہیا کرنے کیلئے کنواں کھودے۔

(۶۵۸) اگر کوئی شخص بغیر احسان رکھے کچھ پانی دے تو اسے قبول کر لینا ضروری ہے۔

تیمم کی تیسری صورت

پانی کے استعمال میں خوف ہو۔

(۶۵۹) اگر پانی کا استعمال کسی شخص کیلئے جان لیوا ہو یا اس کے بدن میں کسی عیب یا مرض کے پیدا ہونے یا موجودہ مرض کے طولانی یا شدید ہو جانے یا علاج معالجہ میں دشواری پیدا ہونے کا سبب ہو تو اس کے لیے

ضروری ہے کہ تیمم کرے۔ لیکن اگر پانی کی ضرر کو کسی طریقے سے دور کر سکتا ہو مثلاً یہ کہ پانی کو گرم کرنے سے ضرر دور ہو سکتا ہو تو پانی گرم کر کے وضو کرے اور اگر غسل کرنا ضروری ہو تو غسل کرے۔

(۶۶۰) ضروری نہیں کہ کسی شخص کو یقین ہو کہ پانی اس کیلئے مضر ہے بلکہ اگر ضرر کا احتمال ہو اور یہ احتمال عام لوگوں کی نظروں میں معقول ہو تو تیمم کرنا ضروری ہے۔

(۶۶۱) اگر کوئی شخص ضرر کے یقین یا احتمال کی وجہ سے تیمم کرے اور اسے نماز سے پہلے اس بات کا پتا چل جائے کہ پانی اس کیلئے نہیں تو اس کا تیمم باطل ہے اور اگر اس بات کا پتا نماز کے بعد چلے تو وضو یا غسل کر کے

دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہے۔ سوائے اس کے کہ ضرر کے یقین یا احتمال کے باوجود وضو یا غسل کرنا ایسی ذہنی بے چینی کا باعث ہو جسے برداشت کرنا مشکل ہے۔

(۶۶۲) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ پانی اس کیلئے مضر نہیں ہے اور غسل یا وضو کر لے ، بعد میں اُسے پتا چلے کہ پانی اس کیلئے مضر تھا تو اس کا وضو اور غسل دونوں باطل ہیں۔

تیمم کی چوتھی صورت

حرج اور مشقت۔

(۶۶۳) اگر کسی شخص کیلئے پانی مہیا کرنا یا اسے استعمال کرنا ایسے حرج و مشقت کا باعث ہو جسے عام طور پر برداشت نہیں کیا جاتا تو وہ تیمم کر سکتا ہے لیکن اگر وہ مشقت برداشت کرتے ہوئے وضو یا غسل کر لے تو اس کے وضو و غسل صحیح ہوں گے۔

تیمم کی پانچویں صورت

پانی پیاس بجھانے کیلئے ضروری ہو۔

(۶۶۴) اگر کسی شخص کو پیاس بجھانے کیلئے پانی کی ضرورت ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کرے اور اس وجہ سے تیمم کے جائز ہونے کی دو صورتیں ہیں۔

(۱) اگر پانی وضو یا غسل کرنے میں صرف کردے تو وہ خود فوری طور پر یا بعد میں ایسی پیاس میں مبتلا ہوگا جو اس کی ہلاکت یا علالت کا موجب ہوگی یا جس کا برداشت کرنا اس کیلئے سخت تکلیف کا باعث ہوگا۔

(۲) اپنے علاوہ خود سے وابستہ دوسرے افراد کی خاطر ڈرتا ہو چاہے وہ دوسرے نفوس محترم بھی نہ رکھتے ہوں جب کہ ان کی زندگی کے امور اس کیلئے اہمیت کے حامل ہوں ، چاہے اس لیے کہ وہ ان سے شدید محبت رکھتا ہو یا اس اعتبار سے کہ ان کا تلف ہو جانا اس کیلئے مالی نقصان کا باعث ہے یا اس لیے کہ ان کا خیال کرنا عرفاً اس کے لیے ضروری ہے جیسے دوست اور ہمسائے ۔

ان دونوں صورتوں کے علاوہ بھی ممکن ہے کہ پیاس ، تیمم کے جواز کا سبب بنے لیکن اس وجہ سے نہیں بلکہ اس لیے کہ جان کی حفاظت واجب ہے یا اس لیے کہ پیاس کی موت یا بے چینی مطمئناً اس کے لیے حرج کا سبب بنے گی۔

(۶۶۵) اگر کسی شخص کے پاس اس پاک پانی کے علاوہ جو وضو یا غسل کیلئے ہوتا نجس پانی بھی ہو جتنا اسے پینے کیلئے درکار ہے تو ضروری ہے کہ پاک پانی پینے کیلئے رکھ لے اور تیمم کر کے نماز پڑھے لیکن اگر پانی اس کے ساتھیوں کے پینے کیلئے درکار ہو تو وہ پاک پانی سے وضو یا غسل کر سکتا ہے ۔ خواہ اس کے ساتھ پیاس بجھانے کیلئے نجس پانی پینے پر ہی مجبور کیوں نہ ہوں بلکہ اگر وہ لوگ اس پانی کے نجس ہونے کے بارے میں نہ جانتے ہوں یا یہ کہ نجاست سے پرہیز نہ کرتے ہوں تو لازم ہے کہ پاک پانی کو وضو یا غسل کے لیے صرف کرے اور اسی طرح پانی اپنے کسی جانور یا نابالغ بچے کو پلانا چاہے تب بھی ضروری ہے کہ انہیں وہ نجس پانی پلائے اور پاک پانی سے وضو یا غسل کرے۔

تیمم کی چھٹی صورت

وضو یا غسل کا ٹکراؤ ایسی شرعی تکلیف سے ہو رہا ہو جو ان سے زیادہ اہم ہو یا مساوی ہو۔

(۶۶۶) اگر کسی شخص کا بدن یا لباس نجس ہو اور اُس کے پاس اتنی مقدار میں پانی ہو کہ اس سے وضو یا غسل کر لے تو بدن یا لباس دھونے کیلئے پانی نہ بچتا ہو تو ضروری ہے کہ بدن یا لباس دھوئے اور تیمم کر کے نماز پڑھے لیکن اگر اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس پر تیمم کرے تو ضروری ہے کہ پانی وضو یا غسل کیلئے استعمال کرے اور نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔

(۶۶۷) اگر کسی شخص کے پاس سوائے ایسے پانی یا برتن کے جس کا استعمال کرنا حرام ہے کوئی اور پانی یا برتن نہ ہو مثلاً جو پانی یا برتن اس کے پاس ہو وہ غصبی ہو اور اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی پانی یا برتن نہ ہو تو ضروری ہے کہ وضو اور غسل کے بجائے تیمم کرے۔

تیمم کی ساتویں صورت

وقت کا تنگ ہونا۔

(۶۶۸) جب وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر ایک شخص وضو یا غسل کرے تو ساری نماز یا اس کا کچھ حصہ وقت کے بعد

پڑھا جاسکے تو ضروری ہے کہ تیمم کرے۔

(۶۶۹) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز پڑھنے میں اتنی تاخیر کرے کہ وضو یا غسل کا وقت باقی نہ رہے تو وہ گناہ کا مرتکب ہوگا لیکن تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس نماز کی قضا بھی کرے۔

(۶۷۰) اگر کسی کو شک ہو کہ وہ وضو یا غسل کرے تو نماز کا وقت باقی رہے گا یا نہیں تو ضروری ہے کہ تیمم کرے۔

(۶۷۱) اگر کسی شخص نے وقت کی تنگی کی وجہ سے تیمم کیا ہو اور نماز کے بعد وضو کر سکنے کے باوجود نہ کیا ہو حتیٰ کہ جو پانی اس کے پاس تھا وہ ضائع ہو گیا ہو تو اس صورت میں کہ اس کا فریضہ تیمم ہو ضروری ہے کہ آئندہ نمازوں کیلئے دوبارہ تیمم کرے خواہ وہ تیمم جو اس نے کیا تھا نہ ٹوٹا ہو۔

(۶۷۲) اگر کسی شخص کے پاس پانی ہو لیکن وقت کی تنگی کے باعث تیمم کر کے نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران جو پانی اس کے پاس تھا وہ ضائع ہو جائے۔ اب اگر اس کا فریضہ تیمم ہو تو بعد کی نمازوں کیلئے دوبارہ تیمم کرنا ضروری نہیں ہے اگرچہ بہتر ہے۔

(۶۷۳) اگر کسی شخص کے پاس اتنا وقت ہو کہ وضو یا غسل کر سکے اور نماز کو اس کے مستحب افعال مثلاً اقامت اور قنوت کے بغیر پڑھ لے تو ضروری ہے کہ غسل یا وضو کر لے اور اس کے مستحب افعال کے بغیر نماز پڑھے بلکہ اگر سورہ پڑھنے جتنا وقت بھی نہ بچتا ہو تو ضروری ہے کہ غسل یا وضو کرے اور بغیر سورہ کے نماز پڑھے۔

وہ چیزیں جن پر تیمم کرنا صحیح ہے

(۶۷۴) مٹی، ریت، ڈھیلے اور پتھر پر تیمم کرنا صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر مٹی میسر ہو تو کسی دوسری چیز پر تیمم نہ کیا جائے۔ اگر مٹی نہ ہو تو انتہائی باریک جبری پر جسے مٹی کہا جاسکے، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو ڈھیلے پر، اگر ڈھیلے بھی نہ ہو تو پھر ریت پر اور اگر ریت اور ڈھیلے بھی نہ ہو تو پھر پتھر پر تیمم کیا جائے۔

(۶۷۵) جیسم اور چونے کے پتھر پر تیمم کرنا صحیح ہے نیز اس گرد و غبار پر جو قالین، کپڑے اور ان جیسی دوسری چیزوں پر جمع ہو جاتا ہے اگر عرف عام میں اسے نرم مٹی شمار کیا جاتا ہو تو اس پر تیمم صحیح ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں اس پر تیمم نہ کرے اسی طرح احتیاط مستحب کی بنا پر اختیار کی حالت میں پکے جیسم اور چونے پر اور پکی اینٹ اور دوسرے معدنی پتھر مثلاً عقیق وغیرہ پر تیمم نہ کرے۔

(۶۷۶) اگر کسی شخص کو مٹی، ریت، ڈھیلے یا پتھر نہ مل سکیں تو ضروری ہے کہ تر مٹی پر تیمم کرے اور اگر تر مٹی نہ ملے تو ضروری ہے کہ قالین، دری یا لباس اور ان جیسی دوسری چیزوں کے اندر یا اوپر موجود اس مختصر سے گرد و غبار سے جو عرف میں مٹی شمار نہ ہوتا ہو تیمم کرے اور اگر ان میں سے کوئی چیز بھی دستیاب نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمم کے بغیر نماز پڑھے لیکن واجب ہے کہ بعد میں اس نماز کی قضا پڑھے۔

(۶۷۷) اگر کوئی شخص قالین، دری اور ان جیسی دوسری چیزوں کو جھاڑ کر مٹی مہیا کر سکتا ہے تو اس کا گرد آلود چیز پر تیمم کرنا باطل ہے اور اسی طرح اگر تر مٹی کو خشک کر کے اس سے سوکھی مٹی حاصل کر سکتا ہو تو تر مٹی پر تیمم کرنا باطل ہے۔

(۶۷۸) جس شخص کے پاس پانی نہ ہو لیکن برف ہو اور اسے پگھلا سکتا ہو تو اسے پگھلا بنا نا اور اس سے وضو یا غسل کرنا ضروری ہے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہ ہو جس پر تیمم کرنا صحیح ہو تو اس کیلئے ضروری ہے کہ وقت گزرنے کے بعد نماز کو قضا کرے اور بہتر یہ ہے کہ برف سے وضو یا غسل کے اعضا کو تر کرے اور وضو میں ہاتھ کی رطوبت سے سر اور پیروں کا مسح کرے اور اگر ایسا کرنا بھی ممکن نہ ہو تو برف پر تیمم کر لے اور وقت پر بھی نماز پڑھے، البتہ دونوں صورتوں میں قضا ضروری ہے۔

(۶۷۹) اگر مٹی اور ریت کے ساتھ سوکھی گھاس کی طرح کی کوئی چیز ملی ہوئی ہو جس پر تیمم کرنا باطل ہو تو اس پر تیمم نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر وہ چیز اتنی کم ہو کہ اسے مٹی یا ریت میں نہ ہونے کے برابر سمجھا جاسکے تو اس مٹی اور ریت پر تیمم صحیح ہے۔

(۶۸۰) اگر ایک شخص کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس پر تیمم کیا جاسکے اور اس کا خریدنا یا کسی اور طرح حاصل کرنا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ اس طرح مہیا کر لے۔

(۶۸۱) مٹی کی دیوار پر تیم کرنا صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ خشک زمین یا خشک مٹی کے ہوتے ہوئے ترمین یا ترمٹی پر تیم نہ کیا جائے۔

(۶۸۲) جس چیز پر انسان تیم کرے اس کا شرعاً پاک ہونا ضروری ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ عرفاً بھی پاکیزہ ہو یعنی اس میں کوئی ایسی چیز ملی ہوئی نہ ہو جس سے انسانی طبیعت کو گھن آتی ہو اگر اس کے پاس کوئی ایسی پاک چیز نہ ہو جس پر تیم کرنا صحیح ہو تو اس پر نماز واجب نہیں لیکن ضروری ہے کہ اس کی قضا بجالائے اور بہتر یہ ہے کہ وقت میں بھی نماز پڑھے۔ ہاں اگر بات گرد آلود قالین وغیرہ تک آچکی ہو اور وہ نجس ہو، احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس سے تیم کر کے نماز پڑھے اور پھر بعد میں اس کی قضا بھی کرے۔

(۶۸۳) اگر کسی کو یقین ہو کہ ایک چیز پر تیم کرنا صحیح ہے اور اس پر تیم کر لے بعد ازاں اسے پتا چلے کہ اس چیز پر تیم کرنا باطل تھا تو ضروری ہے کہ جو نمازیں اس تیم کے ساتھ پڑھی ہیں وہ دوبارہ پڑھے۔

(۶۸۴) جس چیز پر کوئی شخص تیم کرے ضروری ہے کہ وہ غصبی نہ ہو پس اگر وہ غصبی مٹی پر تیم کرے تو اس کا تیم باطل ہے۔

(۶۸۵) غصب کی ہوئی قضا میں تیم کرنا باطل نہیں ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص اپنی زمین میں اپنے ہاتھ مٹی پر مارے اور پھر بلا اجازت دوسرے کی زمین میں داخل ہو جائے اور ہاتھوں کو پیشانی پر پھیرے تو اس کا تیم صحیح ہوگا اگرچہ وہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے۔

(۶۸۶) اگر کوئی شخص بھولے سے یا غفلت سے غصبی چیز پر تیم کر لے تو تیم صحیح ہے لیکن اگر وہ خود کوئی چیز غصب کرے اور پھر بھول جائے کہ غصب کی ہے تو اس چیز پر تیم کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۶۸۷) اگر کوئی شخص غصبی جگہ میں قید کر دیا گیا ہو اور اس جگہ کا پانی اور مٹی دونوں غصبی ہوں تو ضروری ہے کہ تیم کر کے نماز پڑھے۔

(۶۸۸) جس چیز پر تیم کیا جائے احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اس پر کچھ گرد و غبار موجود ہو جو کہ ہاتھوں پر لگ جائے اور اس پر ہاتھ مارنے کے بعد ضروری ہے کہ اتنے زور سے ہاتھوں کو نہ جھاڑے کہ ساری گرد گر جائے۔

(۶۸۹) گڑھے والی زمین، راستے کی مٹی اور ایسی شور زمین پر جس پر نمک کی تہ نہ جمی ہو تیم کرنا مکروہ ہے اور اگر اس پر نمک کی تہ جم گئی ہو تو تیم باطل ہے۔

وضو یا غسل کے بدلے تیم کرنے کا طریقہ

(۶۹۰) وضو یا غسل کے بدلے کئے جانے والے تیم میں تین چیزیں واجب ہیں۔

(۱) دونوں ہتھیلیوں کو ایک ساتھ ایسی چیز پر مارنا یا رکھنا جس پر تیم کرنا صحیح ہوا۔ احتیاط لازم کی بنا پر دونوں ہاتھ ایک ساتھ زمین پر مارنے یا رکھنے چاہئیں۔

(۲) دونوں ہتھیلیوں کو پوری پیشانی پر سر کے بال اگتے جگہ سے ابرو اور ناک کے بالائی پھیرنا۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ہاتھ ابرو کے اوپر بھی پھیرے جائیں۔

(۳) بائیں ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی تمام پشت پر اور اس کے بعد دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی تمام پشت پر پھیرنا۔

ضروری ہے کہ تیم، قربۃ الی اللہ کی نیت سے انجام دے جیسا کہ وضو کے مسائل میں بتایا جا چکا ہے۔

(۶۹۱) احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیم خواہ وضو کے بدلے ہو یا غسل کے بدلے اسے ترتیب سے کیا جائے یعنی یہ کہ ایک دفعہ ہاتھ زمین پر مارے جائیں اور پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے جائیں اور پھر ایک دفعہ زمین پر

مارے جائیں اور ہاتھوں کی پشت کا مسح کیا جائے۔

تیم کے احکام

(۶۹۲) اگر ایک شخص پیشانی یا ہاتھوں کی پشت کے ذرا سے حصے کا بھی مسح نہ کرے تو اس کا تیم باطل ہے قطع نظر اس سے کہ اس نے عمداً مسح نہ کیا ہو یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا مسئلہ بھول گیا ہو لیکن زیادہ باریک بینی کا

خیال رکھنا بھی ضروری نہیں۔ اگر یہ کہا جاسکے کہ تمام پیشانی اور ہاتھوں کا مسح ہو گیا ہے تو اتنا ہی کافی ہے۔

(۶۹۳) اگر کسی شخص کو یقین نہ ہو کہ ہاتھ کی پشت پر مسح کر لیا ہے تو یقین حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ کلائی سے کچھ اوپر والے حصے کا بھی مسح کرے لیکن انگلیوں کے درمیان مسح کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۶۹۴) تیمم کرنے والے کو پیشانی اور ہاتھوں کی پشت کا مسح احتیاط کی بنا پر اوپر سے نیچے کی جانب کرنا ضروری ہے اور یہ افعال ایک دوسرے سے متصل ہونے چاہئیں اور اگر ان افعال کے درمیان اتنا فاصلہ دے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تیمم کر رہا ہے تو تیمم باطل ہے۔

(۶۹۵) نیت کرتے وقت لازم نہیں کہ اس بات کا تعین کرے کہ اس کا تیمم غسل کے بدلے ہے یا وضو کے بدلے لیکن جہاں دو تیمم انجام دینا ضروری ہوں تو ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو کسی بھی اعتبار سے معین کرے اور اگر اس پر ایک تیمم واجب ہو اور نیت کرے کہ میں اس وقت اپنا فریضہ انجام دے رہا ہوں تو اگرچہ وہ معین کرنے میں غلطی کرے اس کا تیمم صحیح ہے۔

(۶۹۶) تیمم میں پیشانی، ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور ہاتھوں کی پشت ضروری نہیں ہے کہ پاک ہوں، اگرچہ بہتر ہے کہ پاک ہوں۔

(۶۹۷) ضروری ہے کہ ہاتھ پر مسح کرتے وقت انگھوٹھی اُتار دے اور اگر پیشانی یا ہاتھوں کی پشت یا ہتھیلیوں پر کوئی رکاوٹ ہو مثلاً ان پر کوئی چیز چپکی ہوئی ہو تو ضروری ہے کہ اسے ہٹا دے۔

(۶۹۸) اگر کسی شخص کی پیشانی یا ہاتھوں کی پشت پر زخم ہو اور اس پر کپڑا یا پٹی وغیرہ بندھی ہو جس کو کھولانہ جاسکتا ہو تو ضروری ہے کہ اس کے اوپر ہاتھ پھیرے۔ اگر ہتھیلی زخمی ہو اور اس پر کپڑا یا پٹی وغیرہ بندھی ہو جسے کھولانہ جاسکتا ہو تو ضروری ہے کہ کپڑے یا پٹی وغیرہ سمیت ہاتھ اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور پھر پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے، لیکن اگر ہتھیلی کا کچھ حصہ بھی کھلا ہو ابو تو اسی کو زمین پر مار کر اسی سے مسح کر لینا کافی ہے۔

(۶۹۹) اگر کسی شخص کی پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر معمول کے مطابق بال ہوں تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر سر کے بال پیشانی پر آگرے ہوں تو ضروری ہے کہ انہیں پیچھے ہٹا دے۔

(۷۰۰) اگر احتمال ہو کہ پیشانی اور ہتھیلیوں یا ہاتھوں کی پشت پر کوئی رکاوٹ ہے اور یہ احتمال لوگوں کو نظروں میں معقول ہو تو ضروری ہے کہ چہاں بین کرے تاکہ اسے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ رکاوٹ موجود نہیں ہے۔

(۷۰۱) اگر کسی شخص کا فریضہ تیمم ہو اور وہ خود تیمم نہ کرسکتا ہو تو ضروری ہے کہ کسی دوسرے شخص سے مدد لے تاکہ وہ مددگار متعلقہ شخص کے ہاتھوں کو اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور پھر متعلقہ شخص کے ہاتھوں کو اس کی پیشانی اور دونوں ہاتھوں کی پشت پر رکھ دے تاکہ امکان کی صورت میں وہ خود اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پیشانی اور دونوں ہاتھوں کی پشت پر پھیرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو نائب کیلئے ضروری ہے کہ متعلقہ شخص کو خود اس کے ہاتھوں سے تیمم کرائے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو نائب کیلئے ضروری ہے کہ اپنے ہاتھوں کو اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور پھر متعلقہ شخص کی پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے۔ ان دونوں صورتوں میں احتیاط لازم کی بنا پر دونوں شخص تیمم کی نیت کریں لیکن پہلی صورت میں خود مکلف کی نیت کافی ہے۔

(۷۰۲) اگر کوئی شخص تیمم کے دوران شک کرے کہ وہ اس کا کوئی حصہ بھول گیا ہے یا نہیں اور اس حصے کا موقع گزر گیا ہو تو وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے اور اگر موقع نہ گزار ہو تو ضروری ہے کہ اس حصے کا تیمم کرے۔

(۷۰۳) اگر کسی شخص کو بائیں ہاتھ کا مسح کرنے کے بعد شک ہو کہ آیا اس نے تیمم درست کیا ہے یا نہیں تو اس کا تیمم صحیح ہے اور اگر اس کا شک بائیں ہاتھ کے مسح کے بارے میں ہو تو اس کیلئے ضروری ہے کہ اس کا مسح کرے سوائے اس کے کہ لوگ یہ کہیں کہ تیمم سے فارغ ہو چکا ہے مثلاً اس شخص نے کوئی ایسا کام کیا ہو جس کیلئے طہارت شرط ہے یا تسلسل ختم ہو گیا ہو۔

(۷۰۴) جس شخص کا فریضہ تیمم ہوا گروہ نماز کے پورے وقت میں عذر کے ختم ہونے سے مایوس ہو یا اسے اس بات کا احتمال ہو کہ اگر تیمم میں تاخیر کرے گا تو وقت داخل ہونے کے بعد تیمم نہ کرسکے گا تو ایسا شخص وقت داخل ہونے سے پہلے بھی تیمم میں تاخیر کرے گا تو وقت داخل ہونے کے بعد تیمم نہ کرسکے گا تو ایسا شخص وقت داخل ہونے سے پہلے بھی تیمم کرسکتا ہے اور اگر اس نے کسی دوسرے واجب یا مستحب کام کیلئے تیمم کیا ہو اور نماز کے وقت تک اس کا عذر باقی ہو تو اسی تیمم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۷۰۵) جس شخص کا فریضہ تیمم ہو اگر اسے علم ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر باقی رہے گا یا وہ عذر کے ختم ہو نے سے مایوس ہو تو وقت کے وسیع ہونے ہونے کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے گا تو ضروری ہے کہ انتظار کرے اور وضو یا غسل کر کے نماز پڑھے۔ بلکہ اگر

وہ آخر وقت تک عذر کے ختم ہونے سے مایوس نہ ہو تو مایوس ہونے سے پہلے تیمم کر کے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ سوائے اس کے کہ یہ احتمال ہو کہ اگر تیمم کر کے جلدی نماز نہ پڑھی تو پھر وقت ختم ہونے تک حتیٰ کہ تیمم کر کے بھی نماز نہ پڑھ پائے گا۔

(۷۰۶) اگر کوئی شخص وضو یا غسل نہ کر سکتا ہو اور وہ عذر کے برطرف ہونے سے مایوس ہو تو وہ اپنی قضا نمازیں تیمم کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔ لیکن اگر بعد میں عذر ختم ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ نمازیں وضو یا غسل کر کے دوبارہ پڑھے اور اگر اسے عذر دور ہونے سے مایوسی نہ ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر قضا نمازوں کے لئے تیمم نہیں کر سکتا۔

(۷۰۷) جو شخص وضو یا غسل نہ کر سکتا ہو اس کے لیے جائز ہے کہ ان مستحب نمازوں کو جن کا وقت معین ہے جیسے دن رات کے نوافل، تیمم کر کے پڑھے لیکن اگر مایوس نہ ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے گا تو احتیاط لازم یہ ہے کہ وہ نمازیں ان کے اول وقت میں نہ پڑھے اور جن مستحب نمازوں کا وقت معین نہیں ہے انہیں مطلقاً تیمم کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

(۷۰۸) جس شخص نے احتیاطاً جبیرہ غسل اور تیمم کیا ہوا گروہ غسل اور تیمم کے بعد نماز پڑھے اور نماز کے بعد اس سے حدث اصغر صادر ہو مثلاً اگر وہ پیشاب کرے تو بعد کی نمازوں کیلئے ضروری ہے کہ وضو کرے اور اگر حدث نماز سے پہلے صادر ہو تو ضروری ہے کہ اس نماز کیلئے بھی وضو کرے۔

(۷۰۹) اگر کوئی شخص پانی نہ ملنے کی وجہ سے یا کسی اور عذر کی بنا پر تیمم کرے تو عذر کے ختم ہو جانے کے بعد اس کا تیمم باطل ہو جاتا ہے۔

(۷۱۰) جو چیزیں وضو کو باطل کرتی ہیں وہ وضو کے بدلے کیے ہوئے تیمم کو بھی باطل کرتی ہیں اور جو چیزیں غسل کو باطل کرتی ہیں وہ غسل کے بدلے کئے ہوئے تیمم کو بھی باطل کرتی ہیں۔

(۷۱۱) اگر کوئی شخص غسل نہ کر سکتا ہو اور چند غسل اس پر واجب ہوں تو اس کیلئے جائز ہے کہ ان تمام غسلوں کے بدلے ایک تیمم کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان غسلوں میں سے ہر ایک کے بدلے ایک تیمم کرے۔

(۷۱۲) جو شخص غسل نہ کر سکتا ہو اگر وہ کوئی ایسا کام انجام دینا چاہے جس کیلئے غسل واجب ہو تو ضروری ہے کہ غسل کے بدلے تیمم کرے اور جو شخص وضو نہ کر سکتا ہو اگر وہ کوئی ایسا کام انجام دینا چاہے جس کیلئے وضو واجب ہو تو ضروری ہے کہ وضو کے بدلے تیمم کرے۔

(۷۱۳) اگر کوئی شخص غسل جنابت کے بدلے تیمم کرے تو نماز کیلئے وضو کرنا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی اور غسل کے بدلے تیمم کرے تو بھی یہی حکم ہے لیکن اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو بھی کرے اور اگر وہ وضو نہ کر سکے تو وضو کے بدلے ایک اور تیمم کرے۔

(۷۱۴) اگر کوئی شخص غسل کے بدلے تیمم کرے لیکن بعد میں اسے کسی ایسی صورت سے دو چار ہونا پڑے جو وضو کو باطل کر دیتی ہو اور بعد کی نمازوں کیلئے غسل بھی نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ وضو کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمم بھی کرے۔ اگر وضو نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ وضو کے بدلے تیمم کرے۔

(۷۱۵) جس شخص کا فریضہ تیمم ہو اگر وہ کسی کام کیلئے تیمم کرے تو جب تک اس کا تیمم اور عذر باقی ہے وہ ان کاموں کو کر سکتا ہے جو وضو یا غسل کر کے کرنے چاہئیں لیکن اگر اس کا عذر وقت کی تنگی ہو یا اس نے پانی ہوتے ہوئے نماز میت یا سونے کیلئے تیمم کیا ہو تو وہ فقط ان کاموں کو انجام دے سکتا ہے جن کیلئے اس نے تیمم کیا ہو۔

(۷۱۶) چند صورتوں میں بہتر ہے کہ جو نمازیں انسان نے تیمم کے ساتھ پڑھی ہوں ان کی قضا کرے۔

(۱) پانی کے استعمال سے ڈرتا ہو اور اس نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو جنب کر لیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔
(۲) یہ جانتے ہوئے یا گمان کرتے ہوئے کہ اسے پانی نہ مل سکے گا عمداً اپنے آپ کو جنب کر لیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

(۳) آخر وقت تک پانی کی تلاش میں نہ جائے اور تیمم کر کے نماز پڑھے اور بعد میں اسے پنا چلے کہ اگر تلاش کرنا تو اسے پانی مل جاتا۔

(۴) جان بوجھ کر نماز پڑھنے میں تاخیر کی ہو اور آخر وقت میں تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

(۵) یہ جانتے ہوئے یا گمان کرتے ہوئے کہ پانی نہیں ملے گا جو پانی اس کے پاس تھا اسے گر ادیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

توضیح المسائل (آقائے سیستانی)

نماز کے احکام

نماز دینی اعمال میں سے بہترین عمل ہے۔ اگر یہ بارگاہ الہی میں قبول ہوگئی تو دوسری عبادات بھی قبول ہوجائیں گی اور اگر یہ قبول نہ ہوئی تو دوسرے اعمال بھی قبول نہ ہوں گے۔ جس طرح انسان اگر دن رات میں پانچ دفعہ نہر میں نہائے دھوئے تو اس کے بدن پر میل کچیل نہیں رہتی اسی طرح پنج وقتہ نماز بھی انسان کو گناہوں سے پاک کردیتی ہے اور بہتر ہے کہ انسان اول وقت میں نماز پڑھے جو شخص نماز کو معمولی اور غیر اہم سمجھے وہ اس شخص کی مانند ہے جو نماز نہ پڑھتا ہو۔

حضور نبی کریم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص نماز کو اہمیت نہ دے اور اسے معمولی چیز سمجھے وہ آخرت میں عذاب کا مستحق ہے۔

ایک دن آپ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنے میں مشغول ہوگیا لیکن رکوع اور سجود مکمل طور پر نہ بجالایا اس پر آپ نے فرمایا اگر یہ شخص اس حالت میں مرجائے جبکہ اس کے نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے تو یہ ہمارے دین پر نہیں مرے گا۔ پس انسان کو خیال رکھنا چاہیئے کہ نماز جلدی جلدی نہ پڑھے اور نماز کی حالت میں خدا کی یاد میں رہے اور خشوع و خضوع اور وقار اور یکسوئی سے نماز پڑھے اور یہ خیال رکھے کہ کسی بستی سے کلام کر رہا ہے اور اپنے آپ کو خداوند عالم کی عظمت اور بزرگی کے مقابلے میں حقیر اور ناچیز سمجھے۔ اگر انسان نماز کے دوران پوری طرح ان باتوں کی طرف متوجہ رہے تو وہ اپنے آپ سے بے خبر ہوجاتا ہے جیسا کہ نماز کی حالت میں حضرت امیرالمومنین امام علیؑ کے پاؤں سے تیر کھنچ لیا گیا اور آپ کو خبر تک نہ ہوئی علاوہ ازیں نماز پڑھنے والے کو چاہیئے کہ تو بہ و استغفار کرے اور نہ صرف ان گناہوں کو جو نماز قبول ہونے میں مانع ہوتے ہیں۔ مثلاً حسد، تکبر، غیبت، حرام کھانا، شراب پینا اور خمس و زکوٰۃ کا ادا نہ کرنا۔ ترک کرے بلکہ تمام گناہ ترک کردے نیز بہتر ہے کہ جو کام نماز کا ثواب گھٹاتے ہیں وہ نہ کرے۔ مثلاً اونگھنے کی حالت میں یا پیشاب روک کر نماز کیلئے کھڑا نہ ہو اور نماز کے موقع پر آسمان کی طرف نہ دیکھے اور جو کام کرے نو نماز کا ثواب بڑھاتے ہیں مثلاً عقیق کی انگوٹھی اور پاکیزہ لباس پہننا، گنگھی اور مسواک کرنا اور خوشبو لگانا۔

واجب نمازیں

چھ نمازیں واجب ہیں :

(۱) روزانہ کی نمازیں

(۲) نماز آیات

(۳) نماز میت

(۴) خانہ کعبہ کے واجب طواف کی نماز

(۵) باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر احتیاط کی بنا پر واجب ہیں۔

(۶) جو نمازیں اجارہ، منت، قسم اور عہد سے واجب ہو جاتی ہیں جمعہ روزانہ نمازوں میں سے ہے۔

روزانہ کی واجب نمازیں :

روزانہ کی واجب نمازیں پانچ ہیں:

ظہر اور عصر (ہر ایک چار رکعت) مغرب (تین رکعت) اور فجر (دو رکعت)

(۷۱۷) انسان سفر میں ہو تو ضروری ہے کہ چار رکعتی نمازیں ان شرائط کے ساتھ جو بعد میں بیان ہوں گی دو رکعت پڑھے۔

ظہر اور عصر کی نماز کا وقت

(۷۱۸) ظہر اور عصر کی نماز کا وقت زوال آفتاب (ظہر شرعی # ۱) کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے لیکن اگر کوئی

شخص جان بوجھ کر عصر کی نماز کو ظہر کی نماز سے پہلے پڑھے تو اس کی عصر کی نماز باطل ہے سوائے اس کے کہ وقت کے آخر تک ایک نماز سے زیادہ پڑھنے کا وقت باقی نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں اگر اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تو اس کی ظہر کی نماز قضا ہوگئی اور ضروری ہے کہ عصر کی نماز پڑھے اور اگر کوئی شخص اس وقت سے پہلے غلط فہمی کی بنا پر عصر کی پوری نماز ظہر کی نماز سے پہلے پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے اور ضروری ہے کہ پھر ظہر کی نماز پڑھے۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ بعد میں پڑھی جانے والی چار رکعت کو مافی الذمہ کی نیت سے پڑھے۔

(۷۱۹) اگر کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھنے سے پہلے غلطی سے عصر کی نماز شروع کر دے اور نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ اس سے غلطی ہوئی ہے تو اسے چاہیے کہ نیت نماز ظہر کی جانب پھیر دے یعنی نیت کرے کہ جو کچھ میں پڑھ چکا ہوں اور پڑھ رہا ہوں اور پڑھوں گا وہ تمام کی تمام نماز ظہر ہے اور جب نماز ختم کرے تو اس کے بعد عصر کی نماز پڑھے۔

نماز جمعہ اور اس کے احکام

(۷۲۰) جمعہ کی نماز صبح کی نماز کی طرح دو رکعت ہے۔ اس میں اور صبح کی نماز میں فرق یہ ہے کہ اس نماز سے پہلے دو خطبے بھی ہیں۔ جمعہ کی نماز واجب تخریری ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ کے دن مکلف کو اختیار ہے کہ اگر نماز جمعہ کی شرائط موجود ہوں تو جمعہ کی نماز پڑھے یا ظہر کی نماز پڑھے لہذا اگر انسان جمعہ کی نماز پڑھے تو وہ ظہر کی نماز کی کفایت کرتی ہے (یعنی پھر ظہر کی نماز پڑھنا ضروری نہیں)

جمعہ کی نماز واجب ہونے کی چند شرطیں ہیں

(۱) وقت کا داخل ہونا جو کہ زوال آفتاب ہے اور اس کا وقت اول زوال عرفی ہے پس جب بھی اس سے تاخیر ہو جائے، اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور پھر ضروری ہے کہ ظہر کی نماز ادا کی جائے۔

(۲) نماز پڑھنے والوں کی تعداد جو کہ بمعہ امام پانچ افراد ہے اور جب تک پانچ مسلمان اکٹھے نہ ہوں جمعہ کی نماز واجب نہیں ہوتی۔

(۳) امام کا جامع شرائط امامت ہونا مثلاً عدالت وغیرہ جو کہ امام جماعت میں معتبر ہیں اور نماز جماعت کی بحث میں بتایا جائے گا اگر یہ شرط پوری نہ ہو تو جمعہ کی نماز واجب نہیں ہوتی۔

جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں

(۱) باجماعت پڑھا جانا پس یہ نماز فرادی ادا کرنا صحیح نہیں اور جب مقتدی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے امام کے ساتھ شامل ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور وہ اس کے بعد ایک رکعت فرادی پڑھے گا اور اگر وہ دوسری رکعت کے رکوع میں نماز میں شامل ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس نماز جمعہ پر اکتفا نہیں کر سکتا اور ضروری ہے کہ ظہر کی نماز پڑھے۔

(۲) نماز سے پہلے دو خطبے پڑھنا۔ پہلے خطبے میں خطیب اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے نیز نمازیوں کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی تلقین کرے اور قرآن مجید کا ایک چھوٹا سوره پڑھے اور دوسرے خطبے میں ایک بار پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالائے۔ پھر حضرت رسول اکرم اور ائمہ علیہم السلام پر درود بھیجے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مومنین اور مومنات کیلئے استغفار (بخشش کی دعا) کرے۔ ضروری ہے کہ خطبے نماز سے پہلے پڑھے جائے۔ پس اگر نماز دو خطبوں سے پہلے شروع کر لی جائے تو صحیح نہیں ہوگی اور زوال آفتاب سے پہلے خطبے پڑھنے میں اشکال ہے اور ضروری ہے کہ جو شخص خطبے پڑھے وہ خطبے پڑھنے کے وقت کھڑا ہو لہذا اگر وہ بیٹھ کر خطبے پڑھے گا تو صحیح نہیں ہوگا اور دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر فاصلہ دینا لازم ہے جو کہ ضروری ہے کہ چند لمحوں کیلئے ہو یہ بھی ضروری ہے کہ امام جماعت ہی خطبے پڑھے۔ احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اسی طرح پیغمبر اکرم اور ائمہ مسلمین علیہم السلام پر درود عربی زبان میں ہو اور اس سے زیادہ میں عربی معتبر نہیں ہے بلکہ اگر حاضرین کی اکثریت عربی نہ جانتی ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ بطور خاص تقویٰ کے بارے میں وعظ و نصیحت کرتے وقت جو زبان حاضرین جانتے ہیں اسی میں تقویٰ کی نصیحت کرے۔

(۳) یہ کہ جمعہ کی دو نمازوں کے درمیان ایک فرسخ سے کم فاصلہ نہ ہو۔ پس جب جمعہ کی دوسری نماز ایک فرسخ سے کم فاصلے پر قائم ہو اور دو نمازیں بیک وقت پڑھی جائیں تو دونوں باطل ہوں گی اور اگر ایک نماز کو دوسری پر

سبق حاصل ہو خواہ وہ تکبیرۃ الاحرام کی حد تک ہی کیوں نہ ہو تو وہ (نماز جسے سبق حاصل ہو) صحیح ہوگی اور دوسری باطل ہوگی لیکن اگر نماز کے بعد پنا چلے کہ ایک فرسخ سے کم فاصلے پر جمعہ کی ایک اور نماز اس نماز سے پہلے یا اس کے ساتھ ساتھ قائم ہوئی تھی تو ظہر کی نماز بجالانا واجب نہیں ہوگی۔ جمعہ کی نماز کا قائم کرنا مذکورہ فاصلے کے اندر جمعہ کی دوسری نماز قائم کرنے میں اس وقت مانع ہوتا ہے جب وہ نماز خود صحیح اور جامع الشرائط ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر یہ جماعت مانع نہیں ہوتی۔

(۷۲۱) جب جمعہ کی ایک ایسی نماز قائم ہو جو شرائط کو پورا کرتی ہو اور نماز قائم کرنے والا امام وقت یا اس کا نائب خاص ہو تو اس صورت میں نماز جمعہ کیلئے حاضر ہونا واجب ہے۔ اس صورت کے علاوہ حاضر ہونا واجب نہیں ہے پہلی صورت میں بھی چند افراد پر نماز میں شرکت واجب نہیں ہے۔

(۱) عورت

(۲) غلام

(۳) مسافر، چاہے وہ مسافر ایسا ہو جس کی ذمہ دار پوری نماز پڑھنا ہو جیسے وہ مسافر جس نے کسی مقام پر دس دن ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا ہو۔

(۴) بیمار، نابینا اور بوڑھے افراد

(۵) ایسے افراد جن کا فاصلہ قائم شدہ نماز جمعہ سے دو شرعی فرسخ سے زیادہ ہو۔

(۶) وہ افراد جن کیلئے جمعہ کی نماز میں بارش یا سخت سردی وغیرہ کی وجہ سے حاضر ہونا زحمت یا تکلیف کا باعث ہو۔

نماز جمعہ کے چند احکام

(۷۲۲) نماز جمعہ کے چند احکام یہ ہیں:

(۱) اس بنیاد پر کہ غیبت کے زمانے میں نماز جمعہ واجب عینی نہیں ہے، انسان اول وقت میں بلاتا خیر ظہر کی نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۲) امام کے خطبے کے دوران باتیں کرنا مکروہ ہے لیکن اگر باتوں کی وجہ سے خطبہ سننے میں رکاوٹ ہو تو احتیاط کی بنا پر باتیں کرنا جائز نہیں ہے۔

(۳) احتیاط کی بنا پر دونوں خطبوں کا سننا واجب ہے لیکن جو لوگ خطبوں کے معنی نہ سمجھتے ہوں ان کیلئے سننا واجب نہیں ہے۔

(۴) جب امام جمعہ خطبہ پڑھ رہے ہوں تو حاضر ہونا واجب نہیں ہے۔

اوقات نماز کے احکام

مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت

(۷۲۳) اگر شک ہو کہ سورج غروب ہوا یا نہیں اور اس بات کا احتمال ہو کہ سورج پہاڑوں، عمارتوں یا درختوں کے پیچھے چھپ گیا ہے تو ضروری ہے کہ جب تک مشرق کی طرف کی سرخی جو سورج غروب ہونے کے بعد نمودار ہوتی ہے، انسان کے سر کے اوپر سے نہ گزر جائے، مغرب کی نماز نہ پڑھے بلکہ اگر شک نہ ہو تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ مذکورہ وقت تک صبر کرے۔

(۷۲۴) مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت مختار شخص کیلئے آدھی رات تک رہتا ہے لیکن جن لوگوں کو کوئی عذر ہو مثلاً بھول جانے کی وجہ سے یا نیند یا حیض یا ان جیسے دوسرے امور کی وجہ سے آدھی رات سے پہلے نماز نہ پڑھ سکے ہوں تو ان کیلئے مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت فجر طلوع ہونے تک باقی رہتا ہے۔ لیکن ان دونوں نمازوں کے درمیان متوجہ ہونے کی صورت میں ترتیب معتبر ہے یعنی عشاء کی نماز کو جان بوجھ کر مغرب کی نماز سے پہلے پڑھے تو باطل ہے لیکن اگر عشاء کی نماز ادا کرنے کی مقدار سے زیادہ وقت باقی نہ رہا ہو تو اس صورت میں لازم ہے کہ عشاء کی نماز کو مغرب کی نماز سے پہلے پڑھے۔

(۷۲۵) اگر کوئی شخص غلط فہمی کی بنا پر عشاء کی نماز مغرب کی نماز سے پہلے پڑھے اور نماز کے بعد اس امر کی جانب متوجہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور ضروری ہے کہ مغرب کی نماز اس کے بعد پڑھے۔

(۷۲۶) اگر کوئی شخص مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے بھول کر عشاء کی نماز پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور نماز کے دوران اسے پنا چلے کہ اس نے غلطی کی ہے اور ابھی وہ چوتھی رکعت کے رکوع تک نہ پہنچا ہو تو ضروری ہے

کہ مغرب کی نماز کی طرف نیت پھیر لے اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں عشاء کی نماز پڑھے اور اگر چوتھی رکعت کے رکوع میں جاچکا ہو تو وہ یہ کر سکتا ہے کہ اسے عشاء کی نماز قرار دے کر ختم کرے اور بعد میں مغرب کی نماز بجالائے۔

(۷۲۷) عشاء کی نماز کا وقت مختار شخص کیلئے آدھی رات تک ہے اور رات کا حساب سورج غروب ہونے کی ابتداء سے طلوع فجر تک ہے۔

(۷۲۸) اگر کوئی شخص اختیاری حالت میں مغرب اور عشاء کی نماز آدھی رات تک نہ پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اذان صبح سے پہلے قضا اور ادا کی نیت کئے بغیر ان نمازوں کو پڑھے۔

صبح کی نماز کا وقت

(۷۲۹) صبح کی اذان کے قریب مشرق کی طرف سے ایک سفیدی اوپر اٹھتی ہے جسے فجر اول کہا جاتا ہے۔ جب یہ سفیدی پھیل جائے تو وہ فجر دوم اور صبح کی نماز کا اول وقت ہے اور صبح کی نماز کا آخری وقت سورج نکلنے تک ہے۔

اوقات نماز کے احکام

(۷۳۰) انسان نماز میں اس وقت مشغول ہو سکتا ہے جب اسے یقین ہو جائے کہ وقت داخل ہو گیا ہے یا دو عادل مرد وقت داخل ہونے کی خبر دیں بلکہ کسی ایسے شخص کی اذان یا گواہی پر بھی اکتفا کیا جاسکتا ہے جس کے بارے میں مکلف جانتا ہو کہ یہ وقت کا بڑی شدت سے خیال رکھتا ہے جب کہ اس کی بات پر اطمینان بھی آجائے۔

(۷۳۱) اگر کوئی شخص کسی فردی رکاوٹ مثلاً بینائی نہ ہونے یا قید خانے میں ہونے کی وجہ سے نماز کا اول وقت داخل ہونے کا یقین نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ نماز پڑھنے میں تاخیر کرے حتیٰ کہ اسے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ وقت داخل ہو گیا ہے۔ اسی طرح اگر وقت داخل ہونے کا یقین ہونے میں ایسی چیز مانع ہو جو عمومی ہو مثلاً بادل یا غبار وغیرہ ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کیلئے بھی یہی حکم ہے۔

(۷۳۲) اگر مذکورہ بالا کسی طریقے سے کسی شخص کو اطمینان ہو جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور وہ نماز میں مشغول ہو جائے لیکن نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ ابھی وقت داخل نہیں ہوا تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر نماز کے بعد پتا چلے کہ اس نے ساری نماز دقت سے پہلے پڑھی ہے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ وقت داخل ہو گیا ہے یا نماز کے بعد پتا چلے کہ نماز پڑھتے ہوئے وقت داخل ہو گیا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۳۳) اگر کوئی شخص اس امر کی جانب متوجہ نہ ہو کہ وقت کے داخل ہونے کا یقین کر کے نماز میں مشغول ہونا چاہئے لیکن نماز کے بعد اسے معلوم ہو کہ اس نے ساری نماز وقت میں پڑھی ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر اسے یہ پتا چل جائے کہ اس نے وقت سے پہلے نماز پڑھی ہے یا اسے یہ پتا نہ چلے وہ وقت میں پڑھی ہے یا وقت سے پہلے پڑھی ہے تو اس کی نماز باطل ہے بلکہ اگر نماز کے بعد پتا چلے کہ نماز کے دوران وقت داخل ہو گیا تھا تب بھی ضروری ہے کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

(۷۳۴) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ وقت داخل ہو گیا ہے اور نماز پڑھنے لگے لیکن نماز کے دوران شک کرے کہ وقت داخل ہوا ہے یا نہیں تو اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر نماز کے دوران اسے یقین ہو کہ وقت داخل ہو گیا ہے اور شک کرے کہ جتنی نماز پڑھی ہے وہ وقت میں پڑھی ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۳۵) اگر نماز کا وقت اتنا تنگ ہو کہ نماز کے بعض مستحب افعال ادا کرنے سے نماز کی کچھ مقدار وقت کے بعد پڑھنی پڑتی ہو تو ضروری ہے کہ وہ مستحب امور کو چھوڑ دے۔ مثلاً اگر قنوت پڑھنے کی وجہ سے نماز کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑتا ہو تو ضروری ہے کہ قنوت نہ پڑھے اور اگر پھر بھی قنوت پڑھے تو اسی صورت میں نماز صحیح ہوگی جب کم از کم ایک رکعت نماز وقت میں پڑھی گئی ہو۔

(۷۳۶) جس شخص کے پاس نماز کی فقط ایک رکعت ادا کرنے کا وقت ہو اسے چاہئے کہ نماز ادا کی نیت سے پڑھے۔ البتہ اسے جان بوجھ کر نماز میں اتنی تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

(۷۳۷) جو شخص سفر میں نہ ہو اگر اس کے پاس غروب آفتاب تک پانچ رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں پڑھے لیکن اگر اس کے پاس اس سے کم وقت ہو تو ضروری ہے کہ صرف عصر کی نماز پڑھے اور بعد میں ظہر کی نماز قضا کرے اور اسی طرح اگر آدھی رات تک اس کے پاس پانچ

رکعت پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہے کہ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے اور اگر وقت اس سے کم ہو تو ضروری ہے کہ صرف عشاء کی نماز پڑھے اور بعد میں ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر نماز مغرب پڑھے۔ (۷۳۸) جو شخص سفر میں ہو اگر غروب آفتاب تک اس کے پاس تین رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہیئے کہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھے اور اگر اس سے کم وقت ہو تو ضروری ہے کہ صرف عصر پڑھے اور بعد میں نماز ظہر کی قضا کرے اور اگر آدھی رات تک اس کے پاس چار رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہیئے کہ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے اور اگر نماز کے تین رکعت کے برابر وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ عشاء کی نماز پڑھے اور بعد میں مغرب کی نماز بجالائے تاکہ نماز مغرب کی ایک رکعت وقت میں انجام دی جائے اور اگر نماز کی تین رکعت سے کم وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھے اور بعد میں مغرب کی نماز ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر پڑھے اور اگر عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہو جائے کہ آدھی رات ہونے میں ایک رکعت یا اس سے زیادہ رکعتیں پڑھنے کیلئے وقت باقی ہے تو اسے چاہیئے کہ مغرب کی نماز فوراً ادا کی نیت سے بجالائے۔

(۷۳۹) انسان کیلئے مستحب ہے کہ نماز اول وقت میں پڑھے اور اس کے متعلق بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اور جتنا اول وقت کے قریب ہو بہتر ہے ماسوا اس کے کہ اس میں تاخیر کسی وجہ سے بہتر ہو۔ مثلاً اس لئے تھوڑا سا انتظار کرے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

(۷۴۰) جب انسان کے پاس کوئی ایسا عذر ہو کہ اگر اول وقت میں نماز پڑھنا چاہے تو تیمم کر کے نماز پڑھنے پر مجبور ہو، تو اس صورت میں اگر وہ آخر وقت تک عذر کے دور ہونے سے مایوس ہو یا اس بات کا احتمال ہو کہ اگر تاخیر کی تو پھر تیمم بھی نہ کر پائے گا تو وہ اول وقت میں تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر مایوس نہ ہو تو ضروری ہے کہ اتنا انتظار کرے کہ اس کا عذر دور ہو جائے یا عذر کے دور ہونے سے مایوس ہو جائے اور اگر اس کا عذر دور نہ ہو تو آخر وقت میں نماز پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ اس قدر انتظار کرے کہ نماز کے صرف واجب افعال انجام دے سکے بلکہ اگر اس کے پاس مستحبات نماز مثلاً اذان، اقامت اور قنوت کیلئے بھی وقت ہو تو وہ تیمم کر کے ان مستحبات کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہے اور تیمم کے علاوہ دوسری مجبوریوں کی صورت میں اگر چہ عذر دور ہونے سے مایوس نہ ہو اس کیلئے جائز ہے کہ اول وقت میں نماز پڑھے۔

(۷۴۱) اگر ایک شخص نماز کے مسائل کا علم نہ رکھتا ہو اور ان کو سیکھے بغیر صحیح نماز کی ادائیگی پر قدرت نہ رکھتا ہو یا اسے نماز کے شکایات اور سہویات کا علم نہ ہو اور اسے اس بات کا احتمال ہو کہ اسے نماز کے دوران ان مسائل میں سے کوئی نہ کوئی مسئلہ پیش آئے گا اور اس کے نہ سیکھنے کی وجہ سے کسی واجب کی مخالفت یا کسی حرام کا ارتکاب کرنا پڑے گا تو ضروری ہے کہ انہیں سیکھنے کے لئے نماز کو اول وقت سے موخر کر دے۔ لیکن اگر اس امید پر کہ نماز کو صحیح طریقے سے انجام دے لے گا تو اول وقت میں نماز پڑھنے میں مشغول ہو جائے۔ پس اگر نماز میں کوئی ایسا مسئلہ پیش نہ آئے جس کا حکم نہ جانتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آجائے جس کا حکم نہ جانتا ہو تو اس کیلئے جائز ہے کہ جن دو باتوں کا احتمال ہو ان میں سے ایک کے مطابق اس امید پر عمل کرے کہ یہی اس کی ذمہ داری ہوگی اور نماز ختم کرے تاہم ضروری ہے کہ نماز کے بعد مسئلہ پوچھے اور اگر اس کی نماز باطل ثابت ہو تو دوبارہ پڑھے اور اگر صحیح ہو تو دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے۔

(۷۴۲) اگر نماز کا وقت وسیع ہو اور قرض خواہ بھی اپنے قرض کا مطالبہ کر رہا ہو تو اگر ممکن ہو تو ضروری ہے کہ پہلے قرض ادا کرے اور بعد میں نماز پڑھے اور اگر کوئی ایسا دوسرا واجب کام پیش آجائے جسے فوراً بجالانا ضروری ہو تو اس کیلئے بھی یہی حکم ہے۔ مثلاً اگر دیکھے کہ مسجد نجس ہوگئی ہے تو ضروری ہے کہ پہلے مسجد کو پاک کرے اور بعد میں نماز پڑھے اور اگر مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں پہلے نماز پڑھے تو گناہ کا مرتکب ہوگا لیکن اس کی نماز صحیح ہوگی۔

وہ نمازیں جو ترتیب سے پڑھنی ضروری ہیں

(۷۴۳) ضروری ہے کہ انسان نماز عصر، ظہر کے بعد اور نماز عشاء مغرب کے بعد پڑھے۔ اگر جان بوجھ کر نماز عصر، ظہر سے پہلے اور نماز عشاء، مغرب سے پہلے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔ (۷۴۴) اگر کوئی شخص نماز ظہر کی نیت سے نماز پڑھنا شروع کرے اور نماز کے دوران اسے یاد آئے کہ نماز ظہر پڑھ چکا ہے تو وہ نیت کو نماز عصر کی جانب نہیں موڑ سکتا بلکہ ضروری ہے کہ نماز توڑ کر نماز عصر پڑھے اور مغرب اور عشاء کی نماز میں بھی یہی صورت ہے۔

(۷۴۵) اگر نماز عصر کے دوران کسی شخص کو یقین ہو کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی ہے اور وہ نیت کو نماز ظہر کی طرف موڑ دے تو جونہی اسے یاد آئے کہ وہ نماز ظہر پڑھ چکا ہے تو اس صورت میں کہ اس نے نماز کے بعض اجزاء کو ظہر کی نیت سے انجام نہ دیا ہو یا ظہر کی نیت سے انجام دیا ہو لیکن ان اجزاء کو عصر کی نیت سے دوبارہ انجام دے دے تو وہ نیت کو دوبارہ عصر کی طرف موڑ کر نماز کو مکمل کر سکتا ہے۔ ہاں اگر وہ جزو ایک رکعت ہو تو پھر ہر صورت میں نماز باطل ہے اسی طرح اگر وہ جزو ایک رکعت کا رکوع ہو یا دو سجدے ہوں تو احتیاطاً لازم کی بنا پر نماز باطل ہے۔

(۷۴۶) اگر کسی شخص کو نماز عصر کے دوران شک ہو کہ اس نے نماز ظہر پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ عصر کی نیت سے نماز تمام کرے اور بعد میں ظہر کی نماز پڑھے لیکن اگر وقت اتنا کم ہو کہ نماز پڑھنے کی بعد سورج ڈوب جاتا ہو اور ایک رکعت نماز کیلئے بھی وقت باقی نہ بچتا ہو تو لازم نہیں ہے کہ نماز ظہر کی قضا پڑھے۔

(۷۴۷) اگر کسی شخص کو نماز عشاء کے دوران شک ہو جائے کہ اس نے مغرب کی نماز پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ عشاء کی نیت سے نماز ختم کرے اور بعد میں مغرب کی نماز پڑھے۔ لیکن اگر وقت اتنا کم ہو کہ نماز ختم ہونے کے بعد آدھی رات بوجاتی ہو اور ایک رکعت نماز کا وقت بھی نہ بچتا ہو تو نماز مغرب کی قضا اس پر لازم نہیں ہے۔

(۷۴۸) اگر کوئی شخص نماز عشاء کی چوتھی رکعت کے رکوع میں پہنچنے کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز مغرب پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ نماز مکمل کرے اور اگر بعد میں مغرب کی نماز کیلئے وقت باقی ہو تو مغرب کی نماز بھی پڑھے۔

(۷۴۹) اگر کوئی شخص ایسی نماز جو اس نے پڑھ لی ہو احتیاطاً دوبارہ پڑھے اور نماز کے دوران اسے یاد آئے کہ اس نماز سے پہلے والی نماز نہیں پڑھی تو وہ نیت کو اس نماز کی طرف نہیں موڑ سکتا۔ مثلاً جب وہ نماز عصر احتیاطاً پڑھ رہا ہو اگر اسے یاد آئے کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی تو وہ نیت کو نماز ظہر کی طرف نہیں موڑ سکتا۔

(۷۵۰) نماز قضا کی نیت ادا کی طرف اور نماز مستحب کی نیت نماز واجب کی طرف موڑنا جائز نہیں ہے۔

(۷۵۱) اگر ادا نماز کا وقت وسیع ہو تو انسان نماز کے دوران یہ یاد آئے پر کہ اس کے ذمے کوئی قضا نماز ہے، نیت کو نماز قضا کی طرف موڑ سکتا ہے۔ بشرطیکہ نماز قضا کی طرف نیت موڑنا ممکن ہو۔ مثلاً اگر وہ نماز ظہر میں مشغول ہو تو نیت کو قضائے صبح کی طرف اسی صورت میں موڑ سکتا ہے کہ تیسری رکعت کے رکوع میں داخل نہ ہوا ہو۔

مستحب نمازیں

(۷۵۲) مستحب نمازیں بہت سی ہیں جنہیں نفل نمازیں بھی کہتے ہیں۔ مستحب نمازوں میں سے روزانہ کی نفل نمازوں کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ یہ نمازیں روز جمعہ کے علاوہ چونتیس رکعت ہیں جن میں سے آٹھ رکعت ظہر کی، آٹھ رکعت عصر کی چار رکعت مغرب کی، دو رکعت عشاء کی، گیارہ رکعت نماز شب (یعنی تہجد) کی اور دو رکعت صبح کی ہوتی ہیں اور چونکہ احتیاطاً واجب کی بنا پر عشاء کی دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنی ضروری ہیں اس لیے وہ ایک رکعت شمار ہوتی ہے لیکن جمعہ کے دن ظہر اور عصر کی سولہ رکعت نفل پر چار رکعت کا اضافہ ہو جاتا ہے بہتر ہے کہ یہ پوری پوری بیس رکعتیں زوال سے پہلے پڑھی جائیں۔ سوائے دو رکعت کے جن کے زوال کے وقت پڑھا جانا بہتر ہے۔

(۷۵۳) نماز شب کی گیارہ رکعتوں میں سے آٹھ رکعتیں نافلہ شب کی نیت سے، دو رکعت نماز شفع کی نیت سے اور ایک رکعت نماز وتر کی نیت سے پڑھنی ضروری ہیں اور نافلہ شب کا مکمل طریقہ دعا کی کتابوں میں مذکور ہے۔

(۷۵۴) نفل نمازیں حالت اختیار میں بھی بیٹھ کر پڑھی جاسکتی ہیں اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ دو رکعتوں کو ایک رکعت سمجھا جائے البتہ بہتر ہے کہ انہیں کھڑے رہ کر پڑھے۔ ضروری ہے کہ نماز عشاء کے نوافل احتیاطاً واجب کی بنا پر بیٹھ کر پڑھے۔

(۷۵۵) ظہر اور عصر کے نوافل سفر میں نہیں پڑھنی چاہئیں اور اگر عشاء کے نوافل رجا ء کی نیت سے پڑھے جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

روزانہ کے نوافل کا وقت

(۷۵۶) ظہر کی نفل، ظہر سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ اس کا وقت اول ظہر سے ہے اور اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک سے نماز ظہر اسے پہلے ادا کرنا ممکن ہو۔ لیکن اگر کوئی شخص ظہر کی نفل اس وقت تک موخر کر دے کہ شاخص کے سائے کی وہ مقدار جو ظہر کے بعد پیدا ہو سات میں سے دو حصوں کے برابر ہو جائے مثلاً شاخص کی لمبائی سات بالشت اور سایہ کی مقدار دو بالشت ہو تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ انسان ظہر کی نفل پہلے پڑھے سوائے اس کے کہ

اس وقت تک نفل کی ایک رکعت مکمل کرچکا ہو کہ اس صورت میں نفل کو پہلے مکمل کرنا بہتر ہے۔
 (۷۵۷) عصر کی نافلہ ، عصر کی نماز سے پہلے پڑھی جاتی ہے اور جب تک ممکن ہو اسے عصر کی نماز سے پہلے پڑھا جائے اس کا وقت باقی رہتا ہے لیکن اگر کوئی شخص عصر کی نفلیں اس وقت تک موخر کر دے کہ شاخص کے سائے کی وہ مقدار جو ظہر کے بعد پیدا ہو سات میں سے چار حصوں تک پہنچ جائے تو اس صورت میں بہتر ہے کہ انسان عصر کی نماز نافلہ سے پہلے پڑھے سوائے اس صورت میں کہ جس کا تذکرہ پچھلے مسئلے میں کیا گیا۔
 (۷۵۸) مغرب کی نافلہ کا وقت نماز مغرب ختم ہونے کے بعد ہوتا ہے اور جہاں تک ممکن ہو اسے مغرب کی نماز کے بعد وقت کے اندر ہی انجام دے دیا جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس سرخی کے ختم ہونے تک جو سورج کے غروب ہونے کے بعد آسمان میں دکھائی دیتی ہے مغرب کی نافلہ میں تاخیر کرے تو اس وقت بہتر یہ ہے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھے۔
 (۷۵۹) عشاء کی نافلہ کا وقت نماز ختم ہونے کے بعد سے آدھی رات تک ہے اور بہتر ہے کہ نماز عشاء ختم ہونے کے فوراً بعد پڑھی جائے۔

(۷۶۰) صبح کی نفلیں صبح کی نماز سے پہلے پڑھی جاتی ہیں اور اس کا وقت نماز شب کا وقت شروع ہونے کے اتنی دیر بعد شروع ہوتا ہے جس میں نماز شب ادا کی جاسکے اور اس وقت تک باقی رہتا ہے کہ جب تک صبح کی نماز سے پہلے اس کی ادائیگی ممکن ہو لیکن اگر کوئی شخص صبح کی نفلیں مشرق کی سرخی ظاہر ہونے تک نہ پڑھے تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ پہلے صبح کی نماز پڑھے۔
 (۷۶۱) نماز شب کا اول وقت مشہور قول کی بنا پر آدھی رات ہے یہ اگر چہ احوط و بہتر ہے لیکن بعید نہیں ہے کہ اس کا وقت رات کی ابتداء سے شروع ہو اور صبح کی اذان تک باقی رہے اور بہتر یہ ہے کہ صبح کی اذان کے قریب پڑھی جائے۔
 (۷۶۲) اگر کوئی شخص اس وقت بیدار ہو جب صبح طلوع ہو رہی ہو تو وہ ادا اور قضا کی نیت کے بغیر نماز شب ادا کرسکتا ہے۔

نماز غُفیلہ

(۷۶۳) مستحب نمازوں میں سے ایک نماز غفیلہ ہے جو مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان پڑھی جاتی ہے اس کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد کسی دوسری سورت کے بجائے یہ آیت پڑھنی ضروری ہے۔
 وَذَا النُّونِ إِذْ ذُهِبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنَجِّي الْمُؤْمِنِينَ.
 اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد بجائے کسی اور سورت کے یہ آیت پڑھے :
 وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبُرِّ وَالسَّحَرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٌ فِي ظِلْمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَابِسٌ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ -
 اور اس کی قنوت میں یہ پڑھے -
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِمَفَاتِحِ الْغَيْبِ الَّتِي لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تَفْعَلَ بِي كَذَا وَكَذَا
 اور کذا کی بجائے اپنی حاجتیں بیان کرے اور اس کے بعد کہے :
 اللَّهُمَّ أَنْتَ وَلِيُّ نِعْمَتِي وَالْقَادِرُ عَلَيَّ طَلَبْتِي تَعْلَمُ حَاجَتِي فَاسْأَلْكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ لَمَّا قَضَيْتَهَا لِي.

نماز میں بدن ڈھانپنا

(۷۷۴) ضروری ہے کہ مرد خواہ اسے کوئی بھی نہ دیکھ رہا ہو نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہوں کو ڈھانپے اور بہتر یہ ہے کہ ناف سے گھٹنوں تک بدن بھی ڈھانپے۔
 (۷۷۷) ضروری ہے کہ عورت نماز کے وقت اپنا تمام بدن حتی کہ سر اور بال بھی ڈھانپے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اپنے آپ سے بھی چھپائے ، لہذا اگر عورت چادر اس طرح پہنے کہ اسے اپنا بدن نظر آ رہا ہو تو اس میں بھی اشکال ہے۔ البتہ چہرے کا جتنا حصہ وضو میں دھویا جاتا ہے اور کلائیوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں کا ظاہری حصہ ڈھانپنا ضروری نہیں ہے لیکن یہ یقین کرنے کیلئے کہ اس نے بدن کی واجب مقدار ڈھانپ لی ہے ضروری ہے کہ چہرے کی اطراف کا کچھ حصہ اور کلائیوں و ٹخنوں سے نیچے کا کچھ حصہ بھی ڈھانپے۔
 (۷۷۸) جب انسان بھولے ہوئے سجدے یا بھولے ہوئے تشہد کی قضا بجالارہا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے آپ کو اس طرح ڈھانپے جس طرح نماز کے وقت ڈھانپا جاتا ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سجدہ سہو ادا کرنے کے وقت بھی اپنے آپ

کو ڈھانپے۔

(۷۷۹) اگر انسان جان بوجھ کر نماز میں اپنی شرمگاہ نہ ڈھانپے تو اس کی نماز باطل ہے۔ اگر مسئلے سے لاعلمی کی بنا پر ایسا کرے جب کہ اس کا لاعلمی مسائل دین سیکھنے میں اس کی اپنی کوتاہی کا نتیجہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

(۷۸۰) اگر کسی شخص کو نماز کے دوران پتا چلے کہ اس کی شرمگاہ برہنہ ہے تو ضروری ہے کہ اپنی شرمگاہ چھپائے اور اس پر لازم نہیں ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔ لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ جب اسے پتا چلے کہ اس کی شرمگاہ برہنہ ہے تو اس کے بعد نماز کا کوئی جزا انجام نہ دے۔ لیکن اگر اسے نماز کے بعد پتا چلے کہ نماز کے دوران اس کی شرمگاہ برہنہ تھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۷۸۱) اگر کسی شخص کا لباس کھڑے ہونے کی حالت میں اس کی شرمگاہ کو ڈھانپ لے لیکن ممکن ہو کہ دوسری حالت میں مثلاً رکوع اور سجود کی حالت میں نہ ڈھانپے تو اگر شرمگاہ کے برہنہ ہونے کے وقت اسے کسی ذریعے سے ڈھانپ لے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس لباس کے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

(۷۸۲) انسان نماز میں اپنے آپ کو گھاس پھونس اور درختوں کے پتوں سے ڈھانپ سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان چیزوں سے اس وقت ڈھانپے جب اس کے پاس کوئی اور چیز نہ ہو۔

(۷۸۳) انسان کے پاس مجبوری کی حالت میں شرمگاہ چھپانے کیلئے کوئی چیز نہ ہو تو اپنی شرمگاہ کی کھال نمایاں نہ ہونے کیلئے گارایا اس جیسی کسی دوسری چیز کو لپ پوت کر اسے چھپائے۔

(۷۸۴) اگر کسی شخص کے پاس کوئی چیز ایسی نہ ہو جس سے وہ نماز میں اپنے آپ کو ڈھانپے اور ابھی وہ ایسی چیز ملنے سے مایوس بھی نہ ہو ا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز پڑھنے میں تاخیر کرے اور اگر کوئی چیز نہ ملے تو آخر وقت میں اپنے وظیفے کے مطابق نماز پڑھے اور اگر وہ کسی چیز کے ملنے سے مایوس ہو تو اول وقت میں ہی نماز ادا کر سکتا ہے اور اس صورت میں اگر وہ اول وقت میں نماز پڑھے اور اس کا عذر آخر وقت تک باقی نہ رہے تو ضروری نہیں کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

(۷۸۵) اگر کسی شخص کے پاس جو نماز پڑھنا چاہتا ہو اپنے آپ کو ڈھانپنے کیلئے درخت کے پتے ، گھاس ، گارایا کائی بھی نہ ہو اور آخر وقت تک کسی ایسی چیز کے ملنے سے مایوس ہو جس سے وہ اپنے آپ کو چھپا سکے اگر اسے اس بات کا اطمینان ہو کہ کوئی ایسا شخص نہیں دیکھے گا جس سے شرمگاہ چھپانا واجب ہے تو وہ کھڑا ہو کر اسی طرح نماز پڑھے جس طرح اختیاری حالت میں رکوع اور سجود کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ لیکن اگر اسے اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی ایسا شخص اسے دیکھ لے گا تو ضروری ہے کہ اس طرح نماز پڑھے کہ اس کی شرمگاہ نظر نہ آئے ، مثلاً بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر اپنے آپ کو ایسے کسی فرد کے دیکھنے سے بچانے کیلئے مجبور ہو کہ قیام ، رکوع اور سجود تینوں کو ترک کر دے ، یعنی تینوں حالتوں میں اس پر نظر پڑ رہی ہو تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور رکوع و سجود کو بیٹھ کر انجام دے اور اگر صرف کسی ایک چیز کو ترک کرنے پر مجبور ہو تو صرف اسی کو ترک کرے ، لہذا اگر کھڑا ہونا ممکن ہے تو کھڑے رہ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجود اشارے سے بجالائے اور اگر صرف قیام میں اس پر نظر پڑ رہی ہے تو بیٹھ جائے اور رکوع و سجود کو انجام دے۔ اگرچہ اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایسی صورت میں بیٹھ کر پڑھی جائے والی نماز کے ساتھ ساتھ کھڑے ہو کر پڑھے جانی والی نماز بھی ادا کرے جس میں رکوع و سجود کو اشارے سے انجام دیا گیا ہو اور احتیاط لازم یہ ہے کہ برہنہ شخص نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہ کو اپنے بعض اعضاء کے ذریعے مثلاً بیٹھا ہو تو دونوں رانوں سے اور کھڑا ہو تو دونوں ہاتھوں سے چھپالے۔

نمازی کے لباس کی شرائط

(۷۸۶) نماز پڑھنے والے کے لباس کی چھ شرطیں ہیں۔

(۱) پاک ہو۔

(۲) مباح ہو بنا بر احتیاط واجب۔

(۳) مردار کے اجزاء سے نہ بنا ہو۔

(۴) درندے کے اجزاء سے بنا ہو انہ ہو بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر حرام گوشت حیوان کے اجزاء سے نہ بنا ہو۔

(۵-۶) اگر نماز پڑھنے والا مرد ہو تو اس کا لباس خاص ریشم اور زردوزی کا بنا ہوا نہ ہو ان شرطوں کی تفصیل آئندہ

مسائل میں بتائی جائے گی۔

پہلی شرط

- (۷۸۷) نماز پڑھنے والے کا لباس پاک ہونا ضروری ہے اگر کوئی شخص حالت اختیار میں نجس بدن یا نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔
- (۷۸۸) اگر کوئی شخص مسائل دین سیکھنے میں اپنی کوتاہی کی وجہ سے یہ نہ جانتا ہو کہ نجس بدن اور لباس کے ساتھ نماز باطل ہے یا مثلاً یہ نہ جانتا ہو کی منی نجس ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر چکا ہے تو اس کی قضا کرے۔
- (۷۸۹) اگر کوئی شخص مسئلے سے لاعلمی کی بنا پر نجس لباس یا بدن کے ساتھ نماز پڑھے جب کہ مسائل دین سیکھنے میں کوتاہی نہ کہ ہو تو اس نماز کو دہرانا یا قضاء کرنا ضروری نہیں ہے۔
- (۷۹۰) اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس نہیں ہے اور اس کے نجس ہونے کے بارے میں اسے نماز کے بعد پتا چلے تو اس کی نماز صحیح ہے۔
- (۷۹۱) اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اسے نماز کے دوران یا اس کے بعد یاد آنے چنانچہ اگر اس نے لاپرواہی اور اہمیت نہ دینے کی وجہ سے بھلا دیا ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔ اس صورت کے علاوہ ضروری نہیں ہے کہ وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔ لیکن اگر نماز کے دوران اسے یاد آنے تو ضروری ہے کہ اس حکم پر عمل کرے جو بعد والے مسئلے میں بیان کیا جائے گا۔
- (۷۹۲) جو شخص وسیع وقت میں نماز میں مشغول ہو، اگر نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اسے یہ احتمال ہو کہ نماز شروع کرنے کے بعد نجس ہوا ہے تو اس صورت میں اگر بدن یا لباس پاک کرنے یا لباس تبدیل کرنے یا لباس اتار دینے سے نماز نہ ٹوٹے تو نماز کے دوران بدن یا لباس پاک کرے یا لباس تبدیل کرے یا اگر کسی اور چیز نے اس کی شرمگاہ کو ڈھانپ رکھا ہو تو لباس اتار دے لیکن جب صورت یہ ہو کہ اگر بدن یا لباس پاک کرے یا اگر لباس بدلے یا اتارے تو نماز ٹوٹی ہو یا اگر لباس اتارے تو ننگا ہو جاتا ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ پاک لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔
- (۷۹۳) جو شخص تنگ وقت میں نماز میں مشغول ہو، اگر نماز کے دوران اسے پتا چلے کہ اس کا لباس نجس ہے اور اسے یہ احتمال ہو کہ نماز شروع کرنے کے بعد نجس ہوا ہے تو اگر صورت یہ ہو کہ لباس پاک کرنے یا بدلنے یا اتارنے سے نماز نہ ٹوٹی ہو اور وہ لباس اتر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ لباس کو پاک کرے یا بدلے یا اگر کسی اور چیز نے اس کی شرمگاہ کو ڈھانپ رکھا ہو تو لباس اتار دے اور نماز ختم کرے لیکن اگر کسی اور چیز نے اس کی شرمگاہ کو نہ ڈھانپ رکھا ہو اور وہ لباس پاک نہ کر سکتا ہو اور اسے بدل بھی نہ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ اسی نجس لباس کے ساتھ نماز کو ختم کرے۔
- (۷۹۴) کوئی شخص جو تنگ وقت میں نماز میں مشغول ہو اور نماز کے دوران پتا چلے کہ اس کا بدن نجس ہے اور اسے یہ احتمال ہو کہ نماز شروع کرنے کے بعد نجس ہوا ہے تو اگر صورت یہ ہو کہ بدن پاک کرنے سے نماز نہ ٹوٹی ہو تو بدن کو پاک کرے اور اگر نماز ٹوٹی ہو تو ضروری ہے کہ اسی حالت میں نماز ختم کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔
- (۷۹۵) ایسا شخص جو اپنے بدن یا لباس کے پاک ہونے کے بارے میں شک میں مبتلا ہو اور جستجو کے بعد کوئی چیز نہ پا کر نماز پڑھے اور نماز کے بعد اسے پتا چلے کہ اس کا بدن یا لباس نجس تھا تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر اس نے جستجو نہ کی ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔
- (۷۹۶) اگر کوئی شخص اپنا لباس دھوئے اور اسے یقین ہو جائے کہ لباس پاک ہو گیا ہے اس کے ساتھ نماز پڑھے اور نماز کے بعد اسے پتا چلے کہ پاک نہیں ہوا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔
- (۷۹۷) اگر کوئی شخص اپنے بدن یا لباس میں خون دیکھے اور اسے یقین ہو کہ یہ نجس خون میں سے نہیں ہے مثلاً اسے یقین ہو کہ مچھر کا خون ہے لیکن نماز پڑھنے کے بعد اسے پتا چلے کہ یہ اس خون میں سے ہے جس کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جاسکتی تو اس کی نماز صحیح ہے۔
- (۷۹۸) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ اس کے بدن یا لباس میں جو خون ہے وہ ایسا نجس خون ہے جس کے ساتھ نماز صحیح ہے مثلاً اسے یقین ہو کہ زخم اور پھوڑے کا خون ہے لیکن نماز کے بعد اسے پتا چلے کہ یہ ایسا خون ہے جس کے ساتھ نماز باطل ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔
- (۷۹۹) اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ ایک چیز نجس ہے اور گیلا بدن یا گیلا لباس اس چیز سے چھو جائے اور اسی

بھول کے عالم میں وہ نماز پڑھے اور نماز کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اس کا گیلا بدن اس چیز کو چھو جائے جس کا نجس ہو نا وہ بھول گیا ہے اور اپنے آپ کو پاک کئے بغیر وہ غسل کرے اور نماز پڑھے تو اس کا غسل و نماز باطل ہیں ماسوائے اس صورت کے کہ غسل کرنے سے بدن بھی پاک ہو جائے اور پانی بھی نجس نہ ہوتا ہو جیسے کہ آب جاری میں غسل کر رہا ہو اسی طرح اگر وضو کے گیلے اعضا کا کوئی حصہ اس چیز سے چھو جائے جس کے نجس ہونے کے بارے میں وہ بھول گیا ہے اور اس سے پہلے کہ وہ اس حصے کو پاک کرے وہ وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کا وضو اور نماز دونوں باطل ہیں ماسوا ئے کُر اس صورت کے کہ وضو کرنے سے وضو کے اعضا بھی پاک ہو جائیں اور پانی بھی نجس نہ ہو جیسے کر اور جاری پانی۔

(۸۰۰) جس شخص کے پاس صرف ایک لباس ہو اگر اس کا بدن اور لباس نجس ہو جائیں اور اس کے پاس ان میں سے ایک کو پاک کرنے کیلئے پانی ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ بدن کو پاک کرے اور نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔ لباس کو پاک کر کے نجس بدن کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے لیکن اگر لباس کی نجاست بدن کی نجاست سے زیادہ ہو یا لباس کی نجاست بدن کی نجاست کے لحاظ سے زیادہ شدید ہو تو اسے اختیار ہے کہ لباس اور بدن میں سے جسے چاہے پاک کرے۔ (۸۰۱) جس شخص کے پاس نجس لباس کے علاوہ کوئی لباس نہ ہو ضروری ہے کہ نجس لباس کے ساتھ نماز پڑھے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۰۲) جس شخص کے پاس دو لباس ہوں اگر وہ یہ جانتا ہو کہ ان میں سے ایک نجس ہے لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ کونسا نجس ہے اور اس کے پاس وقت ہو تو ضروری ہے کہ دونوں لباس کے ساتھ علیحدہ علیحدہ نماز پڑھے مثلاً اگر وہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ ہر ایک لباس سے ایک نماز ظہر اور ایک نماز عصر کی پڑھے لیکن اگر وقت تنگ ہو اور دونوں میں سے کوئی ایک بھی قوت احتمال یا محتمل کی اہمیت کے اعتبار سے غالب نہ ہو تو جس لباس کے ساتھ نماز پڑھے کافی ہے۔

دوسری شرط

(۸۰۳) نماز پڑھنے والے کا وہ لباس جس سے اس نے اپنی شرمگاہ کو ڈھانپا ہوا ہو احتیاط واجب کی بنا پر مباح ہونا ضروری ہے۔ پس اگر ایک ایسا شخص جو جانتا ہو کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے یا کوتاہی کہ وجہ سے مسئلہ کا حکم نہ جانتا ہو اور جان بوجھ کر اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر لباس میں وہ چیزیں شامل ہوں جو بہ تنہائی شرمگاہ کو نہیں ڈھانپ سکتیں اور اسی طرح وہ چیزیں جن سے اگرچہ شرمگاہ کو ڈھانپا جاسکتا ہو لیکن نماز پڑھنے والے نے انہیں حالت نماز میں نہ پہن رکھا ہو مثلاً بڑا رومال یا لنگوٹی جو جیب میں رکھی ہو اور اسی طرح وہ چیزیں جنہیں نمازی نے پہن رکھا ہو جب کہ اس کے پاس ایک مباح ستر پوش بھی ہو ایسی تمام صورتوں میں ان چیزوں کے غصبی ہونے سے نماز میں کوئی فرق نہیں پڑتا اگرچہ احتیاط ان کے ترک کر دینے میں ہے۔ (۸۰۴) جو شخص یہ جانتا ہو کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے لیکن اس لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کا حکم نہ جانتا ہو اگر وہ جان بوجھ کر غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو جیسا کہ سابقہ مسئلے میں تفصیل سے بتایا گیا ہے احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۰۵) اگر کوئی شخص نہ جانتا ہو یا بھول جائے کہ اس کا لباس غصبی ہے اور اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر وہ شخص خود اس لباس کو غصب کرے اور پھر بھول جائے کہ اس نے غصب کیا ہے اور اسی لباس میں نماز پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۰۶) اگر کسی شخص کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ اس کا لباس غصبی ہے لیکن نماز کے دوران اسے پتا چل جائے اور اس کی شرمگاہ کسی دوسری چیز سے ڈھکی ہوئی ہو اور وہ فوراً یا نماز کا تسلسل توڑے بغیر غصبی لباس اتار سکتا ہو تو ضروری ہے کہ فوراً لباس کو اتار دے اور اگر کسی اور چیز نے اس کی شرمگاہ کو ناظر محترم سے ڈھانپا ہوا نہ ہو یا غصبی لباس فوراً نہ اتار سکتا ہو تو اسی لباس کے ساتھ نماز کو جاری رکھے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۰۷) اگر کوئی شخص اپنی جان کی حفاظت کیلئے غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھے جب کہ آخر وقت تک وہ کسی اور لباس کے ساتھ نماز کے قابل نہ ہو سکے یا اس لباس کو پہننے کی مجبوری اس کے اپنے اختیارات کے غلط استعمال کی وجہ سے نہ ہو مثلاً خود اس نے وہ لباس غصب نہ کیا ہوا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اسی طرح اگر غصبی لباس کے ساتھ اس لئے نماز پڑھے تاکہ چوری نہ ہو جائے اور آخر وقت تک کسی اور لباس کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکے یا لباس کو اس لیے اپنے پاس رکھا ہو کہ پہلی فرصت میں اس کے مالک کو پہنچایا جاسکے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۰۸) اگر کوئی شخص اس رقم سے لباس خریدے جس کا خمس اس نے ادا نہ کیا ہو جبکہ سودے میں رائج طریقہ کار کے

مطابق ، قیمت اپنے ذمے لے لی ہو تو لباس اس کے لیے حلال ہے البتہ وہ ادا شدہ قیمت کے خمس کا مقروض ہوگا لیکن اگر اس نے عین اسی مال سے لباس خریدا ہو جس کا خمس ادا نہیں کیا تھا تو حاکم شرع کی اجازت کے بغیر اس لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے وہی حکم ہے جو غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کا ہے۔

تیسری شرط

(۸۰۹) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا وہ لباس جس سے بہ تنہائی شرمگاہ کو چھپایا جاسکتا ہے ، خون جہندہ رکھنے والے مردار کے اجزاء سے بنا ہوا نہ ہو۔ یہی حکم احتیاط واجب کی بنا پر اس لباس کیلئے بھی ہے جو شرمگاہ چھپانے کیلئے ناکافی ہے بلکہ اگر لباس س مردہ حیوان مثلاً مچھلی اور سانپ سے تیار کیا جائے جس کا خون جہندہ نہیں ہوتا تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔

(۸۱۰) اگر نجس مردار کی ایسی چیز مثلاً گوشت اور کھال جس میں روح ہوتی ہے ، نماز پڑھنے والے کے ہمراہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۸۱۱) اگر حلال گوشت مردار کی کوئی ایسی چیز جس میں روح نہیں ہوتی ، مثلاً بال اور اون نماز پڑھنے والے کے ہمراہ ہو یا اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے جو ان چیزوں سے تیار کیا گیا ہو تو اس کے نماز صحیح ہے۔

چوتھی شرط

(۸۱۲) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا لباس ان چیزوں کے علاوہ جو صرف شرمگاہ چھپانے کے لئے ناکافی ہے مثلاً جراب ، دندنوں کے اجزاء سے تیار کیا ہوا نہ ہو بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر کسی ایسے جانور کے اجزاء سے بنا ہوا نہ ہو جس کا گوشت کھانا حرام ہے۔ اسی طرح ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا لباس اور بدن حرام گوشت جانور کے پیشاب ، پاخانے ، پیسنے ، دودھ اور بال سے آلودہ نہ ہو لیکن اگر حرام گوشت جانور کا ایک بال اس کے لباس پر لگا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح نماز گزار کے ہمراہ ان میں سے کوئی چیز اگر ڈبیہ وغیرہ میں بند رکھی ہو تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۱۳) حرام گوشت جانور مثلاً بلی کے منہ یا ناک کا پانی یا کوئی دوسری رطوبت نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر لگی ہو ، اگر وہ تر ہو تو نماز باطل ہے لیکن اگر خشک ہو اور اس کا عین جزو زائل ہو گیا ہو تو نماز صحیح ہے۔

(۸۱۴) اگر کسی شخص کا بال یا پسینہ یا منہ کا لعاب نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر لگا ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح مروارید ، موم اور شہد اس کے ہمراہ ہو تب بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۸۱۵) اگر کسی کو شک ہو کہ لباس حلال گوشت جانور سے تیار کیا گیا ہے یا حرام گوشت جانور سے تو خواہ وہ مقامی طور پر تیار کیا گیا ہو یا درآمد کیا گیا ہو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۸۱۶) یہ معلوم نہیں ہے کہ سیپی حرام گوشت حیوان کے اجزاء میں سے ہے لہذا سیپی کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۸۱۷) گلہری کی پوستین پہن کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔

(۸۱۸) اگر کوئی شخص ایسے لباس کے ساتھ نماز پڑھے جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو ہ حرام گوشت جانور سے تیار ہوا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

پانچویں شرط

(۸۱۹) زردوزی کا لباس پہننا مردوں کیلئے حرام ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے لیکن عورتوں کیلئے نماز میں یا نماز کے علاوہ اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۲۰) سونا پہننا مثلاً سونے کی زنجیر گلے میں پہننا ، سونے کی انگوٹھی ہاتھ میں پہننا ، سونے کی گھڑی کلانی پر باندھنا اور سونے کی عینک لگانا مردوں کیلئے حرام ہے اور ان چیزوں کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے لیکن عورتوں کیلئے نماز میں اور نماز کے علاوہ ان چیزوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۲۱) اگر کوئی شخص نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو کہ اس کی انگوٹھی یا لباس سونے کا ہے یا شک رکھتا ہو اور اس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

چھٹی شرط

(۸۲۲) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے مرد کا وہ لباس جس سے بہ تنہائی شرمگاہ کو چھپایا جاسکتا ہے خالص ریشم کا نہ ہو اور نماز کے علاوہ بھی خالص ریشم پہننا مردوں کیلئے حرام ہے۔

(۸۲۳) اگر لباس کا تمام استریا اس کا کچھ حصہ خالص ریشم کا ہو تو مرد کیلئے اس کا پہننا حرام اور اس کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے۔

(۸۲۴) جس لباس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ خالص ریشم کا ہے یا کسی اور چیز کا بنا ہوا ہے تو اس کا پہننا جائز ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۲۵) ریشمی رومال یا اسی جیسی کوئی چیز مرد کی جیب میں ہو تو کوئی حرج نہیں ، وہ نماز کو باطل نہیں کرتی۔

(۸۲۶) عورت کیلئے نماز میں یا اس کے علاوہ ریشمی لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۲۷) مجبوری کی حالت میں خالص ریشمی اور زردوزی کا لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں علاوہ ازیں جو شخص لباس پہننے پر مجبور ہو تو ضروری ہے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کیلئے بتائے گئے ہیں۔

(۸۲۸) اگر کسی شخص کے پاس غصبی ، خالص ریشمی یا زردوزی کے لباس کے علاوہ کوئی اور لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو ضروری ہے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لیے بتائے گئے ہیں۔

(۸۲۹) اگر کسی کے پاس درندے کے اجزاء سے بنے ہوئے لباس کے علاوہ کوئی اور لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور ہو اور آخر وقت تک مجبوری باقی رہے تو اس لباس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو ضروری ہے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کیلئے بتائے گئے ہیں۔ اگر اس کے پاس غیر درندہ حرام جانوروں کے اجزاء سے تیار شدہ لباس کے سوا دوسرا لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ دو دفعہ نماز پڑھے۔ ایک بار اسی لباس کے ساتھ اور ایک بار اس طریقے کے مطابق جس کا ذکر برہنہ لوگوں کے نماز میں بیان ہو چکا ہے۔

(۸۳۰) اگر کسی کے پاس ایسی چیز نہ ہو جس سے وہ اپنی شرمگاہوں کو نماز میں ڈھانپ سکے تو واجب ہے کہ ایسی چیز کرائے پر لے یا خریدے لیکن اگر اس پر اس کی حیثیت سے زیادہ خرچ اٹھتا ہو یا صورت یہ ہے کہ اس کام کیلئے خرچ برداشت کرے تو اس کی حالت تباہ ہو جائے تو ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کیلئے بتائے گئے ہیں۔

(۸۳۱) جس شخص کے پاس لباس نہ ہو اگر کوئی دوسرا شخص اسے لباس بخش دے یا ادھار دے دے تو اگر اس لباس کا قبول کرنا اس پر گراں نہ گزرتا ہو تو ضروری ہے کہ اسے قبول کر لے بلکہ اگر ادھار لینا یا بخشش کے طور پر طلب کرنا اس کیلئے تکلیف کا باعث نہ ہو تو ضروری ہے کہ جس کے پاس لباس ہو اس سے ادھار مانگ لے یا بخشش کے طور پر طلب کرے۔

(۸۳۲) اگر کوئی شخص ایسا لباس پہننا چاہے جس کا کپڑا ، رنگ یا سلانی اس کے اعتبار سے رواج کے مطابق نہ ہو تو اگر اس کا پہننا اس کی شان کے خلاف اور توہین کا باعث ہو تو اس کا پہننا حرام ہے۔ لیکن اگر وہ اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو چاہے اس کے پاس شرمگاہ چھپانے کیلئے فقط وہی لباس نہ ہو تو بھی اس کی نماز صحیح ہے۔

اگر مرد زنانہ لباس پہننے اور عورت مردانہ لباس پہننے اور اسے اپنی زینت قرار دے تو احتیاط کی بنا پر اس کا پہننا حرام ہے لیکن اس لباس کے ساتھ نماز پڑھنا ہر صورت میں صحیح ہے۔ مرد کیلئے زنانہ لباس پہننا اور عورت کیلئے مردانہ لباس پہننا حرام نہیں ہے اور نہ ہی اس سے نماز باطل ہوتی ہے۔ البتہ احتیاط واجب کی بنا پر یہ جائز نہیں ہے کہ مرد اپنے آپ کو عورت کے رنگ و روپ میں ڈھال لے اسی طرح برعکس یعنی عورت اپنے آپ کو مرد کے روپ میں ڈھال لے۔ (۸۳۴) جس شخص کیلئے لیٹ کر نماز پڑھنا ضروری ہے ، ضروری نہیں ہے کہ جو لحاف یا چادر اس نے خود پر ڈال رکھی ہو وہ نمازی کے لباس کی شرائط پر پورا اترتی ہو سوائے اس کے عرفاً اسے پہنا وا کہا جاسکے۔ مثلاً اس نے چادر وغیرہ کو خود پر لپیٹ لیا ہو۔

جن صورتوں میں نمازی کا بدن اور لباس پاک ہونا ضروری نہیں

(۸۳۵) تین صورتوں میں جن کی تفصیل نیچے بیان کی جارہی ہے اگر نماز پڑھنے والے کا بدن یا لباس نجس بھی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے:

(۱) اس کے بدن کے زخم ، جراحت یا پھوڑے کی وجہ سے اس کے لباس یا بدن پر خون لگ جائے۔

(۲) اس کے بدن یا لباس پر درہم کی مقدار سے کم خون لگ جائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ درہم کی مقدار انگوٹھے کی اوپر والی گرہ کے برابر سمجھی جائے۔

(۳) وہ نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھنے پر مجبور ہو۔

علاوہ ازیں ایک اور صورت میں اگر نماز پڑھنے والے کا لباس نجس بھی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ اس کا چھوٹا لباس مثلاً موزہ اور ٹوپی نجس ہو۔

(ان چاروں صورتوں کے تفصیلی احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔)

(۸۳۶) اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر زخم یا جراحت یا پھوڑے کا خون ہو تو وہ اس خون کے ساتھ اس وقت تک نماز پڑھ سکتا ہے جب تک زخم یا جراحت یا پھوڑا ٹھیک نہ ہو جائے اور اگر اس کے بدن یا لباس پر ایسی پیپ ہو جو خون کے ساتھ نکلی ہو یا ایسی دوائی ہو جو زخم پر لگائی گئی ہو اور نجس ہو گئی ہو تو اس کیلئے بھی یہی حکم ہے۔

(۸۳۷) اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر ایسی خراش یا زخم کا خون لگا ہو جو جلدی ٹھیک ہو جاتا ہو اور جس کا دھونا آسان ہو اور جس کی مقدار ایک درہم کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۳۸) اگر بدن یا لباس کی ایسی جگہ جو زخم سے فاصلے پر ہو زخم کی رطوبت سے نجس ہو جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے لیکن لباس یا بدن کی وہ جگہ جو زخم کے اطراف میں ہے اگر اس زخم کی رطوبت سے نجس ہو جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۸۳۹) اگر کسی شخص کے بدن یا لباس کو بو اسیر یا اس زخم سے جو منہ اور ناک وغیرہ کے اندر ہو خون لگ جائے تو وہ اس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بو اسیر کے مسے باہر ہوں یا اندر۔

(۸۴۰) اگر کوئی ایسا شخص جس کے بدن پر زخم ہو اپنے بدن یا لباس پر ایسا خون دیکھے جو درہم سے زیادہ ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ یہ خون زخم کا ہے یا کوئی اور خون ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس خون کے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

(۸۴۱) اگر کسی شخص کے بدن پر چند زخم ہوں اور وہ ایک دوسرے کے اس قدر نزدیک ہوں کہ ایک زخم شمار ہوتے ہوں تو جب تک وہ زخم ٹھیک نہ ہو جائیں ان کے خون کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ ایک دوسرے کے اتنے دور ہوں کہ ان میں سے ہر زخم ایک علیحدہ زخم شمار ہو تو جو زخم ٹھیک ہو جائے ضروری ہے کہ نماز کیلئے بدن اور لباس کو دھو کر اس زخم کے خون سے پاک کرے۔

(۸۴۲) اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر سوئی کی نوک کے برابر بھی حیض کا خون لگا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔ احتیاط کی بنا پر نجس حیوانات مثلاً سور، مردار اور حرام گوشت جانور نیز نفاس اور استحاضہ کے خون کی بھی یہی صورت ہے لیکن کوئی دوسرا خون مثلاً انسان کے بدن کے خون یا حلال گوشت حیوان کے خون کی چھینٹ، چاہے بدن کے حصوں پر لگی ہو لیکن اس کی مجموعی مقدار ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۴۳) جو خون بغیر استر کے کپڑے پر گرے اور دوسری طرف پہنچ جائے وہ ایک خون شمار ہوتا ہے اور دونوں طرف میں جس طرف خون کی مقدار زیادہ ہو اس کے مطابق حکم لگایا جائے لیکن اگر کپڑے کی دوسری طرف الگ سے خون آلودہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ خون شمار کیا جائے۔ پس اگر وہ خون جو کپڑے کے سامنے کے رخ اور پچھلی طرف ہے مجموعی طور پر ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اگر اس سے زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے۔

(۸۴۴) اگر استر والے کپڑے پر خون گرے اور اس کے استر تک پہنچ جائے یا استر پر گرے اور کپڑے تک پہنچ جائے یا ایک کپڑے سے دوسرے کپڑے تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ ہر خون کو الگ شمار کیا جائے۔ پس اگر سب مل کر ایک درہم سے کم ہو تو نماز صحیح ہے ورنہ باطل ہوگی۔ ہاں اگر کپڑے ایک دوسرے سے اس طرح ملے ہوئے ہوں کہ لوگوں کے نزدیک ایک خون شمار ہو تو جس طرف خون کی مقدار زیادہ ہے اگر وہ ایک درہم سے کم ہو تو نماز صحیح ہے اور اگر ایک درہم کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو نماز باطل ہے۔

(۸۴۵) اگر بدن یا لباس پر ایک درہم سے کم خون ہو اور کوئی رطوبت اس خون سے مل جائے اور آگے بڑھ کر اس کے اطراف کو آلودہ کر دے تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے خواہ خون اور جو رطوبت اس سے ملی ہے ایک درہم کے برابر نہ ہوں لیکن اگر رطوبت صرف خون سے ملے اور اس کے اطراف کو آلودہ نہ کرے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۴۶) اگر بدن یا لباس پر خون نہ ہو لیکن رطوبت کے ساتھ خون سے لگنے کی وجہ سے نجس ہو جائیں تو اگرچہ جو مقدار نجس ہوئی ہے وہ ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ بھی نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

(۸۴۷) بدن یا لباس پر جو خون ہو اگر وہ ایک درہم سے کم ہو اور کوئی دوسری نجاست اس سے آگے مثلاً پیشاب کا ایک قطرہ اس پر گر جائے اور وہ بدن یا لباس کے پاک مقامات سے لگ جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں بلکہ اگر بدن اور لباس کے پاک مقامات تک نہ بھی پہنچے تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر اس میں نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

(۸۴۸) اگر نماز پڑھنے والے کا چھوٹا لباس مثلاً ٹوپی اور موزہ جس سے شرمگاہ کو نہ ڈھانپا جاسکتا ہو نجس ہو جب کہ اسے نجس مردار یا نجس العین حیوان مثلاً کتے (کے اجزاء) سے نہ بنایا گیا ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اگر اسے نجس مردار یا نجس العین حیوان کے اجزاء سے بنایا گیا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے ہاں اگر نجس انگوٹھی کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۸۴۹) نجس چیز مثلاً نجس رومال ، چابی اور چاقو کا نماز پڑھنے والے کے پاس ہونا جائز ہے اسی طرح اگر نجس لباس اس کے پاس ہو تب بھی نماز پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

(۸۵۰) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو خون اس کے لباس یا بدن پر ہے وہ ایک درہم سے کم ہے لیکن اس امر کا احتمال ہو کہ یہ اس خون میں سے ہے جو معاف نہیں ہے تو اس کے لیے جائز ہے کہ اس خون کے ساتھ نماز پڑھے۔

(۸۵۱) اگر وہ خون جو ایک شخص کے لباس یا بدن پر ہو ایک درہم سے کم ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ یہ اس خون میں سے ہے جو معاف نہیں ہے ، نماز پڑھے اور پھر اسے پتا چلے کہ یہ اس خون میں سے تھا جو معاف نہیں ہے تو اس کیلئے دوبارہ نماز پڑھنا ضروری نہیں اور اس وقت بھی یہی حکم ہے جب وہ یہ سمجھتا ہو کہ خون ایک درہم سے کم ہے اور نماز پڑھے اور بعد میں پتا چلے کہ اس کی مقدار ایک درہم یا اس سے زیادہ تھی ، اس صورت میں بھی دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وہ چیزیں جو نمازی کے لباس میں مستحب ہیں

(۸۵۲) فقہائے کرام اعلیٰ اللہ مقامہم نے چند چیزیں نمازی کے لباس میں مستحب قرار دی ہیں کہ جن میں سے تحت الحنک کے ساتھ عمامہ ، عبا ، سفید لباس ، صاف ستھرا ترین لباس ، خوشبو لگانا اور عقیق کی انگوٹھی پہننا شامل ہیں۔

وہ چیزیں جو نمازی کے لباس میں مکروہ ہیں

(۸۵۳) فقہائے کرام اعلیٰ اللہ مقامہم نے چند چیزیں نمازی کے لباس میں مکروہ قرار دی ہیں جن میں سے سیاہ ، میلا اور تنگ لباس اور شرابی کا لباس پہننا یا اس شخص کا لباس پہننا جو نجاست سے پرہیز نہ کرتا ہو اور ایسا لباس پہننا جس پر چہرے کی تصویر بنی ہو اس کے علاوہ لباس کے بٹن کھلے ہونا اور ایسی انگوٹھی پہننا جس پر چہرے کی تصویر بنی ہو ، شامل ہیں۔

نماز پڑھنے کی جگہ

نماز پڑھنے والے کی جگہ کی سات شرطیں ہیں :

پہلی شرط:

وہ جگہ احتیاط واجب کی بنا پر مباح ہو۔

(۸۵۴) جو شخص غصبی جگہ پر نماز پڑھ رہا ہو اگر چہ وہ خودقالین ، تخت اور اسی طرح کی دوسری چیز پر ہو ، احتیاط لازم کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن غصبی چھت کے نیچے اور غصبی خیمے تلے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۸۵۵) ایسی جگہ نماز پڑھنا جس کی منفعت کسی اور کی ملکیت ہو تو منفعت کے مالک کی اجازت کے بغیر وہاں نماز پڑھنا غصبی جگہ پر نماز پڑھنے کے حکم میں ہے۔ مثلاً کرائے کے مکان میں اگر مالک مکان یا کوئی اور شخص کرائے دار کی اجازت کے بغیر نماز پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۵۶) اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہو اور دوسرا شخص اسے باہر نکال کر اس کی جگہ پر قبضہ کرے اور اس جگہ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے اگرچہ اس نے گناہ کیا ہے۔

(۸۵۷) اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ نماز پڑھے جس کے غصبی ہونے کا اسے علم نہ ہو اور نماز کے بعد اسے پتا چلے یا ایسی جگہ نماز پڑھے جس کے غصبی ہونے کو وہ بھول گیا ہو اور نماز کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن کوئی ایسا شخص جس نے خود وہ جگہ غصب کی ہو اور وہ بھول جائے اور وہاں نماز پڑھی تو اس کی نماز احتیاط کی بنا پر باطل ہے۔

(۸۵۸) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ یہ جگہ غصبی ہے اور اس میں تصرف حرام ہے لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ غصبی جگہ پر نماز پڑھنے میں اشکال ہے اور وہ وہاں نماز پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۸۵۹) اگر کوئی شخص واجب نماز سواری کی حالت میں پڑھنے پر مجبور ہو اور سواری کا جانور یا اس کی زین یا نعل

غصیبی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے اور اگر وہ شخص اس جانور پر سواری کی حالت میں مستحب نماز پڑھنا چاہیے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۸۶۰) اگر کوئی شخص کسی جائیداد میں دوسرے کے ساتھ شریک ہو اور اس کا حصہ جدا نہ ہو تو اپنے شراکت دار کی اجازت کے بغیر وہ اس جائیداد پر تصرف نہیں کر سکتا اور اس پر نماز پڑھنا بھی احتیاط واجب کی بنا پر باطل ہے۔
(۸۶۱) اگر کوئی شخص ایک ایسی رقم سے کوئی جائیداد خریدے جس کا خمس اس نے ادا نہ کیا ہو جب کہ سودے میں رائج طریقہ کار کے مطابق ، قیمت اپنے ذمے لے لی ہو تو جائیداد میں تصرف کرنا اس کے لیے حلال ہے اور وہ شخص ادا شدہ قیمت کے خمس کا مقروض ہوگا۔ لیکن اگر وہ عین اسی مال سے جائیداد خریدے جس پر خمس واجب الادا تھا تو حاکم شرع کی اجازت کے بغیر اس گھر میں تصرف حرام اور احتیاط واجب کی بنا پر اس جگہ نماز باطل ہے۔
(۸۶۲) اگر کسی جگہ کا مالک زبان سے نماز پڑھنے کی اجازت دے دے اور انسان کو علم ہو کہ وہ دل سے راضی نہیں ہے تو اس کی جگہ پر نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر اجازت نہ دے لیکن انسان کو یقین ہو کہ وہ دل سے راضی ہے تو نماز پڑھنا جائز ہے۔

(۸۶۳) جس مرحوم نے زکوٰۃ اور اس جیسے دوسرے مالی واجبات ادا نہ کئے ہوں اس کی جائیداد میں کوئی ایسا تصرف کرنا جو واجبات کی ادائیگی میں مانع نہ ہو مثلاً اس کے گھر میں نماز پڑھنا ، ورنہ کی اجازت سے جائز ہے اسی طرح اگر قرضدار کا قرض ادا کر دیا جائے یا کوئی اپنے ذمے لے لے یا اتنی مقدار جدا کر لی جائے تو باقی جائیداد میں ایسا تصرف کرنا بھی جائز ہے جو اس جائیداد کو تلف کر دے۔
(۸۶۴) اگر مرحوم کے بعض ورنہ کم سن یا مجنون یا غیر حاضر ہوں تو ان کے دالی کی اجازت کے بغیر اس کی جائیداد میں تصرف حرام ہے اور اس میں نماز جائز نہیں۔ ہاں ان معمولی تصرفات میں کوئی حرج نہیں جو میت کے غسل و کفن وغیرہ کے امور انجام دینے کا مقدمہ ہیں۔

(۸۶۵) کسی کی جائیداد میں نماز پڑھنا اس صورت میں جائز ہے جب کہ اس کا مالک صریحاً اجازت دے یا کوئی ایسی بات کہے جس سے معلوم ہو کہ اس نے نماز پڑھنے کی اجازت دے دی ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کو اجازت دے کہ اس کی جائیداد میں بیٹھے یا سوئے تو اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ اس نے نماز پڑھنے کی اجازت بھی دیدی ہے یا مالک کے راضی ہونے پر دوسری وجوہات کی بنا پر اطمینان رکھتا ہو۔
(۸۶۶) انتہائی وسیع و عریض زمین میں نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ اس کا مالک کم سن یا مجنون ہو یا وہاں نماز پڑھنے پر راضی نہ ہو اسی طرح ان باغات اور زمینوں میں کہ جن کے دروازے اور دیوار نہ ہوں ، ان کے مالک کی اجازت کے بغیر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن اگر اس صورت میں معلوم ہو کہ مالک راضی نہیں ہے تو ضروری ہے کہ تصرف نہ کرے اور اگر مالک کم سن یا مجنون ہو یا اس کے راضی نہ ہونے کا گمان ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ وہاں تصرف نہ کیا جائے اور نماز نہ پڑھی جائے۔

دوسری شرط

(۸۶۷) ضروری ہے کہ نمازی کی جگہ واجب نمازوں میں ایسی نہ ہو کہ تیز حرکت نمازی کے کھڑے ہونے یا اختیاری رکوع اور سجود کرنے میں مانع ہو بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کے بدن کو ساکن رکھنے میں بھی مانع نہ ہو اور اگر وہ وقت کی تنگی یا کسی اور وجہ سے ایسی جگہ مثلاً بس ، ٹرک ، کشتی یا ریل گاڑی میں نماز پڑھے تو جس قدر ممکن ہو بدن کے ٹھہراؤ اور قبلے کی سمت کا خیال رکھے اور اگر ٹرانسپورٹ قبلے سے کسی دوسری طرف مڑ جائے تو اپنا منہ قبلے کی جانب موڑ دے۔ اگر مکمل طور پر قبلے کا خیال رکھنا ممکن نہ ہو تو کوشش کرے کہ 90 ڈگری سے کم اختلاف ہو اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو صرف تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت قبلے کا خیال رکھے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو قبلے کا خیال رکھنا ضروری نہیں۔

(۸۶۸) جب گاڑی ، کشتی یا ریل گاڑی وغیرہ کھڑی ہوئی ہوں تو ان میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہی حکم اس وقت بھی ہے جب چل رہی ہوں لیکن اس حد تک نہ ہل جاؤں کہ نماز کے بدن کے ٹھہراؤ میں حائل ہوں۔
(۸۶۹) گندم ، جوار اور ان جیسی دوسری اجناس کے ڈھیر پر جو ہلے جلے بغیر نہیں رہ سکتے نماز باطل ہے

تیسری شرط

ضروری ہے کہ انسان ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں نماز پوری پڑھ لینے کا احتمال ہو۔ لیکن اگر کسی ایسی جگہ رجاء کی نیت سے نماز پڑھے جہاں اسے اطمینان ہو کہ مثلاً ہو اور بارش یا بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے وہاں پوری نماز نہ پڑھ سکے گا

گو اتفاق سے پوری پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

(۸۷۰) اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں ٹھہرنا حرام ہو مثلاً کسی ایسی مخدوش چھت کے نیچے جو عنقریب گرنے والی ہو تو گو وہ گناہ کا مرتکب ہو گا لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔
(۸۷۱) کسی ایسی چیز پر نماز پڑھنا ، جس پر کھڑا ہو نا یا بیٹھنا حرام ہو ۔ مثلاً قالین کے ایسے حصے پر جہاں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو اگر قصد قربت میں مانع ہو جائے تو صحیح نہیں ہے۔

چوتھی شرط

جس جگہ انسان نماز پڑھے اس کی چھت اتنی نیچی نہ ہو کہ سیدھا کھڑا نہ ہوسکے اور نہ ہی وہ جگہ اتنی مختصر ہو کہ رکوع اور سجدے کی گنجائش نہ ہو۔

(۸۷۲) اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھنے پر مجبور ہو جہاں بالکل سیدھا کھڑا ہونا ممکن نہ ہو تو اس کیلئے ضروری ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر رکوع اور سجودا کرنے کا امکان نہ ہو تو ان کیلئے سرسے اشارہ کرے۔
(۸۷۳) ضروری ہے کہ پیغمبر اکرم اور ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی قبور مطہر کی جانب پشت کر کے ، اگر ان کی بے حرمتی ہوتی ہو تو نماز نہ پڑھے ۔ اس کے علاوہ کسی اور صورت میں اشکال نہیں ۔ لیکن نماز دونوں صورتوں میں صحیح ہے۔

پانچویں شرط

اگر نماز پڑھنے کی جگہ نجس ہو اور نجاست ایسی ہو جو نماز کو باطل کر دینے والی ہو تو اتنی مرطوب نہ ہو کہ اس کی رطوبت نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس تک پہنچے ۔ لیکن اگر سجدے میں پیشانی رکھنے کی جگہ نجس ہو تو خواہ بو خشک بھی ہ و نماز باطل ہے اور احتیاط مستحب ہے کہ نماز کی جگہ بالکل نجس نہ ہو۔

چھٹی شرط

احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ عورت مرد سے کم سے کم اتنا پیچھے کھڑی ہو کہ اس کے سجدہ کرنے کی جگہ سجدے کی حالت میں مرد کے دوزانو کے برابر فاصلے پر ہو۔
(۸۷۴) اگر کوئی عورت مرد کے برابر یا آگے کھڑی ہو اور دونوں بیک وقت نماز پڑھنے لگیں تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھیں ۔ یہی حکم ہے اگر ایک دوسرے سے پہلے نماز شروع کر دے۔
اگر مرد اور عورت ایک دوسرے کے برابر کھڑے ہوں یا عورت آگے کھڑی ہو اور دونوں نماز پڑھ رہے ہو لیکن دونوں کے درمیان دیوار یا پردہ یا کوئی اور ایسی چیز حائل ہو کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں یا ان کے درمیان دس ہاتھ سے زیادہ فاصلہ ہو تو دونوں کی نماز صحیح ہے۔

ساتویں شرط

نماز پڑھنے والے کی پیشانی رکھنے کی جگہ ، دوزانو اور پاؤں کی انگلیاں رکھنے کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں کی مقدار سے زیادہ اونچی یا نیچی نہ ہو اس مسئلے کی تفصیل سجدے کے احکام میں آئے گی۔
(۸۷۶) نامحرم مرد اور عورت کا خلوت میں ایک ایسی جگہ ہونا جہاں گناہ میں مبتلا ہونے کا احتمال ہو حرام ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایسی جگہ نماز نہ پڑھیں۔
(۸۷۷) جس جگہ ستار بجایا جا رہا ہو اور اس جیسی چیزیں استعمال کی جا رہی ہوں وہاں نماز پڑھنا باطل نہیں ہے گوان کا سننا اور استعمال کرنا گناہ ہے۔
(۸۷۸) احتیاط واجب یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں خانہ کعبہ کے اندر اور اس کی چھت کے اوپر واجب نماز نہ پڑھی جائے ۔ لیکن مجبوری کی حالت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔
(۸۷۹) خانہ کعبہ کے اندر اور اس کی چھت کے اوپر نفلی نمازیں پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر ہر رکن کے مقابل دو رکعت نماز پڑھی جائے۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مستحب ہے

(۸۸۰) اسلام کی مقدس شریعت میں بہت تاکید کی گئی ہے کہ نماز مسجد میں پڑھی جائے ۔ دنیا بھر کی ساری مسجدوں میں

سب سے بہتر مسجد الحرام اور اس کے بعد مسجد نبوی ہے اور اس کے بعد مسجد کوفہ اور اس کے بعد مسجد بیت المقدس کا درجہ ہے۔ اس کے بعد شہر کی جامع مسجد اور اس کے بعد محلے کی مسجد اور اس کے بعد بازار کی مسجد کا نمبر آتا ہے۔

(۸۸۱) عورتوں کیلئے بہتر ہے کہ نماز ایسی جگہ پڑھیں جو نامحرم سے محفوظ ہونے کے لحاظ سے دوسری جگہوں سے بہتر ہو خواہ وہ جگہ مکان یا مسجد یا کوئی اور جگہ ہو۔

(۸۸۲) ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے حرموں میں نماز پڑھنا مستحب ہے بلکہ مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور روایت ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حرم پاک میں نماز پڑھنا دو لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

(۸۸۳) مسجد میں زیادہ جانا اور اس مسجد میں جانا لوگ بہت کم نماز پڑھنے آتے ہوں مستحب ہے اور اگر کوئی شخص مسجد کے پڑوس میں رہتا ہو اور کوئی عذر بھی نہ رکھتا ہو تو اس کیلئے مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(۸۸۴) جو شخص مسجد میں نہ آتا ہو، مستحب ہے کہ انسان اس کے ساتھ مل کر کھانا نہ کھائے، اپنے کاموں میں اس سے مشورہ نہ کرے، اس کے پڑوس میں نہ رہے اور نہ اس سے عورت کا رشتہ لے اور نہ اسے رشتہ دے۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے

(۸۸۵) چند مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

(۱) حمام۔

(۲) شور زدہ زمین۔

(۳) کسی انسان کے مقابل۔

(۴) اس دروازے کے مقابل جو کھلا ہو۔

(۵) سڑک اور گلی کوچے میں بشرطیکہ گزرنے والوں کیلئے باعث زحمت نہ ہو اور اگر انہیں زحمت ہو تو ان کے راستے میں رکاوٹ ڈالنا حرام ہے۔

(۶) آگ اور چراغ کے مقابل۔

(۷) باورچی خانے میں اور ہر اس جگہ جہاں آتش دان ہو۔

(۸) ایسے کنویں اور گڑھے کے مقابل جس میں پیشاب کیا جاتا ہو۔

(۹) جان دار کے فوٹو یا مجسمے کے سامنے مگر یہ کہ اسے ڈھانپ دیا جائے۔

(۱۰) ایسے کمرے میں جس میں جنب شخص موجود ہو۔

(۱۱) جس جگہ فوٹو ہو خواہ وہ نماز پڑھنے والے کے سامنے نہ ہو۔

(۱۲) قبر کے مقابل

(۱۳) قبر کے اوپر

(۱۴) دو قبروں کے درمیان

(۱۵) قبرستان میں۔

(۸۸۶) اگر کوئی شخص لوگوں کی رہگزر پر نماز پڑھ رہا ہو یا کوئی اور شخص اس کے سامنے کھڑا ہو تو نمازی کے لئے مستحب ہے کہ اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے اور اگر وہ چیز لکڑی یا رسی ہو تو بھی کافی ہے۔

مسجد کے احکام

(۸۸۷) مسجد کی زمین، اندرونی اور بیرونی چہت اور اندرونی دیوار کو نجس کرنا حرام ہے اور جس شخص کو پتا چلے کہ ان میں سے کوئی مقام نجس ہو گیا ہے تو ضروری ہے کہ اس کی نجاست کو فوراً دور کرے اور احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ مسجد کی دیوار کے بیرونی حصے کو بھی نجس نہ کیا جائے اور اگر وہ نجس ہو جائے تو نجاست کا ہٹانا لازم نہیں لیکن اگر دیوار کا بیرونی حصہ نجس کرنا مسجد کی بے حرمتی کا سبب ہو تو قطعاً حرام ہے اور اس قدر نجاست کا زائل کرنا کہ جس سے بے حرمتی ختم ہو جائے ضروری ہے۔

(۸۸۸) اگر کوئی شخص مسجد کو پاک کرنے پر قادر نہ ہو یا اسے مدد کی ضرورت ہو جو دستیاب نہ ہو تو مسجد کا پاک کرنا اس پر واجب نہیں لیکن یہ سمجھتا ہو کہ اگر دوسرے کو اطلاع دے گا تو یہ کام ہو جائے گا اور نجاست کو وہاں رہنے دینا بے حرمتی کا باعث ہو تو ضروری ہے کہ اسے اطلاع دے۔

(۸۸۹) اگر مسجد کی کوئی ایسی جگہ نجس ہوگئی ہو جسے کھودے یا توڑے بغیر پاک کرنا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس جگہ کو کھودیں یا توڑیں جب کہ جزوی طور پر کھودنا یا توڑنا پڑے یا بے حرمتی ختم ہونا مکمل طور پر کھودنے یا توڑنے پر موقوف ہو ، ورنہ توڑنے میں اشکال ہے۔ جو جگہ کھودی گئی ہو اسے پُر کرنا اور جو جگہ توڑی گئی ہو اسے تعمیر کرنا واجب نہیں ہے لیکن مسجد کی کوئی چیز مثلاً اینٹ اگر نجس ہوگئی ہو تو ممکنہ صورت میں اسے پاک کر کے ضروری ہے کہ اس کی اصلی جگہ پر لگا دیا جائے۔

(۸۹۰) اگر مسجد غصب کر لی جائے اور اس کی جگہ گھر یا ایسی ہی کوئی چیز تعمیر کر لی جائے یا مسجد اس قدر ٹوٹ پھوٹ جائے کہ اسے مسجد نہ کہا جائے تو اسے نجس کرنا حرام نہیں اور اسے پاک کرنا واجب نہیں۔

(۸۹۱) ائمہ اہل بیت ؑ میں سے کسی امام کا حرم نجس کرنا حرام ہے۔ اگر ان کے حرموں میں سے کوئی حرم نجس ہو جائے اور اس کا نجس رہنا اس کی بے حرمتی کا سبب ہو تو اس کا پاک کرنا واجب ہے بلکہ احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ خواہ بے حرمتی نہ ہوتی ہو تب بھی پاک کیا جائے۔

(۸۹۲) اگر مسجد کی چٹائی یا کاریٹ نجس ہو جائے تو ضروری ہے کہ اسے پاک کریں اور اگر نجس حصے کا کاٹ دینا بہتر ہو تو ضروری ہے کہ اسے کاٹ دیا جائے۔ البتہ ایک قابل توجہ حصے کا کاٹ دینا یا اس طرح پاک کرنا کہ اس میں نقص آجائے محل اشکال ہے سوائے اس کے کہ طہارت کو ترک کر دینا بے حرمتی کا سبب ہو۔

(۸۹۳) اگر کسی عین نجاست یا نجس شدہ چیز کو مسجد میں لے جانے سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہو تو اس کا مسجد میں لے جانا حرام ہے بلکہ احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ اگر بے حرمتی نہ ہوتی ہو تب بھی عین نجاست کو مسجد میں نہ لے جایا جائے سوائے ان چیزوں کے جو انسان کے ساتھ ہی مسجد میں داخل ہو جائیں جیسے زخم کا خون جو بدن یا لباس میں لگا ہوا ہو۔

(۸۹۴) اگر مسجد میں مجلس عزاء کیلئے قنات تانی جائے اور فرش بچھایا جائے اور سیاہ پردے لٹکائے جائیں اور چائے کا سامان اس کے اندر لے جایا جائے تو اگر یہ چیزیں مسجد کیلئے نقصان دہ نہ ہوں اور نماز پڑھنے میں بھی مانع نہ ہوتی ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

(۸۹۵) احتیاطاً واجب یہ ہے کہ مسجد کی سونے سے زینت نہ کریں اور احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ مسجد کو انسان اور حیوان کی طرح جانداروں کی تصویروں سے بھی نہ سجایا جائے۔

(۸۹۶) اگر مسجد ٹوٹ پھوٹ بھی جائے تب بھی نہ تو اسے بیچا جاسکتا ہے اور نہ ہی ملکیت اور سٹرک میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

(۸۹۷) مسجد کے دروازوں ، کھڑکیوں اور دوسری چیزوں کا بیچنا حرام ہے اور اگر مسجد ٹوٹ پھوٹ جائے تب بھی ضروری ہے کہ ان چیزوں کی اسی مسجد کی مرمت کیلئے استعمال کیا جائے اور اگر اس مسجد کے کام کی نہ رہی ہوں تو ضروری ہے کہ کسی دوسری مسجد کے کام میں لایا جائے اور اگر دوسری مسجد وں کے کام کی بھی نہ رہی ہوں تو انہیں بیچا جاسکتا ہے اور جو رقم حاصل ہو وہ بصورت امکان اسی مسجد کی مرمت پر ورنہ کسی دوسری مسجد کی مرمت پر خرچ کی جائے۔

(۸۹۸) مسجد کی تعمیر کرنا اور ایسی مسجد کی مرمت کرنا جو مخدوش ہو مستحب ہے اور اگر مسجد اس قدر مخدوش ہو کہ اس کی مرمت ممکن نہ ہو تو اسے گرا کر دوبارہ تعمیر کیا جاسکتا ہے بلکہ اگر مسجد ٹوٹی پھوٹی نہ ہو تب بھی اسی لوگوں کی ضرورت کی خاطر گرا کر وسیع کیا جاسکتا ہے۔

(۸۹۹) مسجد کو صاف ستھرا رکھنا اور اس میں چراغ جلانا مستحب ہے اور اگر کوئی شخص مسجد میں جانا چاہے تو مستحب ہے کہ خوشبو لگائے اور پاکیزہ اور قیمتی لباس پہنے اور اپنے جوتے کے تلوؤں کے بارے میں تحقیق کرے کہ کہیں نجاست تو نہیں لگی ہوئی نیز یہ کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں اور باہر نکلتے وقت پہلے بائیں پاؤں رکھے اور اسی طرح مستحب ہے کہ سب لوگوں سے پہلے مسجد میں آئے اور سب سے بعد میں نکلے۔

(۹۰۰) جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز تحیت و احترام مسجد کی نیت سے پڑھے اور اگر واجب نماز یا کوئی اور مستحب نماز پڑھی تب بھی کافی ہے۔

(۹۰۱) اگر انسان مجبور نہ ہو تو مسجد میں سونا ، دنیاوی کاموں کے بارے میں گفتگو کرنا اور کوئی کام کاج کرنا اور ایسے اشعار پڑھنا جن میں نصیحت اور کام کی کوئی بات نہ ہو مکروہ ہے نیز مسجد میں تھوکتا ، ناک کی الٹش پھینکنا اور بلغم تھوکتا بھی مکروہ ہے بلکہ بعض صورتوں میں حرام ہے اس کے علاوہ گمشدہ (شخص یا چیز) کو تلاش کرنا اور آواز کو بلند کرنا بھی مکروہ ہے لیکن اذان کیلئے آواز بلند کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔

(۹۰۲) دیوانے کو مسجد میں داخل ہونے دینا مکروہ ہے اور اسی طرح اس بچے کو بھی داخل ہونے دینا مکروہ ہے جو

نمازیوں کیلئے باعثِ زحمت ہو یا احتمال ہو کہ وہ مسجد کو نجس کر دے گا۔ ان دو صورتوں کے علاوہ بچے کو مسجد میں آنے دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بعض اوقات بہتری اسی میں ہوتی ہے اس شخص کا مسجد میں جانا بھی مکروہ ہے جس نے پیاز، لہسن یا ان سے مشابہ کوئی چیز کھائی ہو جس کی بو لوگوں کو ناگوار گزرتی ہو۔

اذان اور اقامت

(۹۰۳) ہر مرد اور عورت کیلئے مستحب ہے کہ روزانہ کی واجب نمازوں سے پہلے اذان اور اقامت کہے اور ایسا کرنا دوسری واجب یا مستحب نمازوں کیلئے مشروع نہیں لیکن عیدِ فطر اور عیدِ قربان سے پہلے جبکہ نمازِ باجماعت پڑھیں تو مستحب ہے کہ تین مرتبہ "الصلوٰۃ" کہیں

(۹۰۴) مستحب ہے کہ بچے کی پیدائش کے پہلے دن یا ناف اکھڑنے سے پہلے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔

(۹۰۵) اذان اٹھارہ جملوں پر مشتمل ہے:

اللَّهُ أَكْبَرُ

چار مرتبہ

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

دو مرتبہ

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

دو مرتبہ

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ

دو مرتبہ

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

دو مرتبہ

حَيَّ عَلَى خَيْرِ الْعَمَلِ

دو مرتبہ

اللَّهُ أَكْبَرُ

دو مرتبہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

دو مرتبہ

اور اقامت کے سترہ جملے ہیں یعنی اذان کی ابتدا سے دو مرتبہ اللَّهُ أَكْبَرُ اور آخر سے ایک مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہے ہو جاتا ہے اور حَيَّ عَلَى خَيْرِ الْعَمَلِ کہنے کے بعد دو دفعہ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کا اضافہ کر دینا ضروری ہے۔

(۹۰۶) أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللَّهِ اذنان اور اقامت کا جزو نہیں ہے۔ لیکن اگر أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ کے بعد قربت کی نیت سے کہا جائے تو اچھا ہے۔

اذان اور اقامت کا ترجمہ

اللَّهُ أَكْبَرُ: یعنی خدائے تعالیٰ اس سے بزرگ تر ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ: یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ یکتا اور بے مثل اللہ کے علاوہ کوئی اور پرستش کے قابل نہیں ہے۔

أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ: یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے پیغمبر اور اسی کی

طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔

أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَلِيُّ اللَّهِ: یعنی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام مومنوں کے امیر اور تمام مخلوق پر اللہ کے ولی ہیں۔

حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ: یعنی نماز کی طرف جلدی کرو۔

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ: یعنی رستگاری کیلئے جلدی کرو۔

حَيَّ عَلَى خَيْرِ الْعَمَلِ: یعنی بہترین کام کیلئے جو نماز ہے جلدی کرو۔

قَدَّامَتِ الصَّلَاةُ : یعنی بالتحقیق نماز قائم ہوگئی۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ: یعنی یکتا اور بے مثل اللہ کے علاوہ کوئی اور پرستش کے قابل نہیں۔

(۹۰۷) ضروری ہے کہ اذان اور اقامت کے جملوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہ ہو اور اگر ان کے درمیان معمول سے زیادہ فاصلہ رکھا جائے تو ضروری ہے کہ اذان اور اقامت دوبارہ شروع سے کہی جائیں۔

(۹۰۸) اگر اذان یا اقامت میں آواز کو گلے میں گھمائے اور کیفیت یہ ہو کہ غنا ہو جائے یعنی اس طرح کہے جیسا کہ لہو و لعب اور کھیل کود کی محفلوں میں آواز نکالنے کا دستور ہے تو وہ حرام ہے اور اگر غنا نہ ہو تو مکروہ ہے۔

(۹۰۹) تمام صورتوں میں جب کہ نمازی مشترک وقت رکھنے والی دو نمازوں کو پے درپے ادا کرے ، اگر اس نے پہلے نماز کیلئے اذان کہی ہو تو بعد والی نماز کیلئے اذان ساقط ہے ۔ خواہ دو نمازوں کا جمع کرنا بہتر نہ ہو یا ہو مثلاً عرفہ کے دن جو نویں ذی الحجہ کا دن ہے ، اگر ظہر کے فضیلت کے وقت میں نماز پڑھے تو ظہر اور عصر کی نمازوں کا جمع کرنا ، چاہے وہ شخص خود میدان عرفات میں نہ ہو اور عید قربان کی رات میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کا جمع کرنا اس شخص کیلئے جو مشعر الحرام میں ہو اور ان نمازوں کو عشاء کے فضیلت والے وقت میں جمع کرے۔ ان صورتوں میں اذان ساقط ہونے کی شرط یہ ہے کہ دو نمازوں کے درمیان زیادہ فاصلہ بولیکن نفل اور تعقیبات پڑھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ان صورتوں میں اذان مشروعیت کی نیت سے نہ کہی جائے بلکہ روز عرفہ اور مشعر والی صورتوں کیلئے بیان شدہ شرائط کے ہوتے ہوئے اذان کہنا خلاف احتیاط ہے اگرچہ مشروعیت کی نیت سے نہ ہو۔

(۹۱۰) اگر نماز جماعت کیلئے اذان اور اقامت کہی جاچکی ہو تو جو شخص اس جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اس کیلئے اذان اور اقامت نہ کہے۔

(۹۱۱) اگر کوئی شخص نماز کیلئے مسجد میں جائے اور دیکھے کہ نماز جماعت ختم ہوچکی ہے تو جب تک صفیں ٹوٹ نہ جائیں اور لوگ منتشر نہ ہوجائیں وہ اپنی نماز کیلئے اذان اور اقامت نہ کہے یعنی ان دونوں کا کہنا مستحب تاکیدی نہیں بلکہ اگر اذان دینا چاہتا ہو تو بہتر یہ ہے کہ بہت آہستہ کہے ۔ اگر دوسری نماز جماعت قائم کرنا چاہتا ہو تو برگز اذان اور اقامت نہ کہے۔

(۹۱۲) پچھلے مسئلے میں مذکورہ صورت کے علاوہ چھ شرطوں کے ساتھ اذان اور اقامت ساقط ہوجاتی ہے ۔

(۱) نماز جماعت مسجد میں ہو اور اگر مسجد میں نہ ہو تو اذان اور اقامت ساقط نہیں ہوگی۔

(۲) اس نماز کیلئے اذان اور اقامت کہی جاچکی ہو۔

(۳) نماز جماعت باطل نہ ہو۔

(۴) اس شخص کی نماز اور نماز جماعت ایک ہی جگہ پر ہو لہذا اگر نماز جماعت مسجد کے اندر پڑھی جائے اور وہ

شخص مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا چاہے تو مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کہے۔

(۵) نماز جماعت ادا ہو ۔ لیکن اس بات کی شرط نہیں کہ خود اس کی نماز بھی فرادی ہونے کی صورت میں ادا ہو۔

(۶) اس شخص کی نماز اور نماز جماعت کا وقت مشترک ہو ۔ مثلاً دونوں نماز ظہر یا دونوں نماز عصر پڑھیں یا نماز ظہر جماعت سے پڑھی جارہی ہو اور وہ شخص نماز عصر پڑھے یا وہ شخص ظہر کی نماز پڑھے اور جماعت کی نماز عصر کی نماز ہو اور اگر جماعت کی نماز غرض آخری وقت میں پڑھی جائے اور وہ چاہے کہ مغرب کی نماز ادا پڑھے تو اذان اور اقامت اس پر سے ساقط نہیں ہوگی۔

(۹۱۳) جو شرطیں سابقہ مسئلے میں بیان کی گئی ہیں اگر کوئی شخص ان میں سے تیسری شرط کے بارے میں شک کرے یعنی اسے شک ہو کہ جماعت کی نماز صحیح تھی یا نہیں تو اس پر سے اذان اور اقامت ساقط ہے لیکن اگر وہ دوسری پانچ شرائط میں سے کسی ایک کے بارے میں شک کرے تو بہتر ہے کہ اذان اور اقامت کہے البتہ اگر جماعت ہو تو ضروری ہے کہ رجاء کی نیت سے کہے۔

(۹۱۴) اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی اذان جو اعلان یا جماعت کی نماز کیلئے کہی جائے ، سنے تو مستحب ہے کہ اس کا جو حصہ سنے خود بھی اسے آہستہ آہستہ دہرائے۔

(۹۱۵) اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کے اذان اور اقامت سنی ہو خواہ اس نے ان جملوں کو دہرایا ہو یا نہ دہرایا ہو تو اگر اس اذان اور اقامت اور اس نماز کے درمیان جو وہ پڑھنا چاہتا ہو زیادہ فاصلہ نہ ہوا ہو اور اذان و اقامت سننے کی ابتداء ہی سے نماز ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنی نماز کیلئے اس اذان اور اقامت پر اکتفاء کرسکتا ہے ۔ لیکن یہ حکم اس نماز جماعت کیلئے محل اشکال ہے کہ جہاں اذان صرف امام جماعت نے یا صرف مامومین نے سنی ہو۔

(۹۱۶) اگر کوئی مرد ، عورت کے اذان کو لذت کے قصد سے سنے تو اس کی اذان ساقط نہیں ہوگی بلکہ عورت کی اذان سن کر اذان کا ساقط ہونا مطلقاً محل اشکال ہے۔

(۹۱۷) ضروری ہے کہ نماز جماعت کی اذان اور اقامت مرد کہے لیکن عورتوں کی نماز جماعت میں اگر عورت اذان اور اقامت کہہ دے تو کافی ہے اور ایسی جماعت میں عورت کے اذان و اقامہ پر اکتفاء کرنا جس کے مرد ، عورت کے محرم ہوں محل اشکال ہے۔

(۹۱۸) ضروری ہے کہ اقامت ، اذان کے بعد کہی جائے علاوہ ازیں اقامت میں معتبر ہے کہ کھڑے ہو کر اور حدت سے پاک ہو کر (وضو یا غسل یا تیمم کر کے) کہی جائے۔

(۹۱۹) اگر کوئی شخص اذان اور اقامت کے جملے بغیر ترتیب کے کہے مثلاً حی علی الفلاح کا جملہ حی علی الصلاة سے پہلے کہے تو ضروری ہے کہ جہاں سے ترتیب بگڑی ہو وہاں سے دوبارہ کہے۔

(۹۲۰) ضروری ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان فاصلہ نہ ہو اور اگر ان کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ جو اذان کہی جاچکی ہے اسے اس اقامت کی اذان شمار نہ کیا جاسکے تو اذان باطل ہے ۔ علاوہ ازیں اگر اذان و اقامت کے اور نماز کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ اذان اور اقامت اس نماز کی اذان اور اقامت شمار نہ ہو تو اذان اور اقامت باطل ہو جائیں گے۔

(۹۲۱) ضروری ہے کہ اذان اور اقامت صحیح عربی میں کہی جائیں لہذا اگر کوئی شخص انہیں غلط عربی کا ایک حرف کی جگہ کوئی دوسرا حرف کہے یا مثلاً ان کا ترجمہ اردو زبان میں کہے تو صحیح نہیں ہے۔

(۹۲۲) ضروری ہے کہ اذان اور اقامت ، نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد کہی جائیں اور اگر کوئی شخص عمدتاً یا بھول کر وقت سے پہلے کہے تو باطل ہے مگر ایسی صورت میں جب کہ وسط نماز میں وقت داخل ہو تو اس نماز پر صحیح کا حکم لگے گا کہ جس کا مسئلہ 732 میں ذکر ہو چکا ہے۔

(۹۲۳) اگر کوئی شخص اقامت کہنے سے پہلے شک کرے کہ اذان کہی ہے یا نہیں تو اذان کہے اور اگر اقامت کہنے میں مشغول ہو جائے اور شک کرے کہ اذان کہی ہے یا نہیں تو اذان کہنا ضروری نہیں۔

(۹۲۴) اگر اذان اور اقامت کہنے کے دوران کوئی جملہ کہنے سے پہلے ایک شخص شک کرے کہ اس نے اس سے پہلے والا جملہ کہا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ جس جملے کی ادائیگی کے بارے میں اسے شک ہوا ہو اسے ادا کرے لیکن اگر اسے اذان یا اقامت کا کوئی جملہ ادا کرنے کے دوران شک ہو کہ اس نے اس سے پہلے والا جملہ کہا ہے یا نہیں تو اس جملے کا کہنا ضروری نہیں۔

(۹۲۵) مستحب ہے کہ اذان کہتے وقت انسان قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور وضو یا غسل کی حالت میں ہو اور ہاتھوں کو کانوں پر رکھے اور آواز بلند کرے اور کھینچے اور اذان کے جملوں کے درمیان قدرے فاصلہ دے اور جملوں کے درمیان باتیں نہ کرے۔

(۹۲۶) مستحب ہے کہ اقامت کہتے وقت انسان کا بدن ساکن ہو اور اذان کے مقابلے میں اقامت آہستہ کہے اور اس کے جملوں کو ایک دوسرے سے ملا نہ دے لیکن اقامت کے جملوں کے درمیان اتنا فاصلہ نہ دے جتنا اذان کے جملوں کے درمیان دیتا ہے۔

(۹۲۷) مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان ایک قدم آگے بڑھے یا تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جائے یا سجدہ کرے یا ذکر کرے یا دعا پڑھے یا تھوڑی دیر کیلئے ساکت ہو جائے یا کوئی بات کرے یا دو رکعت نماز پڑھے لیکن نماز فخر کی اذان اور اقامت کے درمیان کلام کرنا مستحب نہیں ہے۔

(۹۲۸) مستحب ہے کہ جس شخص کو اذان دینے پر مقرر کیا جائے وہ عادل اور وقت شناس ہو ، نیز یہ کہ بلند آہنگ ہو اور اونچی جگہ پر اذان دے۔

نماز کے واجبات

واجبات نماز گیارہ ہیں :

(۱) نیت

(۲) قیام

(۳) تکبیرۃ الاحرام یعنی اللہ اکبر کہنا

(۴) رکوع

(۵) سجود

(۶) قرأت

(۷) ذکر

(۸) تشہد

(۹) سلام

(۱۰) ترتیب

(۱۱) موالات یعنی اجزائے نماز کا بے دریغے بجالانا۔

(۹۲۹) نماز کے واجبات میں سے بعض اس کے رکن ہیں یعنی اگر انسان انہیں بجا نہ لائے تو خواہ ایسا کرنا عمداً ہو یا غلطی سے ہو نماز باطل ہو جاتی ہے اور بعض واجبات رکن نہیں ہیں یعنی اگر وہ غلطی سے چھوٹ جائیں تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

نماز کے ارکان پانچ ہیں

(۱) نیت

(۲) تکبیرۃ الاحرام (یعنی نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا)

(۳) رکوع سے متصل قیام یعنی رکوع میں جانے سے پہلے کھڑا ہونا

(۴) رکوع

(۵) ہر رکعت میں دو سجدے۔ جہاں تک اضافے کا تعلق ہے اگر اضافہ عمداً ہو تو بغیر کسی شرط کے نماز باطل ہے اگر غلطی سے ہو تو رکوع میں یا ایک ہی رکعت کے دو سجدوں میں اضافے سے احتیاط لازم کی بنا پر نماز باطل ہے ورنہ باطل نہیں۔

نیت

(۹۳۰) ضروری ہے کہ انسان نماز قربت کی نیت سے یعنی خداوند عالم کی بارگاہ میں پستی اور خضوع کے اظہار کیلئے پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ نیت کو اپنے دل سے گزارے یا مثلاً زبان سے کہے کہ چار رکعت نماز ظہر پڑھتا ہوں۔
قُرْبَةً إِلَى اللَّهِ۔

(۹۳۱) اگر کوئی شخص ظہر کی نماز میں یا عصر کی نماز میں نیت کرے کہ چار رکعت نماز پڑھتا ہوں لیکن اس امر کا تعین نہ کرے کہ نماز ظہر کی ہے یا عصر کی تو اس کی نماز باطل ہے البتہ اتنا بھی کافی ہے کہ نماز ظہر کو پہلی نماز اور عصر کی نماز کو دوسری نماز کے طور پر معین کرے۔ اسی طرح اگر کسی شخص پر نماز ظہر کی قضا واجب ہو اور وہ اس قضا نماز یا نماز ظہر کو "ظہر کے وقت" میں پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ جو نماز وہ پڑھے نیت میں اس کا تعین کرے۔

(۹۳۲) ضروری ہے کہ انسان شروع سے آخر تک اپنی نیت پر قائم رہے اگر وہ نماز میں اس طرح غافل ہو جائے کہ اگر کوئی پوچھے کہ وہ کیا کر رہا ہے تو اس کی سمجھ میں نہ آئے کہ کیا جواب دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۹۳۳) ضروری ہے کہ انسان فقط خداوند عالم کی بارگاہ میں اپنی پستی کے اظہار کیلئے نماز پڑھے پس جو شخص ریا کرے یعنی لوگوں کو دکھانے کیلئے نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے خواہ یہ نماز پڑھنا فقط لوگوں کو یا خدا اور لوگوں دونوں کو دکھانے کیلئے ہو۔

< اگر کوئی شخص نماز کا کچھ حصہ بھی اللہ تعالیٰ جل شانہ کے علاوہ کسی اور کیلئے بجالائے خواہ وہ حصہ واجب ہو مثلاً سورہ الحمد یا مستحب ہو مثلاً قنوت ، اگر غیر خدا کا یہ قصد پوری نماز میں سرایت کر جائے مثلاً ریا کارانہ اس عمل میں ہو جو اس حصے پر مشتمل ہے یا کیفیت یہ ہو کہ اگر اس حصے کو دوبارہ انجام دیں تو نماز میں ایسا اضافہ ہو جاتا ہو جس سے نماز باطل ہو جاتی ہو ، تو نماز باطل ہے اگر نماز تو خدا کیلئے پڑھے لیکن لوگوں کو دکھانے کیلئے کسی خاص جگہ مثلاً مسجد میں پڑھے یا کسی خاص وقت مثلاً اول وقت میں پڑھے یا کسی خاص قاعدے سے مثلاً باجماعت پڑھے تو اس کی نماز بھی باطل ہے۔

تکبیرۃ الاحرام

(۹۳۵) ہر نماز کے شروع میں اللہ اکبر کہنا واجب اور رکن ہے اور ضروری ہے کہ انسان اللہ کے حروف اور اکبر کے حروف اور اللہ اور اکبر کے الفاظ بے دریغے کہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ یہ دو لفظ صحیح عربی میں کہے جائیں اور اگر کوئی شخص غلط عربی میں کہے یا مثلاً ان کا اردو میں ترجمہ کر کے کہے تو صحیح نہیں ہے۔
(۹۳۶) احتیاط مستحب یہ ہے کہ انسان نماز کی تکبیرۃ الاحرام کو اس چیز سے مثلاً اقامت یا دعا سے جو وہ تکبیر سے پہلے پڑھ رہا ہو نہ ملائے۔

(۹۳۷) اگر کوئی شخص چاہے کہ اللہ اکبر کو اس جملے کے ساتھ جو بعد میں پڑھنا ہو مثلاً بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے ملائے تو بہتر یہ ہے کہ اکبر کے آخری حرف "را" پر پیش دے لیکن احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ واجب نماز میں اسے نہ ملائے۔

(۹۳۸) نماز میں تکبیرۃ الاحرام کہنے وقت ضروری ہے کہ انسان کا بدن ساکن ہو اور گر کوئی شخص جان بوجھ کر اس حالت میں تکبیرۃ الاحرام کہے کہ اس کا بدن حرکت میں ہو تو (اس کی تکبیر) باطل ہے۔

(۹۳۹) ضروری ہے کہ تکبیر، الحمد، سورہ، ذکر اور دعا اتنی آواز سے پڑھے کہ کم از کم خود سن سکے اور اگر اونچا سننے یا بہرہ ہونے کی وجہ سے یا شور و غل کی وجہ سے نہ سن سکے تو اس طرح کہنا ضروری ہے کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو سن لے۔

(۹۴۰) جو شخص کسی بیماری کی بنا پر گونگا ہو جائے یا اس کی زبان میں کوئی نقص ہو جس کی وجہ سے اللہ اکبر نہ کہہ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس طرح کہے اور اگر بالکل ہی نہ کہہ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ دل میں کہے اور اس کیلئے انگلی سے اس طرح اشارہ کرے کہ جو تکبیر سے مناسبت رکھتا ہو اور اگر ہوسکے تو زبان اور ہونٹ کو بھی حرکت دے اور اگر کوئی پیدائشی گونگا ہو تو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی زبان اور ہونٹ کو اس طرح حرکت دے کہ جو کسی شخص کے تکبیر کہنے سے مشابہ ہو اور اس کے لیے اپنی انگلی سے بھی اشارہ کرے۔

(۹۴۱) اچھا ہے کہ انسان تکبیرۃ الاحرام سے پہلے رجا ء کی نیت سے کہے :
يَا مُحَمَّدُ قَدْ آتَاكَ الْمُسَىءُ وَقَدْ أَمَرْتُ الْمُحْسِنَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنِ الْمُسَىءِ وَأَنَا الْمُحْسِنُ وَأَنَا الْمُسَىءُ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَالْمُحَمَّدِ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَالْمُحَمَّدِ وَتَجَاوَزَ عَنْ قَبِيحٍ مَا تَعْلَمُ مِنِّي۔

(یعنی) اے اپنے بندوں پر احسان کرنے والے خدا! یہ گنہگار بندہ تیری بارگاہ میں آیا ہے اور تو نے حکم دیا ہے کہ نیک لوگ گنہگاروں سے درگزر کریں تو احسان کرنے والا ہے اور میں گنہگار ہوں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آل محمد (علیہم السلام) کے طفیل، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور آل محمد (علیہم السلام) پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور میری برائیوں سے جنہیں تو جانتا ہے درگزر فرما۔

(۹۴۲) مستحب ہے کہ نماز کی پہلی تکبیر اور نماز کی درمیانی تکبیریں کہتے وقت ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک لے جائے۔

(۹۴۳) اگر کوئی شخص شک کرے کہ تکبیرۃ الاحرام کہی ہے یا نہیں جب کہ قرأت میں مشغول ہو چکا ہو تو اپنے شک کی پروانہ کرے اور اگر ابھی کچھ نہ پڑھا ہو تو ضروری ہے کہ تکبیر کہے۔

(۹۴۴) اگر کوئی شخص تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد شک کرے کہ صحیح طریقے سے تکبیر کہی ہے یا نہیں تو خواہ اس نے آگے کچھ پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو اپنے شک کی پروانہ کرے۔

قیام یعنی کھڑا ہونا

(۹۴۵) تکبیرۃ الاحرام کہنے کے موقع پر قیام اور رکوع سے پہلے والا قیام متصل برکوع۔ رکن ہے لیکن الحمد وسورہ پڑھنے کے موقع پر قیام اور رکوع کے بعد قیام رکن نہیں ہے جسے اگر کوئی شخص بھول چوک کی وجہ سے ترک کر دے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۹۴۶) تکبیرۃ الاحرام کہنے سے پہلے اور اس کے بعد تھوڑی دیر کیلئے کھڑا ہونا واجب ہے تاکہ یقین ہو جائے کہ تکبیر قیام کی حالت میں کہی گئی ہے۔

(۹۴۷) اگر کوئی شخص رکوع کرنا بھول جائے اور الحمد اور سورہ کے بعد بیٹھ جائے اور پھر اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تو ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے اور رکوع میں جائے۔ لیکن اگر سیدھا کھڑا ہوئے بغیر جھکے ہونے کی حالت میں رکوع کرے تو چونکہ وہ قیام متصل برکوع بجا نہیں لایا اس لیے اس کا یہ رکوع کفایت نہیں کرتا۔

(۹۴۸) جس وقت ایک شخص تکبیرۃ الاحرام یا قرأت کیلئے کھڑا ہو ضروری ہے کہ چل نہ رہا ہو اور کسی طرف نہ جھکے اور احتیاطاً لازم کی بنا پر بدن کو حرکت نہ دے۔ اختیار کی حالت میں کسی جگہ ٹیک نہ لگائے لیکن اگر ایسا کرنا بہ امر مجبوری ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۹۴۹) اگر قیام کی حالت میں کوئی شخص بھولے سے چل پڑے یا کسی طرف جھک جائے یا کسی جگہ ٹیک لگا لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۹۵۰) احتیاطاً واجب یہ ہے کہ قیام کے وقت انسان کے دونوں پاؤں زمین پر ہوں لیکن یہ ضروری نہیں کہ بدن کا بوجھ دونوں پاؤں پر ہو چنانچہ اگر ایک پاؤں پر بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۹۵۱) جو شخص ٹھیک طور پر کھڑا ہوسکتا ہو اگر وہ اپنے پاؤں ایک دوسرے سے اتنے جدارکھے کہ اسے کھڑا ہونا نہ کہا جاسکے تو اس کی نماز باطل ہے بلکہ اگر کھڑا ہونا کہا جاسکے تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ پیروں کو بہت زیادہ کھلا نہ رکھے۔

(۹۵۲) جب انسان نماز میں کوئی واجب ذکر پڑھنے میں مشغول ہو تو ضروری ہے کہ اس کا بدن ساکن ہو اور جب مستحب ذکر میں مشغول ہو تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے اور جس وقت وہ قدرے آگے یا پیچھے ہونا چاہے یا بدن کو دائیں یا بائیں جانب تھوڑی سی حرکت دینا چاہے تو ضروری ہے کہ اس وقت کچھ نہ پڑھے۔

(۹۵۳) اگر متحرک بدن کی حالت میں کوئی شخص مستحب ذکر پڑھے مثلاً رکوع ، سجدے میں جانے کے وقت تکبیر کہے اور اس ذکر کے قصد سے کہے جس کا نماز میں حکم دیا گیا ہے تو وہ ذکر صحیح نہیں لیکن اس کی نماز صحیح ہے ضروری ہے کہ انسان - بِحَوْلِ اللَّهِ وَفُؤْتِهِ أَقْوَمُ وَأَقْدَسُ وقت کہے جب کھڑا ہو رہا ہو۔

(۹۵۴) ہاتھوں اور انگلیوں کو الحمد پڑھتے وقت حرکت دینے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ انہیں بھر بھی حرکت نہ دی جائے۔

(۹۵۵) اگر کوئی شخص الحمد اور سورہ پڑھتے وقت یا تسبیحات پڑھتے وقت بے اختیار اتنی حرکت کرے کہ بدن کے ساکن ہونے کی حالت سے خارج ہوجائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ بدن کے دوبارہ ساکن ہونے پر جو کچھ اس نے حرکت کی حالت میں پڑھا تھا ، دوبارہ پڑھے۔

(۹۵۶) نماز کے دوران اگر کوئی شخص کھڑے ہونے کے قابل نہ رہے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور اگر بیٹھ بھی نہ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ لیٹ جائے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو ضروری ہے کہ کوئی واجب ذکر نہ پڑھے۔

(۹۵۷) جب تک انسان کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو ضروری ہے کہ نہ بیٹھے مثلاً اگر کھڑا ہونے کی حالت میں کسی کا بدن حرکت کرتا ہو یا وہ کسی چیز پر ٹیک لگانے پر یا بدن کو تھوڑا سا ٹیڑھا کرنے پر مجبور ہو تو ضروری ہے کہ جیسے بھی ہوسکے کھڑا ہو کہ نماز پڑھے لیکن اگر وہ کسی طرح بھی کھڑا نہ ہوسکتا ہو تو ضروری ہے کہ سیدھا بیٹھ جائے اور بیٹھ کر نماز پڑھے۔

(۹۵۸) جب تک بیٹھ سکے ضروری ہے کہ وہ لیٹ کر نماز نہ پڑھے اور اگر وہ سیدھا ہو کر نہ بیٹھ سکے تو ضروری ہے کہ پہلو کے بل اس طرح لٹے کہ اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلہ رخ ہو۔ احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ جب تک دائیں پہلو پر لیٹ سکتا ہو بائیں پہلو پر نہ لیٹے اور اگر دونوں طرف لیٹنا ممکن نہ ہو تو پشت کے بل اس طرح لیٹے کہ اس کے تلوے قبلے کی طرف ہوں۔

(۹۵۹) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر وہ الحمد اور سورہ پڑھنے کے بعد کھڑا ہو سکے اور رکوع کھڑا ہو کر بجلا سکے تو ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے اور قیام کی حالت سے رکوع میں جائے اور اگر ایسا نہ کرسکے تو ضروری ہے کہ رکوع بھی بیٹھ کر بجلائے۔

(۹۶۰) جو شخص لیٹ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر وہ نماز کے دوران اس قابل ہوجائے کہ بیٹھ سکے تو ضروری ہے کہ نماز کی جتنی مقدار ممکن ہو بیٹھ کر پڑھے اور اگر کھڑا ہوسکے تو ضروری ہے کہ جتنی مقدار ممکن ہو کھڑا ہو کر پڑھے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہوجائے ضروری ہے کہ کوئی واجب ذکر نہ پڑھے۔

(۹۶۱) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر نماز کے دوران اس قابل ہو جائے کہ کھڑا ہو سکے تو ضروری ہے کہ نماز کی جتنی مقدار ممکن ہو کھڑا ہو کر پڑھے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو جائے ضروری ہے کہ کوئی واجب ذکر نہ پڑھے۔

(۹۶۲) اگر کسی ایسے شخص کو جو کھڑا ہوسکتا ہو یہ خوف ہو کہ کھڑا ہونے سے بیمار ہوجائے گایا اسے کوئی تکلیف ہوگی تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر بیٹھنے سے بھی تکلیف کاثر ہو تو لیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہے اگر جانتا ہو کہ مختصر وقت کیلئے ہی کھڑا ہوپائے گا تو ضروری ہے کہ قیام متصل برکوع کیلئے کھڑا ہو۔

(۹۶۳) اگر انسان آخر وقت تک کھڑے ہو کر نماز کی ادائیگی سے مایوس نہ ہو اور اول وقت میں نماز پڑھ لے اور آخر وقت میں کھڑا ہونے پر قادر ہوجائے تو ضروری ہے کہ وہ دوبارہ نماز پڑھے لیکن اگر کھڑا ہو کر نماز پڑھنے سے مایوس ہو اور اول وقت میں نماز پڑھ لے بعدازاں وہ کھڑے ہونے کے قابل ہو جائے تو ضروری نہیں کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

(۹۶۴) مستحب ہے کہ قیام کی حالت میں جسم سیدھا رکھے ، کندھوں کو نیچے کی طرف ڈھیلا چھوڑ دے ، ہاتھوں کو رانوں پر رکھے ، انگلیوں کو باہم ملا کر رکھے ، نگاہ سجدہ کی جگہ پر مرکوز رکھے ، بدن کا بوجھ دونوں پاؤں پر یکساں ڈالے ، خشوع و خضوع کے ساتھ کھڑا ہو ، پاؤں آگے پیچھے نہ رکھے اور اگر مرد ہو تو پاؤں کے درمیان تین پھیلی

ہوئی انگلیوں سے لے کر ایک بالشت تک کا فاصلہ رکھے اور عورت ہو تو دونوں پاؤں ملا کر رکھے۔

قرأت

- (۹۶۵) ضروری ہے کہ انسان روزانہ کی واجب نمازوں کی پہلی اور دوسری رکعت میں پہلے الحمد اور پھر کسی ایک سورے کی تلاوت کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک مکمل سورے کی تلاوت کرے والضحیٰ اور الم نشرح کی سورتیں اور اسی طرح سورہ فیل اور سورہ قریش احتیاط کی بنا پر نماز میں ایک سورت شمار ہوتی ہیں۔
- (۹۶۶) اگر نماز کا وقت تنگ ہو یا انسان کسی مجبوری کی وجہ سے سورہ نہ پڑھ سکتا ہو مثلاً اسے خوف ہو کہ اگر سورہ پڑھے گا تو چور یا درندہ یا کوئی اور چیز اسے نقصان پہنچائے گی یا اسے کوئی ضروری کام ہو تو اگر وہ چاہے تو سورہ نہ پڑھے بلکہ وقت تنگ ہونیکی صورت میں اور خوف کی بعض حالتوں میں ضروری ہے کہ وہ سورہ نہ پڑھے۔
- (۹۶۷) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر الحمد سے پہلے سورہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہوگی لیکن اگر غلطی سے الحمد سے پہلے سورہ پڑھے اور پڑھنے کے دوران یاد آئے تو ضروری ہے کہ سورہ کو چھوڑ دے اور الحمد پڑھنے کے بعد سورہ شروع سے پڑھے۔
- (۹۶۸) اگر کوئی شخص الحمد اور سورہ یا ان میں سے کسی ایک کا پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں جانے کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔
- (۹۶۹) اگر رکوع کیلئے جھکنے سے پہلے کسی شخص کو یاد آئے کہ اس نے الحمد اور سورہ نہیں پڑھا تو ضروری ہے کہ پڑھے اور اگر یہ یاد آئے کہ سورہ نہیں پڑھا تو ضروری ہے کہ فقط سورہ پڑھے لیکن اگر اسے یاد آئے کہ فقط الحمد نہیں پڑھی تو ضروری ہے کہ پہلے الحمد اور اس کے بعد دوبارہ سورہ پڑھے اور اگر جھک بھی جائے لیکن رکوع کی حد تک پہنچنے سے پہلے یاد آئے کہ الحمد اور سورہ یا فقط سورہ یا فقط الحمد نہیں پڑھی تو ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے اور اسی حکم کے مطابق عمل کرے۔
- (۹۷۰) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر فرض نماز میں ان چار سوروں میں سے کوئی ایک سورہ پڑھے جن میں آیہ سجدہ ہو اور جن کا ذکر مسئلہ ۳۵۴ میں کیا گیا ہے تو واجب ہے کہ آیہ سجدہ پڑھنے کے بعد سجدہ کرے۔ لیکن اگر سجدہ بجلائے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے اور ضروری ہے کہ اسے دوبارہ پڑھے سوائے اس کے اس نے بھولے سے سجدہ کر لیا ہو اور اگر سجدہ نہ کرے تو اپنی نماز جاری رکھ سکتا ہے اگرچہ سجدہ نہ کر کے اس نے گناہ کیا ہے۔
- (۹۷۱) اگر کوئی شخص ایسا سورہ پڑھنا شروع کر دے جس میں سجدہ واجب ہو لیکن آیہ سجدہ پر پہنچنے سے پہلے اسے خیال آجائے تو اس سورے کو چھوڑ کر کوئی اور سورہ پڑھ سکتا ہے اور آیہ سجدہ پڑھنے کے بعد خیال آئے تو ضروری ہے کہ جس طرح سابقہ مسئلہ میں کہا گیا ہے عمل کرے۔
- (۹۷۲) اگر کوئی شخص نماز کے دوران کسی دوسرے کو آیہ سجدہ پڑھتے ہوئے سنے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر واجب نماز پڑھ رہا ہو تو احتیاط کی بنا پر سجدے کا اشارہ کرے اور نماز ختم کرنے کے بعد اس کا سجدہ بجلائے۔
- (۹۷۳) مستحب نماز میں سورہ پڑھنا ضروری نہیں ہے خواہ وہ نماز منت ماننے کی وجہ سے واجب ہی کیوں نہ ہوگئی ہو لیکن اگر کوئی شخص بعض ایسی مستحب نمازیں ان کے احکام کے مطابق پڑھنا چاہے مثلاً نماز و حشت کہ جن میں مخصوص سورتیں پڑھنی ہوتی ہیں تو ضروری ہے کہ وہی سورتیں پڑھے۔
- (۹۷۴) جمعہ کی نماز میں اور جمعہ کے دن فجر ، ظہر اور عصر کی نمازوں اور شب جمعہ کی عشاء کی نماز میں پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورہ منافقون پڑھنا مستحب ہے اگر کوئی شخص جمعہ کے دن کی نمازوں میں ان میں سے کوئی ایک سورہ پڑھنا شروع کر دے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ نہیں پڑھ سکتا۔
- (۹۷۵) اگر کوئی شخص الحمد کے بعد سورہ اخلاص یا سورہ کافرون پڑھنے لگے تو وہ اسے چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ نہیں پڑھ سکتا البتہ اگر نماز جمعہ یا جمعہ کے دن کی نمازوں میں بھول کر سوہ جمعہ اور سوہ منافقون کی بجائے ان دو سورتوں میں سے کوئی سورہ پڑھے تو انہیں چھوڑ سکتا ہے اور سورہ جمعہ اور سورہ منافقون پڑھ سکتا ہے اور احتیاط یہ ہے کہ اگر نصف تک پڑھ چکا ہو تو پھر ان سوروں کو نہ چھوڑے۔
- (۹۷۶) اگر کوئی شخص جمعہ کی نماز میں یا جمعہ کے دن کی نمازوں میں جان بوجھ کر سورہ اخلاص یا سورہ کافرون پڑھے تو خواہ وہ نصف تک نہ پہنچا ہو احتیاط واجب کی بنا پر انہیں چھوڑ کر سوہ جمعہ اور سوہ منافقون نہیں پڑھ سکتا۔
- (۹۷۷) اگر کوئی شخص نماز میں سورہ اخلاص یا سورہ کافرون کے علاوہ کوئی دوسرا سورہ پڑھے تو جب تک نصف تک نہ پہنچا ہو اسے چھوڑ سکتا ہے اور دوسرا سورہ پڑھ سکتا ہے نصف تک پہنچنے کے بعد بغیر کسی وجہ کے اس سورہ

کو چھوڑ کر دوسرا سورہ پڑھنا احتیاط کی بنا پر جائز نہیں۔

(۹۷۸) اگر کوئی شخص کسی سورے کا کچھ حصہ بھول جائے یا بہ امر مجبوری مثلاً وقت کی تنگی یا کسی اور وجہ سے اسے مکمل نہ کر سکے تو وہ اس سورہ کو چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ پڑھ سکتا ہے خواہ نصف تک ہی پہنچ چکا ہو یا وہ سورہ اخلاص یا سورہ کافرون ہی ہو اور بھول جانے کی صورت میں جتنی مقدار پڑھ چکا ہے اس پر بھی اکتفا کر سکتا ہے۔

(۹۷۹) مرد پر احتیاط کی بنا پر واجب ہے کہ صبح، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں الحمد اور سورہ بلند آواز سے پڑھے اور مرد اور عورت دونوں پر احتیاط کی بنا پر واجب ہے کہ نماز ظہر و عصر میں الحمد اور سورہ آہستہ پڑھیں۔

(۹۸۰) احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ مرد صبح، مغرب اور عشاء کی نماز میں خیال رکھے کہ الحمد اور سورہ کے تمام کلمات حتیٰ کہ ان کے آخری حرف تک بلند آواز سے پڑھے۔

(۹۸۱) صبح، مغرب اور عشاء کی نماز میں عورت الحمد اور سورہ بلند آواز سے یا آہستہ جیسا چاہے پڑھ سکتی ہے لیکن اگر نامحرم اس کی آواز سن رہا ہو اور اس کا سننا حرام ہو تو احتیاط کی بنا پر آہستہ پڑھے۔ اور کیفیت یہ ہو کہ اسے اپنی آواز سننا حرام ہو تو ضروری ہے کہ آہستہ پڑھے اور اگر جان بوجھ کر بلند آواز سے پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۹۸۲) اگر کوئی شخص جس نماز کو بلند آواز سے پڑھنا ضروری ہے اسے عمدتاً آہستہ پڑھے یا جو نماز آہستہ پڑھنی ضروری ہے اسے عمدتاً بلند آواز سے پڑھے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر بھول جانے کی وجہ سے یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ایسا کرے تو صحیح ہے۔ نیز الحمد اور سورہ پڑھنے کے دوران بھی اگر وہ متوجہ ہو جائے کہ اس سے غلطی ہوئی ہے تو ضروری نہیں کہ نماز کا جو حصہ پڑھ چکا ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

(۹۸۳) اگر کوئی شخص الحمد اور سورہ پڑھنے کے دوران اپنی آواز معمول سے زیادہ بلند کرے مثلاً ان سورتوں کو ایسے پڑھے جیسے کہ فریاد کر رہا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۹۸۴) انسان کیلئے ضروری ہے کہ نماز کی قرأت کو صحیح پڑھے اور جو شخص کسی طرح بھی پورے سورہ الحمد کو صحیح نہ پڑھ سکتا ہو تو جس طرح بھی پڑھ سکتا ہو پڑھے جب کہ الحمد کی صحیح پڑھی جانے والی مقدار بھی ایک قابل تو جہ مقدار ہو۔ لیکن اگر وہ مقدار بہت کم ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر قرآن کے دوسرے سوروں میں سے جس قدر صحیح پڑھ سکتا ہو اس کے ساتھ ملا کر پڑھے اور اگر ایسا نہ کر سکتا ہو تو تسبیح کو اس کے ساتھ ملا کر پڑھے اور اگر کوئی شخص الحمد کے بعد پڑھے جانے والے پورے سورہ کو نہ سیکھ سکتا ہو تو ضروری نہیں کہ اس کے بدلے کچھ پڑھے ہر حال میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کو جماعت کے ساتھ بجالائے۔

(۹۸۵) اگر کسی کو الحمد اچھی طرح یاد نہ ہو تو ضروری ہے کہ اپنی ذمہ داری ادا کرنے کی کوشش کرے چاہے اس طرح سے کہ الحمد سیکھ لے، کوئی اسے پڑھوائے اور وہ پڑھے، نماز جماعت میں کسی کی اقتداء کر لے یا شک کی صورت میں نماز کو دہرائے اور اگر وقت تنگ ہو اور وہ اس طرح نماز پڑھ جیسا کہ گذشتہ مسئلے میں کہا گیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر الحمد نہ سیکھنے میں اس کا اپنا قصور ہو تو اگر ممکن ہو تو عذاب سے بچنے کیلئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھے۔

(۹۸۶) واجبات نماز سکھانے کی اجرت لینا احتیاط کی بنا پر حرام ہے لیکن مستحبات نماز سکھانے کی اجرات لینا جائز ہے۔

(۹۸۷) اگر کوئی شخص الحمد اور سورہ کا کوئی لفظ جان بوجھ کر یا جہل تقصیری کی وجہ سے نہ پڑھے یا ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف کہے مثلاً ض کی بجائے ذ یا ز کہے یا زیر و زبر کا اس طرح خیال نہ رکھے کہ غلط ہو جائے یا تشدید نہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۹۸۸) اگر انسان نے کوئی لفظ جس طرح یاد کیا ہو اسے صحیح سمجھتا ہو اور نماز میں اسی طرح پڑھے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ اس نے غلط پڑھا ہے تو اس کیلئے نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔

(۹۸۹) اگر کوئی شخص کسی لفظ کے زیر اور زیر سے واقف نہ ہو یا یہ نہ جانتا ہو کہ وہ لفظ (ہ) سے ادا کرنا چاہے یا (ح) سے تو ضروری ہے کہ کسی بھی طرح اپنی ذمہ داری پوری کر دے مثلاً سیکھ لے یا نماز کو جماعت سے پڑھ لے یا ایسے لفظ کو دو (یا دو سے زائد) طریقوں سے ادا کرے تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے صحیح طریقے سے بھی پڑھ لیا ہے البتہ اس طریقے میں اس کی نماز اسی صورت میں صحیح ہو سکتی ہے کہ غلط اد کئے جانے والے جملے کو قرآن یا ذکر کہا جاسکے۔

(۹۹۰) علمائے تجوید کا کہنا ہے کہ اگر کسی لفظ میں واؤ ہو اور اس لفظ سے پہلے والے حرف پر پیش ہو اور اس لفظ میں

واؤ کے بعد والا حرف ہمزہ ہو مثلاً سُوئُو پڑھنے والے کو چاہئیے کہ اس واؤ کو مد کے ساتھ کھینچ کر پڑھے اسی طرح اگر کسی لفظ میں الف ہو اور اس لفظ میں الف سے پہلے والے حرف پر زبر ہو اور اس لفظ میں الف کے بعد والا حرف ہمزہ ہو مثلاً جَاءَ تو ضروری ہے کہ اس لفظ کے الف کو کھینچ کر پڑھے۔ اگر کسی لفظ میں (ی) ہو اور اس لفظ میں (ی) سے پہلے حرف والے پر زبر ہو اور اس لفظ میں (ی) کے بعد والا حرف ہمزہ ہو مثلاً حی ء تو ضروری ہے کہ (ی) کو مد کے ساتھ پڑھے اور اگر ان حروف واؤ الف اور یا کے بعد ہمزہ کے بجائے کوئی ساکن حرف ہو یعنی اس پر زبر ، زیر یا پیش (میں سے کوئی حرکت) نہ ہو تب بھی ان تینوں حروف کو مد کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ لیکن ظاہراً ایسے معاملے کو مد کے ساتھ پڑھنے ضروری ہے لیکن ظاہراً ایسے معاملے میں قرأت کا صحیح ہونا مد پر موقوف نہیں لہذا جو طریقہ بتایا گیا ہے اگر کوئی اس پر عمل نہ کرے تب بھی اس کی نماز صحیح ہے لیکن ولا الضالین جیسے الفاظ میں جہاں تشدید اور الف کا پوری طور پر ادا ہونا مختصر مد پر موقوف ہے ضروری ہے کہ الف کو تھوڑا سا کھینچ کر پڑھے۔

(۹۹۱) احتیاط مستحب یہ ہے کہ انسان نماز میں وقف بحرکت اور وصل بکسون نہ کرے اور وقف بحرکت کے معنی یہ ہیں کہ کسی لفظ کے آخر میں زیر ، زبر اور پیش پڑھے اور اس لفظ اور اس کے بعد کے لفظ کے درمیان فاصلہ دے۔ مثلاً کہے الرحمن الرحیم اور الرحیم کے میم کو زیر دے اور اس کے بعد قدرے فاصلہ دے اور کہے مالک یوم الدین اور وصل مسکون بسکون کے معنی یہ ہیں کہ کسی لفظ کی زیر ، زبر یا پیش نہ پڑھے اور اس لفظ کو بعد کے لفظ سے جوڑ دے۔ مثلاً یہ کہے الرحمن الرحیم اور الرحیم کے میم کو زیر نہ دے اور فوراً مالک یوم الدین کہے۔

(۹۹۲) نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں فقط ایک دفعہ الحمد یا ایک دفعہ تسبیحات اربعہ پڑھی جاسکتی ہے یعنی نماز پڑھنے والا ایک دفعہ کہے۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اور بہتر یہ ہے کہ تین دفعہ کہے۔ وہ ایک رکعت میں الحمد اور دوسری رکعت میں تسبیحات بھی پڑھ سکتا ہے بہتر یہ ہے کہ دونوں رکعتوں میں تسبیحات پڑھے۔ (۹۹۳) اگر وقت تنگ ہو تو ضروری ہے کہ تسبیحات اربعہ ایک دفعہ پڑھے اور اگر اس قدر وقت بھی نہ ہو تو ایک دفعہ سبحان الله کہنا کافی ہے۔

(۹۹۴) احتیاط کی بنا پر مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے کہ نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد یا تسبیحات اربعہ آہستہ پڑھیں۔

(۹۹۵) اگر کوئی شخص تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد پڑھی تو واجب نہیں کہ اس کی بسم الله بھی آہستہ پڑھے لیکن مقتدی کیلئے احتیاط واجب یہ ہے کہ بسم الله بھی آہستہ پڑھے۔

(۹۹۶) جو شخص تسبیحات یاد نہ کر سکتا ہو یا انہیں ٹھیک ٹھیک نہ پڑھ سکتا ہو تو ضروری ہے کہ وہ تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد پڑھے۔

(۹۹۷) اگر کوئی شخص نماز کی پہلی دو رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ آخری دو رکعتیں ہیں تسبیحات پڑھے لیکن رکوع سے پہلے اسے صحیح صورت کا پتا چل جائے تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر اسے رکوع کے دوران یا رکوع کے بعد پتا چلے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۹۹۸) اگر کوئی شخص نماز کی آخری دو رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ پہلی دو رکعتیں ہیں الحمد پڑھے یا نماز کی پہلی دو رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ آخری دو رکعتیں ہیں الحمد پڑھے تو اسے صحیح صورت کا خواہ رکوع سے پہلے پتا چلے یا بعد میں اس کی نماز صحیح ہے۔

(۹۹۹) اگر کوئی شخص تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد پڑھنا چاہتا ہو لیکن تسبیحات اس کی زبان پر آجائیں یا تسبیحات پڑھنا چاہتا ہو لیکن الحمد اس کی زبان پر آجائے تو اگر اس کے پڑھنے کا بالکل ارادہ نہ تھا تو ضروری ہے کہ اسے چھوڑ کر دو بارہ الحمد یا تسبیحات پڑھے لیکن اگر بطور کلی بلا ارادہ نہ ہو جیسے کہ اس کی عادت وہی کچھ پڑھنے کی ہو جو اس کی زبان پر آیا ہے تو وہ اسی کو تمام کر سکتا ہے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۰۰۰) جس شخص کی عادت تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات پڑھنے کی ہو اگر وہ اپنی عادت سے غفلت برتے اور اپنے وظیفے کی ادائیگی کی نیت سے الحمد پڑھنے لگے تو وہی کافی ہے اور اس کے لیے الحمد یا تسبیحات دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

(۱۰۰۱) تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات کے بعد استغفار کرنا مستحب ہے مثلاً کہے استغفر الله ربی واتوب الیہ یا کہے اللهم اغفر لی اور اگر نماز پڑھنے والا استغفار پڑھنے اور رکوع کیلئے جھکنے سے پہلے شک کرے کہ اس نے حمد یا تسبیحات کو پڑھایا نہیں تو ضروری ہے کہ حمد یا تسبیحات پڑھے اور اگر استغفار پڑھ رہا ہو یا اس سے فارغ ہو چکا ہو اور اسے شک ہو جائے کہ اس نے الحمد یا تسبیحات پڑھی ہیں یا نہیں تو بھی احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ الحمد یا تسبیحات پڑھے۔

(۱۰۰۲) اگر تیسری یا چوتھی رکعت کے رکوع میں یارکوع میں جاتے ہوئے شک کرے کہ اس نے الحمد یا تسبیحات پڑھی ہیں یا نہیں تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۰۰۳) اگر نماز پڑھنے والا شک کرے کہ آیا اس نے کوئی آیت یا لفظ درست پڑھا ہے یا نہیں مثلاً شک کرے کہ قل ہو اللہ احد درست پڑھا ہے یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے لیکن اگر احتیاطاً وہی آیت یا جملہ دوبارہ صحیح طریقے سے پڑھ دے تو کوئی حرج نہیں اور اگر کئی بار بھی شک کرے تو کئی بار پڑھ سکتا ہے ہاں اگر وسوسے کی حد تک پہنچ جائے تو بہتر ہے کہ پھر تکرار نہ کرے۔

(۱۰۰۴) مستحب ہے کہ پہلی رکعت میں الحمد پڑھنے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم کہے اور ظہر اور عصر کی پہلی اور دوسری رکعتوں میں بسم اللہ بلند آواز سے کہے اور الحمد اور سورہ کا ہر لفظ واضح طور پر پڑھے اور ہر آیت کے آخر پر وقف کرے یعنی اسے بعد والی آیت کے ساتھ نہ ملایا اور الحمد اور سورہ پڑھتے وقت آیات کے معنوں کی طرف توجہ رکھے۔ اگر جماعت سے نماز پڑھ رہا ہو تو امام جماعت کے سورہ الحمد ختم کرنے کے بعد اور اگر فرادی نماز پڑھ رہا ہو تو سورہ الحمد پڑھنے کے بعد کہے الحمد للہ رب العلمین اور سورہ قل ہو اللہ احد پڑھنے کے بعد ایک یاد و یا تین دفعہ کذالک اللہ ربی یا تین دفعہ کذالک اللہ ربنا کہے اور سورہ پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر رکے اور اس کے بعد رکوع سے پہلے کی تکبیر کہے یا قنوت پڑھے۔

(۱۰۰۵) مستحب یہ ہے کہ تمام نمازوں کی پہلی رکعت میں سورہ قدر اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھے۔

(۱۰۰۶) پنجگانہ نمازوں میں سے کسی ایک نماز میں بھی انسان کا سورہ اخلاص کا نہ پڑھنا مکروہ ہے۔

(۱۰۰۷) ایک ہی سانس میں سورہ قل ہو اللہ احد کا پڑھنا مکروہ ہے۔

(۱۰۰۸) جو سورہ انسان پہلی رکعت میں پڑھے اسی کا دوسری رکعت میں پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر سورہ اخلاص دونوں رکعتوں میں پڑھے تو مکروہ نہیں ہے۔

نماز کے واجبات ۲

رکوع

(۱۰۰۹) ضروری ہے کہ ہر رکعت میں قرأت کے بعد اس قدر جھکے کہ اپنی تمام انگلیوں، من جملہ انگوٹھے کے سرے گھنٹے پر رکھ سکے اس عمل کو رکوع کہتے ہیں۔

(۱۰۱۰) اگر رکوع جتنا جھک جائے لیکن اپنی انگلیوں کے سرے گھنٹوں پر نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۱۱) اگر کوئی شخص رکوع عام طریقے کے مطابق نہ بجالائے مثلاً بائیں یا دائیں جانب جھک جائے یا گھنٹے آگے کو بڑھا لے تو خواہ اس کے ہاتھ گھنٹوں تک پہنچ بھی جائیں اس کا رکوع صحیح نہیں ہے۔

(۱۰۱۲) ضروری ہے کہ جھکنا رکوع کی نیت سے ہو لہذا اگر کسی اور کام کیلئے مثلاً کسی جانور کو مارنے کیلئے جھکے تو اسے رکوع نہیں سمجھ سکتا بلکہ ضروری ہے کہ کھڑا ہو اور دوبارہ رکوع کیلئے جھکے اور اس عمل کی وجہ سے رکن میں اضافہ نہیں ہوتا اور نماز باطل نہیں ہوتی۔

(۱۰۱۳) جس شخص کے ہاتھ یا گھنٹے دوسرے لوگوں کے ہاتھوں اور گھنٹوں سے مختلف ہوں مثلاً اس کے ہاتھ اتنے لمبے ہوں کہ اگر معمولی سا بھی جھکے تو گھنٹوں تک پہنچ جائیں یا اس کے گھنٹے دوسرے لوگوں کے گھنٹوں کے مقابلے میں نیچے ہوں اور اسے ہاتھ گھنٹوں تک پہنچانے کیلئے بہت زیادہ جھکنا پڑتا ہو تو ضروری ہے کہ اتنا جھکے جتنا عموماً لوگ جھکتے ہیں۔

(۱۰۱۴) جو شخص بیٹھ کر رکوع کر رہا ہو اسے اس قدر جھکنا ضروری ہے کہ اس کا چہرہ اس کے گھنٹوں کے بالمقابل جا پہنچے اور بہتر ہے کہ اتنا جھکے کہ اس کا چہرہ سجدے کی جگہ کے بالمقابل جا پہنچے۔

(۱۰۱۵) بہتر یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں رکوع میں تین دفعہ سبحان اللہ یا ایک دفعہ سبحان ربی العظیم وحمدہ کہے اگرچہ کوئی بھی ذکر کافی ہے جو احتیاطاً واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اتنی ہی مقدار میں ہو لیکن وقت کی تنگی اور مجبوری کی حالت میں ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا ہی کافی ہے جو شخص سبحان ربی العظیم کو اچھی طرح نہ پڑھ سکتا ہو ضروری ہے کہ کوئی اور ذکر مثلاً تین بار سبحان اللہ کہے۔

(۱۰۱۶) ذکر رکوع مسلسل اور صحیح عربی میں پڑھنا ضروری ہے اور مستحب ہے کہ اسے تین یا پانچ یا سات دفعہ بلکہ اس سے بھی زیارت پڑھا جائے۔

(۱۰۱۷) رکوع کی حالت میں ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا بدن ساکن ہو نیز ضروری ہے کہ وہ اپنے اختیار سے بدن کو اس طرح حرکت نہ دے کہ اس پر ساکن ہونا صادق نہ آئے حتیٰ کہ احتیاطاً کی بنا پر اگر وہ واجب ذکر میں مشغول

نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے اور اگر جان بوجھ کر اس ٹھہراؤ کا خیال نہ رکھے تو چاہے سکون کی حالت میں ذکر ادا کر لے احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۱۸) اگر نماز پڑھنے والا اس وقت جب کہ رکوع کا واجب ذکر ادا کر رہا ہو بھولے سے بے اختیار اتنی حرکت کرے کہ بدن کے سکون کی حالت میں ہونے سے خارج ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ بدن کے سکون حاصل کرنے کے بعد دوبارہ ذکر کو بجلائے لیکن اگر اتنی کم حرکت کرے کہ بدن کے سکون میں ہونے کی حالت سے خارج نہ ہو یا انگلیوں کو حرکت دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۰۱۹) اگر نماز پڑھنے والا اس سے پیشتر کہ رکوع جتنا جھکے اور اس کا بدن سکون حاصل کرے جان بوجھ کر ذکر رکوع پڑھنا شروع کر دے تو اس کی نماز باطل ہے سوائے اس کے کہ سکون کے عالم میں دوبارہ ذکر ادا کر دے۔ البتہ اگر بھولے سے ہو تو ذکر کو دوبارہ ادا کرنا ضروری نہیں۔

(۱۰۲۰) اگر ایک شخص واجب ذکر کے ختم ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سر رکوع سے اٹھالے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر سہواً سر اٹھالے تو ذکر دہرانا ضروری نہیں۔

(۱۰۲۱) اگر ایک شخص ذکر کی مقدار کے مطابق حتیٰ کہ ایک سبحان اللہ کہنے کی حد تک ہی رکوع کی حالت میں چاہے سکون کے بغیر ہی سہی، نہ رہ سکتا ہو تو ذکر کہنا ضروری نہیں ہے البتہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ذکر کہے چاہے اس کا باقی ماندہ حصہ رکوع سے اٹھتے ہوئے قربت مطلقہ کی نیت سے کہے یا اس سے پہلے ہی ذکر کہنا شروع کر دے۔

(۱۰۲۲) اگر کوئی شخص مرض وغیرہ کی وجہ سے رکوع میں اپنا بدن ساکن نہ رکھ سکے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن ضروری ہے کہ رکوع کی حالت سے خارج ہونے سے پہلے واجب ذکر اس طریقے سے ادا کرے جیسے اوپر بیان کیا گیا ہے۔

(۱۰۲۳) جب کوئی شخص رکوع کیلئے نہ جھک سکتا ہو تو ضروری ہے کہ کسی چیز کا سہارا لے کر رکوع بجلائے اور اگر سہارے کے ذریعے بھی معمول کے مطابق رکوع نہ کرسکے تو ضروری ہے کہ اس قدر جھکے کہ عرفاً اسے رکوع کہا جاسکے اور اگر اس قدر نہ جھک سکے تو ضروری ہے کہ رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرے۔

(۱۰۲۴) جس شخص کو رکوع کیلئے سر سے اشارہ کرنا ضروری ہو اگر وہ اشارہ کرنے پر قادر نہ ہو تو ضروری ہے کہ رکوع کی نیت کے ساتھ آنکھوں کو بند کرے اور ذکر رکوع پڑھے اور رکوع سے اٹھنے کی نیت سے آنکھوں کو کھول دے اور اگر اس قابل بھی نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر دل میں رکوع کی نیت کرے اور اپنے ہاتھ سے رکوع کیلئے اشارہ کرے اور ذکر رکوع پڑھے اور اس صورت میں اگر ممکن ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کیفیت کے ساتھ ساتھ بیٹھ کر رکوع کیلئے اشارہ بھی کرے۔

(۱۰۲۵) جو شخص کھڑے ہو کر رکوع نہ کرسکے لیکن جب بیٹھا ہوا ہو تو رکوع کیلئے جھک سکتا ہو تو ضروری ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور رکوع کیلئے سر سے اشارہ کرے۔ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایک دفعہ پھر نماز پڑھے اور اس کے رکوع کے وقت بیٹھ جائے اور رکوع کیلئے جھک جائے۔

(۱۰۲۶) اگر کوئی شخص رکوع کی حد تک پہنچنے کے بعد جان بوجھ کر سر کو اٹھالے اور دوبارہ رکوع کرنے کی حد تک جھکے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۲۷) ضروری ہے کہ ذکر رکوع ختم ہونے کے بعد سیدھا کھڑا ہو جائے اور احتیاط واجب کی بنا پر جب اس کا بدن سکون حاصل کر لے تو اس کے بعد سجدے میں جائے اور اگر جان بوجھ کر کھڑا ہونے سے پہلے سجدے میں چلا جائے تو اس کی نماز باطل ہے اسی طرح اگر بدن کے سکون حاصل کرنے سے پہلے سجدے میں چلا جائے تو بھی احتیاط واجب کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۱۰۲۸) اگر کوئی شخص رکوع ادا کرنا بھول جائے اور اس سے پیشتر کہ سجدے کی حالت میں پہنچے اسے یاد آجائے تو ضروری ہے کہ کھڑا ہو جائے اور پھر رکوع میں جائے۔ جھکے ہوئے ہونے کی حالت میں اگر رکوع کی جانب لوٹ جائے تو کافی نہیں۔

(۱۰۲۹) اگر کسی شخص کو پیشانی زمین پر رکھنے کے بعد یاد آئے کہ اس نے رکوع نہیں کیا تو اس کیلئے ضروری ہے کہ لوٹ جائے اور کھڑا ہونے کے بعد رکوع بجلائے۔ اگر اسے دوسرے سجدے میں یاد آئے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۳۰) مستحب ہے کہ انسان رکوع میں جانے سے پہلے جب سیدھا کھڑا ہو تکبیر کہے رکوع میں گھٹنوں کو پیچھے کی طرف دھکیلے، پیٹھ کو ہموار رکھے گردن کو کھینچ کر پیٹھ کے برابر رکھے، دونوں پاؤں کے درمیان دیکھے، ذکر سے پہلے یا بعد میں درود پڑھے اور جب رکوع کے بعد اٹھے اور سیدھا کھڑا ہو تو بدن کے سکون کی حالت میں ہوتے ہوئے

سمع الله لمن حمده کہے۔

(۱۰۳۱) عورتوں کیلئے مستحب ہے کہ رکوع میں ہاتھ کو گھٹنوں سے اوپر رکھیں اور گھٹنوں کو پیچھے کی طرف نہ دھکیلیں۔

سجود

(۱۰۳۲) نماز پڑھنے والے کیلئے ضروری ہے کہ واجب اور مستحب نمازوں کی ہر رکعت میں رکوع کے بعد دو سجدے کرے سجدہ یہ ہے کہ خاص مشکل میں پیشانی کو خضوع کی نیت سے زمین پر رکھے اور نماز کے سجدے کی حالت میں واجب ہے کہ دونوں ہتھیلیاں ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے زمین پر رکھے جائیں۔ احتیاط واجب کی بنا پر پیشانی سے مراد پیشانی کا درمیانی حصہ ہے یہ وہ مستطیل ہے جو پیشانی کے درمیانی حصے میں دو ابروؤں سے لے کر سر کے بال اگنے کے مقام تک ، دو فرضی خط کھینچنے پر بنے گا۔

(۱۰۳۳) دو سجدے مل کر ایک رکن ہیں اور اگر کوئی شخص واجب نماز میں بھولے سے یا مسئلے سے لاعلمی کی بنا پر ایک رکعت میں دونوں سجدے ترک کر دے تو اس کی نماز باطل ہے اسی طرح اگر بھول کر یا جہل قصوری کی وجہ سے ایک رکعت میں دو سجدوں کا اضافہ کرے تو احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔ (جہل قصوری یہ ہوتا ہے کہ انسان کے پاس اپنی لاعلمی کا معقول عذر موجود ہو)

(۱۰۳۴) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ایک سجدہ کم یا زیادہ کر دے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر سہواً ایک سجدہ کم یا زیادہ کرے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔ ہاں کم ہونے کی صورت کا حکم ، سجدہ سہو کے احکام میں بیان کیا جائے گا۔

(۱۰۳۵) جو شخص پیشانی زمین پر رکھ سکتا ہو اگر جان بوجھ کر یا سہواً پیشانی زمین پر نہ رکھے تو خواہ بدن کے دوسرے حصے زمین سے لگ بھی گئے ہوں تو اس نے سجدہ نہیں کیا لیکن اگر وہ پیشانی زمین پر رکھ دے اور سہواً بدن کے دوسرے حصے زمین پر نہ رکھے یا سہواً ذکر نہ پڑھے تو اس کا سجدہ صحیح ہے۔

(۱۰۳۶) بہتر یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں سجدے میں تین دفعہ سبحان اللہ یا ایک دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ پڑھے اور ضروری ہے کہ یہ جملے مسلسل اور صحیح عربی میں کہے جائیں اور ظاہر یہ ہے کہ کسی بھی ذکر کا پڑھنا کافی ہے لیکن احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اتنی ہی مقدار میں ہو اور مستحب ہے کہ سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ تین یا پانچ یا سات دفعہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ پڑھے۔

(۱۰۳۷) سجدے کی حالت میں ضروری ہے کہ نمازی کا بدن ساکن ہو اور حالت اختیار میں اسے اپنے بدن کو اس طرح حرکت نہیں دینا چاہئے کہ سکون کی حالت سے نکل جائے اور جب واجب ذکر میں مشغول نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۱۰۳۸) اگر اس سے پیشتر کہ پیشانی زمین سے لگے اور بدن سکون حاصل کر لے کوئی شخص جان بوجھ کر ذکر سجدہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے ، سوائے اس کے کہ سکون میں آنے کے بعد دوبارہ ذکر پڑھے اور اگر ذکر ختم ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سر سجدے سے اٹھالے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۳۹) اگر اس سے پیشتر کہ پیشانی زمین پر لگے کوئی شخص سہواً ذکر سجدہ پڑھے اور اس سے پیشتر کہ سر سجدے سے اٹھائے اسے پتا چل جائے کہ اس نے غلطی کی ہے تو ضروری ہے کہ ساکن ہو جائے اور دوبارہ ذکر پڑھے۔ ہاں اگر پیشانی زمین پر لگ چکی ہو اور بدن ساکن ہونے سے پہلے بھولے سے ذکر پڑھا ہو تو دہرانا ضروری نہیں۔

(۱۰۴۰) اگر کسی کو سر سجدے سے اٹھالینے کے بعد پتا چلے کہ اس نے ذکر سجدہ ختم ہونے سے پہلے سر اٹھالیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۰۴۱) جس وقت کوئی شخص ذکر سجدہ پڑھ رہا ہو اگر وہ جان بوجھ کر سات اعضائے سجدہ میں سے کسی ایک کو زمین پر سے اٹھائے اور اس کا یہ عمل اس آرام و سکون کے برخلاف ہو جس کا سجدے میں ہونا ضروری ہے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی یہی حکم احتیاط واجب کی بنا پر اس وقت ہے جب ذکر پڑھنے میں مشغول نہ ہو۔

(۱۰۴۲) اگر ذکر سجدہ ختم ہونے سے پہلے کوئی شخص سہواً پیشانی زمین پر سے اٹھالے تو اسے دوبارہ زمین پر نہیں رکھ سکتا اور ضروری ہے کہ اسے ایک سجدہ شمار کرے لیکن اگر دوسرے اعضا سہواً زمین پر سے اٹھالے تو ضروری ہے کہ انہیں دوبارہ زمین پر رکھے اور ذکر پڑھے۔

(۱۰۴۳) پہلے سجدے کا ذکر ختم ہونے کے بعد ضروری ہے کہ بیٹھ جائے حتیٰ کہ اس کا بدن سکون حاصل کر لے اور پھر دوبارہ سجدے میں جائے۔

(۱۰۴۴) نماز پڑھنے والے کی پیشانی رکھنے کی جگہ گھٹنوں اور پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند یا پست نہیں ہونی چاہئے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی پیشانی کی جگہ اس کے کھڑے ہونے کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ نیچی یا اونچی بھی نہ ہو۔

(۱۰۴۵) اگر کسی ایسی ڈھلوان جگہ میں اگرچہ اس کا جھکاؤ صحیح طور پر معلوم نہ ہو نماز پڑھنے والے کی پیشانی کی جگہ اس کے گھٹنوں اور پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند یا پست ہو تو اس کی نماز محل اشکال ہے۔

(۱۰۴۶) اگر نماز پڑھنے والا اپنی پیشانی کو غلطی سے ایک ایسی چیز پر رکھ دے جو گھٹنوں اور اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند ہو اور ان کی بلندی اس قدر ہو کہ یہ نہ کہہ سکیں کہ سجدے کی حالت میں ہے تو ضروری ہے کہ سر کو اٹھائے اور ایسی چیز پر جس کی بلندی چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ نہ ہو رکھے اور اگر اس کی بلندی اس قدر ہو کہ کہہ سکیں کہ سجدے کی حالت میں ہے اور واجب ذکر پڑھنے کے بعد متوجہ ہو تو سر سجدے سے اٹھا کر نماز کو تمام کرسکتا ہے اگر واجب ذکر پڑھنے سے پہلے متوجہ ہو تو ضروری ہے کہ پیشانی کو اس چیز سے کھینچ کر اس چیز پر رکھی کہ جس کی بلندی چار ملی ہوئی انگلیوں کے برابر یا اس سے کم ہو اور واجب ذکر پڑھے اور اگر پیشانی کو کھینچنا ممکن نہ ہو تو واجب ذکر کو اسی حالت میں پڑھے اور نماز کو تمام کرے اور ضروری نہیں کہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

(۱۰۴۷) ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کی پیشانی اور اس چیز کے درمیان جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے کوئی دوسری چیز نہ ہو پس اگر سجدہ گاہ اتنی میلی ہو کہ پیشانی سجدہ گاہ کو نہ چھوئے تو اس کا سجدہ باطل ہے لیکن اگر سجدہ گاہ کا رنگ تبدیل ہو گیا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۴۸) ضروری ہے کہ سجدے میں دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھے اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ ممکن صورت میں پوری ہتھیلیوں کو زمین پر رکھے لیکن مجبوری کی حالت میں ہاتھوں کی پشت بھی زمین پر رکھے تو کوئی حرج نہیں اور اگر ہاتھوں کی پشت بھی زمین پر رکھنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ ہاتھوں کی کلائیوں زمین پر رکھے اور اگر انہیں بھی نہ رکھ سکے تو پھر کہنی تک جو حصہ بھی ممکن ہو زمین پر رکھے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر بازو کا رکھنا کافی ہے۔

(۱۰۴۹) سجدے میں ضروری ہے کہ پاؤں کے دونوں انگوٹھے زمین پر رکھے لیکن ضروری نہیں کہ دونوں انگوٹھوں کے سرے زمین پر رکھے بلکہ ان کا ظاہری یا باطنی حصہ بھی رکھے تو کافی ہے اگر پاؤں کی دوسری انگلیاں یا پاؤں کا اوپر والا حصہ زمین پر رکھے یا ناخن لمبے ہونے کی بنا پر انگوٹھے زمین پر نہ لگیں تو نماز باطل ہے اور جس شخص نے کوتاہی اور مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اپنی نمازیں اس طرح پڑھی ہوں ضروری ہے کہ انہیں دوبارہ پڑھے۔

(۱۰۵۰) جس شخص کے پاؤں کے انگوٹھوں کے سروں سے کچھ حصہ گٹا ہوا ہو تو ضروری ہے کہ جتنا باقی ہو وہ زمین پر رکھے اور اگر انگوٹھوں کا کچھ حصہ بھی نہ بچا ہو یا اتنا کم بچا ہو کہ اسے کسی بھی طرح زمین یا کسی اور چیز پر رکھنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ باقی انگلیوں کو زمین پر رکھے اور اگر اس کی کوئی بھی انگلی نہ ہو تو پاؤں کا جتنا حصہ بھی باقی بچا ہو اسے زمین پر رکھے۔

(۱۰۵۱) اگر کوئی شخص معمول کے خلاف سجدہ کرے مثلاً سینے اور پیٹ کو زمین پر ٹکائے یا پاؤں کو کچھ لمبا کر دے چنانچہ اگر کہا جائے کہ اس نے سجدہ کیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر کہا جائے کہ لیٹ گیا ہے اور اس پر سجدہ کرنا صادق نہ آتا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۵۲) سجدہ گاہ یا دوسری چیز جس پر نماز پڑھنے والا سجدے کرے ضروری ہے کہ جتنی مقدار پر سجدہ صحیح ہے اتنی مقدار پاک ہو لیکن اگر مثال کے طور پر سجدہ گاہ کو نجس فرش پر رکھ دے یا سجدہ گاہ کی ایک طرف نجس ہو اور وہ پیشانی پاک طرف رکھے یا سجدہ گاہ کے اوپر کی طرف کچھ حصہ پاک اور کچھ حصہ نجس ہو لیکن پیشانی کو نجس نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۰۵۳) اگر نماز پڑھنے والے کی پیشانی پر پھوڑا یا زخم یا اس طرح کی کوئی چیز ہو جس کی بنا پر وہ پیشانی زمین پر بغیر زور لگانے بھی نہ رکھ سکتا ہو مثلاً اگر وہ پھوڑا پوری پیشانی کو نہ گھیرے ہوئے ہو تو ضروری ہے کہ پیشانی کے صحت مند حصے سے سجدہ کرے اور اگر پیشانی کی صحت مند جگہ پر سجدہ کرنا اس بات پر موقوف ہو کہ زمین کو کھودے اور پھوڑے کو گڑھے میں اور صحت مند جگہ کی اتنی مقدار زمین پر رکھے کہ سجدے کیلئے کافی ہو تو ضروری ہے کہ اس کام کو انجام دے۔ (پیشانی کے معنی سجود کے مسائل کی ابتداء میں بیان کئے جاچکے ہیں۔)

(۱۰۵۴) اگر پھوڑا یا زخم تمام پیشانی پر (جس کے معنی بیان کئے جاچکے ہیں) پھیلا ہوا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر

ضروری ہے کہ پیشانی کی دونوں اطراف کو ، جو پیشانی کے باقی ماندہ حصے یا کسی ایک جانب کو جس طرح بھی ممکن ہو زمین پر رکھے اور اگر یہ نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے چہرے کے کچھ حصہ سے سجدہ کرے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ اگر ٹھوڑی سے سجدہ کر سکتا ہو تو ٹھوڑی سے سجدہ کرے اور اگر نہ کر سکتا ہو تو پیشانی کے دونوں اطراف میں سے ایک طرف سے سجدہ کرے اور اگر چہرے سے سجدہ کرنا کسی طرف بھی ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ سجدے کیلئے اشارہ کرے۔

(۱۰۵۵) جو شخص بیٹھ سکتا ہو لیکن پیشانی زمین پر نہ رکھ سکتا ہو، اگر اتنا جھک سکتا ہو جسے عرفاً سجدہ کرنا کہا جاسکے تو ضروری ہے کہ اتنا جھکے اور سجدہ گاہ یا کسی دوسری چیز کو جس پر سجدہ صحیح ہو کسی بلند چیز پر رکھے اور اپنی پیشانی اس پر رکھے لیکن ضروری ہے کہ اگر ممکن ہو تو ہتھیلیوں اور گھٹنوں اور پاؤں کے انگوٹھوں کو معمول کے مطابق زمین پر رکھے۔

(۱۰۵۶) مذکورہ فرض میں اگر کوئی ایسی بلند چیز نہ ہو جس پر نماز پڑھنے والا سجدہ گاہ یا کوئی دوسری چیز جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو رکھ سکے اور کوئی شخص بھی نہ ہو جو مثلاً سجدہ گاہ کو اٹھائے اور پکڑے تاکہ وہ شخص اس پر سجدہ کرے تو ضروری ہے کہ سجدہ گاہ یا دوسری چیز کو جس پر سجدہ کرنا ہو ہاتھ سے اٹھائے اور اس پر سجدہ کرے۔ (۱۰۵۷) اگر کوئی شخص بالکل ہی سجدہ نہ کر سکتا ہو اور جتنا جھک سکتا ہو اسے سجدہ نہ کہا جاسکتا ہو تو ضروری ہے کہ سجدے کیلئے سر سے اشارہ کرے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ آنکھوں سے اشارہ کرے اور اگر آنکھوں سے بھی اشارہ نہ کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ دل میں سجدے کی نیت کرے اور احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ ہاتھ وغیرہ سے سجدے کیلئے اشارہ بھی کرے اور واجب ذکر ادا کرے۔

(۱۰۵۸) اگر کسی شخص کی پیشانی بے اختیار سجدے کی جگہ سے اٹھ جائے تو ضروری ہے کہ حتی الامکان اسے دوبارہ سجدے کی جگہ پر نہ جانے دے قطع نظر اس کے کہ اس نے سجدے کا ذکر پڑھا ہو تو یہ ایک سجدہ شمار ہوگا۔ اگر سر کو نہ روک سکے اور بے اختیار دوبارہ سجدے کی جگہ پہنچ جائے تو وہی ایک سجدہ شمار ہوگا۔ لیکن اگر واجب ذکر ادا نہ کیا ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ ذکر ادا کرے لیکن ضروری ہے کہ اسے قربت مطلقہ کی نیت سے کہے اور اس کے جزو نماز ہونے کا قصد نہ کرے۔

(۱۰۵۹) جہاں انسان کیلئے تقیہ کرنا ضروری ہے وہاں وہ قالین یا اس طرح کی چیز پر سجدہ کر سکتا ہے اور یہ ضروری نہیں کہ نماز کیلئے کسی دوسری جگہ جائے یا نماز کو اس لیے موخر کرے کہ اسی جگہ پر تقیہ کا سبب ختم ہونے کے بعد نماز ادا کرے۔ لیکن اگر اسی مقام پر چٹائی یا کسی دوسری چیز جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اگر وہ اس طرح سجدہ کرے کہ تقیہ کی مخالفت نہ ہوتی ہو تو ضروری ہے کہ پھر وہ قالین یا اس سے ملتی جلتی چیز پر سجدہ نہ کرے (۱۰۶۰) اگر کوئی شخص (پرنڈوں کے) پروں سے بھرے گدے یا اسی قسم کی کسی دوسری چیز پر سجدہ کرے جس پر جسم سکون کی حالت میں نہ رہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۰۶۱) اگر انسان کیچڑ والی زمین پر نماز پڑھنے پر مجبور ہو اور بدن اور لباس کا آلودہ ہو جانا اس کیلئے مشقت کا موجب نہ ہو تو ضروری ہے کہ سجدہ اور تشہد معمول کے مطابق بجا لائے اگر ایسا کرنا مشقت کا موجب ہو تو قیام کی حالت میں سجدے کے لئے سر سے اشارہ کرے، کھڑے ہو کر پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہوگی۔

(۱۰۶۲) پہلی رکعت میں اور مثلاً نماز ظہر ، نماز عصر اور نماز عشاء کی تیسری رکعت میں جس میں تشہد نہیں ہے احتیاط واجب یہ ہے کہ انسان دوسرے سجدے کے بعد ٹھوڑی دیر کیلئے سکون سے بیٹھے اور پھر کھڑا ہو۔

وہ چیزیں جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے

(۱۰۶۳) سجدہ زمین پر اور ان چیزوں پر کرنا ضروری ہے کہ جو کھائی اور پہنی نہ جاتی ہوں اور زمین سے اُگتی ہوں۔ مثلاً لکڑی اور درختوں کے پتوں پر سجدہ کرے۔ کھانے اور پہننے کی چیزوں مثلاً گندم ، جوار کپاس پر اور ان چیزوں پر جو زمین کے اجزاء شمار نہیں ہوتیں مثلاً سونے ، چاندی اور اسی طرح کی دوسری چیزوں پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے لیکن تارکول اور رفت (جو کہ گھٹیا قسم کا ایک تارکول ہے) کو مجبوری کی حالت میں دوسری چیزوں کے مقابلے میں کہ جن پر سجدہ کرنا صحیح نہیں سجدے کیلئے اولیت دے۔

(۱۰۶۴) انگوڑ کے پتوں پر سجدہ کرنا جب کہ وہ کچے ہوں اور انہیں معمولاً کھایا جاتا ہو جائز نہیں اس صورت کے علاوہ ان پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۶۵) جو چیزیں زمین سے اُگتی ہیں اور حیوانات کی خوراک ہیں مثلاً گھاس اور بھوسا ان پر سجدہ کرنا صحیح ہے۔

(۱۰۶۶) جن پھولوں کو کھایا نہیں جاتا ان پر سجدہ صحیح ہے بلکہ ان کھانے کی دواؤں پر بھی سجدہ صحیح ہے جو زمین

سے اگتی ہیں انہیں کوٹ کر یا ابال کران کا پانی پیتے ہیں ، مثلاً گل بنفشہ اور گل گاؤ زبان ، پر بھی سجدہ صحیح ہے۔ (۱۰۶۷) ایسی گھاس جو بعض شہروں میں کھائی جاتی ہو اور بعض شہروں میں کھائی تو نہ جاتی ہو لیکن وہاں اسے اشیائے خوردنی میں شمار کیا جاتا ہو اس پر سجدہ صحیح نہیں اور احتیاط کی بنا پر کچے پھلوں پر بھی سجدہ کرنا صحیح نہیں۔

(۱۰۶۸) چونے کے پتھر اور جیسم پر سجدہ کرنا صحیح ہے بلکہ پختہ جیسم اور چونے اور اسی طرح اینٹ اور مٹی کے پے ہوئے برتنوں پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۱۰۶۹) اگر لکھنے کے کاغذ کو ایسی چیز سے بنایا جائے کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے مثلاً لکڑی اور بھوسے سے تو اس پر سجدہ کیا جاسکتا ہے اور اسی طرح اگر روئی یا کتان سے بنایا گیا ہو تو بھی اس پر سجدہ کرنا صحیح ہے لیکن اگر ریشم یا ابریشم اور اسی طرح کی کسی چیز سے بنایا گیا ہو تو اس پر سجدہ صحیح نہیں ہے ٹشو پیپر پر سجدہ صرف اسی صورت میں صحیح ہے جب انسان کو معلوم ہو کہ اسے ایسی چیز سے بنایا گیا ہے جس پر سجدہ صحیح ہے۔ (۱۰۷۰) سجدے کیلئے خاک شفا سب چیزوں سے بہتر ہے اس کے بعد مٹی مٹی کے بعد پتھر اور پتھر کے بعد گھاس ہے۔ (۱۰۷۱) اگر کسی پاس ایسی چیز نہ ہو جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے یا اگر ہو لیکن شدید سردی یا گرمی وغیرہ کی وجہ سے اس پر سجدہ نہ کر سکتا ہو تو ایسی صورت میں تارکول اور زفت کو سجدے کیلئے دوسری چیزوں پر اولیت حاصل ہے لیکن اگر ان پر سجدہ کرنا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اپنے لباس یا کسی دوسری چیز پر کہ حالت اختیار میں جس پر سجدہ جائز نہیں سجدہ کرے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ جب تک اپنے کپڑوں پر سجدہ ممکن ہو کسی دوسری چیز پر سجدہ نہ کرے۔

(۱۰۷۲) کیچڑ پر اور ایسی نرم مٹی پر جس پر پیشانی سکون سے نہ ٹک سکے سجدہ کرنا باطل ہے۔ (۱۰۷۳) اگر پہلے سجدے میں سجدہ گاہ پیشانی سے چیک جائے تو ضروری ہے کہ دوسرے سجدے کیلئے اسے چھڑالے۔ (۱۰۷۴) جس چیز پر سجدہ کرنا ہو اگر نماز پڑھنے کے دوران وہ گم ہو جائے اور نماز پڑھنے والے کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو تو جو ترتیب مسئلہ 1071 میں بتائی گئی ہے اس پر عمل کرے خواہ وقت تنگ ہو یا ابھی اتنا وقت ہو کہ نماز توڑ کر دوبارہ پڑھی جاسکے۔

(۱۰۷۵) جب کسی شخص کو سجدے کی حالت میں پتا چلے کہ اس نے اپنی پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھی ہے جس پر سجدہ کرنا باطل ہے چنانچہ واجب ذکر ادا کرنے کے بعد متوجہ ہو تو سرسجدے سے اٹھائے اور اپنی نماز جاری رکھے اور اگر واجب ذکر ادا کرنے سے پہلے متوجہ ہو تو ضروری ہے کہ اپنی پیشانی کو کھینچ کر اس چیز پر کہ جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے لائے اور واجب ذکر پڑھے لیکن اگر پیشانی لانا ممکن نہ ہو تو اسی حال میں واجب ذکر ادا کر سکتا ہے اور اس کی نماز دونوں صورتوں میں صحیح ہے۔

(۱۰۷۶) اگر کسی شخص کو سجدے کے بعد پتا چلے کہ اس نے اپنی پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھی ہے جس پر سجدہ کرنا باطل ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۰۷۷) اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ کرنا حرام ہے عوام میں سے بعض لوگ جو ائمہ علیہم السلام کے مزارات مقدسہ کے سامنے پیشانی زمین پر رکھتے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی نیت سے ایسا کریں تو کوئی حرج نہیں ورنہ محل اشکال ہے۔

سجدہ کے مستحبات اور مکروہات

(۱۰۷۸) چند چیزیں سجدے میں مستحب ہیں :

- (۱) جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہو وہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد مکمل طور پر کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے بعد پوری طرح بیٹھ کر سجدہ میں جانے کیلئے تکبیر کہے۔
 - (۲) سجدے میں جاتے وقت مرد پہلے اپنی ہتھیلیاں اور عورت اپنے گھٹنے کو زمین پر رکھے۔
 - (۳) نمازی ناک کو سجدہ گاہ یا کسی ایسی چیز پر رکھے جس پر سجدہ کرنا درست ہو۔
 - (۴) نمازی سجدے کی حالت میں ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر کانوں کے پاس اس طرح رکھے کہ ان کے سرے رو ہوں۔
 - (۵) سجدے میں دعا کرے اللہ تعالیٰ سے حاجت طلب کرے اور یہ دعا پڑھے:
- يَا خَيْرَ الْمُسْئِلِينَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِينَ اَرْزُقْنِي وَاَرْزُقْ عِيَالِي مِنْ فَضْلِكَ فَانْكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝
- (یعنی) اے سب میں سے بہتر جن سے کہ مانگا جاتا ہے اور اے ان سب سے برتر جو عطا کرتے ہیں مجھے اور میرے اہل و عیال کو اپنے فضل و کرم سے رزق عطا فرما کیونکہ تو ہی فضل عظیم کا مالک ہے۔

- (۶) سجدے کے بعد بائیں ران پر بیٹھ جائے اور دائیں پاؤں کا اوپر والا حصہ (یعنی پشت) بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے۔
- (۷) ہر سجدے کے بعد جب بیٹھ جائے اور بدن کو سکون حاصل ہو جائے تو تکبیر کہے۔
- (۸) پہلے سجدے کے بعد جب بدن کو سکون حاصل ہو جائے تو - اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ کہے۔
- (۹) سجدہ زیادہ دیر تک انجام دے اور بیٹھنے کے وقت ہاتھوں کو رانوں پر رکھے۔
- (۱۰) دوسرے سجدے میں جانے کیلئے بدن کے سکون کی حالت میں اللہ اَكْبَر کہے۔
- (۱۱) سجدوں میں درود پڑھے۔
- (۱۲) سجدے سے قیام کیلئے اٹھتے وقت پہلے گھٹنوں کو لگائیں اور ان کے بعد ہاتھوں کو زمین سے اٹھائے۔
- (۱۳) مرد کہنیوں اور پیٹ کو زمین سے نہ لگائیں نیز بازوؤں کو پہلو سے جدا رکھیں۔
- عورتیں کہنیاں اور پیٹ زمین پر رکھیں اور بدن کے اعضاء کو ایک دوسرے سے ملائیں۔ ان کے علاوہ دوسرے مستحبات بھی ہیں جن کا ذکر مفصل کتابوں میں موجود ہے۔
- (۱۰۷۹) سجدے میں قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے اور سجدے کی جگہ کو گرد و غبار جھاڑنے کیلئے پھونک مارنا بھی مکروہ ہے بلکہ اگر پھونک مارنے کی وجہ سے دو حرف بھی منہ سے عمداً نکل جائیں تو احتیاط کی بنا پر نماز باطل ہے اور ان کے علاوہ اور مکروہات کا ذکر بھی مفصل کتابوں میں آیا ہے۔

قرآن مجید کے واجب سجدے

- (۱۰۸۰) قرآن مجید کی چار سورتوں یعنی سورہ سجدة آیت 15 ، سورہ فصلت آیت 37 ، سورہ والنجم آیت 62 اور سورہ علق آیت 19 میں سجدہ ہے جسے اگر انسان پڑھے یا سنے تو آیت ختم ہونے کے بعد فوراً سجدہ کرنا ضروری ہے اور اگر سجدہ کرنا بھول جائے تو جب بھی اسے یاد آئے سجدہ کرے ہاں اگر آیہ سجدہ غیر اختیاری حالت میں سنے تو سجدہ واجب نہیں ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سجدہ کیا جائے۔
- (۱۰۸۱) اگر انسان سجدے کی آیت سننے کے وقت خود بھی وہ آیت پڑھے تو ضروری ہے کہ دو سجدے کرے۔
- (۱۰۸۲) اگر نماز کے علاوہ سجدے کی حالت میں کوئی شخص آیہ سجدہ پڑھے یا سنے تو ضروری ہے کہ سجدے سے سرتٹھائے اور دوبارہ سجدہ کرے۔
- (۱۰۸۳) اگر انسان سوئے ہوئے شخص یا دیوانے یا ایسے بچے سے جو قرآن کی پہچان نہیں رکھتا ، سجدے کی آیت سنے یا اس پر کان دھرے تو سجدہ واجب ہے لیکن اگر گراما فون یا ٹیپ ریکارڈ سے سنے تو سجدہ واجب نہیں اور سجدے کی آیت ریڈیو پر ٹیپ ریکارڈ کے ذریعے نشر کی جائے تب بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ریڈیو اسٹیشن سے براہ راست نشریات میں سجدے کی آیت پڑھے اور انسان اسے ریڈیو پر سنے تو سجدہ واجب ہے۔
- (۱۰۸۴) قرآن کا واجب سجدہ کرنے کیلئے احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ انسان کی جگہ غصبی نہ ہو اور احتیاط مستحب کی بنا پر اس کے پیشانی رکھنے کی جگہ اس کے گھٹنوں اور پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہونی انگلیوں سے زیادہ اونچی یا نیچی نہ ہو لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس نے وضو یا غسل کیا ہو یا قبلہ رخ ہو یا اپنی شرمگاہ کو چھپائے یا اس کا بدن اور پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہو اس کے علاوہ جو شرائط نماز پڑھنے والے کے لباس کیلئے ضروری ہیں وہ شرائط قرآن مجید کا واجب سجدہ ادا کرنے والے کے لباس میں شرط نہیں ہیں۔
- (۱۰۸۵) احتیاط واجب یہ ہے کہ قرآن مجید کے واجب سجدے میں انسان اپنی پیشانی سجدہ گاہ یا کسی ایسی چیز پر رکھے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اور احتیاط مستحب کی بنا پر بدن کے دوسرے اعضاء زمین پر اس طرح رکھے جس طرح نماز کے سلسلے میں بتایا گیا ہے۔
- (۱۰۸۶) جب انسان قرآن مجید کا واجب سجدہ کرنے کے ارادے سے پیشانی زمین پر رکھ دے تو خواہ وہ کوئی ذکر نہ بھی پڑھے تب بھی کافی ہے اور ذکر کا پڑھنا مستحب ہے اور بہتر ہے کہ یہ پڑھے :
- لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَقًّا ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِيْمَانًا وَتَّوْبَةً ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عُبُوْدِيَّةً وَرِقًّا ، سَجَدْتُ لَكَ يَا رَبِّ تَعْبُدًا وَرِقًّا ، مُسْتَكْفِرًا وَ لَا مُسْتَكْبِرًا ، بَلْ اَنَا عَبْدٌ ذَلِيْلٌ ضَعِيْفٌ خَائِفٌ مُّسْتَجِيْرٌ۔

تشہد

- (۱۰۸۷) سب واجب اور مستحب نمازوں کی دوسری رکعت میں ، نماز مغرب کی تیسری رکعت میں اور ظہر عصر اور عشاء کی چوتھی رکعت میں انسان کیلئے ضروری ہے کہ دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ جائے اور بدن کے سکون کی حالت میں تشہد پڑھے یعنی کہے :

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَرَسُولُهُ
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
تو بھی کافی ہے۔ نماز وتر میں بھی تشہد پڑھنا ضروری ہے۔

(۱۰۸۸) ضروری ہے کہ تشہد کے جملے صحیح عربی میں اور معمول کے مطابق مسلسل کہے جائیں۔
(۱۰۸۹) اگر کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول جائے اور کھڑا ہو جائے اور رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ اس نے تشہد نہیں
پڑھا تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور پھر دوبارہ کھڑا ہو اور اس رکعت میں جو کچھ پڑھنا ضروری ہے
پڑھے اور نماز ختم کرے احتیاط مستحب کی بنا پر نماز کے بعد بے جا قیام کیلئے دو سجدہ سہو بجالائے اور اگر اسی رکوع
میں یا اس کے بعد یاد آئے تو ضروری ہے کہ نماز تمام کرے اور نماز کے سلام کے بعد احتیاط مستحب کی بنا پر تشہد کی
قضا کرے۔ ضروری ہے کہ بھولے ہوئے تشہد کیلئے دو سجدہ سہو بجالائے۔

(۱۰۹۰) مستحب ہے کہ تشہد کی حالت میں انسان بائیں ران پر بیٹھے اور دائیں پاؤں کی پشت کو بائیں پاؤں کے تلوے پر
رکھے اور تشہد سے پہلے کہے۔ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ يَا كَهِ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَخَيْرُ الْأَسْمَاءِ لِلّٰهِ اور یہ بھی مستحب ہے کہ ہاتھ
رانوں پر رکھے اور انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ ملائے اور اپنے دامن پر نگاہ ڈالے اور تشہد میں صلوات کے بعد کہے۔
وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ۔

(۱۰۹۱) مستحب ہے کہ عورتیں تشہد پڑھتے وقت اپنی رانیں ملا کر رکھیں۔

نماز کا سلام

(۱۰۹۲) نماز کی آخری رکعت کے تشہد کے بعد جب نمازی بیٹھا ہو اور اس کا بدن سکون کی حالت میں ہو تو مستحب ہے
کہ وہ کہے۔ اَلْسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ اور اس کے بعد ضروری ہے کہ کہے۔ اَلْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اور احتیاط
مستحب یہ ہے کہ اَلْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کے جملے کے ساتھ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ کے جملے کا اضافہ کرے یا یہ کہے۔ اَلْسَّلَامُ عَلَيْنَا
وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ لیکن اگر اس سلام کو پڑھے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے بعد اَلْسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بھی کہے۔
(۱۰۹۳) اگر کوئی شخص نماز کا سلام کہنا بھول جائے اور اسے ایسے وقت یاد آئے جب ابھی نماز کی شکل ختم نہ ہوئی ہو
اور اس نے کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو جسے عمداً یا سہواً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہو مثلاً قبلے کی طرف پیٹھ کرنا
تو ضروری ہے کہ سلام کہے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۰۹۴) اگر کوئی شخص نماز کا سلام کہنا بھول جائے اور اسے ایسے وقت یاد آئے جب نماز کی شکل ختم ہو گئی ہو یا اس
نے کوئی ایسا کام کیا ہو جسے عمداً یا سہواً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے مثلاً قبلے کی طرف پیٹھ کرنا تو اس کی نماز
صحیح ہے۔

ترتیب

(۱۰۹۵) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز کی ترتیب الٹ دے مثلاً الحمد سے پہلے سورہ پڑھے یا رکوع سے پہلے
سجدے بجالائے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(۱۰۹۶) اگر کوئی شخص نماز کا کوئی رکن بھول جائے اور اس کے بعد کارکن بجالائے مثلاً رکوع کرنے سے پہلے
سجدے بجالائے تو اس کی نماز احتیاط کی بنا پر باطل ہو جاتی ہے۔

(۱۰۹۷) اگر کوئی شخص نماز کا کوئی رکن بھول جائے اور ایسی چیز بجالائے جو اس کے بعد ہو اور رکن نہ ہو مثلاً اس
سے پہلے کہ دو سجدے کرے تشہد پڑھے تو ضروری ہے کہ رکن بجالائے اور جو کچھ بھول کر اس سے پہلے پڑھا ہوا
سے دوبارہ پڑھے۔

(۱۰۹۸) اگر کوئی ایک ایسی چیز بھول جائے جو رکن نہ ہو اور اس کے بعد کارکن بجالائے مثلاً الحمد بھول جائے اور
رکوع میں چلا جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۰۹۹) اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز بھول جائے جو رکن نہ ہو اور اس چیز کو بجالائے جو اس کے بعد ہو اور وہ بھی
رکن نہ ہو مثلاً الحمد بھول جائے اور سورت پڑھے تو ضروری ہے کہ جو چیز بھول گیا ہو وہ بجالائے اور اس کے بعد
وہ چیز جو بھول کر پہلے پڑھی ہو دوبارہ پڑھے۔

(۱۱۰۰) اگر کوئی شخص پہلا سجدہ اس خیال سے بجالائے کہ دوسرا سجدہ ہے یا دوسرا سجدہ اس خیال سے بجالائے کہ
پہلا سجدہ ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس کا پہلا سجدہ ، پہلا سجدہ اور دوسرا سجدہ دوسرا سجدہ شمار ہوگا۔

موالات

(۱۱۰۱) ضروری ہے کہ انسان نماز موالات کے ساتھ پڑھے یعنی نماز کے افعال مثلاً رکوع سجود اور تشہد تو اتر اور تسلسل کے ساتھ بجالائے اور جو چیزیں بھی نماز میں پڑھے معمول کے مطابق ہے درپے پڑھے اور اگر ان کے درمیان اتنا فاصلہ ڈالے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۱۰۲) اگر کوئی شخص نماز میں سہواً حروف یا جملوں کے درمیان فاصلہ دے اور فاصلہ اتنا نہ ہو کہ نماز کی صورت برقرار نہ رہے تو اگر وہ ابھی بعد والے رکن میں مشغول نہ ہو ا ہو تو ضروری ہے کہ وہ حروف یا جملے معمول کے مطابق پڑھے اور اگر بعد کی کوئی چیز پڑھی جاچکی ہو تو ضروری ہے کہ اسے دہرائے اور اگر بعد کے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۰۳) رکوع و سجود کو لمبا کرنے اور نماز میں لمبی لمبی سورتیں پڑھنے سے موالات پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

قنوت

(۱۱۰۴) تمام و ا جب اور مستحب نمازوں میں دو سرے رکعت کے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے لیکن نماز شفع میں ضروری ہے کہ اسے رجا کی نیت سے پڑھے اور نماز وتر میں بھی باوجود اس کے کہ ایک رکعت کی ہوتی ہے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے نماز جمعہ کی ہر رکعت میں ایک قنوت نماز آیات میں پانچ قنوت نماز عید الفطر و قربان کی دونوں رکعتوں میں ملا کر چند قنوت ہیں جس کی تفصیل کا تذکرہ اپنے مقام پر آئے گا

(۱۱۰۵) مستحب ہے کہ قنوت پڑھتے وقت ہاتھ چہرے کے سامنے اور ہتھیلیاں ایک دوسری کے ساتھ ملا کر آسمان کی طرف رکھے اور انگوتھوں کے علاوہ باقی انگلیوں کو آپس میں ملائے اور نگاہ ہتھیلیوں پر رکھے بلکہ احتیاط و ا جب کی بنا پر ہاتھ اٹھا ئے بغیر قنوت نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ مجبوری ہو

(۱۱۰۶) قنوت میں انسان جو ذکر بھی پڑھے خواہ ایک دفعہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ“ بھی کہے کافی ہے اور بہتر ہے کہ یہ دعا پڑھے:

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْأَرْضِينَ السَّبْعِ وَمَا فِيهِنَّ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“

(۱۱۰۷) مستحب ہے کہ انسان قنوت بلند آواز سے پڑھے لیکن اگر ایک شخص جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہو تو امام کی آواز سننے تو اس کا بلند آواز سے قنوت پڑھنا مستحب نہیں ہے

(۱۱۰۸) اگر کوئی شخص عمدتاً قنوت نہ پڑھے تو اس کی قضا نہیں ہے اور اگر بھول جائے اور اس سے پہلے کہ رکوع کی حد تک جھکے اسے یاد آجائے تو مستحب ہے کہ کھڑا ہو جائے اور قنوت پڑھے اگر رکوع میں یاد آئے تو مستحب ہے کہ رکوع کے بعد قضا کرے اور اگر سجدے میں یاد آئے تو مستحب ہے کہ سلام کے بعد اس کی قضا کرے۔

نماز کا ترجمہ

سورہ الحمد کا ترجمہ

(۱) بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ: ”بِسْمِ اللَّهِ“ یعنی میں ابتدا کرتا ہوں خدا کے نام سے اس ذات کے نام سے جس میں تمام کمالات یکجا ہیں اور جو ہر قسم کے نقص سے منزہ ہے ”الرَّحْمَنُ“ اس کی رحمت و وسیع اور بے انتہا ہے ”الرَّحِيمُ“ اس کی رحمت ذاتی اور ازلی و ابدی ہے۔

”الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ یعنی ثناء اس خدا کی ذات سے مخصوص ہے جو تمام موجودات کا پالنے والا ہے اس کی رحمت و وسیع اور بے انتہا ہے اس کی رحمت ذاتی اور ازلی و ابدی ہے۔

”الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ“ اس کی رحمت وسیع اور بے انتہا ہے، اس کی رحمت ذاتی اور ازلی و ابدی ہے۔

”مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ“ یعنی وہ تو نا ذات کہ جزا کے دن کی حکمرانی اس کے ہاتھ میں ہے۔

”إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ“ یعنی ہم فقط تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور فقط تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

”إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ“ یعنی ہمیں راہ راست کی جانب ہدایت فرما جو کہ دین اسلام ہے۔

”صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ“ یعنی ان لوگوں کے راستے کی جانب جنہیں تُو نے اپنی نعمتیں عطا کی ہیں جو انبیاء اور انبیاء % کے جانشین ہیں۔

”غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ“ یعنی نہ ان لوگوں کے راستے کی جانب جن پر تیرا غضب ہوا نہ ان کے راستے کی جانب جو گمراہ ہیں۔

سورہ اخلاص کا ترجمہ

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ”بِسْمِ اللّٰهِ“ یعنی میں ابتدا کرتا ہوں خدا کے نام سے، اس ذات کے نام سے جس میں تمام کمالات یکجا ہیں اور جو ہر قسم کے نقص سے منزہ ہے۔ ”الرَّحْمٰنِ“ اس کی رحمت وسیع اور بے انتہا ہے۔ ”الرَّحِیْمِ“ اس کی رحمت ذاتی اور ازلی و ابدی ہے۔

”قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ“ (یعنی اے محمد ﷺ) آپ کہہ دیں کہ خدا یکتا ہے۔

”اللّٰهُ الصَّمَدُ“ یعنی وہ خدا جو تمام موجودات سے بے نیاز ہے۔

”لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ“ یعنی نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔

”وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ“ اور مخلوقات میں سے کوئی بھی اس کے مثل اور ہم پلہ نہیں ہے۔

ر کوع سجو داو ر ان کے بعد کے مستحب اذکار کا ترجمہ

”سُبْحٰنَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ“ یعنی میرا عظیم پروردگار ہر عیب اور ہر نقص سے پاک اور منزہ ہے میں اس کی ستائش میں مشغول ہوں

”سُبْحٰنَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِهِ“ یعنی میرا پروردگار جو سب سے بالا تر ہے ہر عیب اور نقص سے پاک اور منزہ ہے میں اس کی ستائش میں مشغول ہوں

”سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ“ یعنی جو کوئی خدا کی ستائش کرتا ہے خدا اسے سنتا ہے اور قبول کرتا ہے

”اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ وَاتُوْبُ اِلَيْهِ“ یعنی میں مغفرت طلب کرتا ہوں اس خداوند سے جو میرا پالنے والا ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

”يَحْوِلُ اللّٰهُ وُقُوْتَهٗ اَقْوَمُ وَاَقْعَدُ“ یعنی میں خدا تعالیٰ کی مدد سے اٹھتا اور بیٹھتا ہوں۔

قنوت کا ترجمہ

”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْاَحَدُ الْكَرِيْمُ“ یعنی کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں سوائے اس یکتا اور بے مثل خدا کے جو صاحب حلم و کرم ہے۔

”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ“ یعنی کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں سوائے اس یکتا اور بے مثل خدا کے جو بلند مرتبہ اور بزرگ ہے۔

”سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعِ“ یعنی پاک اور منزہ ہے وہ خدا جو سات آسمانوں اور سات زمینوں کا پروردگار ہے۔

”وَمَا فِيْهِنَّ وَمَا فِيْنَهُنَّ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ“ یعنی وہ ہر اس چیز کا پروردگار ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں اور ان کے درمیان ہے اور عرش عظیم کا پروردگار ہے۔

”وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ“ اور حمد و ثناء اس خدا کے لیے مخصوص ہے جو تمام موجودات کا پالنے والا ہے۔

تسبیحات اربعہ کا ترجمہ

”سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللهُ اَكْبَرُ“ یعنی خدا تعالیٰ پاک و منزہ ہے اور ثناء اسی کے لیے مخصوص ہے اور اس کے بے مثل خدا کے علاوہ کوئی پرستش کے لائق نہیں اور وہ اس سے بالاتر ہے کہ اس کی توصیف کی جاسکے۔

تشہد اور سلام کا ترجمہ

”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ“ یعنی ستائش پروردگار کے مخصوص ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اس خدا کے جو یکتا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں کوئی پرستش کے لائق نہیں ہے۔

”اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ“ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

”اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ“ یعنی اے خدا رحمت بھیج محمد اور آل محمد پر یعنی رسول اللہ کی شفاعت قبول کر اور انحضرت کا درجہ اپنے نزدیک بلند کر۔

”السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ“ یعنی اے اللہ کے رسول آپ پہ ہمارا سلام ہو اور آپ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں۔

”السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ“ یعنی ہم نماز پڑھنے والوں پر اور تمام صالح بندوں پر اللہ کی سلامتی ہو۔

”السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ“ یعنی تم مومنین پر خدا کی طرف سے سلامتی اور رحمت و برکت ہو اور بہتر یہ ہے کہ یہ دو سلام کہتے وقت اجمالی طور نظر میں رکھے اور ان دو سلاموں کو نماز کا حصہ بنا تے وقت شارع مقدس کا مقصود جو افراد تھے وہی مراد ہیں۔

تعقیباتِ نماز

(۱۱۰۹) مستحب ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد انسان کچھ دیر کے لیے تعقیبات یعنی ذکر دعا اور قرآن مجید پڑھنے میں مشغول رہے بہتر ہے کہ اس سے پہلے وہ اپنی جگہ سے حرکت کرے اور اس کا وضو غسل یا تیمم باطل ہو جائے رو قبلہ ہو کر تعقیبات پڑھے یہ ضروری نہیں کہ تعقیبات عربی میں ہوں لیکن بہتر یہ کہ انسان وہ دعا پڑھے جو دعائوں کی کتابوں میں بتائی گئی ہیں اور تسبیح فاطمہ ان تعقیبات میں سے ہے جن کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے یہ تسبیح اس ترتیب سے پڑھنی چاہئے ۳۴ دفعہ اللہ اکبر اس کے بعد ۳۳ دفعہ الحمد للہ اس کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ اور سبحان اللہ الحمد للہ سے پہلے بھی پڑھا جا سکتا ہے لیکن بہتر ہے کہ الحمد للہ کے بعد پڑھے۔

(۱۱۱۰) انسان کے لیے مستحب ہے کہ نماز کے بعد سجدہ شکر بجالائے اور اتنا کافی ہے کہ شکر کی نیت سے پیشانی زمین پر رکھے لیکن بہتر ہے کہ سو دفعہ یا رتین دفعہ شکر اللہ یا عفو کہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ جب بھی انسان کو کوئی نعمت ملے یا کوئی مصیبت ٹل جائے سجدہ شکر بجالائے۔

پیغمبر اکرم ﷺ پر درود

(۱۱۱۱) جب بھی انسان حضرت رسول اکرم ﷺ کا اسم مبارک مثلاً محمد احمد یا آنحضرت کا لقب اور کنیت مصطفیٰ اور ابو القاسم زبان سے ادا کرے یا سنے تو خواہ وہ نماز میں ہی کیوں نہ ہو مستحب ہے کہ درود بھیجے۔

(۱۱۱۲) حضرت رسول ﷺ کا اسم مبارک لکھتے وقت مستحب ہے کہ انسان درود بھی لکھے اور بہتر ہے کہ جب بھی آنحضرت کو یاد کرے تو درود بھیجے۔

مبطلاتِ نماز

(۱۱۱۳) بارہ چیزیں نماز کو باطل کرتی ہیں اور انہیں مبطلات کہا جاتا ہے :

(۱) نماز کے دوران نماز کی شرطوں میں سے کوئی شرط مفقود ہو جائے مثلاً نماز پڑھتے ہوئے پتا چلے کہ جس کپڑے کو پہن کر وہ نماز پڑھ رہا ہے وہ نجس ہے۔

(۲) نماز کے دوران عمداً یا سہواً یا مجبوری کی وجہ سے انسان کسی ایسی چیز سے دوچار ہو جو وضو یا غسل کو باطل کر دے مثلاً اس کا پیشاب خطا ہو جائے اگرچہ احتیاط کی بنا پر اس طرح نماز کے آخری سجدے کے بعد سہواً یا مجبوری کی بنا پر ہوتا ہے جو شخص پیشاب یا پاخانہ نہ روک سکتا ہو اگر نماز کے دوران میں اس کا پیشاب یا پاخانہ نکل جائے اور وہ اس طریقے پر عمل کرے جو احکام وضو کے ذیل میں بتایا گیا ہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی اور اسی طرح اگر نماز کے دوران مستحاضہ کو خون آجائے تو اگر اس نے استحاضہ سے متعلق احکام کے مطابق عمل کیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۱۴) جس شخص کو بے اختیار نیند آجائے اگر اسے یہ پتا نہ چلے کہ وہ نماز کے دوران سو گیا تھا یا اس کے بعد سو یا تو ضروری نہیں کہ نماز دوبارہ پڑھے بشرطیکہ یہ جانتا ہو کہ وہ نماز میں پڑھا ہے وہ اس قدر تھا کہ اسے عرف میں نماز کہیں۔

(۱۱۱۵) اگر کسی شخص کو علم ہو کہ وہ اپنی مرضی سے سو یا تھا لیکن شک کرے کہ نماز کے بعد سویا تھا یا نماز کے دوران یہ بھول کر کہ نماز پڑھ رہا ہے سو گیا تھا تو اس شرط کے ساتھ جو سابقہ مسئلہ میں بیان کی گئی ہے اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۱۶) اگر کوئی شخص نیند سے سجدے کی حالت میں بیدار ہو جائے اور شک کرے کہ آیا نماز کے آخری سجدے میں بے یا سجدہ شکر میں ہے تو چاہے اسے علم ہو کہ اپنے اختیار سے سو گیا تھا یا بے اختیار سو گیا تھا، اس کی نماز کو

صحیح مانا جائے گا اور نماز کو ڈبرانے کی ضرورت نہیں۔

(۳) یہ چیز مبطلات نماز میں سے ہے کہ انسان اپنے ہاتھوں کو عاجزی اور ادب کی نیت سے باندھے لیکن اس کام کی وجہ سے نماز باطل ہونا احتیاط کی بنا پر ہے اور اگر مشروعیت کی نیت سے انجام دے تو اس کام کے حرام ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۱۱۱۷) اگر کوئی شخص بھولے سے یا مجبوری سے یا تقیہ کی وجہ سے یا کسی اور کام مثلاً ہاتھ کھانے اور ایسے ہی کسی کام کے لئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

(۴) مبطلات نماز میں ایک یہ ہے کہ الحمد پڑھنے کے بعد آمین کہے آمین کہنے سے اس طرح باطل ہونا غیر ماموم میں احتیاط کی بنا پر ہے اگرچہ آمین کہنے کو حکم شریعت سمجھتے ہوئے آمین کہے تو اس کے حرام ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے بہر حال اگر آمین کو غلطی یا تقیہ کی وجہ سے کہے تو اس کی نماز میں کوئی حرج نہیں۔

(۵) مبطلات نماز میں ہے کہ بغیر کسی عذر کے قبلے سے رخ پھیرے لیکن اگر کسی عذر مثلاً بھول کر یا بے اختیار کی بنا پر مثلاً تیز ہوا کے تھپڑے اسے قبلے سے پھیر دیں چنانچہ اگر دائیں یا بائیں سمت نہ پہنچے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن ضروری ہے کہ جیسے ہی عذر دور ہو جائے فوراً اپنا قبلہ درست کرے اگر دائیں یا بائیں طرف مڑ جائے یا قبلے کی طرف پشت ہو جائے اگر اس کا عذر بھولنے کی وجہ سے غفلت کی وجہ سے یا قبلہ کی پہچان میں غلطی کی وجہ سے ہو اور اس وقت متوجہ ہو یا اسے یاد آئے کہ اگر نماز کو توڑ دے تو وقت گزرے تو پہلے اس نماز کو دوبارہ وقت میں ادا کرنا ممکن ہو چاہے اس نماز کی ایک رکعت ہی وقت میں ادا ہو سکے تو ضروری ہے کہ نماز کو توڑ کر نئے سرے سے ادا کرے ورنہ اسی نماز پر اکتفا کرے اور اس پر قضا لازم نہیں یہی حکم اس وقت ہے جب قبلے سے اس کا پھرنا بے اختیار کی بنا پر ہو چنانچہ قبلے سے پھرے بغیر اگر نماز کو دوبارہ وقت میں پڑھ سکتا ہو اگرچہ وقت میں ایک رکعت ہی پڑھی جاسکتی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو نئے سرے سے پڑھے ورنہ ضروری ہے کہ اسی نماز کو تمام کرے اعادہ اور قضا اس پر لازم نہیں ہے۔

(۱۱۱۸) اگر فقط اپنے چہرے کو قبلے سے گھمائے لیکن اس کا بدن قبلے کی طرف ہو چنانچہ اس حد تک گردن کو موڑے کہ اپنے سر کے پیچھے کچھ دیکھ سکے تو اس کے لیے بھی وہی حکم ہے جو قبلے سے پھر جانے والے کے لیے ہے جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے اور اگر اپنی گردن کو اس حد تک نہ پھیرے لیکن اتنا ہو کہ عرفا سے زیادہ گردن پھیرنا کہا جائے تو احتیاطاً جب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس نماز کو دہرائے ہاں اگر اپنی گردن کو گھما ئے بہت کم تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی اگرچہ یہ کام مکروہ ہے۔

(۶) مبطلات نماز میں سے ایک یہ ہے کہ عمدابا ت کرے چاہے وہ ایسا لفظ ہو کہ جس میں ایک حرف سے زیادہ نہ ہو لیکن وہ حرف با معنی ہو مثلاً (ق) کہ جس کے عربی زبان میں معنی حفاظت کر کے ہیں یا کوئی اور معنی سمجھ میں آتے ہوں مثلاً (ب) اس شخص کے جواب میں کہ جو حروف تہجی کے حرف دوم کے بارے میں سوال کرے ہاں اگر اس لفظ سے کوئی معنی بھی سمجھ میں نہ آتے ہوں اور وہ دو یا دو سے زیادہ حرفوں سے مرکب ہو تب بھی احتیاط کی بنا پر (وہ لفظ) نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

(۱۱۱۹) اگر کوئی شخص بھولے سے ایسا کلمہ کہے جس کے حرف یا اس سے زیادہ ہوں تو خواہ کلمہ معنی بھی رکھتا ہو اس شخص کی نماز باطل نہیں ہوتی لیکن احتیاط کی بنا پر اس کے لیے ضروری ہے کہ جیسا کہ بعد میں ذکر آئے گا نماز کے بعد سجدہ سہو بجالائے۔

(۱۱۲۰) نماز کی حالت میں کھانسنے یا ڈکار لینے میں کوئی حرج نہیں اور احتیاطاً لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز میں اختیار آہ نہ بھرے اور نہ ہی گریہ کرے ”آخ اور آہ“ اور ان ہی جیسے الفاظ کا عمداً کہنا نماز کو باطل کر دیتا ہے

(۱۱۲۱) اگر کوئی شخص کوئی لفظ ذکر کے قصد سے کہے مثلاً ذکر کے قصد سے اللہ اکبر کہے اور اسے کہتے وقت آواز بلند کرے تاکہ دوسرے شخص کو کسی چیز کی طرف متوجہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں اسی طرح اگر کوئی لفظ ذکر کر کے قصد سے کہے اگرچہ جانتا ہو کہ اس کام کی وجہ سے کوئی کسی مطلب کی طرف متوجہ ہو جائے گا تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر بالکل ذکر کا قصد نہ کرے یا دونوں چیزوں کا اس طرح قصد کرے کہ لفظ کو بیک وقت دو معنی میں استعمال کر رہا ہو تو اس کی نماز باطل ہے ہاں اگر ذکر کا قصد کرے جبکہ ذکر کرنے کا سبب یہ ہو کہ وہ کسی کو متوجہ کرنا چاہتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے

(۱۱۲۲) نماز میں قرآن پڑھنے اور دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ عربی کے علاوہ کسی زبان میں دعا نہ کرے (چار آیتوں کا حکم کہ جن میں واجب سجدہ ہے قرأت کے احکام مسئلہ نمبر ۹۷۰ میں بیا

ن ہو چکا ہے)۔

(۱۱۲۳) اگر کوئی شخص عمداً یا احتیاطاً الحمد اور سورہ کے کسی حصے یا انکار کا نماز کی تکرار کرے تو کوئی حرج نہیں

(۱۱۲۴) ضروری ہے کہ انسان نماز کی حالت میں کسی کو سلام نہ کرے اور اگر کوئی دو سرا شخص اسے سلام کرے تو ضروری ہے کہ جواب دے لیکن جواب سلام کی مانند ہونا چاہئے یعنی ضروری ہے کہ اصل سلام پر اضافہ نہ ہو مثلاً جواب میں یہ نہیں کہنا چاہئے کہ سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بلکہ احتیاطاً لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اگر سلام کرنے والے نے علیکم یا علیک کو سلام کے لفظ سے پہلے نہ کہا ہو تو جواب میں علیکم یا علیک کے لفظ کو سلام کے لفظ سے پہلے نہ کہے بلکہ احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ جواب مکمل طور پر اسی طرح دے کہ جس طرح اس نے سلام دیا ہو مثلاً اگر کہے سلام علیکم تو جواب میں کہے سلام علیکم اور کہا ہو السلام علیکم تو کہے السلام علیکم اور اگر کہا ہو سلام عینک تو کہے سلام علیک لیکن علیکم السلام کے جواب میں علیکم السلام علیکم یا سلام علیکم کہہ سکتا ہے۔

(۱۱۲۵) ضروری ہے کہ انسان چاہے نماز کی حالت میں ہو یا نہ ہو سلام کا جواب فوراً دے اور اگر جان بوجھ کر یا بھولے سے سلام کا جواب دینے میں اتنا توقف کرے کہ اگر جواب دے تو وہ اس سلام کا جواب شمار نہ ہو تو اگر وہ نماز کی حالت میں ہو تو ضروری ہے کہ جواب نہ دے اور اگر نماز کی حالت میں نہ ہو تو جواب دینا واجب نہیں ہے

(۱۱۲۶) سلام کا جواب اس طرح دینا ضروری ہے کہ سلام کرنے والا سن لے لیکن سلام کرنے والا بہرا ہو یا سلام کہہ کر جلدی سے گزر جائے چنانچہ ممکن ہو کہ سلام کا جواب دینا اشارہ سے یا اسی طرح کسی طرف سے اسے سمجھا سکے تو جواب دینا ضروری ہے اس صورت کے علاوہ جواب دینا نماز کے علاوہ کسی اور جگہ پر ضروری نہیں اور نماز میں جائز نہیں ہے

(۱۱۲۷) واجب ہے کہ نمازی سلام کے جواب کو سلام کی نیت سے کہے دعا کا قصد کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں یعنی خداوند عالم سے اس شخص کے لیے سلامتی چاہے جس نے سلام کیا ہو۔

(۱۱۲۸) اگر نامحرم عورت یا مرد وہ بچہ جو اچھے برے میں تمیز کر سکتا ہو نماز پڑھنے والے کو سلام کرے تو ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والا اس کے سلام کا جواب دے اور اگر عورت سلام علیک کہہ کر سلام کرے تو جواب میں کہہ سکتا ہے سلام علیک یعنی کاف کو زبردے۔

(۱۱۲۹) اگر نماز پڑھنے والا سلام کا جواب نہ دے تو وہ گنہگار ہے لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۳۰) اگر کوئی شخص سلام کرنے والے کو غلط سلام کرے تو احتیاطاً واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کے سلام کا صحیح جواب دے۔

(۱۱۳۱) کسی ایسے شخص کے سلام کا جواب دینا جو مزاح اور تمسخر کے طور پر سلام کرے اور ایسے غیر مسلم مرد اور عورت کے سلام کا جواب دینا جو ذمی نہ ہوں واجب نہیں ہے اور اگر ذمی ہوں تو احتیاطاً واجب کی بنا پر ان کے جواب میں صرف لفظ علیک کہا جائے

(۱۱۳۲) اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے تو ان سب پر سلام کا جواب دینا واجب ہے لیکن اگر ان میں سے ایک شخص جواب دے دے تو کافی ہے۔

(۱۱۳۳) اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے اور جواب ایک ایسا شخص دے جسے سلام کرنے کا سلام کرنے والے نے ارادہ نہ ہو تو (اس شخص کے جواب دینے کے باوجود) سلام کا جواب اس گروہ پر واجب ہے۔

(۱۱۳۴) اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے اور اگر اس گروہ میں سے جو شخص نماز میں مشغول ہو وہ شک کرے کہ سلام کرنے والے کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا یا نہیں تو ضروری ہے کہ جواب نہ دے اور اگر نماز پڑھنے والے کو یقین ہو کہ اس شخص کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا لیکن کوئی شخص سلام کا جواب دے دے تو اس صورت میں بھی احتیاطاً واجب کی بنا پر یہی حکم ہے لیکن اگر نماز پڑھنے والے کو معلوم ہو کہ سلام کرنے والے کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا اور کوئی دو سرا جواب نہ دے یا شک کرے کہ اس کے سلام کا جواب دے دیا گیا یا نہیں تو ضروری ہے کہ سلام کا جواب دے۔

(۱۱۳۵) سلام کرنا مستحب ہے اور اس امر کی بہت تاکید کی گئی ہے کہ سوار پیدل کو اور کھڑا ہوا شخص بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

(۱۱۳۶) اگر دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں تو احتیاطاً واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ ان میں سے

ہر ایک دوسرے کو ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اس کے سلام کا جواب دے۔

(۱۱۳۷) اگر انسان نماز نہ پڑھ رہا ہو تو مستحب ہے کہ سلام کا جواب اس سلام سے بہتر الفاظ میں دے مثلاً اگر کوئی شخص سلام علیکم کہے تو جواب میں کہے سلام علیکم ورحمۃ اللہ

(۷) نماز کے مبطلات میں سے ایک آواز کے ساتھ اور جان بوجھ کر ہنسنا ہے اگرچہ بے اختیار ہنسنے لیکن جن باتوں کی وجہ سے ہنسنے وہ اختیار ہی ہوں بلکہ احتیاط کی بنا پر جن باتوں کی وجہ سے ہنسی آئی ہو اگر وہ اختیار ہی نہ بھی ہو تب بھی اگر نماز کو دہرانے جتنا وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو دہرائے لیکن اگر جان بوجھ کر بغیر آواز یا سہوا آواز کے ساتھ ہنسنے تو اس کی نماز میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۱۳۸) اگر ہنسی کی آواز روکنے کے لیے کسی شخص کی حالت بدل جائے مثلاً اس کا رنگ سرخ ہو جائے تو احتیاط واجب ہے کہ وہ نماز دوبارہ پڑھے۔

(۸) احتیاط واجب کی بنا پر یہ نماز کے مبطلات میں سے ہے کہ انسان دنیاوی کام کے لیے جان بوجھ کر آواز سے بغیر آواز کے روئے لیکن اگر خوف خدا سے یا اس کے اشتیاق میں آخرت کے لیے روئے تو خواہ آہستہ روئے یا بلند آواز سے روئے کوئی حرج نہیں بلکہ یہ بہترین اعمال میں سے ہے بلکہ اگر خدا سے دنیاوی حاجات کی برآوری کے لیے اس کی بارگاہ میں اپنی پستی کے اظہار کے لئے روئے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

(۹) نماز باطل کرنے والی چیزوں میں سے ہے کہ کوئی ایسا کام کرے جس سے نماز کی شکل باقی نہ رہے مثلاً اچھلنا کودنا اور اسی طرح کا کوئی عمل انجام دینا چاہے ایسا کرنا عمداً ہو یا بھول چوک کی وجہ سے ہو لیکن جس کام سے نماز کی شکل تبدیل نہ ہوتی ہو مثلاً ہاتھ سے اشارہ کرنا اس میں کوئی حرج نہیں ہے

(۱۱۳۹) اگر کوئی شخص نماز کے دوران اس قدر ساکت ہو جائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

(۱۱۴۰) اگر کوئی شخص نماز کے دوران کوئی کام کرے یا کچھ دیر ساکت رہے اور شک کرے کہ اس کی نماز ٹوٹ گئی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ نماز پوری کرے اور پھر دوبارہ پڑھے۔

(۱۰) مبطلات نماز میں سے ایک کھانا اور پینا ہے پس اگر کوئی شخص نماز کے دوران اس طرح کھائے یا پیئے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو خواہ اس کا فعل عمداً ہو یا بھول چوک کی وجہ سے ہو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے البتہ جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہو اگر وہ صبح کی اذان سے پہلے مستحب نماز پڑھ رہا ہو اور پینا سا ہو اور اسے ڈر ہو کہ اگر نماز پوری کرے گا تو صبح ہو جائے گی تو اگر پانی اس کے سامنے دو تین قدم کے فاصلے پر ہو تو وہ نماز کے دوران پانی پی سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ کوئی ایسا کام مثلاً قبلے سے منہ پھیرنا نہ کرے جو نماز کو باطل کرتا ہے۔

(۱۱۴۱) اگر کسی کا جان بوجھ کر کھانا یا پینا نماز کی شکل کو ختم نہ بھی کرے تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے خواہ نماز کا تسلسل ختم ہو یعنی یہ نہ کہا جاسکے کہ نماز کو مسلسل پڑھ رہا ہے یا نماز کا تسلسل ختم نہ ہو۔

(۱۱۴۲) اگر کوئی شخص نماز کے دوران کوئی ایسی غذا نگل لے جو اس کے منہ یا دانتوں کے ریحوں میں رہ گئی ہو تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی اسی طرح اسی قند یا شکر یا انہیں جیسی کوئی چیز منہ میں رہ گئی ہو اور نماز کی حالت میں آہستہ آہستہ گھل کر پیٹ میں چلی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۱) مبطلات نماز میں دو رکعتی یا تین رکعتی نماز کی رکعتوں میں یا چار رکعتی نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں شک کرنا بشرطیکہ نماز پڑھنے والا شک کی حالت پر باقی رہے

(۱۲) مبطلات نماز میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی شخص نماز کا رکن جان بوجھ کر یا بھول کر کم کر دے یا ایک ایسی چیز کو جو رکن نہیں ہے جان بوجھ کر گھٹائے یا جان بوجھ کر کوئی چیز نماز میں بڑھائے اسی طرح اگر کسی رکن مثلاً رکوع یا دو سجودوں کو ایک رکعت میں غلطی سے بڑھا دے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کی نماز باطل ہو جائے گی البتہ بھولے سے تکبیر الاحرام کی زیادتی نماز کو باطل نہیں کرتی

(۱۱۴۳) اگر کوئی شخص نماز کے بعد شک کرے کہ دوران نماز اس نے کوئی ایسا کام کیا ہے یا نہیں جو نماز کو باطل کرتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

وہ چیزیں جو نماز میں مکر وہ ہیں

(۱۱۴۴) کسی شخص کا نماز میں اپنا چہرہ دائیں یا بائیں جانب اتنا کم موڑنا کہ وہ اپنے پیچھے کی جانب موجو کسی چیز کو نہ دیکھ سکے اور اگر اپنے چہرے کو اتنا گھمائے کہ اسے پیچھے کی چیز میں نظر آسکیں تو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا اس کی نماز باطل ہے یہ بھی مکر وہ ہے کہ کوئی شخص نماز میں اپنی آنکھیں بند کرے یا دائیں بائیں طرف گھمائے اور اپنی داڑھی اور ہاتھوں سے کھیلے اور انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کرے اور قرآن مجید اور کسی اور تحریر کو دیکھے یہ بھی مکر وہ ہے کہ الحمد سورہ اور ذکر پڑھتے وقت کسی کی بات سننے کے لیے خاموش ہو جائے بلکہ ہر وہ کام جو کہ خشوع و خضوع کو ختم کر دے مکروہ ہے۔

(۱۱۴۵) جب انسان کو نیند آرہی ہو اور اس وقت بھی جب اس نے پیشاب اور پاخانہ روکر کہا ہو نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اسی طرح نماز کی حالت میں موزہ پہننا بھی مکروہ ہے جو پاؤں کو دبائے اور اس کے علاوہ دوسرے مکر و بات بھی مفصل کتابوں میں بیان کیے گئے ہیں۔

وہ صورتیں جن میں نماز واجب توڑی جاسکتی ہے

(۱۱۴۶) اختیار کی حالت میں واجب نماز کا توڑنا احتیاط و واجب کی بنا پر جائز نہیں ہے لیکن مال کی حفاظت اور مالی یا جسمانی ضرر سے بچنے کے لیے نماز توڑنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ وہ تمام دینی اور دنیاوی کام جو نماز کے لیے اہم ہوں ان کے لیے نماز توڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۱۴۷) اگر انسان کی اپنی جان کی حفاظت یا کسی ایسے شخص کی جان کی حفاظت جس کی جان کی حفاظت واجب ہے جب ہو یا ایسے مال کی حفاظت جس کی نگہداشت واجب ہو نماز توڑنے ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ نماز توڑ دے۔

(۱۱۴۸) اگر کوئی شخص وسیع وقت میں نماز پڑھنے لگے اور قرض خواہ اس سے اپنے قرض کا مطالبہ کرے اور وہ اس کا قرض نماز کے دوران ادا کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ اسی حالت میں ادا کر دے اور اگر بغیر نماز توڑنے کے قرض چکانا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور اس کا قرض ادا کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔

(۱۱۴۹) اگر کسی شخص کو نماز کے دوران پتلا چلے کہ مسجد نجس ہے اور وقت تنگ ہو تو ضروری ہے کہ نماز تمام کرے اور اگر وقت وسیع ہو اور مسجد کو پاک کرنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کے دوران اسے پاک کرے اور بعد میں باقی نماز اور اگر نماز ٹوٹ جاتی ہو اور نماز کے بعد مسجد کو پاک کرنا ممکن ہو تو مسجد کو پاک کرنے کے لیے اس کا نماز توڑنا جائز ہے اور اگر نماز کے بعد مسجد کا پاک کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور مسجد کو پاک کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔

(۱۱۵۰) جس شخص کے لیے نماز کا توڑنا ضروری ہو اگر وہ نماز ختم کرے تو وہ گناہگار ہے لیکن اس کی نماز صحیح ہے اگر احتیاط مستحب ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

(۱۱۵۱) اگر کسی شخص کو قرات یا رکوع کی حد تک جھکنے سے پہلے یاد آجائے کہ وہ اذان اور اقامت یا فقط اقامت کہنا بھول گیا ہے اور نماز کا وسیع وقت ہو تو مستحب ہے کہ انہیں کہنے کے لیے نماز توڑ دے بلکہ اگر نماز ختم ہونے سے پہلے اسے یاد آئے کہ انہیں بھول گیا تھا تب بھی مستحب ہے کہ انہیں کہنے کیلئے نماز توڑ دے۔

شکيات نماز

نماز کی شکيات ۲۲ قسمیں ہیں ان میں سے سات اس قسم کے شک ہیں جو نماز کو باطل کرتے ہیں اور چھ اس قسم کے ہیں جن کی پر واہ نہیں کرنی چاہئے اور باقی نو قسم کے شک ہیں جو صحیح ہیں۔

وہ شک جو نماز کو باطل کرتے ہیں

(۱۱۵۲) جو شک نماز کو باطل کرتے ہیں وہ یہ ہیں

(۱) دور کعتی واجب نماز صبح اور نماز مسافر کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک البتہ نماز مستحب اور احتیاط کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک نماز کو باطل نہیں کرتا۔

(۲) تین رکعتی نماز کی تعداد کے بارے میں شک۔

(۳) چار رکعتی نماز کے بارے میں کوئی شک کرے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ پڑھی ہیں۔

(۴) چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدے میں داخل ہونے سے پہلے نمازی شک کرے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا اس سے زیادہ پڑھی ہیں۔

(۵) دو اور پانچ رکعتوں میں یاد و اور پانچ رکعتوں میں شک کرے۔

- (۶) تین اور چہر کعتوں میں یا تین اور چہ سے زیادہ رکعتوں میں شک کرے۔
- (۷) چار اور چہر کعتوں کے درمیان شک یا چار اور چہ سے زیادہ رکعتوں کے درمیان شک جس کی تفصیل آگے آئیگی
- (۱۱۵۳) اگر انسان کو نماز باطل کرنے والے شکوک میں سے کوئی شک پیش آئے تو بہتر یہ ہے کہ جیسے ہی اس کا شک مستحکم ہو نماز نہ توڑے بلکہ اس قدر غور و فکر کرے کہ نماز کی شکل برقرار نہ رہے یا یقین یا گمان حاصل ہونے سے ناامید ہو جائے۔

- وہ شک جن کی پر و انہیں کرنی چاہیے
- (۱۱۵۴) وہ شکوک جن کی پر و انہیں کرنی چاہیے مندرجہ ذیل ہیں
- (۱) اس فعل میں شک کی بجائے کا موقع گزر گیا ہو مثلاً انسان رکوع میں شک کرے کہ اس نے الحمد پڑھی ہے یا نہیں
- (۲) سلام کے بعد شک
- (۳) نماز کا وقت گزر جانے کے بعد شک
- (۴) کثیر الشک کا شک یعنی اس شخص کا شک جو بہت زیادہ شک کرتا ہے
- (۵) رکعتوں کی تعداد کے بارے میں امام کا شک جبکہ امام کی تعداد جتنا ہو اور اسی طرح امام کا شک جبکہ امام نماز کی رکعتوں کی تعداد جتنا ہو
- (۶) مستحب نمازوں اور نماز احتیاط میں شک

(۱) جس فعل کا موقع گزر گیا ہو اس میں شک کرنا

- (۱۱۵۵) اگر نمازی نماز کے دوران شک کرے کہ اس نے نماز کا ایک واجب فعل انجام دیا ہے یا نہیں مثلاً اسے شک ہو کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں مثلاً اسے شک ہو کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں جبکہ اس عمل کو عمد ترک کر کے جس کام میں مشغول ہو اس کام میں شرعاً مشغول نہیں ہونا چاہئے مثلاً سورہ پڑھتے وقت شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پر و انہ کرے اس صورت کے علاوہ ضروری ہے کہ جس چیز کی انجام دہی کے بارے میں شک ہو بجائے۔
- (۱۱۵۶) اگر نمازی کوئی آیت پڑھتے ہوئے شک کرے کہ اس نے پہلے کی آیت پڑھی ہے یا نہیں یا جس وقت آیت کا آخری حصہ پڑھ رہا ہو شک کرے کہ پہلا حصہ پڑھا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پر و انہ کرے۔
- (۱۱۵۷) اگر نمازی رکوع یا سجد کے بعد شک کرے کہ ان کے واجب افعال۔ مثلاً ذکر اور بدن کا سکون کی حالت میں ہونا۔ اس نے انجام دیئے ہیں یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک پر و انہ کرے۔
- (۱۱۵۸) اگر نمازی سجدے میں جاتے وقت شک کرے کہ رکوع بجایا ہے یا نہیں یا شک کرے کہ رکوع کے بعد کھڑا ہوا تھا یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پر و انہ کرے۔
- (۱۱۵۹) اگر نمازی کھڑا ہونے وقت شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجایا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پر و انہ کرے۔
- (۱۱۶۰) جو شخص بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر الحمد یا تسبیحات پڑھنے کے وقت شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجایا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پر و انہ کرے اور اگر الحمد یا تسبیحات میں مشغول ہونے سے پہلے شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجایا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ بجائے۔
- (۱۱۶۱) اگر نمازی شک کرے کہ نماز کا کوئی ایک رکن بجایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد آنے والے فعل میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اسے بجائے مثلاً اگر تشہد پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ دو سجدے بجایا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ بجائے اور اگر بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ اس رکن کو انجام دے چکا تھا تو ایک رکن بڑھانے کی وجہ سے احتیاطاً لازم کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔
- (۱۱۶۲) اگر نمازی شک کرے کہ ایک ایسا عمل جو نماز کا رکن نہیں ہے بجایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد آنے والے فعل میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اسے بجائے مثلاً اگر سورہ پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ الحمد پڑھے اور اگر اسے انجام دینے کے بعد اسے یاد آئے کہ اسے پہلے

ہی بجا لا چکا تھا تو چو نکر رکن زیادہ نہیں ہوا اس لئے اس کی نماز صحیح ہے۔
 (۱۱۶۳) اگر نماز ی شک کرے کہ ایک رکن بجا لایا ہے یا نہیں مثلاً جب تشهد پڑھ رہا ہو شک کرے کہ دو سجدے بجا لایا ہے یا نہیں اور اپنے شک کی پر وا نہ کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ رکن کو بجا نہیں لایا تو اگر وہ بعد والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اس رکن کو بجا لائے اور اگر بعد والے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز احتیاطاً لازم کی بنا پر باطل ہے مثلاً اگر بعد والی رکعت کے رکوع سے پہلے یاد آئے کہ دو سجدے نہیں بجا لایا تو ضروری ہے کہ بجا لائے اور اگر رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے تو جیسا کہ بتایا جا چکا ہے اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۱۶۴) اگر نماز ی شک کرے کہ وہ ایک غیر رکنی عمل بجا لایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد والے عمل میں مشغول ہو چکا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پر وا نہ کرے مثلاً جس وقت سورہ پڑھ رہا ہو شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پر وا نہ کرے البتہ اگر اسے کچھ یاد میں آجائے کہ اس عمل کو بجا نہیں لایا اور ابھی بعد والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اس عمل کو اور اس کے بعد والے اعمال کو بجا لائے اور اگر بعد والے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اس بنا پر مثلاً اگر قنوت میں اسے یاد آجائے کہ اس نے الحمد نہیں پڑھی تھی تو ضروری ہے کہ الحمد و سورہ دونوں پڑھے اور اگر یہ بات اسے رکوع میں یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۶۵) اگر نماز ی شک کرے کہ اس نے نماز کا سلام پڑھا ہے یا نہیں اور تعقیبات یاد و سری نماز میں مشغول ہو جائے یا کوئی ایسا کام کرے جو نماز کو برقرار نہیں رکھتا اور وہ حالت نماز سے خارج ہو گیا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پر وا نہ کرے اور اگر ان صورتوں سے پہلے شک کرے تو ضروری ہے کہ سلام پڑھے اور اگر شک کرے کہ سلام درست پڑھا ہے یا نہیں تو جہاں بھی ہو اپنے شک کی پر وا نہ کرے

(۲) سلام کے بعد شک کرنا

(۱۱۶۶) اگر نماز ی سلام کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز صحیح طور پر پڑھی ہے یا نہیں مثلاً شک کرے کہ رکوع ادا کیا ہے یا نہیں یا چار رکعتی نماز کے سلام کے بعد شک کرے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ تو وہ اپنے شک کی پر وا نہ کرے لیکن اگر دونوں طرف نماز کے باطل ہونے کا شک ہو مثلاً چار رکعتی نماز سلام کے بعد شک کرے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا پانچ رکعت تو اس کی نماز باطل ہے

(۳) وقت کے بعد شک کرنا

(۱۱۶۷) اگر کوئی شخص نماز کا وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز پڑھی ہے یا نہیں یا گمان کرے کہ نہیں پڑھی تو اس نماز کا پڑھنا لازم نہیں لیکن اگر وقت گزرنے سے پہلے شک کرے کہ نماز پڑھی ہے یا نہیں تو خواہ گمان کرے کہ پڑھی ہے پھر بھی ضروری ہے کہ وہ نماز پڑھے۔

(۱۱۶۸) اگر کوئی شخص وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز درست پڑھی ہے یا نہیں تو اپنے شک کی پر وا نہ کرے

(۱۱۶۹) اگر نماز ظہر اور عصر کا وقت گزر جانے کے بعد نماز ی کی جان لے کہ چار رکعت نماز پڑھی ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ ظہر کی نیت سے پڑھی ہے یا عصر کی نیت سے تو ضروری ہے کہ چار رکعت نماز قضا اس نماز کی نیت سے پڑھے جو اس پر واجب ہے۔

(۱۱۷۰) اگر مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت گزرنے کے بعد نماز ی کو پتا چلے کہ اس نے ایک نماز پڑھی ہے لیکن یہ علم نہ ہو کہ تین رکعتی نماز پڑھی ہے یا چار رکعتی تو ضروری ہے کہ مغرب اور عشاء دونوں کی قضا کرے۔

(۴) کثیر الشک کا شک کرنا

(۱۱۷۱) کثیر الشک وہ شخص ہے جو بہت زیادہ شک کرے یعنی وہ شخص جو تو جہات کے باقتضیٰ والے اسباب کی موجودگی کے اعتبار سے اپنے ہی جیسے لوگوں کے مقابلے میں شک کرتا ہے صرف وہی شخص کثیر الشک نہیں ہے کہ شک کرنا جس کی عادت بن چکی ہو بلکہ وہ شخص بھی کثیر الشک مانا جائے گا جو اس عارضے میں مبتلا ہو رہا ہو۔

(۱۱۷۲) اگر کثیر الشک نماز کے اجزاء میں سے کسی جزو کے انجام دینے کے بارے میں شک کرے تو اسے یوں سمجھنا چاہئے کہ اس جزو کو انجام دے دیا ہے مثلاً اگر شک کرے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں تو اسے سمجھنا چاہئے کہ رکوع کر لیا ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے بارے میں شک کرے جو مبطل نماز ہے مثلاً شک کرے کہ صبح کی نماز دو رکعت پڑھی ہے یا تین رکعت تو یہی سمجھے کہ نماز ٹھیک پڑھی ہے۔

(۱۱۷۳) جس شخص کو نماز کے کسی خاص جزو کے بارے میں اتنا زیادہ شک ہو تا ہو کہ شک کی کثرت اسی جزو سے مخصوص ہو کر رہ جائے اگر وہ نماز کے کسی دوسرے جزو کے بارے میں شک کرے تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے مثلاً کسی کو زیادہ شک اس بات میں ہو تا ہو کہ سجدہ کیا ہے یا نہیں اگر اسے رکوع کرنے کے بعد شک ہو تو ضروری ہے کہ شک کے حکم پر عمل کرے یعنی اگر ابھی سجدے میں نہ گیا ہو تو رکوع کرے اور اگر سجدے میں گیا ہو تو شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۱۷۴) جو شخص کسی مخصوص نماز مثلاً ظہر کی نماز میں اس طرح زیادہ شک کر تا ہو کہ کثرت شک اسی ظہر کی نماز سے مخصوص ہو کر رہ جائے اگر وہ کسی دوسری نماز مثلاً عصر کی نماز میں شک کرے تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

(۱۱۷۵) جو شخص کسی مخصوص جگہ پر نماز پڑھتے وقت اسی کیفیت کے ساتھ زیادہ شک کر تا ہو جس کا تذکرہ پچھلے مسئلے میں ہوا اگر وہ کسی دوسری جگہ نماز پڑھے اور اسے شک پیدا ہو تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

(۱۱۷۶) اگر کسی شخص کو اس بارے میں شک ہو کہ وہ کثیر الشک ہو گیا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے اور کثیر الشک شخص کو جب تک یقین نہ ہو جائے کہ لوگوں کی عام حالت پر لوٹ آیا ہے اور اس کے شک کی بنیاد یہ ہو کہ آیا اس کی حالت تبدیل ہوئی یا نہیں یہ نہ ہو کہ کثیر الشک کے معنی کیا ہوتے ہیں تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۱۷۷) اگر کثیر الشک شخص شک کرے کہ ایک رکن بجا لایا ہے یا نہیں اور وہ اس شک کی پروا بھی نہ کرے اور پھر اسے یاد آئے کہ وہ رکن بجا نہیں لایا اور اس کے بعد رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اس رکن کو اور جو کچھ اس کے بعد بجا لائے اور اگر بعد کے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز احتیاط کی بنا پر باطل ہے مثلاً اگر شک کرے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں اور اس شک کی پروا نہ کرے اور دوسرے سجدے سے پہلے اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تھا تو ضروری ہے کہ رکوع کرے اور اگر دوسرے سجدے کے دوران اسے یاد آئے تو اس کی نماز احتیاط کی بنا پر باطل ہے۔

(۱۱۷۸) جو شخص زیادہ شک کر تا ہو اگر وہ شک کرے کہ کوئی ایسا عمل جو رکن نہ ہو انجام دیا ہے یا نہیں اور اس شک کی پروا نہ کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ عمل انجام نہیں دیا تو اگر انجام دینے کے مقام سے ابھی نہ گزر رہا ہو تو ضروری ہے کہ اسے اور اس کے بعد والے افعال کو انجام دے اور اگر اس کے مقام سے گزر گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے مثلاً اگر شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں اور شک کی پروا نہ کرے مگر قنوت پڑھتے ہوئے اسے یاد آئے کہ الحمد نہیں پڑھی تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر رکوع میں یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۵) امام اور مقتدی کا شک

(۱۱۷۹) اگر امام جماعت نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک کرے مثلاً یہ شک کرے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں اور مقتدی کو یقین یا گمان ہو کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں اور وہ بات امام جماعت کے علم میں لے آئے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں تو امام کو چاہئے کہ نماز کو تمام کرے اور نماز احتیاط کا پڑھنا ضروری نہیں اور اگر امام کو یقین یا گمان ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور مقتدی نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے یہی حکم امام مقتدی کے لیے نماز کے افعال کے بارے میں شک مثلاً سجدوں کی تعداد کے شک کے بارے میں ہے۔

(۶) مستحب نماز میں شک

(۱۱۸۰) اگر کوئی شخص مستحب نماز کی رکعتوں میں شک کرے اگر شک کا زیادہ والا عدد جو نماز کو باطل کرتا ہے تو ضروری ہے کہ یہ سمجھ لے کہ کم رکعتیں پڑھی ہیں مثلاً اگر صبح کی نفلوں میں شک کرے کہ دو رکعتیں

پڑھی ہیں یا تین تو یہی سمجھے کہ دو پڑھی ہیں اگر تعداد کی زیادتی والا شک نماز کو باطل نہ کرے مثلاً اگر نماز ی شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا ایک پڑھی ہے تو شک کی جس طرف پر بھی عمل کرے اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۱۸۱) رکن کا کم ہونا نفل نماز کو باطل کر دیتا ہے لیکن رکن کا زیادہ ہونا اسے باطل نہیں کرتا پس اگر نماز ی نفل کے افعال میں سے کوئی فعل بھول جائے اور یہ بات اسے اس وقت یاد آئے جب وہ اس کے بعد والے رکن میں مشغول ہو چکا ہو تو ضروری ہے کہ اس فعل کو انجام دے اور دوبارہ اس رکن کو انجام دے مثلاً اگر رکوع کے دوران اسے یاد آئے کہ سورہ حمد نہیں پڑھی تو ضروری ہے کہ واپس لوٹے اور حمد پڑھے اور دوبارہ رکوع میں جائے۔

(۱۱۸۲) اگر کوئی شخص نفل کے افعال میں سے کسی فعل کے متعلق شک کرے خواہ فعل رکنی ہو یا غیر رکنی اور اس کا موقع نہ گزرا ہو تو ضروری ہے کہ اسے انجام دے اور اگر موقع گزر گیا ہو تو اپنے شک کی پر وا نہ کرے۔ (۱۱۸۳) اگر کسی شخص کو دو رکعتی مستحب نماز میں تین یا زیادہ رکعتوں کے پڑھ لینے کا گمان ہو تو چاہئے کہ اس گمان کی پروا نہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اس کا گمان دو رکعتوں کا یا اس سے کم ہو تو احتیاطاً واجب کی بنا پر اسی گمان پر عمل کرے مثلاً اگر اسے گمان ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے تو ضروری ہے کہ احتیاط کے طور پر ایک رکعت اور پڑھے۔

(۱۱۸۴) اگر کوئی شخص نفل نماز میں کوئی ایسا کام کرے جس کے لیے واجب نماز میں سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہو یا ایک سجدہ بھول جائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ نماز کے بعد سجدہ سہو یا سجدہ قضا بجا لائے۔ اگر کوئی شخص شک کرے کہ مستحب نماز پڑھی ہے یا نہیں اور اس کا کوئی مقرر وقت نہ ہو جیسے ”نماز جعفر طیار“ تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ نہیں پڑھی اگر اس مستحب نماز کا یومیہ نوافل کی طرح وقت مقرر ہو اور اس وقت کے گزرنے سے پہلے شک کرے کہ اسے انجام دیا ہے یا نہیں تو اس کیلئے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ وہ نماز پڑھی ہے یا نہیں تو اپنے شک کی پر وا نہ کرے۔

صحیح شکوک

(۱۱۸۶) چند صورتوں میں اگر کسی کو چار رکعتی نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک ہو تو ضروری ہے کہ فوراً غور و فکر کرے اور اگر یقین یا گمان شک کی کسی ایک طرف ہو جائے تو اسی کو اختیار کرے اور نماز کو تمام کرے ورنہ ان احکام کے مطابق عمل کرے جو ذیل میں بتائے جا رہے ہیں۔

وہ صورتیں یہ ہیں :

(۱) دو سرے سجدے کے دوران شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین اس صورت میں اسے یوں سمجھ لینا چاہئے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں اور ایک اور رکعت پڑھے پھر نماز کو تمام کرے اور احتیاطاً واجب کی بنا پر نماز کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر بجا لائے احتیاطاً واجب کی بنا پر بیٹھ کر دو رکعت نماز احتیاط کا فی نہ ہوگی۔

(۲) دو سرے سجدے کے دوران اگر شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو یہ سمجھ لے کہ چار پڑھی ہیں اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر بجا لائے۔

(۳) اگر کسی شخص کو دو سرے سجدے کے دوران شک ہو جائے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین یا چار تو اسے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ چار پڑھی ہیں اور وہ نماز ختم ہونے کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور بعد میں دو رکعت بیٹھ کر بجا لائے۔

(۴) اگر کسی شخص کو دوسرے سجدے کے دوران کہ اس نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ تو وہ یہ سمجھے کہ چار پڑھی ہیں اور اس بنیاد پر نماز پوری کرے اور نماز کے بعد دو سجدہ سہو بجا لائے یہی حکم ہر اس صورت میں ہے جہاں کم از کم شک چار رکعت پر ہو مثلاً چار اور چھ رکعتوں کے درمیان شک ہو اور ہر اس صورت میں جہاں چار اور اس سے کم اور اس سے زیادہ رکعتوں میں دو سرے سجدے کے دوران شک کرے تو اسے چار رکعتیں قرار دے کر دونوں شک کے اعمال انجام دے سکتا ہے یعنی اس احتمال کی بنا پر کہ چار رکعت سے کم پڑھی ہیں نماز احتیاط پڑھے اور اس احتمال کی بنا پر کہ چار رکعت سے زیادہ پڑھی ہیں بعد میں دو سجدہ سہو بھی کرے تمام صورتوں میں اگر پہلے سجدے کے بعد اور دوسرے سجدے میں داخل ہونے سے پہلے سابقہ چار شک میں سے

ایک اسے پیش آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۵) نماز کے دوران جس وقت بھی کسی کو تین رکعت اور چار رکعت کے درمیان شک ہو تو ضروری ہے کہ سمجھ لے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر پڑھے۔

(۶) اگر قیام کے دوران کسی کو چار رکعتوں اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد اور نماز کا سلام پڑھے اور ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

(۷) اگر قیام کے دوران کسی کو تین اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد اور نماز کا سلام پڑھے اور دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھے۔

(۸) اگر قیام کے دوران کسی کو تین چار اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور سلام کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور بعد میں دو رکعت نماز بیٹھ کر پڑھے۔

(۹) اگر قیام کے دوران کسی کو پانچ اور چھ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد اور نماز کا سلام پڑھے اور دو سجدہ سبوح لائے۔

(۱۱۸۷) اگر کسی کو صحیح شک میں شک ہو جائے اور نماز کا وقت اتنا تنگ ہو کہ نماز از سر نو پڑھ سکے تو ضروری ہے کہ نماز نہ توڑے اور جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق عمل کرے لیکن اگر نماز کا وقت وسیع نہ ہو تو نماز توڑ کر نئے سرے سے بھی پڑھ سکتا ہے۔

(۱۱۸۸) اگر نماز کے دوران انسان کو ان شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے جن کے لیے نماز احتیاط واجب ہے اور وہ نماز کو تمام کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز احتیاط پڑھے اور نماز احتیاط پڑھے بغیر از سر نو نماز نہ پڑھے اور اگر کوئی ایسا فعل انجام سے پہلے جو نماز کو باطل کرتا ہو از سر نو نماز پڑھے اور احتیاط واجب کی بنا پر اس کی دوسری نماز بھی باطل ہے لیکن اگر کوئی ایسا فعل انجام دینے کے بعد جو نماز کو باطل کرتا ہو نماز میں مشغول ہو جائے تو اس کی دوسری نماز صحیح ہے۔

(۱۱۸۹) جب نماز کو باطل کرنے والے شکوک میں سے کوئی شک انسان کو لاحق ہو جائے اور وہ جانتا ہو کہ بعد کی حالت میں منتقل ہو جانے پر اس کے لیے یقین یا گمان پیدا ہو جائے گا تو اس صورت میں جبکہ اس کا باطل شک شروع کی دو رکعت میں ہوا اس کے لئے شک کی حالت میں نماز جاری رکھنا جائز نہیں ہے مثلاً اگر قیام کی حالت میں اسے شک ہو کہ اس نے ایک رکعت نماز پڑھی ہے یا زیادہ پڑھی ہیں اور وہ جانتا ہو کہ اگر رکوع میں جائے تو کسی ایک طرف یقین یا گمان پیدا کرے گا تو اس حالت میں اس کے لیے رکوع کرنا جائز نہیں ہے اور باقی باطل شکوک میں اپنی نماز جاری رکھ سکتا ہے تاکہ اسے یقین یا گمان حاصل ہو جائے۔

(۱۱۹۰) اگر کسی شخص کا گمان پہلے ایک طرف سے زیادہ ہو اور بعد میں اس کی نظر میں دونوں اطراف برابر ہو جائیں تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے اور اگر پہلے دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر ہوں تو احکام کے مطابق جو کچھ اس کا فریضہ ہے اس پر عمل کی بنیاد رکھے اور بعد میں اس کا گمان دوسری طرف چلا جائے تو ضروری ہے کہ اس طرف کو اختیار کرے اور نماز کو تمام کرے۔

(۱۱۹۱) جو شخص یہ نہ جانتا ہو کہ اس کا گمان ایک طرف زیادہ ہے یا دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر ہیں تو ضروری ہے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

(۱۱۹۲) اگر کسی شخص کو نماز کے بارے میں معلوم ہو کہ نماز کے دوران وہ تردد کی حالت میں تھا کہ مثلاً اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین رکعتیں پڑھی ہیں اور اس نے اپنے افعال کی بنیاد تین رکعتوں پر رکھی ہو لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ اس کے گمان میں یہ تھا کہ اس نے تین رکعتیں پڑھی ہیں یا دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر تھیں تو نماز احتیاط پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

(۱۱۹۳) اگر قیام کے بعد شک کرے کہ دو سجدے ادا کئے تھے یا نہیں اور اسی وقت اسے ان شکوک میں کوئی شک ہو جائے جو سجدے تمام ہونے کے بعد لاحق ہوتا تو صحیح ہوتا مثلاً وہ شک کرے کہ میں نے دو رکعت پڑھی ہیں یا تین اور وہ اس شک کے مطابق عمل کرے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر تشہد پڑھتے وقت ان شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے تو اگر اس کا شک یہ ہو کہ دو پڑھی ہیں یا تین تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس کا شک یہ ہو کہ دو پڑھی ہیں یا چار یا یہ ہو کہ دو پڑھی ہیں تین پڑھی ہیں یا چار تو اس کی نماز صحیح ہے اور ضروری ہے کہ شک کے احکام کے مطابق عمل کرے۔

(۱۱۹۴) اگر کوئی شخص تشہد میں مشغول ہونے سے پہلے یا ان رکعتوں میں جن میں تشہد نہیں ہے قیام سے پہلے

شک کرے کہ ایک یا دو سجدے بجا لا یا ہے یا نہیں اور اسی وقت اسے شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے جو دو سجدے تمام ہونے کے بعد صحیح ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۱۹۵) اگر کوئی شخص قیام کی حالت میں تین اور چار رکعتوں کے بارے میں یا تین چار اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک کرے اور اسے یہ بھی یاد آ جائے کہ اس نے اس سے پہلی رکعت کا ایک سجدہ یا دونوں سجدے ادا نہیں کئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۱۹۶) اگر کسی شک کا زائل ہو جائے اور کوئی دو سرا شک اسے لاحق ہو جائے مثلاً پہلے شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو ضروری ہے کہ دوسرے شک کے مطابق احکام پر عمل کرے۔

(۱۱۹۷) جو شک نماز کے بعد شک کرے کہ نماز کی حالت میں مثال کے طور پر اس نے دو یا چار رکعتوں کے بارے میں شک کا تھا یا تین اور چار رکعتوں کے بارے میں شک کیا تھا تو دونوں شکوک کے حکم پر عمل کر سکتا ہے اور نماز کو باطل کرنے والے کسی کام کو انجام دے کر وہ نماز دوبارہ بھی پڑھ سکتا ہے۔

(۱۱۹۸) اگر کسی شخص کو نماز کے بعد پتا چلے کہ نماز کی حالت میں اسے کوئی شک لاحق ہو گیا تھا لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ وہ شک نماز کو باطل کرنے والے شکوک میں سے تھا صحیح شکوک میں سے تھا تو ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر یہ جانتا ہو کہ وہ شک صحیح شکوک میں سے تھا لیکن یہ صحیح نہ جانتا ہو کہ اس کا تعلق صحیح شکوک کی کونسی قسم سے تھا تو اس کے لیے جائز ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

(۱۱۹۹) جو شخص نماز بیٹھ کر پڑھ رہا ہو اگر اسے ایسا شک لاحق ہو جائے جس کے لیے ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت نماز بیٹھ کر پڑھنی چاہئے تو ضروری ہے کہ ایک رکعت بیٹھ کر پڑھے اور اگر وہ ایسا شک کرے جس کے لیے اسے دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھنی چاہئے تو ضروری ہے کہ دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

(۱۲۰۰) جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہو اگر نماز احتیاط پڑھنے کے وقت کھڑا ہونے سے عاجز ہو جائے تو ضروری ہے کہ نماز احتیاط اس شخص کی طرح پڑھے جو بیٹھ کر پڑھتا ہے اور جس کا حکم سابقہ مسئلے میں بیان ہو چکا ہے۔

(۱۲۰۱) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اگر نماز احتیاط پڑھنے کے وقت کھڑا ہو سکے تو ضروری ہے کہ اس شخص کے وظیفے کے مطابق عمل کرے جو کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے

نماز احتیاط پڑھنے کا طریقہ

(۱۲۰۲) جس شخص پر نماز احتیاط واجب ہو ضروری ہے کہ نماز کے سلام کے فوراً بعد نماز احتیاط کی نیت کرے اور تکبیر کہے پھر الحمد پڑھے رکوع اور دو سجدے بجا لائے پس اگر اس پر ایک رکعت نماز احتیاط واجب ہو تو دو سجدوں کے بعد تشهد اور سلام پڑھے اگر اس پر دو رکعت نماز احتیاط واجب ہو تو سجدوں کے بعد پہلی رکعت کی طرح ایک اور رکعت بجا لائے اور تشهد کے بعد سلام پڑھے۔

(۱۲۰۳) نماز احتیاط میں سورہ اور قنوت نہیں ہیں ضروری ہے کہ اس کی نیت زبان پر نہ لائے اور احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ یہ نماز آہستہ پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی بسم اللہ بھی آہستہ پڑھے۔

(۱۲۰۴) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے معلوم ہو جائے کہ جو نماز اس نے پڑھی تھی وہ صحیح تھی تو اس کے لیے نماز احتیاط پڑھنا ضروری نہیں اور اگر نماز احتیاط کے دوران بھی یہ علم ہو جائے تو اس نماز کو تمام کرنا ضروری نہیں۔

(۱۲۰۵) اگر نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے کسی شخص کو معلوم ہو جائے کہ اس نے نماز کی رکعتیں کم پڑھی تھیں اور نماز پڑھنے کے بعد اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا جو نماز کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ نماز کا جو حصہ نہ پڑھا ہو اسے پڑھے اور بے محل سلام کے لیے احتیاط لازم کی بنا پر دو سجدے دو سجدہ سہوا ادا کرے اور اگر اس سے کوئی ایسا فعل سرزد ہوا ہے جو نماز کو باطل کرتا ہو مثلاً قبلے کی جانب پیٹھ کی ہو تو ضروری ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

(۱۲۰۶) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط کے بعد پتا چلے کہ اس کی نماز میں کمی نماز احتیاط کے برابر تھی مثلاً تین رکعتوں اور چار رکعتوں کے درمیان شک کی صورت میں ایک رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں پتا چلے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۲۰۷) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے کے بعد پتا چلے کہ نماز میں جو کمی ہوئی تھی وہ نماز احتیاط سے کم تھی مثلاً تین رکعتوں اور چار رکعتوں کے مابین شک کی صورت میں ایک رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو ضروری ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

(۱۲۰۸) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط کے بعد پتا چلے کہ نماز میں جو کمی ہوئی تھی وہ نماز احتیاط سے زیادہ تھی مثلاً تین رکعتوں اور چار رکعتوں کے مابین شک کی صورت میں ایک رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں معلوم ہو کہ نماز کی دو رکعتیں پڑھی تھیں اور نماز احتیاط کے بعد کوئی ایسا کام کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہے مثلاً قبلے کی جانب پیٹھ کی ہو تو ضروری ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو تو اس صورت میں بھی احتیاط لازم ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور باقی ماندہ ایک رکعت اضا فر کرنے پر اکتفا نہ کرے۔

(۱۲۰۹) اگر کوئی شخص دو تین اور چار رکعتوں میں شک کرے اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز احتیاط پڑھنے کے بعد اسے یاد آئے کہ اس نے نماز کی دو رکعتیں پڑھی تھیں تو اس کے لیے بیٹھ کر دو رکعت نماز احتیاط پڑھنا ضروری نہیں۔

(۱۲۱۰) اگر کوئی شخص تین یا چار رکعتوں میں شک کرے اور جس وقت وہ ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہو اسے یاد آئے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو ضروری ہے کہ نماز احتیاط چھوڑ دے چنانچہ رکوع میں داخل ہونے سے پہلے اسے یاد آیا ہو تو ایک رکعت ملا کر پڑھے اور اس کی نماز صحیح ہے اور احتیاط لازم کی بنا پر زائد سلام کیلئے دو سجدے سہو بجالانے اور اگر رکوع میں داخل ہونے کے بعد یاد آئے تو ضروری ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور احتیاط کی بنا پر باقی ماندہ رکعت کا اضافہ کرنے پر اکتفا نہیں کر سکتا۔

(۱۲۱۱) اگر کوئی شخص دو تین اور چار رکعتوں میں شک کرے اور جس وقت وہ دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہو اسے یاد آئے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو یہاں بھی بالکل یہی حکم جاری ہوگا جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے۔

(۱۲۱۲) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط کے دوران پتا چلے کہ اس کی نماز میں کمی نماز احتیاط سے زیادہ یا کم تھی تو یہاں بھی وہی حکم جاری ہوگا جس کا ذکر مسئلہ ۱۲۱۰ میں کیا گیا ہے۔

(۱۲۱۳) اگر کوئی شخص شک کرے کہ جو نماز احتیاط اس پر واجب تھی وہ اسے بجا لایا ہے یا نہیں نماز کا وقت گزر جانے کی صورت میں اپنے شک کی پروا نہ کرے اور اگر باقی وقت ہو تو اس صورت میں جبکہ شک اور نماز کے درمیان زیادہ وقفہ بھی نہ گزرا ہو وہ کسی اور کام میں مشغول بھی نہ ہو گیا ہو اور اس نے کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو مثلاً قبلے سے منہ موڑنا جو نماز کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ نماز احتیاط پڑھے اور اگر کوئی ایسا کام کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو یا وہ کسی اور کام میں مشغول ہو چکا ہو یا نماز اور اس کے شک کے درمیان زیادہ وقفہ ہو گیا ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

(۱۲۱۴) اگر کوئی شخص نماز احتیاط میں ایک رکعت کی بجائے دو رکعت پڑھ لے تو نماز احتیاط باطل ہو جاتی ہے اور ضروری ہے کہ دوبارہ اصل نماز پڑھے اور اگر وہ نماز میں کوئی رکن بڑھا دے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱۲۱۵) اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھتے ہوئے اس نماز کے افعال میں سے کسی کے متعلق شک ہو جائے تو اگر اس کا موقع نہ گزرا ہو تو اسے انجام دینا ضروری ہے اور اگر اس کا موقع گزر گیا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے مثلاً اگر شک کرے کہ الحمد پڑھی ہے یا نہیں اور ابھی رکوع میں نہ گیا ہو تو ضروری ہے کہ الحمد پڑھے اور اگر رکوع میں جاچکا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۱۲۱۶) اگر کوئی شخص نماز احتیاط کی رکعتوں کے بارے میں شک کرے اور زیادہ رکعتوں کی طرف شک کرنا نماز کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ شک کی بنیاد کم پر رکھے اور اگر زیادہ رکعتوں کی طرف شک کرنا نماز کو باطل نہ کرتا ہو تو ضروری ہے کہ اس کی زیادہ پر رکھے مثلاً جب وہ دو رکعت نماز احتیاط پڑھ رہا ہو اگر شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو چونکہ زیادتی کی وجہ سے شک کرنا نماز کو باطل کرتا ہے اس لئے اسے چاہئے کہ سمجھ لے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں اور اگر شک کرے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں پڑھی ہیں تو چونکہ زیادتی کی طرف شک کرنا نماز کو باطل نہیں کرتا اس لئے اسے سمجھنا چاہئے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں۔

(۱۲۱۷) اگر نماز احتیاط میں کوئی ایسی چیز جو رکن نہ ہو سہواً کم یا زیادہ ہو جائے تو اس کے لیے سجدہ سہو نہیں ہے۔

(۱۲۱۸) اگر کوئی شخص نماز احتیاط کے سلام کے بعد شک کرے کہ وہ اس نماز کے اجزاء اور شرائط میں سے کوئی چیز یا شرط انجام دے چکا ہے یا نہیں تو وہ اپنے شک پر واپس نہ کرے۔

(۱۲۱۹) اگر کوئی شخص نماز احتیاط میں تشہد پڑھنا یا ایک سجدہ کرنا بھول جائے اور تشہد یا سجدے کا اپنی جگہ پر تدارک بھی ممکن نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ سلام نماز کے بعد سجدے کی قضا کرے البتہ تشہد کی قضا ضرور ہی نہیں ہے۔

(۱۲۲۰) اگر کسی پر نماز احتیاط اور ایک سجدے کی قضا یا دو سجدہ سہو واجب ہوں تو ضروری ہے کہ پہلے نماز احتیاط بجالائے۔

(۱۲۲۱) نماز کی رکعتوں کے بارے میں گمان کاحکم یقین کے حکم کی طرح ہے مثلاً اگر کوئی شخص یہ نہ جانتا ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں پڑھی ہیں اور گمان کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں تو وہ سمجھے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں اور اگر چار رکعتیں نماز میں گمان کرے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں تو اسے نماز احتیاط پڑھنے کی ضرورت نہیں لیکن افعال کے بارے میں گمان کرنا شک کاحکم رکھتا ہے پس اگر وہ گمان کرے کہ رکوع کیا ہے اور ابھی سجدے میں داخل نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ رکوع کو انجام دے اور اگر وہ گمان کرے کہ رکوع کیا ہے اور ابھی سجدہ میں داخل نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ رکوع کو انجام دے اور اگر گمان کرے کہ الحمد نہیں پڑھی اور سوئے میں داخل ہو چکا ہو تو گمان کی پر واپس نہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۲۲۲) روزانہ کی واجب نمازوں اور دو سری واجب نمازوں کے بارے میں شک سہو اور گمان کے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے مثلاً اگر کسی شخص کو نماز آیات کے دوران شک ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں تو چونکہ اس کا شک دو رکعتی نماز میں ہے لہذا اس کی نماز باطل ہے اور اگر وہ گمان کرے کہ دو سری رکعت ہے یا پہلی رکعت تو اپنے گمان کے مطابق نماز کو تمام کرے۔

سجدہ سہو

(۱۲۲۳) ضروری ہے کہ انسان سلام کے بعد دو چیزوں کے لیے اس طریقے کے مطابق جس کا آئندہ ذکر ہو گا وہ سجدہ سہو بجالائے۔

(۱) تشہد بھول جانا۔

(۲) چار رکعتی نماز میں دو سری سجدے کے دوران شک کرنا کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ یا شک کرنا کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا چھ بالکل اسی طرح جیسا کہ صحیح شکوک کے نمبر ۴ میں گزر چکا ہے۔ اور تین صورتوں میں احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ دو سجدہ سہو بجالائے:

(۱) نماز کے بعد اجمالی طور پر معلوم ہو جائے کہ کوئی چیز کم یا زیادہ ہو گئی ہے جبکہ نماز پر صحیح ہونے کا حکم ہو۔

(۲) نماز کی حالت میں بھولے سے کوئی بات کرنا۔

(۳) جہاں سلام نہ پڑھنا ضروری ہو وہاں بھولے سے سلام پڑھ لینا۔

احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ایک سجدہ بھول جائے تو جہاں کھڑا ہو ناضروری ہو مثلاً الحمد اور سورہ پڑھتے وقت وہاں غلطی سے بیٹھ جانا جہاں بیٹھا ضروری ہو مثلاً تشہد پڑھتے وقت وہاں غلطی سے کھڑا ہو جائے اور دو سجدے سہو ادا کرے بلکہ ہر اس چیز کے لئے جو غلطی سے نماز میں کم یا زیادہ ہو جائے دو سجدہ سہو کرے ان چند صورتوں کے احکام آئندہ مسائل میں بیان ہوں گے۔

(۱۲۲۴) اگر انسان غلطی سے یا اس خیال سے کہ وہ نماز پڑھ چکا ہے کلام کرے تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ دو سجدہ سہو کرے۔

(۱۲۲۵) اس آواز کے لیے جو کھانسنے سے پیدا ہوتی ہے سجدہ سہو واجب نہیں لیکن اگر کوئی غلطی سے نالہ و بکا کرے آہ بھرے یا آہ کرکھے کہ احتیاط کی بنا پر سجدہ سہو کرے۔

(۱۲۲۶) اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز کو جو اس نے بھولے سے پڑھی ہو دو بارہ صحیح طور پر پڑھتے تو اس کے دو بارہ پڑھنے پر سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

(۱۲۲۷) اگر کوئی شخص نماز میں غلطی سے کچھ دیر باتیں کرتا رہے اور مکمل گفتگو ایک غلطی کی بنیاد پر ہو تو

اس کے لیے نماز کے سلام کے بعد دو سجدہ سہو کا فی ہیں۔
(۱۲۲۸) اگر کوئی شخص غلطی سے تسیحات اور بے نہ پڑھے تو احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ نماز کے بعد دو سجدہ سہو بجالائے۔

(۱۲۲۹) جہاں نماز کا سلام نہیں کہنا چاہئے اگر کوئی شخص غلطی سے السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین کہہ دے یا السلام علیکم کہے تو اگر اس نے ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نہ کہا ہو تب بھی احتیاطاً لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ دو سجدہ سہو کرے لیکن اگر غلطی سے السلام علیہا والہیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ دو سجدہ ہجلائے لیکن اگر غلطی سے سلام پڑھے تو اس کے دو یا زیادہ حر و فربان سے ادا کرے تو احتیاطاً واجب یہ ہے کہ دو سجدہ سہو ادا کرے۔

(۱۲۳۰) جہاں سلام نہیں پڑھنا چاہئے اگر کوئی شخص وہاں غلطی سے تینوں سلام پڑھے تو اس کے لیے دو سجدہ سہو کا فی ہیں۔

(۱۲۳۱) اگر کوئی شخص ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے اور بعد کی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے تو ضروری ہے کہ پلٹے اور بجالائے اور نماز کے بعد احتیاطاً مستحب کی بنا پر بے جا قیام کے لیے دو سجدہ سہو کرے۔

(۱۲۳۲) اگر کسی شخص کو رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے کہ وہ اس سے پہلی رکعت میں ایک سجدہ یا تشہد بھول گیا ہے تو ضروری ہے کہ سلام نماز کے بعد سجدے کی قضا کرے اور تشہد کے لیے دو سجدہ سہو کرے۔

سجدہ سہو کا طریقہ

(۱۲۳۳) اگر کوئی شخص نماز کے سلام کے بعد جان بوجھ کر سجدہ سہو نہ کرے تو اس نے گناہ کیا ہے اور احتیاطاً واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ جس قدر جلدی ہو سکے اسے ادا کرے اور اگر اس نے بھول کر سجدہ سہو نہیں کیا تو جس وقت بھی اسے یاد آئے ضروری ہے کہ فوراً سجدہ کرے اور اس کے لئے نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔

(۱۲۳۴) اگر کوئی شخص شک کرے کہ مثلاً اس پر دو سجدہ سہو واجب ہوئے ہیں یا نہیں تو ان کا بجالانا اس کے لئے ضروری نہیں۔

(۱۲۳۵) اگر کوئی شخص شک کرے کہ مثلاً اس پر دو سجدہ سہو واجب ہوئے ہیں یا چار تو اس کا دو سجدے ادا کرنا کافی ہے۔

(۱۲۳۶) اگر کسی شخص کو علم ہو کہ دو سجدہ سہو میں سے ایک سجدہ سہو نہیں بجالایا اور زیادہ فاصلہ ہو جائے کی وجہ سے اس کا تدارک بھی ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ دو سجدہ سہو بجالائے اور اگر اسے علم ہو کہ اس نے سہواً تین سجدے کئے ہیں تو ضروری ہے کہ دوبارہ دو سجدہ سہو بجالائے۔

سجدہ سہو کا طریقہ

(۱۲۳۷) سجدہ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ سلام نماز کے بعد انسان فوراً سجدہ سہو کی نیت کرے اور احتیاطاً لازم کی بنا پر پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھ دے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اور احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ سجدہ سہو میں ذکر پڑھے اور بہتر ہے کہ کہے:

بسم اللہ و بواللہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہاس کے بعد اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور دوبارہ سجدے میں جائے اور مذکورہ ذکر پڑھے اور بیٹھ جائے اور تشہد کے بعد کہے السلام علیکم اور اولیٰ یہ ہے کہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا اضافہ کرے۔

بھولے ہوئے سجدے اور تشہد کی قضا

(۱۲۳۸) اگر انسان سجدہ اور تشہد بھول جائے اور نماز کے بعد ان کی قضا بجالائے تو ضروری ہے کہ وہ نماز کی تمام شرائط مثلاً بدن اور لباس کا پاک ہونا اور روبرو قبلاً ہونا اور دیگر شرائط پوری کرے۔

(۱۲۳۹) اگر انسان کئی دفعہ سجدہ کرنا بھول جائے مثلاً ایک سجدہ پہلی رکعت میں اور ایک سجدہ دوسری رکعت میں بھول جائے تو ضروری ہے کہ نماز کے دوران سجدوں کی قضا بجالائے اور احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ بھولی ہوئی چیز کے لیے احتیاطاً دو سجدے سہو کرے۔

(۱۲۴۰) اگر انسان ایک تشہد بھول جائے تو احتیاطاً ہر ایک کے لیے دو سجدہ سہو بجالائے ضروری ہے کہ بھو

لے ہوئے تشہد کے لیے دو سجدہ سہو بجا لائے لیکن بھولے ہوئے سجدے کے لیے سجدہ سہو انجا م دینا ضروری نہیں ہاں بہتر ہے۔

(۱۲۴۱) اگر انسان دو رکعتوں میں سے دو سجدے بھول جائے تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ قضا کرے وقت تریب سے بجا لائے۔

(۱۲۴۲) اگر انسان کے سلام اور سجدے کی قضا کے درمیان کوئی ایسا کام کرے جس کو عمداً یا سہواً کر نے سے نماز باطل ہو جاتی ہے مثلاً پیٹھ قبلے کی طرف کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ سجدے کی قضا کے بعد دوبارہ نماز پڑھے

(۱۲۴۳) اگر کسی شخص کو نماز کے بعد یاد آئے کہ آخری رکعت کا ایک سجدہ بھول گیا ہے اور نماز توڑنے والا کوئی کام مثلاً حدث اس سے سرزد نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ سجدہ اور اس کے بعد کی چیزیں یعنی تشہد اور سلام انجا م دے اور احتیاطاً واجب کی بنا پر بے محل سلام کے لیے دو سجدہ سہو کرے۔

(۱۲۴۴) اگر ایک شخص نماز کے سلام اور سجدے کی قضا کے درمیان کوئی ایسا کام کرے جس کے لیے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہو مثلاً بھولے سے کلام کرے تو احتیاطاً واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ پہلے سجدے کی قضا کرے اور بعد میں دو سجدہ سہو کرے۔

(۱۲۴۵) اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ نماز میں سجدہ بھولے یا تشہد تو ضروری ہے کہ سجدے کی قضا کرے اور وہ سجدہ سہو ادا کرے اور احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ تشہد کی بھی قضا کرے۔

(۱۲۴۶) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ سجدہ یا تشہد بھولے یا نہیں تو اس کے لیے ان کی قضا کرنا یا سجدہ سہو ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

(۱۲۴۷) اگر کسی شخص کو علم ہو کہ سجدہ بھول گیا ہے اور شک کرے کہ بعد کی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آیا تھا اور اسے بجا لایا تھا یا نہیں تو احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ اس کی قضا کرے۔

(۱۲۴۸) جس شخص پر سجدے کی قضا ضروری ہو اگر کسی دو سرے کام کی وجہ سے اس پر سجدہ سہو واجب ہو جائے تو ضروری ہے کہ احتیاطاً کی بنا پر نماز ادا کرنے سے پہلے سجدے کی قضا کرے اور اس کے بعد سجدہ سہو کرے۔

(۱۲۴۹) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ نماز پڑھنے کے بعد بھولے ہوئے سجدے کی قضا بجالا یا ہے یا نہیں اور نماز کا وقت نہ گزرا ہو تو ضروری ہے کہ سجدے کی قضا کرے بلکہ اگر نماز کا وقت گزر بھی گیا ہو تو احتیاطاً واجب کی بنا پر اس کی قضا کرنا ضروری ہے۔

نماز کے اجزاء اور شرائط کو کم زیادہ کرنا

(۱۲۵۰) جب نماز کے واجبات میں سے کوئی چیز جان بوجھ کر کم یا زیادہ کی جائے تو خواہ وہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو نماز باطل ہے۔

(۱۲۵۱) اگر کوئی شخص مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے نماز کے واجب ارکان میں سے کوئی ایک کم کر دے تو نماز باطل ہے۔ ہاں جاہل قاصر یعنی وہ شخص جس نے کسی قابل اعتماد شخص کی بات یا کسی معتبر رسالے کی تحریر پر بھروسہ کیا ہو اور بعد میں معلوم ہوا ہو کہ اس شخص یا رسالے سے غلطی ہوئی تھی، اگر کسی غیر رکنی واجب کو کم کرے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔ چنانچہ اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اگرچہ کوتاہی کی وجہ سے ہو صبح اور مغرب اور عشاء کی نمازوں میں الحمد اور سورہ آہستہ پڑھے یا ظہر اور عصر کی نمازوں میں الحمد اور سورہ آواز سے پڑھے یا سفر میں ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں کی چار رکعتیں پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۲۵۲) اگر نماز کے دوران یا اس کے بعد کسی شخص کو معلوم ہو جائے کہ اس کا وضو یا غسل باطل تھا یا وضو یا غسل کے بغیر نماز پڑھنے لگا ہے تو ضروری کہ نماز توڑ دے اور دوبارہ وضو یا غسل کے ساتھ پڑھے اور اگر نماز کا وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔

(۱۲۵۳) اگر کسی شخص کو رکوع میں پہنچنے کے بعد یاد آئے کہ پہلے والی رکعت کے دو سجدے بھول گیا ہے تو اس کی نماز احتیاطاً کی بنا پر باطل ہے اور اگر یہ بات اسے رکوع میں پہنچنے سے پہلے یاد آئے تو ضروری ہے کہ واپس مڑے اور دو سجدے بجا لائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور الحمد اور سورہ یا تسبیحات پڑھے اور نماز کو تمام کرے اور نماز کے بعد احتیاطاً مستحب کی بنا پر بے محل مقام کے لیے دو سجدہ سہو کرے۔

(۱۲۵۴) اگر کسی شخص کو اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا اور اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہنے سے پہلے یاد آئے کہ وہ آخری رکعت کے دو سجدے بجا

نہیں لایا تو ضروری ہے کہ دو سجدے بجائے اور دوبارہ تشہد اور سلام پڑھے۔
 (۱۲۵۵) اگر کسی شخص کو نماز کے سلام سے پہلے یاد آئے کہ اس کے آخری حصے کی ایک یا ایک سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھیں تو ضروری ہے کہ جتنا حصہ بھول گیا ہو اسے بجا لائے۔
 (۱۲۵۶) اگر کسی کو نماز کے سلام کے بعد یاد آئے کہ اس نے نماز کے آخری حصے کی ایک یا ایک سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھیں اور اس سے ایسا کام بھی سرزد ہو چکا ہو کہ اگر وہ نماز میں عمداً یا سہواً کیا جائے تو نماز کو باطل کر دیتا ہو، مثلاً اس نے قبلے کی طرف پیٹھ کی ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جس کا عمداً یا سہواً کرنا نماز کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ جتنا حصہ پڑھنا بھول گیا ہو اسے فوراً بجا لائے اور زائد سلام کے لیے احتیاط لازم کی بنا پر دو سجدہ سہو کرے۔

(۱۲۵۷) جب کوئی شخص نماز سلام کے بعد ایک ایسا کام انجام دے جو اگر نماز کے دوران عمداً یا سہواً کیا جائے تو نماز کو باطل کر دیتا ہو، مثلاً پیٹھ قبلے کی طرف کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ دو آخری سجدے بجا نہیں لایا تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر نماز کو باطل کرنے والا کوئی کام کرنے سے پہلے اسے یہ بات یاد آئے تو ضروری ہے کہ جو دو سجدے ادا کرنا بھول گیا ہے انہیں بجا لائے اور دوبارہ تشہد اور سلام پڑھے اور جو سلام پہلے پڑھ چکا ہو اس کے لیے احتیاط واجب کی بنا پر دو سجدہ سہو کرے۔

(۱۲۵۸) اگر کسی شخص کو پتا چلے کہ اس نے نماز وقت سے پہلے پڑھ لی ہے تو ضروری ہے کہ دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو قضا کرے۔ اگر یہ پتا چلے کہ قبلے کی طرف پیٹھ کر کے پڑھی ہے یا ۹۰ ڈگری یا اس سے زیادہ ہٹ کر پڑھی ہے اور ابھی وقت نہ گزرا ہو تو ضروری ہے کہ دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر چکا ہو اور تردد کا شکا ہو یا حکم سے لاعلم ہو تو ضروری ہے ورنہ قضا ضروری نہیں۔ اگر پتا چلے کہ ۹۰ ڈگری سے کم ہٹ کر نماز پڑھی ہے اور قبلے کی سمت تبدیل کرنے کا اس کے پاس کوئی معقول عذر نہ ہو، مثلاً قبلے کی سمت تلاش کرنے میں یا مسئلہ معلوم کرنے میں کوتاہی کی ہو تو احتیاط کی بنا پر دوبارہ نماز پڑھنا ضروری ہے۔ چاہے وقت باقی ہو یا گزر چکا ہو۔ ہاں اگر اس کے پاس معقول عذر موجود ہو تو نماز کو دہرانا ضروری نہیں۔

مسافر کی نماز

ضروری ہے کہ مسافر ظہر، عصر اور عشاء کی نماز آٹھ شرطیں ہوتے ہوئے قصر بجا لائے یعنی دو رکعت پڑھے۔

پہلی شرط

اس کا سفر آٹھ شرعی فرسخ (تقریباً ۴۴ کلو میٹر) سے کم نہ ہو۔

(۱۲۵۹) جس شخص کے جانے اور واپس آنے کی مجموعی مسافت ملا کر آٹھ فرسخ ہو اور خواہ اس کے جانے کی یا واپسی کی مسافت چار فرسخ سے کم ہو یا نہ ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ لہذا اگر جانے کی مسافت تین فرسخ اور واپس کی پانچ فرسخ یا اس کے برعکس ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر یعنی دو رکعتی پڑھے۔
 (۱۲۶۰) اگر سفر پر جانے اور واپس آنے کی مسافت آٹھ فرسخ ہو تو اگرچہ جس دن وہ گیا وہ اسی دن یا اسی رات کو واپس پلٹ کر نہ آئے، ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اس صورت میں بہتر ہے کہ احتیاطاً پوری نماز بھی پڑھے۔
 (۱۲۶۱) اگر ایک مختصر سفر آٹھ فرسخ سے کم ہو یا انسان کو علم نہ ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں تو اسے نماز قصر کر کے نہیں پڑھنی چاہئے اور اگر شک کرے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں تو اس کے لیے تحقیق کرنا ضروری نہیں ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۶۲) اگر ایک عادل یا قابل اعتماد شخص کسی کو بتائے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے اور وہ اس کی بات سے مطمئن ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۶۳) ایسا شخص جسے یقین ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے اگر نماز قصر کر کے پڑھے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ آٹھ فرسخ نہ تھا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا بجا لائے۔
 (۱۲۶۴) جس شخص کو یقین ہو کہ جس جگہ وہ جانا چاہتا ہے وہاں کا سفر آٹھ فرسخ نہیں یا شک ہو کہ آٹھ فرسخ ہے یا نہیں اور راستے میں اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ تھا تو گو تھوڑا سا سفر باقی ہو، ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر پوری نماز پڑھ چکا ہو تو ضروری ہے کہ دوبارہ قصر پڑھے۔ لیکن اگر وقت گزر گیا ہو تو قضا ضروری نہیں ہے۔

(۱۲۶۵) اگر دو جگہوں کا درمیانی فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو اور کوئی شخص کئی دفعہ ان کے درمیان جائے اور آئے تو

خواہ ان تمام مسافرتوں کا فاصلہ ملا کر آٹھ فرسخ بھی ہو جائے تو اسے نماز پوری پڑھنی ضروری ہے۔
 (۱۲۶۶) اگر کسی جگہ جانے کے دو راستے ہوں اور ان میں سے ایک راستہ آٹھ فرسخ سے کم ہو اور دوسرا آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ ہو تو اگر انسان وہاں اس راستے سے جائے جو آٹھ فرسخ ہے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر اس راستے سے جائے جو آٹھ فرسخ سے کم ہے تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔
 (۱۲۶۷) آٹھ فرسخ کی ابتداء اس جگہ سے حساب کرنا ضروری ہے جہاں سے گزر جانے کے بعد آدمی مسافر شمار ہوتا ہے اور غالباً وہ جگہ شہر کی انتہا ہوتی ہے لیکن بعض بہت بڑے شہروں میں ممکن ہے کہ دو شہر کا آخری محلہ ہو جبکہ سفر کی انتہا وہ آخری مقام سمجھا جائے گا جہاں تک انسان کو جانا ہے۔

دوسری شرط

مسافر اپنے سفر کی ابتدا سے ہی آٹھ فرسخ طے کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یعنی یہ جانتا ہو کہ آٹھ فرسخ تک کا فاصلہ طے کرے گا، لہذا اگر وہ اس جگہ تک کا سفر کرے جو آٹھ فرسخ سے کم ہو اور وہاں پہنچنے کے بعد کسی ایسی جگہ جانے کا ارادہ کرے جس کا فاصلہ طے کردہ فاصلے سے ملا کر آٹھ فرسخ ہو جاتا ہو تو چونکہ وہ شروع سے آٹھ فرسخ طے کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اس لیے ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔ لیکن اگر وہ وہاں سے آٹھ فرسخ آگے جانے کا ارادہ کرے یا اتنا فاصلہ طے کرنے کا ارادہ کرے جو واپسی ملا کر آٹھ فرسخ بن جاتا ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر پڑھے۔
 (۱۲۶۸) جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ اس کا سفر کتنے فرسخ کا ہے، مثلاً کسی گمشدہ (شخص یا چیز) کو ڈھونڈنے کے لیے سفر کر رہا ہو اور نہ جانتا ہو کہ اسے پا لینے کے لیے اسے کہاں تک جانا پڑے گا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔ لیکن اگر واپسی پر اس کے وطن یا اس جگہ تک کا فاصلہ جہاں وہ دس دن قیام کرنا چاہتا ہو آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ بنتا ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ مزید برآں اگر وہ سفر کے دوران ارادہ کر لے کہ وہ اتنی مسافت طے کرے گا جو واپسی ملا کر آٹھ فرسخ بن جائے گی تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔
 (۱۲۶۹) مسافر کو نماز قصر کر کے اس میں پڑھنی ضروری ہے کہ جب اس کا آٹھ فرسخ طے کرنے کا پختہ ارادہ ہو، لہذا اگر کوئی شخص شہر سے باہر جا رہا ہو اور مثال کے طور پر اس کا ارادہ یہ ہو کہ اگر کوئی ساتھی مل گیا تو آٹھ فرسخ کے سفر پر چلا جاؤں گا اور اسے اطمینان ہو کہ ساتھی مل جائے گا تو اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے اور اگر اسے اس بارے میں اطمینان نہ ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔
 (۱۲۷۰) جو شخص آٹھ فرسخ سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اگرچہ ہر روز تھوڑا سا فاصلہ طے کرے، جب حد ترخص... جس کے معنی مسئلہ ۱۳۰۵ میں آئیں گے... تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ لیکن اگر ہر روز بہت کم فاصلہ طے کرے تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اپنی نماز پوری بھی پڑھے اور قصر بھی پڑھے۔
 (۱۲۷۱) جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے احتیاط میں ہو، مثلاً بیوی بچے یا نوکر یا قیدی اگر اسے علم ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ کا ہے تو ضروری ہے کہ بے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر اسے علم نہ ہو تو پوری نماز پڑھے اور اس بارے میں پوچھنا ضروری نہیں، اگرچہ بہتر ہے۔
 (۱۲۷۲) جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو اگر وہ جانتا ہو یا گمان رکھتا ہو کہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے سے اس سے جدا ہو جائے گا اور سفر نہیں کرے گا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔
 (۱۲۷۳) جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو اگر اسے اطمینان نہ ہو کہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اس سے جدا ہو جائے گا اور سفر جاری نہیں رکھے گا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر اسے اطمینان ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

تیسری شرط

راستے میں مسافر اپنے ارادے سے پھر نہ جائے۔ پس اگر دوچار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنا ارادہ بدل دے یا اس کا ارادہ متزلزل ہو جائے اور طے شدہ فاصلہ، واپسی کا فاصلہ ملا کر آٹھ فرسخ سے کم ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔
 (۱۲۷۴) اگر کوئی شخص کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد جو کہ واپسی کے سفر کو ملا کر آٹھ فرسخ ہو سفر ترک کر دے اور پختہ ارادہ کر لے کہ اسی جگہ رہے گا یا دس دن گزرنے کے بعد واپسی کے سفر کو ملا کر آٹھ فرسخ ہو سفر ترک کر دے اور پختہ ارادہ کر لے کہ اسی جگہ رہے گا یا دس دن گزرنے کے بعد واپس جائے گا یا واپس جانے اور ٹھہرنے کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر پائے تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۷۵) اگر کوئی شخص کچھ فاصلہ طے کر نے کے بعد جو کہ واپسی کے سفر کو ملا کر اٹھ فرسخ ہو سفر ترک کر دے اور واپس جانے کا پختہ ارادہ کر لے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ اگرچہ وہ اس جگہ دس دن سے کم مدت کے لئے ہی رہنا چاہتا ہو۔

(۱۲۷۶) اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ جانے کے لیے جو اٹھ فرسخ دُور ہو سفر شروع کرے اور کچھ راستہ طے کرنے کے بعد کسی اور جگہ جانا چاہے اور جس جگہ سے اس نے سفر شروع کیا ہے وہاں سے اس جگہ تک جہاں وہ اب جانا چاہتا ہے اٹھ فرسخ بنتے ہوں تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۷۷) اگر کوئی شخص اٹھ فرسخ تک فاصلہ طے کرنے سے پہلے متردد ہو جائے کہ باقی راستہ طے کرے یا نہیں اور دوران تردد سفر نہ کرے اور بعد میں باقی راستہ طے کرنے کا پختہ ارادہ کر لے تو ضروری ہے کہ سفر کے خاتمے تک نماز قصر پڑھے۔

(۱۲۷۸) اگر کوئی شخص اٹھ فرسخ کا فاصلہ طے کرنے سے پہلے تردد کا شکار ہو جائے کہ باقی راستہ طے کرے یا نہیں اور حالت تردد میں کچھ فاصلہ طے کر لے اور بعد میں پختہ ارادہ کر لے کہ اٹھ فرسخ مزید سفر کرے گا یا ایسی جگہ جائے کہ جہاں تک اس کا جانا اور آنا اٹھ فرسخ ہو جائے گا تو ضروری ہے کہ سفر کے خاتمے تک نماز قصر پڑھے۔ (۱۲۷۹) اگر کوئی شخص اٹھ فرسخ کا فاصلہ طے کرنے سے پہلے متردد ہو جائے کہ باقی راستہ طے کرے یا نہیں اور حالت تردد میں کچھ فاصلہ طے کر لے اور بعد میں پختہ ارادہ کر لے کہ باقی راستہ بھی طے کرے گا، چنانچہ تردد کے عالم میں طے شدہ تعداد کو نکال کر باقی آنے اور جانے کا کل فاصلہ اٹھ فرسخ بنتا ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر پڑھے اور اگر اٹھ فرسخ نہ بنتا ہو تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔

چوتھی شرط

مسافر اٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرنے اور وہاں توقف کرنے یا کسی جگہ دس دن یا اس سے زیادہ دن رہنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ پس جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے اور وہاں توقف کرے یا دس دن کسی جگہ پر رہے تو ہے کہ نماز پوری پڑھے۔ ہاں اگر اپنے وطن سے توقف کیے بغیر گزرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو ضروری ہے کہ احتیاطاً نماز قصر بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔ (۱۲۸۰) جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ اٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے گا یا نہیں یا کسی جگہ دس دن ٹھہرنے کا قصد کرے گا یا نہیں تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔ (۱۲۸۱) وہ شخص جو اٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرنا اور وہاں توقف کرنا چاہتا ہو یا کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اور وہ شخص بھی جو وطن سے گزرنے یا کسی جگہ دس دن رہنے کے بارے میں متردد ہو، اگر وہ دس دن کہیں رہنے یا وطن سے گزرنے کا ارادہ ترک بھی کر دے تب بھی ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔ لیکن اگر باقی ماندہ راستہ چاہے واپسی کا راستہ ملا کر اٹھ فرسخ کا راستہ چاہے واپسی کا راستہ ملا کر اٹھ فرسخ ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

پانچویں شرط

مسافر حرام کام کے لئے سفر نہ کرے اور اگر حرام کام مثلاً چوری کرنے کے لئے سفر کرے تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔ اگر خود سفر ہی حرام ہو مثلاً اس سفر میں اس کے لئے کوئی ایسا ضرر مضمحل ہو جو خون یا کسی عضو کے ناقص ہونے کا باعث ہو یا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر ایسے سفر پر جائے جو اس پر واجب نہ ہو تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن اگر حج کے سفر کی طرح واجب ہو تو نماز قصر کر کے پڑھنے ضروری ہے۔ (۱۲۸۲) جو سفر واجب نہ ہو اگر ماں باپ کی اولاد سے محبت کی وجہ سے ان کے لیے اذیت کا باعث ہو تو حرام ہے اور ضروری ہے کہ انسان اس سفر میں پوری نماز پڑھے اور (رمضان کا مہینہ ہو تو) روزہ بھی رکھے۔ (۱۲۸۳) جس شخص کا سفر حرام نہ ہو اور وہ کسی حرام کام کے لیے بھی سفر نہ کر رہا ہو، وہ اگرچہ سفر میں گناہ بھی کرے، مثلاً غیبت کرے یا شراب پئے تب بھی ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ (۱۲۸۴) اگر کوئی شخص کسی واجب کام کو ترک کرنے کے لیے سفر کرے تو خواہ سفر میں اس کی کوئی دوسری غرض ہو یا نہ ہو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔ پس جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرض چکا سکتا ہو اور قرض خواہ مطالبہ بھی کرے تو اگر وہ سفر کرتے ہوئے اپنا قرض ادا نہ کر سکے اور قرض چکانے سے فرار حاصل کرنے کے لیے سفر کرے تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر اس کا سفر کسی اور کام کے لیے ہو تو اگرچہ وہ سفر میں ترک

واجب کا مرتکب بھی ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۸۵) اگر کسی شخص کا سفر میں سواری کا جانور یا سواری کی کوئی اور چیز جس پر وہ سوار ہو غصبی ہو اور مالک سے فرار ہونے کے لیے سفر کر رہا ہو یا وہ غصبی زمین پر سفر کر رہا ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۸۶) جو شخص کسی ظالم کے ساتھ سفر کر رہا ہو اگر وہ مجبور نہ ہو اور اس کا سفر کرنا ظالم کے ظلم کرنے میں مدد کا موجب ہو تو اسے پوری نماز پڑھنی ضروری ہے اور اگر مجبور ہو یا مثال کے طور پر کسی مظلوم کو چھڑانے کے لیے اس ظالم کے ساتھ سفر کرے تو اس کی نماز قصر ہو گی۔

(۱۲۸۷) اگر کوئی شخص سیرو تفریح کی غرض سے سفر کرے تو اس کا سفر حرام نہیں ہے اور ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۸۸) اگر کوئی شخص موج میلے اور سیر و تفریح کے لیے شکار کو جائے تو اگرچہ اس کا جانا حرام نہیں ہے لیکن اس کی نماز جاتے وقت پوری ہے اور واپسی پر اگر مسافت کی حد پوری ہو تو قصر ہے۔ اس صورت میں کہ اس کی حد مسافت پوری ہو اور شکار پر جانے کی مانند نہ ہو لہذا اگر حصول معاش کے لیے شکار کو جائے تو اس کی نماز قصر ہے اور اگر کمائی اور افزائش دولت کے لیے جائے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ اگرچہ اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز قصر کر کے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

(۱۲۸۹) اگر کوئی شخص گناہ کا کام کرنے کے لیے سفر کرے اور سفر سے واپسی کے وقت فقط اس کی واپسی کا سفر آٹھ فرسخ ہو یا تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر اس نے توبہ نہ کی ہو تو نماز قصر کر کے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

(۱۲۹۰) جس شخص کا سفر گناہ کا سفر ہو اگر وہ سفر کے دوران گناہ کا ارادہ ترک کر دے تو خواہ باقی ماندہ مسافت یا کسی جگہ جانا اور واپس آنا آٹھ فرسخ ہو یا نہ ہو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۹۱) جس شخص نے گناہ کرنے کی غرض سے سفر نہ کیا ہو اگر وہ راستے میں طے کرے کہ بقیہ راستہ گناہ کے لیے طے کرے گا تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔ البتہ اس نے جو نمازیں قصر کر کے پڑھی ہوں وہ صحیح ہیں۔

چھٹی شرط

ان لوگوں میں سے نہ ہو جن کے قیام کی کوئی (مستقل) جگہ نہیں ہوتی اور ان کے گھر ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ یعنی ان صحرا نشینوں (خانہ بدوشوں) کی مانند جو بیابانوں میں گھومتے رہتے ہیں اور جہاں کہیں اپنے اور اپنے مویشیوں کے لیے دانہ پائی دیکھتے ہیں وہیں ڈیرہ ڈال دیتے ہیں اور پھر کچھ دنوں کے بعد دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ ایسے لوگ ایسے سفر میں پوری نماز پڑھیں۔

(۱۲۹۲) اگر کوئی صحرا نشین مثلاً جائے قیام اور اپنے حیوانات کے لیے چراگاہ تلاش کرنے کے لیے سفر کرے اور مال و اسباب اس طرح اس کے ہمراہ ہو کہ یہ کہا جاسکے کہ اس کا گھر اس کے ہمراہ ہے تو وہ پوری نماز پڑھے، ورنہ اگر اس کا سفر آٹھ فرسخ ہو تو نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۹۳) اگر کوئی صحرا نشین مثلاً حج، زیارت، تجارت یا ان سے ملتے جلتے کسی مقصد سے سفر کرے تو اگر نہ کہا جاسکے کہ اس کا گھر اس کے ساتھ نہیں ہے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر یہ کہا جاسکے تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔

ساتویں شرط

وہ شخص ”کنیر السفر“ نہ ہو۔ پس وہ شخص جس کا پیشہ سفر سے ہی وابستہ ہے جیسے ڈرائیور، ملاح، گلہ بان اور ڈاکہ وغیرہ یا وہ شخص جو زیادہ سفر کرتا ہو چاہے اس کا پیشہ سفر سے وابستہ نہ ہو جیسے وہ شخص جو ہفتے میں تین دن سفر میں گزارتا ہو، چاہے اس کا سفر تفریح یا سیاحت کے لیے ہو، ایسے افراد کے لیے ضروری ہے کہ اپنی نمازیں پوری پڑھیں۔

(۱۲۹۴) جس شخص کا پیشہ سفر میں ہو اگر وہ کسی دوسرے مقصد مثلاً حج یا زیارت کے لیے سفر کرے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اگر عرف عام میں کنیر السفر کہلاتا ہو مثلاً وہ شخص جو ہمیشہ ہفتے میں تین دن سفر میں رہتا ہو تو قصر نہ کرے، لیکن اگر مثال کے طور پر ڈرائیور اپنی گاڑی زیارت کے لیے کرائے پر چلائے اور ضمناً خود بھی زیارت کرے تو ہر حال میں ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔

(۱۲۹۵) وہ قافلہ سالار جو حاجیوں کو مکہ پہنچانے کے لیے سفر کرتا ہو اگر اس کا پیشہ سفر کرنا ہو تو ضروری ہے کہ

پوری نماز پڑھے اور اگر اس کا پیشہ سفر کرنا نہ ہو اور صرف حج کے دنوں میں قافلہ لے جانے کے لیے سفر کرتا ہو تو اگر اس کے سفر کی مدت کم ہو مثلاً دو تین ہفتے ہو تو نماز قصر پڑھے جبکہ اگر اس کے سفر کی مدت طولانی ہو جیسے تین ماہ تو نماز تمام پڑھے اور اگر شک کرے کہ اسے ”کثیر السفر“ کہا جائے گا یا نہیں تو احتیاط کرتے ہوئے قصر بھی پڑھے اور پوری بھی۔

(۱۲۹۶) ڈرائیور یا اس جیسے کسی اور پیشے کا پیشہ ور کہلانے کے لئے ضروری ہے کہ ڈرائیونگ جاری رکھنے کا ارادہ ہو اور درمیان میں آرام کا وقفہ معمول کے مطابق ڈرائیوروں کے آرام کے وقفے سے زیادہ نہ ہو، لہذا اگر کوئی شخص مثلاً ہفتے میں ایک دن سفر پر جائے تو اسے ڈرائیور نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ ”کثیر السفر“ ایک ایسے شخص کو کہا جا سکتا ہے جو ہر ہفتے کم از کم تین دن یا ہر مہینے دس دن سفر میں رہتا ہو اور کم از کم ایک سال چھ ماہ یا دو یا دو سے زیادہ سالوں میں تین ماہ اسی کیفیت میں رہنے کا ارادہ ہو (البتہ پہلے مہینے میں ضروری ہے کہ احتیاط کرتے ہوئے دونوں ذمہ داریوں کو ادا کرے)۔ ایسا شخص کثیر السفر نہیں ہے جو ہر ہفتے ایک دن سفر میں رہتا ہو۔ البتہ جو شخص ہر ہفتے دو دن سفر میں رہتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ قصر بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

(۱۲۹۷) جس شخص کا پیشہ سال کے کچھ حصے میں سفر کرنا ہو مثلاً ایک ڈرائیور جو صرف گرمیوں یا سردیوں کے دنوں میں اپنی گاڑی کرائے پر چلاتا ہو ضروری ہے اس سفر میں نماز پوری پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ قصر کر کے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

(۱۲۹۸) ڈرائیور اور پھیری والا جو شہر کے آس پاس دو تین فرسخ میں آتا جاتا ہو اگر وہ اتفاقاً اٹھ فرسخ کے سفر پر چلا جائے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۲۹۹) جس کا پیشہ ہی مسافرت ہے اگر دس دن یا اس سے زیادہ عرصے اپنے وطن میں رہ جائے تو خواہ وہ ابتدا سے دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو یا بغیر ارادے کے اتنے دن رہے تو ضروری ہے کہ دس دن کے بعد جب پہلے سفر پر جائے تو نماز پوری پڑھے اور اگر اپنے وطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ رہنے کا قصد کر کے یا بغیر قصد کے دس دن وہاں مقیم رہے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ البتہ ساربان اور ڈرائیور جو اپنی گاڑی کرائے پر چلاتا ہے، ان کے لیے خاص طور پر حکم ہے کہ ایسی صورت میں احتیاط مستحب کی بنا پر جب دس دن قیام کے بعد پہلے سفر پر نکلیں تو نماز قصر بھی پڑھیں اور پوری بھی۔

(۱۳۰۰) جس شخص کا پیشہ مسافرت ہو اس کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ کم از کم تین بار مسافرت کرے تاکہ اس کی نماز پوری ہو بلکہ جیسے ہی اسے ڈرائیور وغیرہ کہا جا سکے تو چاہے پہلا سفر ہی کیوں نہ ہو اس کی نماز پوری ہے۔ (۱۳۰۱) ڈرائیور اور ساربان کی طرح جن کا پیشہ سفر کرنا ہے اگر معمول سے زیادہ سفر ان کی مشقت اور تھکاوٹ کا سبب ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر پڑھیں۔

(۱۳۰۲) سیاح کہ جو شہر بہ شہر سیاحت کرتا ہو اور جس نے اپنے لئے کوئی وطن معین نہ کیا ہو وہ پوری نماز پڑھے۔ (۱۳۰۳) جس شخص کا پیشہ سفر کرنا نہ ہو اگر مثلاً کسی شہر یا گاؤں میں اس کا کوئی سامان ہو اور وہ اسے لینے کے لیے سفر پر سفر کرے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ مگر یہ کہ کثیر السفر بن جائے جس کے معنی مسئلہ ۱۲۹۶ میں ذکر ہو چکے ہیں۔

(۱۳۰۴) جو شخص ترک وطن کر کے دوسرا وطن اپنانا چاہتا ہو اگر اسے کوئی ایسا نام نہ دیا جا سکے جو اس کی نماز کے

پورا ہونے کا سبب ہو جیسے کثیر السفر یا خانہ بدوش تو سفر کی حالت میں اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے

آٹھویں شرط

اگر سفر کا آغاز اپنے وطن سے کرنے تو حد ترخص تک پہنچ جائے لیکن وطن کے علاوہ حد ترخص معتبر نہیں ہے اور جونہی کوئی شخص اپنی اقامت گاہ سے نکلے اس کی نماز قصر ہے۔

(۱۳۰۵) حد ترخص وہ جگہ ہے جہاں سے اہل شہر حتیٰ کہ وہ افراد جو شہر کے مضافات میں شہر کے باہر رہتے ہیں مسافر کو نہ دیکھ سکیں اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل شہر کو نہ دیکھ سکے۔

(۱۳۰۶) جو مسافر اپنے وطن واپس آ رہا ہو جب تک وہ اپنے وطن واپس نہ پہنچے قصر نماز پڑھنا ضروری ہے۔ ایسے ہی مسافر جو مسافر وطن کے علاوہ کسی اور جگہ دس دن ٹھہرنا چاہتا ہو وہ جب تک اس جگہ نہ پہنچے اس کی نماز قصر ہے۔

(۱۳۰۷) اگر شہر اتنی بلندی پر واقع ہو کہ وہاں کے باشندے دُور سے دکھائی دیں یا اس قدر نشیب میں واقع ہو کہ اگر انسان

تھوڑا سا دور بھی جائے تو وہاں کے باشندوں کو نہ دیکھ سکے تو اس شہر کے رہنے والوں میں سے جو شخص سفر میں ہو جب وہ اتنا دُور چلا جائے کہ اگر وہ شہر ہموار زمین پر ہوتا تو وہاں کے باشندے اس جگہ سے دیکھے نہ جا سکتے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اسی طرح اگر راستے کی بلندی یا پستی معمول سے زیادہ وہ تو ضروری ہے کہ معمول کا لحاظ رکھے۔

(۱۳۰۸) کوئی شخص کشتی یا ریل میں بیٹھے اور حدِ ترخص تک پہنچنے سے پہلے پوری نماز کی نیت سے نماز پڑھنے لگے تو اگر تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے حدِ ترخص تک پہنچ جائے تو قصر نماز پڑھنا ضروری ہے۔
(۱۳۰۹) جو صورت پچھلے مسئلے میں گزر چکی ہے اس کے مطابق اگر تیسری رکعت کے رکوع کے بعد حدِ ترخص تک پہنچے تو ضروری ہے کہ اسے دوبارہ قصر کر کے پڑھے اور پہلی نماز کو مکمل کرنا ضروری نہیں۔
(۱۳۱۰) اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو جائے کہ وہ حدِ ترخص تک پہنچ چکا ہے اور نماز قصر کر کے پڑھے اور اس کے بعد معلوم ہو کہ نماز کے وقت حدِ ترخص تک نہیں پہنچا تھا تو نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ چنانچہ جب تک حدِ ترخص تک نہ پہنچا ہو تو نماز پوری پڑھنا ضروری ہے اور اس صورت میں جب کہ حدِ ترخص سے گزر چکا ہو نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر وقت نکل چکا ہو تو نماز کو اس کے فوت ہوتے وقت جو حکم تھا اس کے مطابق ادا کرے۔
(۱۳۱۱) اگر مسافر کی قوت باصرہ غیر معمولی ہو تو اسے اس مقام پر پہنچ کر نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے جہاں سے متوسط قوت کی آنکھ اہل شہر کو نہ دیکھ سکے۔

(۱۳۱۲) اگر مسافر کو سفر کے دوران شک ہو کہ حدِ ترخص تک پہنچا ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے۔
(۱۳۱۳) جو مسافر سفر کے دوران اپنے وطن سے گزر رہا ہو اگر وہاں توقف کرے تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر توقف نہ کرے تو احتیاط لازم یہ ہے کہ قصر اور پوری نماز دونوں پڑھے۔
(۱۳۱۴) جو مسافر اپنی مسافرت کے دوران اپنے وطن پہنچ جائے اور وہاں کچھ دیر ٹھہرے تو ضروری ہے کہ جب تک وہاں رہے پوری نماز پڑھے لیکن اگر وہ وہاں سے آٹھ فرسخ کے فاصلے پر جانا چاہے یا مثلاً چار فرسخ جانا اور پھر چار فرسخ واپس آنا چاہے تو جس وقت وہ حدِ ترخص پر پہنچے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔
(۱۳۱۵) جس جگہ کو انسان نے اپنی مستقل سکونت اور بودوباش کے لئے منتخب کیا ہو وہ اس کا وطن ہے خواہ وہ وہاں پیدا ہو یا اور وہ اس کا آبائی وطن یا اس نے خود اس جگہ کو زندگی بسر کرنے کے لیے اختیار کیا ہو۔
(۱۳۱۶) اگر کوئی شخص ارادہ رکھتا ہو کہ تھوڑی سی مدت ایک ایسی جگہ رہے جو اس کا وطن نہیں ہے اور بعد میں کسی اور جگہ چلا جائے تو وہ اس کا وطن تصور نہیں ہوتا۔

(۱۳۱۷) اگر انسان کسی جگہ کو زندگی گزارنے کے لیے اختیار کرے اگرچہ وہ ہمیشہ رہنے کا قصد نہ رکھتا ہو تاہم ایسا ہو کہ عرف عام میں اسے وہاں مسافر نہ کہیں اور اگرچہ وقتی طور پر دس دن یا دس دن سے زیادہ دوسری جگہ رہے اس کے باوجود پہلی جگہ ہی کو اس کی زندگی گزارنے کی جگہ کہیں گے اور وہی جگہ اس کے وطن کا حکم رکھتی ہے۔
(۱۳۱۸) جو شخص دو مقامات پر زندگی گزارتا ہو، مثلاً چھ مہینے ایک شہر میں اور چھ مہینے دوسرے شہر میں رہتا ہو تو دونوں مقامات اس کا وطن ہیں۔ نیز اگر اس نے دو مقامات سے زیادہ مقامات کو زندگی بسر کرنے کے لیے اختیار کر رکھا ہو تو وہ سب اس کا وطن شمار ہوتے ہیں۔

(۱۳۱۹) بعض فقہاء نے کہا ہے کہ جو شخص کسی ایک جگہ سکونتی مکان کا مالک ہو اگر وہ مسلسل چھ مہینے وہاں رہنے کے ارادے سے رہے تو جس وقت تک مکان اس کی ملکیت میں ہے یہ جگہ اس کے وطن کا حکم رکھتی ہے۔ پس جب بھی وہ سفر کے دوران وہاں پہنچے ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے لیکن یہ حکم ثابت نہیں ہے۔
(۱۳۲۰) اگر ایک شخص کسی ایسے مقام پر پہنچے جو کسی زمانے میں اس کا وطن رہا ہو اور بعد میں اس نے اسے ترک کر دیا ہو تو خواہ اس نے کوئی نیا وطن اپنے لیے منتخب نہ بھی کیا ہو تو ضروری ہے کہ وہاں پوری نماز نہ پڑھے۔
(۱۳۲۱) اگر کسی مسافر کا کسی جگہ پر مسلسل دس دن رہنے کا ارادہ ہو یا وہ جانتا ہو کہ بہ امر مجبوری دس دن تک ایک جگہ رہنا پڑے گا تو وہاں اسے پوری نماز پڑھنی ضروری ہے۔

(۱۳۲۲) اگر کوئی مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو تو ضروری نہیں ہے کہ اس کا ارادہ پہلی رات یا گیارہویں رات وہاں رہنے کا ہو، جونہی وہ ارادہ کرے کہ پہلے دن کے طلوع آفتاب سے دسویں دن کے غروب آفتاب تک وہاں رہے گا تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور مثال کے طور پر اس کا ارادہ پہلے دن کی ظہر سے گیارہویں دن کی ظہر تک وہاں رہنے کا ہو تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

(۱۳۲۳) جو مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اسے اس صورت میں پوری نماز پڑھنی ضروری ہے جب وہ سارے کے سارے دن ایک جگہ رہنا چاہتا ہو۔ پس اگر وہ مثال کے طور پر چاہے کہ دس دن نجف اور کوفہ یا تہران اور شمیران (یا

کراچی اور حیدر آباد) میں رہے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔
 (۱۳۲۴) جو مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اگر وہ شروع سے ہی قصد رکھتا ہو کہ ان دس دنوں کے درمیان اس جگہ کے آس پاس ایسے مقامات پر جائے گا جو عرفاً دوسری جگہ سمجھی جاتی ہے اور جس کا فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو تو اگر اس کے جانے اور آنے کی مدت عرف میں دس دن قیام کے منافی نہ ہو تو پوری نماز پڑھے اور اگر منافی ہو تو نماز قصر کر کے پڑھے۔ مثلاً اگر ابتداء ہی سے ارادہ ہو کہ ایک پورے دن یا ایک پوری رات کے لیے وہاں سے نکلے گا تو یہ ٹھہرنے کے قصد کے منافی ہے اور ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اگر اس کا قصد یہ ہو کہ مثلاً آدھے دن بعد نکلے گا اور پھر فوراً لوٹے گا اگرچہ اس کی واپسی رات ہونے کے بعد ہو تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔ مگر اس صورت میں کہ اس کا اس طرح نکلنا اتنا تکرار ہو کہ عرفاً یہ کہا جائے کہ دو یا اس سے زیادہ جگہ قیام پذیر ہے۔
 (۱۳۲۵) اگر کسی مسافر کا کسی جگہ دس دن رہنے کا مصمم ارادہ نہ ہو، مثلاً اس کا ارادہ یہ ہو کہ اگر اس کا ساتھی آگیا یا رہنے کو اچھا مکان مل گیا تو دس دن وہاں رہے گا تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔
 (۱۳۲۶) جب کوئی شخص کسی جگہ دس دن رہنے کا مصمم ارادہ رکھتا ہو اگر اسے اس بات کا احتمال ہو کہ اس کے وہاں رہنے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو گی اور اس کا یہ احتمال عقلاء کے نزدیک معقول ہو تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۲۷) اگر مسافر کو علم ہو کہ مہینہ ختم ہونے میں مثلاً دس یا دس سے زیادہ دن باقی ہیں اور کسی جگہ مہینے کے آخر تک رہنے کا ارادہ کرے تو ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔ لیکن اگر اسے علم نہ ہو کہ مہینہ ختم ہونے میں کتنے دن باقی ہیں اور مہینے کے آخر تک وہاں رہنے کا ارادہ کرے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ اگرچہ جس وقت اس نے ارادہ کیا تھا اس وقت سے مہینے کے آخری دن تک دس یا اس سے زیادہ دن بنتے ہوں۔
 (۱۳۲۸) اگر مسافر کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے اور ایک چار رکعتی نماز پڑھنے سے پہلے وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے یا مذنب ہو کہ وہاں رہے یا کہیں اور چلا جائے تو ضروری ہے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ لیکن اگر ایک چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے یا مذنب ہو جائے تو ضروری ہے کہ جس وقت تک وہاں رہے نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۲۹) اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو روزہ رکھ لے اور ظہر کے بعد وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے جبکہ اس نے ایک چار رکعتی نماز پڑھ لی ہو تو جب تک وہاں رہے اس کے روزے درست ہیں اور ہے کہ اپنی نمازیں پوری پڑھے اور اگر اس نے چار رکعتی نماز نہ پڑھی ہو تو احتیاطاً اس دن کا روزہ پورا کرنا نیز اس کی قضا رکھنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور بعد کے دنوں میں وہ روزہ بھی نہیں رکھ سکتا۔

(۱۳۳۰) اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے اور شک کرے کہ وہاں رہنے کا ارادہ ترک کرنے سے پہلے ایک چار رکعتی نماز پڑھی تھی یا نہیں تو ضروری ہے کہ اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۳۱) اگر کوئی مسافر نماز کو قصر کر کے پڑھنے کی نیت سے نماز میں مشغول ہو جائے اور نماز کے دوران مصمم ارادہ کر لے کہ دس یا اس سے زیادہ دن وہاں رہے گا تو ضروری ہے کہ نماز کو چار رکعتی پڑھ کر ختم کرے۔
 (۱۳۳۲) اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو پہلی چار رکعتی نماز کے دوران اپنے ارادے سے باز آجائے اور ابھی تیسری رکعت میں مشغول نہ ہو ابو تو ضروری ہے کہ دو رکعتی پڑھ کر ختم کرے اور اپنی باقی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور اسی طرح اگر تیسری رکعت میں مشغول ہو گیا اور رکوع میں نہ گیا ہو تو ضروری ہے کہ بیٹھ جائے اور نماز کو بصورت قصر ختم کرے اور اگر رکوع میں چلا گیا ہو تو اپنی نماز توڑ سکتا ہے یا مکمل کر سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس نماز کو دوبارہ قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۳۳) جس مسافر نے دس دن کسی جگہ رہنے کا ارادہ کیا ہو اگر وہاں دس دن سے زیادہ دن رہے تو جب تک وہاں سے سفر نہ کرے ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ دوبارہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے۔
 (۱۳۳۴) جس مسافر نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو تو ضروری ہے کہ واجب روزے رکھے اور مستحب روزہ بھی رکھ سکتا ہے اور ظہر، عصر اور عشاء کی نفلیں بھی پڑھ سکتا ہے۔

(۱۳۳۵) اگر ایک مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعتی ادا نماز پڑھنے کے بعد وہاں دس دن رہنے کے بعد اگرچہ اس نے ایک بھی پوری نماز نہ پڑھی ہو یا چاہے کہ ایک ایسی جگہ جائے جو چار فرسخ سے کم فاصلے پر ہو اور پھر لوٹ آئے اور اپنی پہلی جگہ پر دس دن یا اس سے کم مدت کے لیے رہے تو ضروری ہے کہ جانے

کے وقت سے واپسی کے بعد اپنی نمازیں پوری پڑھے۔ لیکن اگر اس کا اپنی اقامت کے مقام پر واپس آنا فقط اس وجہ سے ہو کہ وہ اس سفر کے راستے میں واقع ہو اور اس کا سفر شرعی مسافت کا ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ جانے اور آنے کے دوران اور ٹھہرنے کی جگہ میں نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۳۶) اگر کوئی مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعتی نماز ادا پڑھنے کے بعد چاہے کہ کسی اور جگہ چلا جائے جس کا فاصلہ آٹھ فرسخ سے کم ہو اور دس دن وہاں رہے تو ضروری ہے کہ دوران سفر اور اس جگہ جہاں پر وہ دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو اپنی نمازیں پوری پڑھے۔ لیکن اگر وہ جگہ جہاں وہ جانا چاہتا ہو آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ دور ہو تو ضروری ہے کہ دوران سفر اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور اگر وہ وہاں دس دن نہ رہنا چاہتا ہو تو ضروری ہے کہ جتنے دن وہاں رہے ان دنوں کی نمازیں بھی قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۳۷) اگر کوئی مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعتی ادا نماز پڑھنے کے بعد کسی ایسی جگہ جانا چاہے جس کا فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو اور مذہب ہو کہ اپنی پہلی جگہ پر واپس آئے یا نہیں یا اس جگہ واپس آنے سے بالکل غافل ہو یا یہ ارادہ ہو کہ واپس جائے گا لیکن مذہب ہو کہ دس دن اس جگہ ٹھہرے یا نہیں یا وہاں دس دن رہنے اور وہاں سے سفر کرنے سے غافل ہو تو ضروری ہے کہ جانے کے وقت سے واپسی تک اور واپسی کے بعد اپنی نمازیں پوری پڑھے۔

(۱۳۳۸) اگر کوئی مسافر اس خیال سے کہ اس کے ساتھی کسی جگہ دس دن رہنا چاہتے ہیں اس جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے اور ایک چار رکعتی ادا نماز پڑھنے کے بعد اسے پتا چلے کہ اس کے ساتھیوں نے ایسا کوئی ارادہ نہیں کیا تھا تو اگرچہ وہ خود بھی وہاں رہنے کا خیال ترک کر دے تو ضروری ہے کہ جب تک وہاں رہے نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۳۹) اگر کوئی مسافر اتفاقاً کسی جگہ تیس دن رہ جائے مثلاً تیس کے تیس دنوں میں وہاں سے چلے جائے یا وہاں رہنے کے بارے میں مذہب رہا ہو تو تیس دن گزرنے کے بعد اگرچہ وہ تھوڑی مدت ہی وہاں رہے ضروری ہے کہ نماز پوری پڑھے۔

(۱۳۴۰) جو مسافر نو دن یا اس سے کم مدت کے لیے ایک جگہ رہنا چاہتا ہو اگر وہ اس جگہ نو دن یا اس سے کم مدت گزارنے کے بعد نو دن یا اس سے کم مدت کے لیے دوبارہ وہاں رہنے کا ارادہ کرے اور اسی طرح تیس دن گزر جائیں تو ضروری ہے کہ اکتیسویں دن پوری نماز پڑھے۔

(۱۳۴۱) تیس دن گزرنے کے بعد مسافر کو اس صورت میں نماز پوری پڑھنی ضروری ہے جب وہ تیس دن ایک ہی جگہ رہا ہو۔ پس اگر اس نے اس مدت کا کچھ حصہ ایک جگہ اور کچھ حصہ دوسری جگہ گزارا ہو تو تیس دن کے بعد بھی اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے۔

متفرق مسائل نماز مسافر

(۱۳۴۲) مسافر مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور کوفہ کے پورے شہروں میں اور حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے حرم میں بھی قبر مطہر کے سے تقریباً ساڑھے گیارہ میٹر کے اطراف میں نماز پوری پڑھ سکتا ہے۔

(۱۳۴۳) اگر کوئی ایسا شخص جسے معلوم ہو کہ وہ مسافر ہے اور اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے ان چار جگہوں کے علاوہ جن کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے کسی اور جگہ جان بوجھ کر پوری نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر بھول جائے کہ مسافر کو نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اور پوری نماز پڑھ لے تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ لیکن بھول جانے کی صورت میں اگر اسے نماز کے وقت کے بعد یہ بات یاد آئے تو اس نماز کا قضا کرنا ضروری نہیں۔

(۱۳۴۴) جو شخص جانتا ہو کہ وہ مسافر ہے اور اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے، اگر وہ غلطی سے پوری نماز پڑھ لے اور بروقت متوجہ ہو جائے تو نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے اور اگر وقت گزرنے کے بعد متوجہ ہو تو احتیاط کی بنا پر قضا کرنا ضروری ہے۔

(۱۳۴۵) جو مسافر یہ نہ جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے، اگر وہ پوری نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۳۴۶) جو مسافر جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے، اگر وہ قصر نماز کے بعض خصوصیات سے ناواقف ہو، مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ آٹھ فرسخ کے سفر میں نماز قصر کے پڑھنی ضروری ہے تو اگر وہ پوری نماز پڑھ لے اور نماز کے وقت میں اس مسئلے کا پتا چل جائے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے اور اگر دوبارہ نہ پڑھے تو اس کی قضا لیکن اگر نماز کا وقت گزرنے کے بعد اسے معلوم ہو تو اس نماز کی قضا نہیں ہے۔

(۱۳۴۷) اگر ایک مسافر جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہیے اور وہ اس گمان میں پوری نماز پڑھ لے کہ اس کا سفر اٹھ فرسخ سے کم ہے تو جب اسے پتا چلے کہ اس کا سفر اٹھ فرسخ کا تھا تو ضروری ہے کہ جو نماز پوری پڑھی ہو اسے دوبارہ قصر کر کے پڑھے اور اگر اسے اس بات کا پتا نماز کا وقت گزر جانے کے بعد چلے تو قضا ضروری نہیں۔

(۱۳۴۸) اگر کوئی شخص بھول جائے کہ وہ مسافر ہے اور پوری نماز پڑھ لے اور اسے نماز کے وقت کے اندر ہی یاد آ جائے تو اسے چاہئے کہ قصر کر کے پڑھے اور اگر نماز کے وقت کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز قضا اس پر واجب نہیں۔

(۱۳۴۹) جس شخص کو پوری نماز پڑھنی ضروری ہے اگر وہ اسے قصر کر کے پڑھے تو اس کی نماز ہر صورت میں باطل ہے۔ اگرچہ یہ حکم... ایسے مسافر کے لیے ہے جو کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو اور مسئلے کا حکم نہ ہو جاننے کی وجہ سے نماز قصر کر کے پڑھی ہو... احتیاط واجب کی بنا پر ہے۔

(۱۳۵۰) اگر ایک شخص چار رکعتی نماز پڑھ رہا ہو اور نماز کے دوران اسے یاد آئے کہ وہ تو مسافر ہے یا اس امر کی طرف متوجہ ہو کہ اس کا سفر اٹھ فرسخ ہے اور وہ ابھی تیسری رکعت کے رکوع میں نہ گیا ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو دو رکعتوں پر ہی تمام کر دے اور اگر تیسری رکعت مکمل کر چکا ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر تیسری رکعت کے رکوع میں جا چکا ہو تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس کے پاس ایک رکعت پڑھنے کے لیے بھی وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو نئے سرے سے قصر کر کے پڑھے اور اگر وقت نہ ہو تو نماز کو قصر صورت میں قضا کرے۔

(۱۳۵۱) اگر کسی مسافر کو ”نماز مسافر“ کی بعض خصوصیات کا علم نہ ہو مثلاً وہ یہ نہ جانتا ہو کہ اگر چار فرسخ تک جائے اور واپسی میں چار فرسخ کا فاصلہ طے کرے تو اسے نماز قصر کر کے پڑھنی ضروری ہے اور چار رکعت والی نماز کی نیت سے نماز میں مشغول ہو جائے اور تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے مسئلہ اس کی سمجھ میں آ جائے تو ضروری ہے کہ نماز کو دو رکعتوں پر ہی تمام کر دے اور اگر وہ رکوع میں اس کی امر کی جانب متوجہ ہو تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے اور اس صورت میں اگر اس کے پاس ایک رکعت پڑھنے کے لیے بھی وقت باقی ہو تو ضروری ہے کہ نماز کو نئے سرے سے قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۵۲) جس مسافر کو پوری نماز پڑھنی ضروری ہو اگر وہ مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے دو رکعتی نماز کی نیت سے نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران مسئلہ اس کی سمجھ میں آ جائے تو ضروری ہے کہ چار رکعتیں پڑھ کر نماز کو تمام کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز ختم ہونے کے بعد دوبارہ اس نماز کو چار رکعتی پڑھے۔

(۱۳۵۳) جس مسافر نے ابھی نماز نہ پڑھی ہو اگر وہ نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے اپنے وطن پہنچ جائے یا ایسی جگہ پہنچے جہاں دس دن رہنا چاہتا ہو تو ضروری ہے کہ پوری نماز پڑھے اور جو شخص مسافر نہ ہو اگر اس نے نماز کے اوّل وقت میں نماز نہ پڑھی ہو اور سفر اختیار کرے تو ضروری ہے کہ سفر میں نماز قصر کر کے پڑھے۔

(۱۳۵۴) جس مسافر کو نماز قصر کر کے پڑھنا ضروری ہو اگر اس کی ظہر، عصر یا عشاء کی نماز قضا ہو جائے تو اگرچہ وہ اس کی قضا اس وقت بجا لائے جب وہ سفر میں نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کی دو رکعتی قضا کرے۔ اگر ان تین نمازوں میں سے کسی ایسے شخص کی کوئی نماز قضا ہو جائے جو مسافر نہ ہو تو ضروری ہے کہ چار رکعتی قضا بجا لائے اگرچہ یہ قضا اس وقت بجا لائے جب وہ سفر میں ہو۔

(۱۳۵۵) مستحب ہے کہ مسافر ہر قصر نماز کے بعد تیس مرتبہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ“ کہے اور اگرچہ یہ ذکر ہر واجب نماز کی تعقیب میں مستحب ہے لیکن اس مورد میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے بلکہ بہتر ہے کہ مسافر ان نمازوں کی تعقیب میں یہی ذکر ساٹھ مرتبہ پڑھے۔

قضا نماز

(۱۳۵۶) جس شخص نے اپنی یومیہ نمازیں ان کے وقت میں نہ پڑھی ہوں تو ضروری ہے کہ ان کی قضا بجا لائے اگرچہ وہ نماز کے پورے وقت کے دوران سویا رہا ہو یا اس نے مدبوشی کی وجہ سے نماز نہ پڑھی ہو اور یہی حکم ہر دوسری واجب نماز کا ہے جسے اس کے وقت میں نہ پڑھا ہو۔ حتیٰ کہ احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم اس نماز کا جو منت ماننے کی وجہ سے معین وقت میں اس پر واجب ہو چکی ہو۔ لیکن نماز عید الفطر اور نماز عید قربان کی قضا نہیں ہے۔ ایسے ہی جو نمازیں کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں نہ پڑھی ہوں ان کی قضا واجب نہیں خواہ وہ یومیہ نمازیں ہو یا کوئی اور ہوں اور نماز آیات کی قضا کا حکم بعد میں آئے گا۔

(۱۳۵۷) اگر کسی شخص کو نماز کے وقت کے بعد پتا چلے کہ جو نماز اس نے پڑھی تھی وہ باطل تھی تو ضروری ہے کہ اس نماز کی قضا کرے۔

(۱۳۵۸) جس شخص کی نماز قضا ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کی قضا پڑھنے میں کوتاہی نہ کرے البتہ اس کا فوراً پڑھنا واجب نہیں ہے۔

(۱۳۵۹) جس شخص پر کسی نماز کی قضا واجب ہو وہ مستحب نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۱۳۶۰) اگر کسی شخص کو احتمال ہو کہ قضا نماز اس کے ذمے ہے یا جو نمازیں پڑھ چکا ہے وہ صحیح نہیں تھیں تو مستحب ہے کہ احتیاطاً ان نمازوں کی قضا کرے۔

(۱۳۶۱) یومیہ نمازوں کی قضا میں ترتیب لازم نہیں ہے سوائے ان نمازوں کے جن کی ادا میں ترتیب ہے۔ مثلاً ایک دن کی نماز ظہر و عصر یا مغرب و عشاء۔

(۱۳۶۲) اگر کوئی شخص چاہے کہ یومیہ نمازوں مثلاً نماز آیات کی قضا کرے یا مثال کے طور پر چاہے کہ کسی ایک یومیہ نماز کی اور چند غیر یومیہ نمازوں کی قضا کرے تو ان کا ترتیب کیساتھ قضا کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۱۳۶۳) اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ اس نے ایک چار رکعتی نماز نہیں پڑھی لیکن یہ علم نہ ہو کہ وہ ظہر کی نماز تھی یا عشاء کی تو اگر وہ ایک چار رکعتی نماز اس نماز کی قضا کی نیت سے پڑھے جو اس نے نہیں پڑھی تو کافی ہے اور اسے احتیاط ہے کہ وہ نماز بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ پڑھے۔

(۱۳۶۴) مثال کے طور پر اگر کسی کی چند صبح کی نمازیں یا چند ظہر کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور وہ ان کی تعداد نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ دو تین تھیں، چار تھیں یا پانچ تو اگر وہ چھوٹے عدد کے حساب سے پڑھے تو کافی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اتنی پڑھے کہ اسے یقین ہو جائے کہ ساری قضا نمازیں پڑھ لی ہیں۔ مثلاً اگر وہ بھول گیا ہو کہ اس کی کتنی نمازیں قضا ہوئی تھیں اور اسے یقین ہو کہ دس سے زیادہ نہ تھیں تو احتیاطاً صبح کی دس نمازیں پڑھے۔

(۱۳۶۵) جس شخص کی گزشتہ دنوں کی فقط ایک نماز قضا ہوئی ہو اس کے لیے بہتر ہے کہ اگر اس دن کی نماز کی فضیلت کا وقت ختم نہ ہو رہا ہو تو پہلے قضا پڑھے اور اس کے بعد اس دن کی نماز میں مشغول ہو۔ نیز اگر اس کی گزشتہ دنوں کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو لیکن اسی دن کی ایک یا ایک سے زیادہ نمازیں قضا ہوئی ہوں تو اگر اس دن کی نماز کی فضیلت کا وقت ختم نہ ہو رہا ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس دن کی قضا نمازیں ادا نماز سے پہلے پڑھے۔

(۱۳۶۶) اگر کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے یاد آئے کہ اسی دن کی ایک یا زیادہ نمازیں اس سے قضا ہو گئی ہیں یا گزشتہ دنوں کی صرف ایک قضا نماز اس کے ذمے ہے تو اگر وقت وسیع ہو اور نیت کو قضا نماز کی طرف پھیرنا ممکن ہو اور اس دن کی نماز کی فضیلت کا وقت ختم نہ ہو رہا ہو تو بہتر یہ ہے کہ قضا نماز کی نیت کر لے۔ مثلاً اگر ظہر کی نماز میں تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ اس دن کی صبح کی نماز قضا ہوئی ہے اور ظہر کی نماز کا وقت فضیلت بھی تنگ نہ ہو تو نیت کو صبح کی نماز کی طرف پھیر دے اور نماز کو دو رکعتی تمام کرے اور اس کے بعد نماز ظہر پڑھے۔ ہاں اگر وقت فضیلت تنگ ہو یا نیت کو قضا نماز کی طرف نہ پھیر سکتا ہو مثلاً نماز ظہر کی تیسری رکعت کے رکوع میں اسے یاد آئے کہ اس نے صبح کی نماز نہیں پڑھی تو چونکہ اگر وہ نماز صبح کی نیت کرنا چاہے تو ایک رکوع جو کہ رکن ہے زیادہ ہو جاتا ہے اس لیے نیت کو صبح کی قضا کی طرف نہ پھیرے۔

(۱۳۶۷) اگر گزشتہ دنوں کی قضا نمازیں ایک شخص کے ذمے ہوں اور اس دن کی ایک یا ایک سے زیادہ نمازیں بھی اس سے قضا ہو گئی ہوں اور ان سب نمازوں کو پڑھنے کے لیے اس کے پاس وقت نہ ہو یا وہ ان سب کو اسی دن نہ پڑھنا چاہتا ہو تو مستحب ہے کہ اس دن کی قضا نمازوں کو ادا نماز سے پہلے پڑھے۔

(۱۳۶۸) جب تک انسان زندہ ہے خواہ وہ اپنی قضا نمازیں پڑھنے سے قاصر ہی کیوں نہ ہو کوئی دوسرا شخص اس کی قضا نمازیں نہیں پڑھ سکتا۔

(۱۳۶۹) قضا نماز باجماعت بھی پڑھی جا سکتی ہے خواہ امام جماعت کی نماز ادا ہو یا قضا ہو اور یہ ضروری نہیں کہ دونوں ایک ہی نماز پڑھیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص صبح کی قضا نماز کو امام کی نماز ظہر یا نماز عصر کے ساتھ پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۳۷۰) مستحب ہے کہ سمجھدار بچے کو (یعنی اس بچے کو جو بُرے بھلے کی سمجھ رکھتا ہو) نماز پڑھنے اور دوسری عبادات بجا لانے کی عادت ڈالی جائے بلکہ مستحب ہے کہ اسے قضا نمازیں پڑھنے پر بھی آمادہ کیا جائے۔

باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں

(۱۳۷۱) اگر باپ نے اپنی کچھ نمازیں نہ پڑھی ہوں اور ان کی قضا پڑھنے پر قادر ہو تو اگر اس نے امر خداوندی کی

نافرمانی کرتے ہوئے اُن کو ترک نہ کیا ہو تو احتیاط کی بنا پر اس کے بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد اس کی قضا نمازیں پڑھے یا کسی کو اجرت دے کر پڑھوائے اور ماں کی قضا نمازیں اس پر واجب نہیں، اگرچہ بہتر ہے۔ (۱۳۷۲) اگر بڑے بیٹے کو شک ہو کہ کوئی قضا نماز اس کے باپ کے ذمے تھی یا نہیں تو پھر اس پر کچھ بھی واجب نہیں۔

(۱۳۷۳) اگر بڑے بیٹے کو معلوم ہو کہ اس کے باپ کے ذمے قضا نمازیں تھیں اور شک ہو کہ اس نے وہ پڑھی تھیں یا نہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ ان کی قضا بجا لائے۔

(۱۳۷۴) اگر یہ معلوم نہ ہو کہ بڑا بیٹا کون سا ہے تو باپ کی نمازوں کی قضا کسی بیٹے پر بھی واجب نہیں ہے۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ بیٹے باپ کی قضا نمازیں آپس میں تقسیم کر لیں یا انہیں بجا لانے کے لیے قرعہ اندازی کر لیں۔

(۱۳۷۵) اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ اس کی نمازوں کے لیے کسی کو اجیر بنایا جائے (یعنی کسی سے اجرت پر نمازیں پڑھوائی جائیں) اور اس کی وصیت شرعاً صحیح ہو تو اس کے بڑے بیٹے پر کچھ واجب نہیں ہے۔

(۱۳۷۶) اگر بڑا بیٹا اپنی ماں کی قضا نمازیں پڑھنا چاہے تو ضروری ہے کہ بلند آواز سے یا آہستہ نماز پڑھنے کے بارے میں اپنے وظیفے کے مطابق عمل کرے۔ پس ضروری ہے کہ اپنی ماں کی صبح، مغرب اور عشاء کی قضا نمازیں بلند آواز سے پڑھے۔

(۱۳۷۷) جس شخص کے ذمے کسی نماز کی قضا ہو، اگر وہ باپ اور ماں کی نمازیں بھی قضا کرنا چاہے تو ان میں سے جو بھی پہلے بجا لائے صحیح ہے۔

(۱۳۷۸) اگر باپ کے مرنے کے وقت بڑا بیٹا نابالغ یا دیوانہ ہو تو اس پر واجب نہیں کہ جب بالغ یا عاقل ہو جائے تو باپ کی قضا نمازیں پڑھے۔

(۱۳۷۹) اگر بڑا بیٹا باپ کی قضا نمازیں پڑھنے سے پہلے مر جائے تو دوسرے بیٹے پر کچھ واجب نہیں۔

نماز جماعت

(۱۳۸۰) یومیہ نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے اور صبح، مغرب و عشاء کی نمازوں کے لئے، خصوصاً مسجد کے پڑوس میں رہنے والے اور مسجد کی اذان کی آواز سننے والے کے لیے بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ اسی طرح مستحب ہے کہ باقی واجب نمازوں کو بھی جماعت سے ادا کیا جائے۔ البتہ نماز طواف اور چاند و سورج گہن کے علاوہ نماز آیات میں یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ شریعت نے جماعت سے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے یا نہیں۔

(۱۳۸۱) معتبر روایات کے مطابق با جماعت نماز فرادی نماز سے پچیس گناہ افضل ہے۔

(۱۳۸۲) بے اعتنائی برتتے ہوئے نماز جماعت میں شریک نہ ہونا جائز نہیں ہے اور انسان کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ بغیر عذر کے نماز جماعت کو ترک کرے۔

(۱۳۸۳) مستحب ہے کہ انسان صبر کرے تا کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور وہ باجماعت نماز جو مختصر پڑھی جائے اس فرادی نماز سے بہتر ہے جو طول دے کر پڑھی جائے اور نماز باجماعت اس نماز سے بہتر ہے جو اول وقت میں فرادی یعنی تنہا پڑھی جائے اور وقت فضیلت کے بعد پڑھی جانے والی جماعت کا، فضیلت کے وقت میں پڑھی جانے والی فرادی سے بہتر ہونا معلوم نہیں۔

(۱۳۸۴) جب جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جانے لگے تو مستحب ہے کہ جس شخص نے تنہا نماز پڑھی ہو وہ دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھے اور اگر اسے بعد میں پتا چلے کہ اس کی پہلی نماز باطل تھی تو دوسری نماز کافی ہے۔

(۱۳۸۵) اگر امام جماعت یا مقتدی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد اسی نماز کو دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہے تو اگرچہ اس کا مستحب ہونا ثابت نہیں۔ لیکن رجاً دوبارہ پڑھنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔

(۱۳۸۶) جس شخص کو نماز میں اس قدر وسوسہ ہوتا ہو کہ اس نماز کے باطل ہونے کا موجب بن جاتا ہو اور صرف جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے اسے وسوسے سے نجات ملتی ہو تو ضروری ہے کہ وہ جماعت کے ساتھ پڑھے۔

(۱۳۸۷) اگر باپ یا ماں اپنی اولاد کو حکم دیں کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔ البتہ جب بھی والدین کی طرف سے کوئی حکم یا روک ٹوک محبت کی وجہ سے ہو اور اس کی مخالفت سے انہیں اذیت ہوتی ہو تو اولاد کے لیے ان کی مخالفت کرنا حرام ہے۔

(۱۳۸۸) مستحب نماز کسی بھی جگہ احتیاط کی بنا پر جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی جا سکتی لیکن نماز استسقاء جو طلب باران کے لیے پڑھی جاتی ہے جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں اور اسی طرح وہ نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں جو پہلے واجب رہی ہو اور پھر کسی وجہ سے مستحب ہو گئی ہو، مثلاً نماز عید الفطر اور نماز عید قربان جو امام مہدی

- کے زمانے تک واجب تھی اور ان کی غیبت کی وجہ سے مستحب ہو گئی ہے۔
(۱۳۸۹) جس وقت امام جماعت یومیہ نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھا رہا ہو تو اس کی اقتدا کوئی سی بھی یومیہ نماز میں کی جاسکتی ہے۔
(۱۳۹۰) اگر امام جماعت یومیہ نماز میں سے قضا شدہ اپنی یا کسی دوسرے شخص کی ایسی نماز کی قضا پڑھا رہا ہو جس کا قضا ہونا یقینی ہو تو اس کی اقتدا کی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی یا کسی دوسرے کی نماز احتیاطاً پڑھا رہا ہو تو اس کی اقتدا جائز نہیں۔ مگر یہ کہ مقتدی بھی احتیاطاً پڑھا رہا ہو اور امام کی احتیاط کا سبب مقتدی کی احتیاط کا بھی سبب ہو لیکن ضروری نہیں ہے کہ مقتدی کی احتیاط کا کوئی دوسرا سبب نہ ہو۔
(۱۳۹۱) اگر انسان کو یہ علم نہ ہو کہ جو نماز امام پڑھا رہا ہے وہ واجب پنجگانہ نمازوں میں سے ہے یا مستحب نماز ہے تو اس نماز میں اس امام کی اقتدا نہیں کی جا سکتی۔
(۱۳۹۲) جماعت کے صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ امام اور مقتدی کے درمیان اور اسی طرح ایک مقتدی اور دوسرے ایسے مقتدی کے درمیان جو اس مقتدی اور امام کے درمیان واسطہ ہو کوئی چیز حائل نہ ہو اور حائل چیز سے مراد وہ چیز ہے جو انہیں ایک دوسرے سے جدا کرے خواہ دیکھنے میں مانع ہو جیسے کہ پردہ یا دیوار وغیرہ یا دیکھنے میں حائل نہ ہو جیسے شیشہ۔ پس اگر نماز کی تمام یا بعض حالتوں میں امام اور مقتدی کے درمیان یا مقتدی اور دوسرے ایسے مقتدی کے درمیان جو اتصال کا ذریعہ ہو کوئی ایسی چیز حائل ہو جائے تو جماعت باطل ہو گی اور جیسا کہ بعد میں ذکر ہو گا عورت اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔
(۱۳۹۳) اگر پہلی صف کے لمبا ہونے کی وجہ سے اس کے دونوں طرف کھڑے ہونے والے لوگ امام جماعت کو نہ دیکھ سکیں تب بھی وہ اقتدا کر سکتے ہیں اور اسی طرح اگر دوسری صفوں میں سے کسی صف کی لمبائی کی وجہ سے اس کے دونوں طرف کھڑے ہونے والے لوگ اپنے سے آگے والی صف کو نہ دیکھ سکیں تب بھی وہ اقتدا کر سکتے ہیں۔
(۱۳۹۴) اگر جماعت کی صفیں مسجد کے دروازے تک پہنچ جائیں تو جو شخص دروازے کے سامنے صف کے پیچھے کھڑا ہو اس کی نماز صحیح ہے۔ نیز جو اشخاص اس شخص کے پیچھے کھڑے ہو کر امام جماعت کی اقتدا کر رہے ہوں ان کی نماز بھی صحیح ہے بلکہ ان لوگوں کی نماز بھی صحیح ہے جو دونوں طرف کھڑے نماز پڑھا رہے ہوں اور کسی دوسرے مقتدی کے توسط سے جماعت سے متصل ہوں۔
(۱۳۹۵) جو شخص ستون کے پیچھے کھڑا ہو اگر وہ دائیں یا بائیں طرف سے کسی دوسرے مقتدی کے توسط سے امام جماعت سے اتصال نہ رکھتا ہو تو وہ اقتداء نہیں کر سکتا۔
(۱۳۹۶) امام جماعت کے کھڑے ہونے کی جگہ ضروری ہے کہ مقتدی کی جگہ سے زیادہ اونچی نہ ہو لیکن اگر معمولی اونچی ہو تو حرج نہیں۔ نیز اگر ڈھلوان زمین ہو اور امام اس طرف کھڑا ہو جو زیادہ بلند ہو تو اگر ڈھلوان زیادہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔
(۱۳۹۷) اگر مقتدی کی جگہ امام کی جگہ سے اونچی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر اس قدر اونچی ہو کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ وہ ایک جگہ جمع ہوئے ہیں تو جماعت صحیح نہیں ہے۔
(۱۳۹۸) اگر جماعت میں اتصال کا ذریعہ ایک سمجھدار بچہ یعنی ایسا بچہ جو اچھے بُرے کی سمجھ رکھتا ہو اور وہ لوگ نہ جانے ہوں کہ اس کی نماز باطل ہے تو اقتدا کر سکتے ہیں۔ یہی حکم غیر شیعہ اثناء عشری شخص کے لئے اس صورت میں ہے جب اس کے مذہب کے مطابق اس کی نماز غلط نہ ہو۔
(۱۳۹۹) امام کی تکبیر کے بعد اگر اگلی صف کے لوگ نماز کے لیے تیار ہوں اور تکبیر کہنے ہی والے ہوں تو جو شخص پچھلی صف میں کھڑا ہو وہ تکبیر کہہ سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ انتظار کرے تاکہ اگلی صف والے تکبیر کہہ لیں۔
(۱۴۰۰) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ اگلی صفوں میں سے ایک صف کی نماز باطل ہے تو وہ پچھلی صفوں میں اقتدا نہیں کر سکتا لیکن اگر اسے یہ علم نہ ہو کہ اس صف کے لوگوں کی نماز صحیح ہے یا نہیں تو اقتدا کر سکتا ہے۔
(۱۴۰۱) جب کوئی شخص جانتا ہو کہ امام کی نماز باطل ہے، مثلاً اسے علم ہو کہ امام وضو سے نہیں ہے تو خواہ امام خود اس امر کی جانب متوجہ نہ بھی ہو وہ شخص اس کی اقتدا نہیں کر سکتا۔
(۱۴۰۲) اگر مقتدی کو نماز کے بعد پتا چلے کہ امام عادل نہ تھا یا کافر تھا یا کسی وجہ سے مثلاً وضو نہ ہونے کی وجہ سے اس کی نماز باطل تھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔
(۱۴۰۳) اگر کوئی شخص نماز کے دوران شک کرے کہ اس نے اقتدا کی ہے یا نہیں چنانچہ علامتوں کی وجہ سے اسے اطمینان ہو جائے کہ اقتدا کی ہے، تو ضروری ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ ہی ختم کرے، بصورت دیگر ضروری ہے کہ

نماز فرادیٰ کی نیت سے ختم کرے۔

(۱۴۰۴) اگر نماز کے دوران مقتدی کسی عذر کے بغیر فرادیٰ کی نیت کرے تو اس کی جماعت کے صحیح ہونے میں اشکال ہے لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔ مگر یہ کہ اس نے فرادیٰ نماز میں اس کا جو فریضہ ہے، اس پر عمل نہ کیا ہو۔ تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ نماز کو دہرائے۔ لیکن اگر کسی ایسی چیز کو کم یا زیادہ کر دیا جو عذر کی صورت میں نماز کو باطل نہیں کرتی۔ مثلاً اگر نماز کی ابتدا سے فرادیٰ کی نیت نہ ہو اور قرأت بھی نہ کی ہو لیکن رکوع میں اسے قصد کرنا پڑے تو ایسی صورت میں فرادیٰ کی نیت سے نماز ختم کر سکتا ہے اور اسے دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح اگر پیش نماز کی پیروی کے لیے ایک سجدہ زیادہ ہو گیا ہو تو بھی یہی حکم ہے۔

(۱۴۰۵) اگر مقتدی امام کے الحمد اور سورہ پڑھنے کے بعد کسی عذر کی وجہ سے فرادیٰ کی نیت کرے تو الحمد اور سورہ پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ لیکن اگر کسی عذر کے بغیر یا (امام کے) الحمد اور سورہ ختم کرنے سے پہلے فرادیٰ کی نیت کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ مکمل الحمد اور سورہ پڑھے۔

(۱۴۰۶) اگر کوئی شخص نماز جماعت کے دوران فرادیٰ کی نیت کرے تو پھر وہ دوبارہ جماعت کی نیت نہیں کر سکتا۔ یہی حکم احتیاط واجب کی بنا پر اس وقت ہے جب مذہب ہو کہ فرادیٰ کی نیت کرے یا نہ کرے اور بعد میں نماز کو جماعت کے ساتھ تمام کرنے کا مصمم ارادہ کرے۔

(۱۴۰۷) اگر کوئی شخص شک کرے کہ نماز کے دوران اس نے فرادیٰ کی نیت کی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ یہ سمجھ لے کہ اس نے فرادیٰ کی نیت نہیں کی۔

(۱۴۰۸) اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام رکوع میں ہو اور امام کے رکوع میں شریک ہو جائے اگرچہ امام نے رکوع کا ذکر پڑھ لیا ہو اس شخص کی نماز صحیح ہے اور وہ ایک رکعت شمار ہو گی لیکن اگر وہ شخص بقدر رکوع کے جھکے تاہم امام کو رکوع میں نہ پا سکے تو وہ شخص اپنی نماز فرادیٰ کی نیت سے ختم کر سکتا ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ اگلی رکعت میں امام سے ملنے کے لیے نماز کو توڑ دے۔

(۱۴۰۹) اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام رکوع میں ہو اور بقدر رکوع کے جھکے اور شک کرے کہ امام کے رکوع میں شریک ہوا ہے یا نہیں تو اگر یہ شک رکوع ختم کرنے کے بعد ہوا ہو تو اس کی جماعت صحیح ہے۔ اس کے علاوہ دوسری صورت میں نماز فرادیٰ کی نیت سے پوری کر سکتا ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ اگلی رکعت میں امام سے ملنے کے لیے نماز توڑ دے۔

(۱۴۱۰) اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام رکوع میں ہو اور اس سے پہلے کہ وہ بقدر رکوع جھکے، امام رکوع سے سر اٹھا لے تو اسے اختیار ہے کہ فرادیٰ کی نیت کر کے نماز پوری کرے یا قربت مطلقہ کی نیت سے امام کے ساتھ سجدے میں جائے اور سجدے کے بعد قیام کی حالت میں تکبیر الاحرام اور کسی ذکر کا قصد کیے بغیر دوبارہ تکبیر کہے اور نماز جماعت کے ساتھ پڑھے یا اگلی رکعت میں جماعت میں شریک ہونے کے لیے نماز توڑ دے۔

(۱۴۱۱) اگر کوئی شخص نماز کی ابتدا میں یا الحمد اور سورہ کے دوران اقتدا کرے اور اتفاقاً اس سے پہلے کہ وہ رکوع میں جائے امام اپنا سر رکوع سے اٹھا لے تو اس شخص کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۱۲) اگر کوئی شخص نماز کے لیے ایسے وقت پہنچے جب امام نماز کا آخری تشہد پڑھ رہا ہو اور وہ شخص چاہتا ہو کہ نماز جماعت کا ثواب حاصل کرے تو ضروری ہے کہ نیت باندھے اور تکبیر الاحرام کہنے کے بعد بیٹھ جائے اور قربت مطلقہ کی نیت سے تشہد امام کے ساتھ پڑھ سکتا ہے لیکن احتیاط واجب کی بنا پر سلام نہ کہے اور انتظار کرے تاکہ امام نماز کا سلام پڑھ لے۔ اس کے بعد وہ شخص کھڑا ہو جائے اور دوبارہ نیت کئے بغیر اور تکبیر کہے بغیر الحمد اور سورہ پڑھے اور اسے اپنی نماز کی پہلی رکعت شمار کرے۔

(۱۴۱۳) مقتدی کو امام سے آگے نہیں کھڑا ہونا چاہئے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر مقتدی زیادہ ہوں تو امام کے برابر نہ کھڑے ہوں۔ لیکن اگر مقتدی ایک آدمی ہو تو امام کے برابر کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۴۱۴) اگر امام مرد اور مقتدی عورت ہو تو اگر اس عورت اور امام کے درمیان یا عورت اور دوسرے مرد مقتدی کے درمیان جو عورت اور امام کے درمیان اتصال کا ذریعہ ہو، پردہ وغیرہ لٹکا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۴۱۵) اگر نماز شروع ہونے کے بعد امام اور مقتدی کے درمیان یا مقتدی اور اس شخص کے درمیان جس کے توسط سے مقتدی امام سے متصل ہو پردہ یا کوئی دوسری چیز حائل ہو جائے تو جماعت باطل ہو جاتی ہے اور لازم ہے کہ مقتدی فرادیٰ نماز کے وظیفے پر عمل کرے۔

(۱۴۱۶) احتیاط واجب ہے کہ مقتدی کے سجدے کی جگہ اور امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کے بیچ ایک لمبے ترین قدم سے زیادہ فاصلہ نہ ہو اور اگر انسان ایک ایسے مقتدی کے توسط سے جو اس کے آگے کھڑا ہو امام سے متصل ہو تب بھی

یہی حکم ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مقتدی کے کھڑے ہونے کی جگہ اور اس سے آگے والے شخص کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان اس سے زیادہ فاصلہ نہ ہو جو انسان کے حالت سجدہ میں جانے پر ہوتا ہے۔ (۱۴۱۷) اگر مقتدی کسی ایسے شخص کے توسط سے امام سے متصل ہو جس نے اس کے دائیں طرف یا بائیں طرف اقتدا کی ہو اور سامنے سے امام سے متصل نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس شخص سے جس نے اس کی دائیں طرف یا بائیں طرف اقتدا کی ہو ایک لمبے ترین قدم سے زیادہ فاصلے پر نہ ہو۔ (۱۴۱۸) اگر نماز کے دوران مقتدی اور امام یا مقتدی اور اس شخص کے درمیان جس کے توسط سے مقتدی امام سے متصل ہو ایک لمبے ترین قدم سے زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ اپنی نماز فرادی کی نیت سے جاری رکھ سکتا ہے۔ (۱۴۱۹) جو لوگ اگلی صف میں ہوں اگر ان سب کی نماز ختم ہو جائے اور وہ فوراً دوسری نماز کے لیے امام کی اقتدا نہ کریں تو پچھلی صف والوں کی نیت جماعت باطل ہو جاتی ہے بلکہ اگر فوراً ہی اقتدا کر لیں تب بھی پچھلی صف کی جماعت صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۱۴۲۰) اگر کوئی شخص دوسری رکعت میں اقتدا کرے تو اس کے لیے الحمد اور سورہ پڑھنا ضروری نہیں۔ البتہ قنوت اور تشہد امام کے ساتھ پڑھے اور احتیاط یہ ہے کہ تشہد پڑھتے وقت ہاتھوں کی انگلیاں اور پاؤں کے تلوؤں کا اگلا حصہ زمین پر رکھے اور گھٹنے اٹھالے اور تشہد کے بعد ضروری ہے کہ امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر سورے کے لیے وقت نہ رکھتا ہو تو الحمد کو تمام کرے اور رکوع میں امام کے ساتھ مل جائے اور اگر پوری الحمد پڑھنے کے لیے وقت نہ ہو و الحمد کو ادھورا چھوڑ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کو فرادی کی نیت سے پڑھے۔

(۱۴۲۱) اگر کوئی شخص اس وقت اقتدا کرے جب امام چار رکعتی نماز کی دوسری رکعت پڑھا رہا ہو تو ضروری ہے کہ اپنی نماز کی دوسری رکعت میں جو امام کی تیسری رکعت ہو گی دو سجدوں کے بعد بیٹھ جائے اور واجب مقدار میں تشہد پڑھے اور پھر کھڑا ہو اور اگر تین دفعہ تسبیحات پڑھنے کا وقت نہ رکھتا ہو تو ضروری ہے کہ ایک دفعہ پڑھے اور رکوع میں اپنے آپ کو امام کے ساتھ شریک کرے۔

(۱۴۲۲) اگر امام تیسری یا چوتھی رکعت میں ہو اور مقتدی جانتا ہو کہ اگر اقتدا کرے گا اور الحمد پڑھے گا تو امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہ ہو سکے گا تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ امام کے رکوع میں جانے تک انتظار کرے اس کے بعد اقتدا کرے۔

(۱۴۲۳) اگر کوئی شخص امام کے تیسری یا چوتھی رکعت میں قیام کی حالت میں ہونے کے وقت اقتدا کرے تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر سورہ پڑھنے کے لیے وقت نہ ہو تو ضروری ہے کہ الحمد تمام کرے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور اگر پوری الحمد پڑھنے کے لیے وقت نہ ہو تو الحمد کو ادھورا چھوڑ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ فرادی کی نیت سے نماز پوری کرے۔ (۱۴۲۴) اگر ایک شخص جانتا کہ اگر وہ سورہ یا قنوت پڑھے تو رکوع میں امام کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا اور وہ عمدتاً سورہ یا قنوت پڑھے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک نہ ہو تو اس کی جماعت باطل ہو جاتی ہے اور ضروری کہ وہ فرادی طور پر نماز پڑھے۔

(۱۴۲۵) جس شخص کو اطمینان ہو کہ اگر سورہ شروع کرے یا اسے تمام کرے تو وہ رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے گا تو اگر زیادہ دیر نہ ہو رہی ہو تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ سورہ شروع کرے یا اگر شروع کیا ہو تو اسے تمام کرے لیکن اگر اتنی زیادہ دیر ہو رہی ہو کہ اسے امام کا مقتدی نہ کہا جا سکے تو ضروری ہے کہ اسے شروع نہ کرے اور اگر شروع کر چکا تو اسے پورا نہ ورنہ اس کی جماعت باطل ہو جائے گی۔ البتہ اگر اس نے مسئلہ ۱۴۲۳ میں بتائے گئے طریقے کے مطابق وظیفے کے مطابق عمل کیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۲۶) جو شخص یقین رکھتا ہو کہ سورہ پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو جائے گا اور امام کی اقتدا ختم نہیں ہو گی، لہذا اگر وہ سورہ پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک نہ ہو سکے تو اس کی جماعت صحیح ہے۔

(۱۴۲۷) اگر امام قیام کی حالت میں ہو اور مقتدی کو علم نہ ہو کہ وہ کونسی رکعت میں ہے تو وہ اقتدا کر سکتا ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے، لیکن ضروری ہے کہ انہیں قربتہ کی نیت سے پڑھے۔

(۱۴۲۸) اگر کوئی شخص اس خیال سے کہ امام پہلی یا دوسری رکعت میں ہے الحمد اور سورہ نہ پڑھے اور رکوع کے بعد اسے پتا چل جائے کہ امام تیسری یا چوتھی رکعت میں تھا تو مقتدی کی نماز صحیح ہے۔ لیکن اگر اسے رکوع سے پہلے اس بات کا پتا چل جائے تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے اور اگر وقت تنگ ہو تو مسئلہ ۱۴۲۳ کے مطابق عمل کرے۔

(۱۴۲۹) اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے الحمد اور سورہ پڑھے کہ امام تیسری یا چوتھی رکعت میں ہے اور رکوع سے پہلے یا اس کے بعد اسے پتا چلے کہ امام پہلی یا دوسری رکعت میں تھا تو مقتدی کی نماز صحیح ہے اور اگر یہ بات اسے الحمد اور سورہ پڑھتے ہوئے معلوم ہو تو ان کا تمام کرنا اس کے لیے ضروری نہیں۔

(۱۴۳۰) اگر کوئی شخص مستحب نماز پڑھ رہا ہو اور جماعت قائم ہو جائے اور اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ اگر مستحب نماز کو تمام کرے گا تو جماعت کے ساتھ شریک ہو سکے گا تو مستحب یہ ہے کہ جو نماز پڑھ رہا ہو اسے چھوڑ دے اور نماز جماعت میں شامل ہو جائے چاہے یہ کام پہلی رکعت میں شریک ہونے کے لیے ہی کرے۔

(۱۴۳۱) اگر کوئی شخص تین رکعتی یا چار نماز پڑھ رہا ہو اور جماعت قائم ہو جائے اور وہ ابھی تیسری رکعت کے رکوع میں نہ گیا ہو اور اسے یہ اطمینان نہ ہو کہ اگر نماز کو پورا کرے گا تو جماعت میں شریک ہو سکے تو مستحب ہے کہ مستحب نماز کے نیت کے ساتھ اس نماز کو دو رکعت پر ختم اور جماعت کے ساتھ شریک ہو جائے۔

(۱۴۳۲) اگر امام کی نماز ختم ہو جائے اور مقتدی تشہد یا پہلا سلام پڑھنے میں مشغول ہو تو اس کے لیے فرادیٰ یعنی تنہا نماز کی نیت کرنا لازم نہیں۔

(۱۴۳۳) جو شخص امام سے ایک رکعت پیچھے ہو اس کے لیے بہتر ہے کہ جب امام آخری رکعت کا تشہد پڑھ رہا ہو تو ہاتھوں کی انگلیوں اور پاؤں کے تلوؤں کا اگلا حصہ زمین پر رکھے اور گھنٹوں کو بلند کرے اور امام کے سلام پڑھنے تک انتظار کرے اور پھر کھڑا ہو جائے اور اگر اسی وقت فرادیٰ کا قصد کرنا چاہئے تو کوئی حرج نہیں۔

امام جماعت کی شرائط

(۱۴۳۴) امام جماعت کے لیے ضروری ہے کہ بالغ، عاقل، شیعہ اثنا عشری، عادل اور حلال زادہ ہو نماز صبح پڑھ سکتا ہو نیز اگر مقتدی مرد ہو تو اس کا امام بھی مرد ہونا ضروری ہے اور دس سالہ بچے کی اقتدا صحیح ہونا اگرچہ وجہ سے خالی نہیں، لیکن اشکال سے بھی خالی نہیں ہے۔ عادل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان واجبات کو انجام دے اور حرام کاموں کو ترک کرے اور کسی کا حسن ظاہر ہی اس اس کی علامت ہے جبکہ اس کے برخلاف بات کی اطلاع نہ ہو۔

(۱۴۳۵) جو شخص پہلے ایک امام کو عادل سمجھتا تھا، اگر شک کرے کہ وہ اب بھی اپنی عدالت پر قائم ہے یا نہیں تب بھی اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔

(۱۴۳۶) جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہو وہ کسی ایسے شخص کی اقتدا نہیں کر سکتا جو بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھتا ہو اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو وہ کسی ایسے شخص کی اقتدا نہیں کر سکتا جو لیٹ کر نماز پڑھتا ہو۔

(۱۴۳۷) جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو وہ اس شخص کی اقتدا کر سکتا ہے جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو لیکن جو شخص لیٹ کر نماز پڑھتا ہو اس کا کسی بھی شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا محل اشکال ہے، چاہے امام کھڑا ہوا ہو، بیٹھا ہوا ہو یا لیٹ کر نماز پڑھا رہا ہو۔

(۱۴۳۸) اگر امام جماعت کسی عذر کی وجہ سے نجس لباس یا تیمم یا جبیرے کے وضو سے نماز پڑھے تو اس کی اقتدا کی جا سکتی ہے۔

(۱۴۳۹) اگر امام کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس کی وجہ سے پیشاب اور پاخانہ نہ روک سکتا ہو تو اس کی اقتداء کی جا سکتی نیز جو عورت مستحاضہ نہ ہو وہ مستحاضہ عورت کی اقتدا کر سکتی ہے۔

(۱۴۴۰) بہتر ہے کہ جو شخص جذام یا برص کا مریض ہو وہ امام جماعت نہ بنے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جس (۱۴۴۱) شخص پر شرعی حد جاری ہو چکی ہو اور وہ توبہ بھی کر چکا ہو اس کی اقتدا نہ کی جائے۔

نماز جماعت کے احکام

نماز کی نیت کرتے وقت ضروری ہے کہ مقتدی امام کو معین کرے لیکن امام کا نام جاننا ضروری نہیں اور اگر نیت کرے کہ میں موجو دہ امام جماعت کی اقتدا کرتا ہوں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۴۲) ضروری ہے کہ مقتدی الحمد اور سورہ کے علاوہ نماز کی سب چیزیں خود پڑھے۔ لیکن اگر اس کی پہلی اور دوسری رکعت امام کی تیسری اور چوتھی رکعت ہو تو ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ بھی پڑھے۔

(۱۴۴۳) اگر مقتدی نماز صبح، مغرب و عشاء کی پہلی اور دوسری رکعت میں امام کی الحمد اور سورہ پڑھنے کی آواز سن رہا ہو تو خواہ کلمات کو ٹھیک طرح نہ سمجھ سکے ضروری ہے کہ الحمد اور سورہ نہ پڑھے اور اگر امام کی آواز نہ سن پائے تو مستحب ہے کہ الحمد اور سورہ پڑھے، لیکن ضروری ہے کہ آہستہ پڑھے اور اگر سہواً بلند آواز سے پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۴۴۴) اگر مقتدی امام کی الحمد اور سورہ کی قرأت کے بعض کلمات سن لے تو جس قدر نہ سن سکے وہ پڑھ سکتا ہے۔

(۱۴۴۵) اگر مقتدی سہواً الحمد اور سورہ پڑھے یا یہ خیال کرتے ہوئے کہ جو آواز سن رہا ہے وہ امام کی نہیں ہے الحمد اور سورہ پڑھے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ امام کی آواز تھی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۴۶) اگر مقتدی شک کرے کہ امام کی آواز سن رہا ہے یا نہیں یا کوئی آواز سننے اور نہ جانتا ہو کہ امام کی آواز ہے یا کسی اور کی تو وہ الحمد اور سورہ پڑھ سکتا ہے۔

(۱۴۴۷) مقتدی کو نماز ظہر و عصر کی پہلی اور دوسری رکعت میں احتیاط کی بنا پر الحمد اور سورہ نہیں پڑھنا چاہئے اور مستحب ہے کہ ان کی بجائے کوئی ذکر پڑھے۔

(۱۴۴۸) مقتدی کو تکبیرۃ الاحرام امام سے پہلے نہیں کہنی چاہئے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ جب تک امام تکبیر مکمل نہ کر لے، مقتدی تکبیر نہ کہے۔

(۱۴۴۹) اگر مقتدی سہواً امام سے پہلے سلام کہہ دے تو اس کی نماز صحیح ہے اور ضروری نہیں کہ وہ دوبارہ امام کے ساتھ سلام کہے بلکہ اگر جان بوجھ کر بھی امام سے پہلے سلام کہہ دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۴۵۰) اگر مقتدی تکبیرۃ الاحرام کے علاوہ نماز کی دوسری چیزیں امام سے پہلے پڑھے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر انہیں سن لے یا یہ جان لے کہ امام انہیں کس وقت پڑھتا ہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ امام سے پہلے نہ پڑھے۔

(۱۴۵۱) ضروری ہے کہ مقتدی جو کچھ نماز میں پڑھا جاتا ہے اس کے علاوہ نماز کے دوسرے افعال مثلاً رکوع اور سجدہ امام کے ساتھ یا اس سے تھوڑی دیر بعد بجا لائے اور اگر وہ ان افعال کو عمداً امام سے پہلے یا اس سے اتنی دیر بعد میں انجام دے کہ اسے امام کی متابعت کرنا نہ کہا جاسکے تو اس کی جماعت باطل ہو گی۔ لیکن اگر مسئلہ نمبر ۱۴۰۴ میں بتائی گئی تفصیل کے مطابق فرادی شخص کے وظیفے پر عمل کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۵۲) اگر مقتدی بھول کر امام سے پہلے رکوع سے سر اٹھا لے اور امام رکوع میں ہی ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ رکوع میں چلا جائے اور امام کے ساتھ ہی سر اٹھائے۔ اس صورت میں رکوع کی زیادتی جو کہ رکن ہے نماز کو باطل نہیں کرتی اور اگر وہ عمداً دوبارہ رکوع میں نہ جائے تو اس کی جماعت احتیاط واجب کی بنا پر باطل ہو جائے گی، البتہ اس کی نماز مسئلہ نمبر ۱۴۰۴ میں بتائی گئی تفصیل کے مطابق صحیح ہو گی۔ لیکن اگر وہ دوبارہ رکوع میں جائے اور اس سے پیشتر کہ وہ امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو امام سر اٹھا لے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۴۵۳) اگر مقتدی سہواً سر سجدے سے اٹھا لے اور دیکھے کہ امام ابھی سجدے میں ہے تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ دوبارہ سجدے میں چلا جائے اور اگر دونوں سجدوں میں ایسا ہی اتفاق ہو جائے تو دو سجدوں کے زیادہ ہو جانے کی وجہ سے جو رکن ہے نماز باطل نہیں ہوتی۔

(۱۴۵۴) جو شخص سہواً امام سے پہلے سجدے سے سر اٹھا لے اگر اسے دوبارہ سجدے میں جانے پر معلوم ہو کہ امام پہلے ہی سر اٹھا چکا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ لیکن اگر دونوں سجدوں میں ایسا ہی اتفاق ہو جائے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۴۵۵) اگر مقتدی غلطی سے رکوع یا سجدے سے سر اٹھائے اور سہواً یا اس خیال سے کہ دوبارہ رکوع یا سجدے میں لوٹ جانے سے امام کے ساتھ شریک نہ ہو سکے گا رکوع یا سجدے میں نہ جائے تو اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے۔

(۱۴۵۶) اگر مقتدی سجدے سے سر اٹھا لے اور دیکھے کہ امام سجدے میں ہے اور اس خیال سے کہ یہ امام کا پہلا سجدہ ہے اور اس نیت سے کہ امام کے ساتھ سجدہ کرے، سجدے میں چلا جائے اور بعد میں اسے معلوم ہو کہ یہ امام کا دوسرا سجدہ تھا تو یہ مقتدی کا دوسرا سجدہ شمار ہو گا اور اگر اس خیال سے سجدے میں چلا جائے کہ یہ امام کا دوسرا سجدہ ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ امام کا پہلا سجدہ تھا تو ضروری ہے کہ اس نیت سے سجدہ تمام کرے کہ امام کے ساتھ سجدہ کر رہا ہوں اور پھر دوبارہ امام کے ساتھ سجدے میں چلا جائے اور دونوں صورتوں میں بہتر یہ ہے کہ نماز کو جماعت کے ساتھ تمام کرے اور پھر دوبارہ بھی پڑھے۔

(۱۴۵۷) اگر کوئی مقتدی سہواً امام سے پہلے رکوع میں چلا جائے اور صورت یہ ہو کہ اگر دوبارہ قیام کی حالت میں آجائے تو امام کی قرأت کا کچھ حصہ سن سکے تو اگر دوسرا اٹھا لے اگر وہ سر اٹھائے اور دوبارہ امام کے ساتھ رکوع میں جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر وہ جان بوجھ کر دوبارہ قیام کی حالت میں نہ آئے تو اس کی جماعت کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔ البتہ مسئلہ نمبر ۱۴۰۴ میں بتائی گئی تفصیل کے مطابق اس کی نماز صحیح ہے۔

(۱۴۵۸) اگر مقتدی سہواً امام سے پہلے رکوع میں چلا جائے اور صورت یہ ہو کہ اگر دوبارہ قیام کی حالت میں آئے تو امام کی قرأت کا کوئی حصہ نہ سن سکے تو ضروری ہے کہ رکوع کا ذکر کہے اور اگر رکوع کا ذکر پڑھنا اس بات کا باعث

ہو کہ گویا اس نے رکوع میں امام کی متابعت نہیں کی ہے تو اپنا سر اٹھا لے اور امام کے ساتھ رکوع میں جائے اور اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے اور اگر وہ عمداً دوبارہ قیام کی حالت میں نہ آئے تو اس کی نماز مسئلہ نمبر ۱۴۰۴ میں بتائی گئی تفصیل کے مطابق صحیح ہے۔

(۱۴۵۹) اگر مقتدی غلطی سے امام سے پہلے سجدے میں چلا جائے تو ضروری ہے کہ سجدے کا ذکر پڑھے اور اگر سجدے کا ذکر پڑھنا اس بات کا باعث ہو کہ گویا سجدے میں امام کی متابعت نہیں کی تو اپنا سر اٹھا لے اور امام کے ساتھ سجدے میں جائے اور اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے اور اگر عمداً سجدے سے سر نہ اٹھائے تو اس کی نماز مسئلہ نمبر ۱۴۰۴ میں بتائی گئی تفصیل کے مطابق صحیح ہے۔

(۱۴۶۰) اگر امام غلطی سے ایک ایسی رکعت میں قنوت پڑھ دے جس میں قنوت نہ ہو یا ایک ایسی رکعت میں جس میں تشہد نہ ہو غلطی سے تشہد پڑھنے لگے تو مقتدی کو قنوت اور تشہد نہیں پڑھنا چاہئے لیکن وہ امام سے پہلے نہ رکوع میں جا سکتا ہے اور نہ امام کے کھڑا ہونے سے پہلے کھڑا ہو سکتا ہے بلکہ ضروری ہے کہ امام کے تشہد اور قنوت ختم کرنے تک انتظار کرے اور باقی ماندہ نماز اس کے ساتھ پڑھے۔

جماعت اور امام مقتدی کے فرائض

(۱۴۶۱) اگر مقتدی صرف ایک مرد ہو تو مستحب ہے کہ وہ امام کی دائیں طرف کھڑا ہو اور اگر ایک عورت ہو تب بھی مستحب ہے کہ امام کے دائیں طرف کھڑی ہو لیکن ضروری ہے کہ امام سے کم از کم اتنا پیچھے کھڑی ہو کہ اس کے سجدہ کرنے کی جگہ امام سے اس کے سجدے کی حالت میں دو زانوں کے فاصلے پر ہو۔ اگر ایک مرد اور ایک عورت یا ایک مرد اور چند عورتیں ہوں تو مستحب ہے کہ مرد امام کی دائیں طرف اور عورت یا عورتیں امام کے پیچھے کھڑی ہوں۔ اگر چند مرد اور ایک یا چند عورتیں ہوں تو مردوں کا امام کے پیچھے اور عورتوں کا مردوں کے پیچھے کھڑا ہونا مستحب ہے۔

(۱۴۶۲) اگر امام اور مقتدی دونوں عورتیں ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ سب ایک دوسری کے برابر برابر کھڑی ہوں اور امام مقتدیوں سے آگے نہ کھڑی ہو۔

(۱۴۶۳) مستحب ہے کہ امام صف کے درمیان میں آگے کھڑا ہو اور صاحبانِ علم و فضل اور تقویٰ و ورع پہلی صف میں کھڑے ہوں۔

(۱۴۶۴) مستحب ہے کہ جماعت کی صفیں منظم ہوں اور جو اشخاص ایک صف میں کھڑے ہوں ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو اور ان کے کندھے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔

(۱۴۶۵) مستحب ہے کہ ”قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ“ کہنے کے بعد مقتدی کھڑے ہو جائیں۔

(۱۴۶۶) مستحب ہے کہ امام جماعت اس مقتدی کی حالت کا لحاظ کرے جو دوسروں سے کمزور ہو اور قنوت اور رکوع اور سجود کو طول نہ دے بجز اس صورت کے کہ اسے علم ہو کہ تمام وہ اشخاص جنہوں نے اس کی اقتدا کی ہے طول دینے کی جانب مائل ہیں۔

(۱۴۶۷) مستحب ہے کہ امام جماعت الحمد اور سورہ، نیز بلند آواز سے پڑھے جانے والے انکار پڑھتے ہوئے اپنی آواز کو اتنا بلند کرے کہ دوسرے سن سکیں لیکن ضروری ہے کہ آواز مناسب حد سے زیادہ بلند نہ کرے۔

(۱۴۶۸) اگر امام کو حالتِ رکوع میں معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ابھی ابھی آیا ہے اور اقتدا کرنا چاہتا ہے تو مستحب ہے کہ رکوع کو معمول سے دگنا طول دے اور پھر کھڑا ہو جائے خواہ اسے معلوم ہو جائے کہ کوئی دوسرا شخص بھی اقتدا کے لیے آیا ہے۔

نمازِ جماعت کے مکروہات

(۱۴۶۹) اگر جماعت کی صفوں میں جگہ ہو تو انسان کے لیے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

(۱۴۷۰) مقتدی کا نماز کے انکار کو اس طرح پڑھنا کہ امام سن لے مکروہ ہے۔

(۱۴۷۱) جو مسافر ظہر، عصر اور عشاء کی نمازیں قصر کر کے پڑھتا ہو اس کے لیے مکروہ ہے کہ ان نمازوں میں ایسے شخص کی اقتدا کرے جو مسافر نہیں ہے اور جو مسافر نہ ہو اس کے لیے مکروہ ہے ان نمازوں میں کسی مسافر کی اقتداء کرے۔

نمازِ آیات

(۱۴۷۲) نماز آیات جس کے پڑھنے کا طریقہ بعد میں بیان ہو گا، تین چیزوں کی وجہ سے واجب ہوتی ہے:

(۱) سورج گرہن

(۲) چاند گرہن، اگرچہ اس کے کچھ حصے کو ہی گرہن لگے اور خواہ انسان پر اس کی وجہ سے خوف بھی طاری نہ ہوا ہو۔

(۳) زلزلہ، احتیاط واجب کی بنا پر، اگرچہ اس سے کوئی بھی خوفزدہ نہ ہوا ہو۔

البتہ بادلوں کی گرج، بجلی کی کڑک، سرخ و سیاہ آندھی اور انہی جیسی دوسری آسمانی نشانیوں جن سے اکثر لوگ خوفزدہ بہو جائیں اور اسی طرح زمین کے حادثات مثلاً زمین کا دھنس جانا اور پہاڑوں کا گرنا جن سے اکثر لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہیں ان صورتوں میں بھی احتیاط مستحب کی بنا پر نماز آیات ترک نہیں کرنا چاہیئے۔

(۱۴۷۳) جن چیزوں کے لیے نماز آیات پڑھنا واجب ہے اگر وہ ایک سے زیادہ وقوع پذیر ہو جائیں تو ضروری ہے کہ انسان ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک نماز آیات پڑھے۔ مثلاً سورج کو بھی گرہن لگ جائے اور زلزلہ بھی آجائے تو دونوں کے لیے دو الگ الگ نمازیں پڑھنی ضروری ہیں۔

(۱۴۷۴) اگر کسی شخص پر کئی نماز آیات واجب ہوں خواہ وہ سب ایک ہی چیز کی وجہ سے واجب ہوئی ہوں، مثلاً سورج کو تین دفعہ گرہن لگا ہو اور اس نے اس کی نمازیں نہ پڑھی ہوں یا مختلف چیزوں کی وجہ سے مثلاً سورج گرہن اور چاند گرہن اور زلزلے کی وجہ سے اس پر واجب ہوئی ہوں تو ان کی قضا کرتے وقت یہ ضروری نہیں کہ وہ اس بات کا تعین کرے کہ کونسی قضا کونسی چیز کے لیے کر رہا ہے۔

(۱۴۷۵) جن چیزوں کے لیے نماز آیات پڑھنا واجب ہے وہ جس علاقے میں وقوع پذیر ہوں اور محسوس کی جائیں فقط اسی علاقے کے لوگوں کے لیے ضروری ہے کہ نماز آیات پڑھیں اور دوسرے مقامات کے لوگوں کے لیے اس کا پڑھنا واجب نہیں ہے۔

(۱۴۷۶) جب سورج یا چاند کو گرہن لگنے لگے تو نماز آیات کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک وہ اپنی سابقہ حالت پر لوٹ نہ آئیں... اگرچہ بہتر یہ ہے کہ اتنی تاخیر نہ کرے کہ گرہن ختم ہونے لگے... لیکن نماز آیات کی تکمیل سورج یا چاند گرہن ختم ہونے کے بعد بھی کر سکتے ہیں۔

(۱۴۷۷) اگر کوئی شخص نماز آیات پڑھنے میں اتنی تاخیر کر دے کہ چاند یا سورج، گرہن سے نکلنا شروع ہو جائے تو ادا کی نیت کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر اس کے مکمل طور پر گرہن سے نکل جانے کے بعد نماز پڑھے تو پھر ضروری ہے کہ قضا کی نیت کرے۔

(۱۴۷۸) اگر چاند یا سورج کو گرہن لگنے کی مدت ایک رکعت نماز پڑھنے کے برابر یا اس سے بھی کم ہو تو جو نماز وہ پڑھ رہا ہے ادا ہے اور یہی حکم ہے اگر ان کے گرہن کی مدت اس سے زیادہ ہو لیکن انسان نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ گرہن ختم ہو نہ میں ایک رکعت پڑھنے کے برابر یا اس سے کم وقت باقی ہو۔

(۱۴۷۹) جب کبھی زلزلہ، بادلوں کی گرج، بجلی کی کڑک اور اسی جیسی چیزیں وقوع پذیر ہوں اور انسان احتیاط کرنا چاہیئے تو اگر ان کا وقت وسیع ہو تو نماز آیات کو فوراً پڑھنا ضروری نہیں ہے بصورت دیگر زلزلے جیسی چیزوں میں ضروری ہے کہ فوراً نماز آیات پڑھے یعنی اتنی جلدی پڑھے کہ لوگوں کی نظروں میں تاخیر کرنا شمار نہ ہو اور اگر تاخیر کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ بعد میں ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر پڑھے۔

(۱۴۸۰) اگر کسی شخص کو چاند یا سورج گرہن لگنے کا پتا نہ چلے اور ان کے گرہن سے باہر آنے کے بعد پتا چلے کہ پورے سورج یا پورے چاند کو گرہن لگا تھا تو ضروری ہے کہ نماز آیات کی قضا کرے۔ لیکن اگر اسے یہ پتا چلے کہ کچھ حصے کو گرہن لگا تھا تو نماز آیات کی قضا اس پر واجب نہیں ہے۔

(۱۴۸۱) اگر کچھ لوگ یہ کہیں کہ چاند کو یا سورج کو گرہن لگا ہے اور انسان کو ذاتی طور پر ان کے کہنے سے یقین یا اطمینان حاصل نہ ہو اس لیے وہ تمام آیات نہ پڑھے اور بعد میں پتا چلے کہ انہوں نے ٹھیک کہا تھا تو اس صورت میں جبکہ پورے چاند کو یا پورے سورج کو گرہن لگا ہو تو نماز آیات کا پڑھنا اس پر واجب نہیں ہے اور یہی حکم اس صورت میں ہے جبکہ دو آدمی جن کے عادل ہونے کے بارے میں علم نہ ہو یہ کہیں کہ چاند کو یا سورج کو گرہن لگا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ عادل تھے۔

(۱۴۸۲) اگر انسان کو ماہرین فلکیات کے کہنے پر جو علمی قاعدے کی رو سے سورج کو چاند کو گرہن لگنے کا وقت جانتے ہوں اطمینان ہو جائے کہ سورج کو یا چاند کو گرہن لگا ہے تو ضروری ہے کہ نماز آیات پڑھے اور اسی طرح وہ اگر کہیں کہ چاند کو یا سورج کو فلاں وقت گرہن لگے گا اور اتنی دیر تک رہے گا اور انسان کو ان کے کہنے سے اطمینان حاصل ہو جائے تو ان کے کہنے پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۱۴۸۳) اگر کسی شخص کو علم ہو جائے کہ چاند یا سورج کو گرہن لگنے کی وجہ سے جو نماز آیات اس نے پڑھی ہے وہ باطل تھی تو ضروری ہے کہ دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا بجالائے۔

(۱۴۸۴) اگر یومیہ نماز کے وقت نماز آیات بھی انسان پر واجب ہو جائے اور اس کے پاس دونوں کے لیے وقت ہو تو جو بھی پہلے پڑھے کوئی حرج نہیں۔ اور اگر دونوں میں سے کسی ایک کا وقت تنگ ہو تو پہلے وہ نماز پڑھے جس کا وقت تنگ ہو اور اگر دنوں کا وقت تنگ ہو تو ضروری ہے کہ پہلے یومیہ نماز پڑھے۔

(۱۴۸۵) اگر کسی شخص کو یومیہ نماز پڑھتے ہوئے علم ہو جائے کہ نماز آیات کا وقت تنگ ہے اور یومیہ نماز کا وقت بھی تنگ ہو تو ضروری ہے کہ پہلے یومیہ نماز کو تمام کرے اور بعد میں نماز آیات پڑھے اور اگر یومیہ نماز کا وقت تنگ نہ ہو تو اسے توڑ دے اور پہلے نماز آیات اور اس کے بعد یومیہ نماز بجا لائے۔

(۱۴۸۶) اگر کسی شخص کو نماز آیات پڑھتے ہوئے علم ہو جائے کہ یومیہ نماز کا وقت تنگ ہے تو ضروری ہے کہ نماز آیات کو چھوڑ دے اور یومیہ نماز پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور یومیہ نماز کو تمام کرنے کے بعد اس سے پہلے کہ کوئی کام کرے جو نماز کو باطل کرتا ہو باقی ماندہ نماز آیات وہیں سے پڑھے جہاں سے چھوڑی تھی۔

(۱۴۸۷) جب عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہو اور سورج یا چاند کو گرہن لگ جائے یا زلزلہ آجائے تو اس پر نماز آیات واجب نہیں ہے اور نہ ہی اس کی قضا ہے۔

نماز آیات پڑھنے کا طریقہ

(۱۴۸۸) نماز آیات کی دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کرنے کے بعد انسان تکبیر کہے اور ایک دفعہ الحمد اور ایک پورا سورہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور پھر رکوع سے سر اٹھائے پھر دوبارہ ایک دفعہ الحمد اور ایک سورہ پڑھے اور پھر رکوع میں جائے۔ اس عمل کو پانچ دفعہ انجام دے اور پانچویں رکوع سے قیام کی حالت میں آنے کے بعد دو سجدے بجا لائے اور پھر اٹھ کھڑا ہو اور پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت بجا لائے اور تشہد اور سلام پڑھ کر نماز تمام کرے۔

(۱۴۸۹) نماز آیات میں یہ بھی ممکن ہے کہ انسان نیت کرنے اور تکبیر اور الحمد پڑھنے کے بعد ایک سورے کی آیتوں کے پانچ حصے کرے اور ایک آیت یا اس سے کچھ زیادہ پڑھے بلکہ ایک آیت سے کم بھی پڑھ سکتا ہے لیکن احتیاط کی بناء پر ضروری ہے کہ مکمل جملہ ہو، سورے کی ابتداء سے شروع کرے اور بسم اللہ کہنے پر اکتفاء نہ کرے اور اس کے بعد رکوع میں جائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور الحمد پڑھے بغیر اسی سورہ کا دوسرا حصہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور اسی طرح اس عمل کو دہراتا رہے حتیٰ کہ پانچویں رکوع سے پہلے سورہ کو ختم کر دے۔ مثلاً سورہ فلق میں پہلے بسم اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ذُوْ بَرَبِّ الْفَلَقِ پڑھے اور رکوع میں جائے۔ اس کے بعد کھڑا ہو اور پڑھے مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اور دوبارہ رکوع میں جائے اور رکوع کے بعد کھڑا ہو اور پڑھے وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ اور پھر رکوع میں جائے اور پھر کھڑا ہو اور پڑھے وَمِنْ شَرِّ النَّفَّٰثِ فِي الْعُقَدِ اور رکوع میں چلا جائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور پڑھے وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ اور اس کے بعد پانچویں رکوع میں جائے اور (رکوع سے) کھڑا ہونے کے بعد دو سجدے کرے اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح بجا لائے اور اس کے دوسرے سجدے کے بعد تشہد اور سلام پڑھے۔ یہ بھی جائز ہے کہ سورے کو پانچ سے کم حصوں میں تقسیم کرے لیکن جس وقت بھی سورہ ختم کرے لازم ہے کہ بعد والے رکوع سے پہلے الحمد پڑھے۔

(۱۴۹۰) اگر کوئی شخص نماز آیات کی ایک رکعت میں پانچ دفعہ الحمد اور سورہ پڑھے اور دوسری رکعت میں ایک دفعہ الحمد پڑھے اور سوہ کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۴۹۱) جو چیزیں یومیہ نماز میں واجب اور مستحب ہیں وہ نماز آیات میں بھی واجب اور مستحب ہیں۔ البتہ اگر نماز آیات جماعت کے ساتھ ہو رہی ہو تو اذان اور اقامت کی بجائے تین دفعہ بطور رجاء ”الصلوة“ کہا جائے لیکن اگر یہ نماز آیات جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جا رہی ہو تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ البتہ سورج اور چاند گرہن کے علاوہ نماز آیات کا جماعت کے ساتھ پڑھا جانا ثابت نہیں ہے کہ شریعت نے اس کی اجازت دی ہو۔

(۱۴۹۲) نماز آیات پڑھنے والے کیلئے مستحب ہے کہ رکوع سے پہلے اور اس کے بعد تکبیر کہے اور پانچویں اور دسویں رکوع کے بعد تکبیر کہنا مستحب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کہ ”سمع اللہ لمن حمدہ“ کہے۔

(۱۴۹۳) دوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے اور اگر قنوت صرف دسویں رکوع سے پہلے پڑھا لیا جائے تب بھی کافی ہے۔

(۱۴۹۴) اگر کوئی شخص نماز آیات میں شک کرے کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو اس کی نماز باطل ہے۔

(۱۴۹۵) اگر (کوئی شخص جو نماز آیات پڑھ رہا ہو،) شک کرے کہ وہ پہلی رکعت کے آخری رکوع میں ہے یا دوسری رکعت کے پہلے رکوع میں اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو اس کی نماز باطل ہے۔ لیکن اگر مثال کے طور پر شک کرے کہ چار رکوع بجا لایا ہے یا پانچ اور اس کا یہ شک سجدے میں جانے کیلئے جھکنے سے پہلے ہو تو جس رکوع کے بارے میں اسے شک ہو کہ بجا لایا ہے یا نہیں اسے ادا کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر سجدے کیلئے جھک گیا ہو تو ضروری ہے کہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

(۱۴۹۶) نماز آیات کا ہر رکوع رکن ہے اور اگر ان میں عمداً کمی یا بیشی کرے تو نماز باطل ہے۔ یہی حکم ہے اگر سہواً کمی ہو یا احتیاط کی بناء پر زیادہ ہو۔

عید الفطر اور عید قربان کی نماز

(۱۴۹۷) امام عصر - کے زمانہ حضور میں عید الفطر و عید قربان کی نمازیں واجب ہیں اور ان کا جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔ لیکن ہمارے زمانے میں جبکہ امام عصر - غیبت میں ہیں، یہ نمازیں مستحب ہیں اور باجماعت و فرادی دونوں طرح پڑھی جا سکتی ہیں۔

(۱۴۹۸) نماز عید الفطر و قربان کا وقت عید کے دن طلوع آفتاب سے ظہر تک ہے۔

(۱۴۹۹) عید قربان کی نماز سورج چڑھ آنے کے بعد پڑھنا مستحب ہے اور عید الفطر میں مستحب ہے کہ سورج چڑھ آنے کے بعد افطار کیا جائے، فطرہ دیا جائے اور بعد نماز عید ادا کی جائے۔

(۱۵۰۰) عید الفطر و قربان کی نماز دو رکعت ہے جس کی ہر رکعت میں الحمد و سورہ کے بعد تین تکبیریں کہی جائیں اور بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں کہے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان ایک قنوت پڑھے اور پانچویں تکبیر کے بعد ایک اور تکبیر کہے اور رکوع میں چلا جائے اور پھر دو سجدے بجا لائے اور اٹھ اکھڑ اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان قنوت پڑھے اور چوتھی تکبیریں کے بعد ایک اور تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور رکوع کے بعد دو سجدے کرے اور تشہد پڑھے اور سلام کہہ کر نماز کو تمام کر دے۔

(۱۵۰۱) عید الفطر و قربان کی نماز کے قنوت میں جو دعا اور ذکر بھی پڑھا جائے کافی ہے لیکن بہتر ہے کہ یہ دعا پڑھی جائے:

”اللَّهُمَّ أَهْلَ الْكِبْرِيَاءِ وَالْعِظْمَةِ وَأَهْلَ الْجُودِ وَالْجَبْرُوتِ وَأَهْلَ الْعَفْوِ وَالرَّحْمَةِ وَأَهْلَ التَّقْوَى وَالْمَغْفِرَةِ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ هَذَا الْيَوْمِ الَّذِي جَعَلْتَهُ لِلْمُسْلِمِينَ عِيْدًا وَلِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ذُخْرًا وَسِرْفًا وَكَرَامَةً وَمَزِيدًا أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تُدْخِلَنِي فِي كُلِّ خَيْرٍ أَدْخَلْتَ فِيهِ مُحَمَّدًا وَآلِ مُحَمَّدٍ وَأَنْ تُخْرِجَنِي مِنْ كُلِّ سُوءٍ أَخْرَجْتَ مِنْهُ مُحَمَّدًا وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتِكَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ أَلَّهُمْ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا سَأَلْتُكَ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحُونَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عِبَادِكَ الْمُخْلِصُونَ“

(۱۵۰۲) امام عصر - کے زمانہ غیبت میں اگر نماز عید الفطر و قربان جماعت سے پڑھی جائے تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اس کے بعد دو خطبے پڑھے جائیں اور بہتر یہ ہے عید الفطر کے خطبے میں فطرے کے احکام بیان ہوں اور عید قربان کے خطبے میں قربانی کے احکام بیان کئے جائیں۔

(۱۵۰۳) عید کی نماز کے لئے کوئی سورہ مخصوص نہیں ہے لیکن بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں (الحمد کے بعد) سورہ شمس (۹۱) و سورہ پڑھا جائے اور دوسری رکعت میں (الحمد کے بعد) سورہ غاشیہ (۸۸) و سورہ پڑھا جائے یا پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ (۸۷) و سورہ اور دوسری رکعت میں سورہ شمس پڑھا جائے۔

(۱۵۰۴) نماز عید صحرا میں پڑھنا مستحب ہے لیکن مکہ مکرمہ میں مستحب ہے کہ مسجد الحرام میں پڑھی جائے۔

(۱۵۰۵) مستحب ہے کہ نماز عید کے لیے بیدل اور پا برہنہ اور باوقار طور پر جائیں اور نماز سے پہلے غسل کریں اور سفید عمامہ سر پر باندھیں۔

(۱۵۰۶) مستحب ہے کہ نماز عید میں زمین پر سجدہ کیا جائے اور تکبیریں کہتے وقت ہاتھوں کو بلند کیا جائے اور جو شخص نماز عید پڑھ رہا ہو خواہ وہ امام جماعت ہو یا فرادی نماز پڑھ رہا ہو، نماز بلند آواز سے پڑھے۔

(۱۵۰۷) مستحب ہے کہ عید الفطر کی رات کو مغرب و عشاء کے بعد اور عید الفطر کے دن نماز صبح کے بعد اور نماز عید الفطر کے بعد یہ تکبیریں کہی جائیں:

”اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ الْحَمْدُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا هَدَانَا“

(۱۵۰۸) عید قربان میں دس نمازوں کے بعد جن میں سے پہلی نماز عید کے دن نماز ظہر ہے اور آخری بارہویں تاریخ کی نماز صبح ہے ان تکبیرات کا پڑھنا مستحب ہے جن کا ذکر سابقہ مسئلے میں ہو چکا ہے اور ان کے بعد ”اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا رَزَقْنَا بِهَيْمَةِ الْإِنْعَامِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى مَا أَبْلَانَا“ پڑھنا بھی مستحب ہے لیکن اگر عید قربان کے موقع پر انسان منیٰ میں ہو تو

مستحب ہے کہ یہ تکبیریں پندرہ نمازوں کے بعد پڑھے جن میں سے پہلی نماز عید کے دن نماز ظہر ہے اور آخری تیرہویں ذی الحجہ کی نماز صبح ہے۔

(۱۵۰۹) احتیاط مستحب یہ ہے کہ عورتیں نماز عید پڑھنے کے لئے نہ جائیں لیکن یہ احتیاط عمر رسیدہ عورتوں کے لیے نہیں ہے۔

(۱۵۱۰) نماز عید میں بھی دوسری نمازوں کی طرح مقتدی کو چاہئے کہ الحمد اور سورہ کے علاوہ نماز کے اذکار خود پڑھے۔

(۱۵۱۱) اگر مقتدی اس وقت پہنچے جب امام نماز کی کچھ تکبیریں کہہ چکا ہو تو امام کے رکوع میں جانے کے بعد ضروری ہے کہ جتنی تکبیریں اور قنوت اس نے امام کے ساتھ نہیں پڑھیں انہیں پڑھے اور اگر ہر قنوت میں ایک دفعہ ”سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ“ کہہ دے تو کافی ہے اگر اتنا وقت نہ ہو تو صرف تکبیریں کہے اور اگر اتنا وقت بھی ہو تو کافی ہے کہ متابعت کرتے ہوئے رکوع میں چلا جائے۔

(۱۵۱۲) اگر کوئی شخص نماز عید میں اس وقت پہنچے جب امام رکوع میں ہو تو وہ نیت کر کے اور نماز کی پہلی تکبیر کہہ کر رکوع میں جا سکتا ہے۔

(۱۵۱۳) اگر کوئی شخص نماز عید میں ایک سجدہ بھول جائے تو ضروری ہے کہ نماز کے بعد اسے بجا لائے۔ اسی طرح اگر کوئی ایسا فعل نماز عید میں سرزد ہو جس کے لئے یومیہ نماز میں سجدہ سہو لازم ہے تو نماز عید پڑھنے والے کے لئے ضروری ہے کہ دو سجدہ سہو بجا لائے۔

نماز کے لئے اجیر بنانا

(۱۵۱۴) انسان کے مرنے کے بعد ان نمازوں اور دوسری عبادتوں کے لئے جو وہ زندگی میں نہ بجا لایا ہو کسی دوسرے شخص کو اجیر بنایا جا سکتا ہے یعنی وہ نمازیں اسے اجرت دے کر پڑھوائی جا سکتی ہیں اور اگر کوئی شخص بغیر اجرت لئے ان نمازوں اور دوسری عبادتوں کو بجا لائے تب بھی صحیح ہے۔

(۱۵۱۵) انسان بعض مستحب کاموں مثلاً حج و عمرے اور روضہ رسول (ﷺ) یا قبور ائمہ % کی زیارت کے لئے زندہ اشخاص کی طرف سے اجیر بن سکتا ہے اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ مستحب کام انجام دے کر اس کا ثواب مُردہ یا زندہ اشخاص کو ہدیہ کر دے۔

(۱۵۱۶) جو شخص میت کی قضا نماز کے لئے اجیر بنے اس کے لئے ضروری ہے کہ یا تو مجتہد ہو یا نماز کو صحیح تقلید کے مطابق صحیح طریقے پر ادا کرے یا احتیاط پر عمل کرے بشرطیکہ موارد احتیاط کو پوری طرح جانتا ہو۔

(۱۵۱۷) ضروری ہے کہ اجیر نیت کرتے وقت میت کو معین کرے اور ضروری نہیں کہ میت کا نام جانتا ہو بلکہ اگر نیت کرے کہ میں یہ نماز اس شخص کے لئے پڑھ رہا ہوں جس کے لئے میں اجیر ہوا ہوں تو کافی ہے۔

(۱۵۱۸) ضروری ہے کہ اجیر جو عمل بجا لائے اس کے لئے نیت کرے کہ جو کچھ میت کے ذمے ہے وہ بجا لا رہا ہوں اور اگر اجیر کوئی عمل انجام دے اور صرف اس کا ثواب میت کو ہدیہ کر دے تو یہ کافی نہیں ہے۔

(۱۵۱۹) اجیر ایسے شخص کو مقرر کرنا ضروری ہے جس کے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ عمل کو بجا لائے گا اور یہ احتمال ہو کہ صحیح بجا لائے گا۔

(۱۵۲۰) جس شخص کو میت کی نمازوں کے لئے اجیر بنایا جائے اگر اس کے بارے میں پتا چلے کہ وہ عمل کو بجا نہیں لایا یا باطل طور پر بجا لایا ہے تو دوبارہ (کسی دوسرے شخص کو) اجیر مقرر کرنا ضروری ہے۔

(۱۵۲۱) جب کوئی شخص شک کرے کہ اجیر نے عمل انجام دیا ہے یا نہیں اگرچہ وہ کہے کہ میں نے انجام دے دیا ہے لیکن اس کی بات پر اطمینان نہ ہو تو احتیاط واجب کی بناء پر ضروری ہے کہ دوبارہ اجیر مقرر کرے۔ اگر شک کرے کہ اس نے صحیح طور پر انجام دیا ہے یا نہیں تو اسے صحیح سمجھ سکتا ہے۔

(۱۵۲۲) جو شخص کوئی عذر رکھتا ہو مثلاً تیمم کر کے یا بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اسے احتیاط کی بنا پر میت کی نمازوں کے لئے اجیر بالکل مقرر نہ کیا جائے اگرچہ میت کی نمازیں بھی اسی طرح قضاء ہوئی ہوں۔ ہاں، ایسے شخص کو اجیر مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں جو وضوئے جبیرہ یا غسل جبیرہ کر کے نماز پڑھتا ہو یا جس کا ہاتھ یا پاؤں کٹا ہوا ہو۔

(۱۵۲۳) مرد، عورت کی طرف سے اجیر بن سکتا ہے اور عورت، مرد کی طرف سے اجیر بن سکتی ہے۔ جہاں تک نماز بلند آواز سے پڑھنے کا سوال ہے تو ضروری ہے کہ اجیر اپنے وظیفے کے مطابق عمل کرے۔

(۱۵۲۴) میت کی قضا نمازوں میں ترتیب واجب نہیں ہے سوائے ان نمازوں کے جن کی ادا میں ترتیب ہے۔ مثلاً ایک دن کی نماز ظہر، عصر یا مغرب و عشاء جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ البتہ اگر اسے اس شرط کے ساتھ اجیر بنایا گیا ہو کہ

میّت یا اس کے ولی کے مجتہد کے فتوے پر عمل کرے اور وہ ترتیب کو ضروری سمجھتا ہو تو ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

(۱۵۲۵) اگر اجیر کے ساتھ طے کیا جائے کہ عمل کو ایک مخصوص طریقے سے انجام دے گا تو ضروری ہے کہ اس عمل کو اسی طریقے سے انجام دے سوائے اس کے کہ اس طرح عمل کرنے کے باطل ہونے کا یقین رکھتا ہو اور اگر کچھ طے نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ وہ عمل اپنے وظیفے کے مطابق انجام دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اپنے وظیفے اور میّت کے وظیفے میں سے جو بھی احتیاط کے زیادہ قریب ہو اس پر عمل کرے۔ مثلاً اگر میّت کا فریضہ تسبیحات اربعہ تین دفعہ پڑھنا تھا اور اس کی اپنی ذمہ داری ایک دفعہ پڑھنا ہو تو تین دفعہ پڑھے۔

(۱۵۲۶) اگر اجیر کے ساتھ یہ طے نہ کیا جائے کہ نماز کے مستحبات کس مقدار میں پڑھے گا تو ضروری ہے کہ عموماً جتنے مستحبات پڑھے جاتے ہیں انہیں بجا لائے۔

(۱۵۲۷) اگر انسان میّت کی قضا نمازوں کے لئے کئی اشخاص کو اجیر مقرر کرے تو مسئلہ ۱۵۲۶ کے مطابق ضروری نہیں کہ وہ ہر اجیر کے لئے وقت معین کرے۔

(۱۵۲۸) اگر کوئی شخص اجیر بنے کہ مثال کے طور پر ایک سال میں میّت کی نمازیں پڑھ دے گا اور سال ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو ان نمازوں کے لئے جن کے بارے میں علم ہو کہ وہ بجا نہیں لایا کسی اور شخص کو اجیر مقرر کرنا ضروری ہے اور جن نمازوں کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ انہیں نہیں بجا لایا احتیاط واجب کی بنا پر ان کے لئے بھی اجیر مقرر کیا جائے۔

(۱۵۲۹) جس شخص کو میّت کی قضا نمازوں کے لئے اجیر مقرر کیا ہو اور اس نے ان سب نمازوں کی اجرت بھی وصول کر لی ہو اگر وہ ساری نمازیں پڑھنے سے پہلے مر جائے تو اگر اس کے ساتھ یہ طے کیا گیا ہو کہ ساری نمازیں وہ خود ہی پڑھے گا تو اجرت دینے والے باقی نمازوں کی طے شدہ اجرت واپس لے سکتے ہیں یا اجارہ کو فسخ کر سکتے ہیں اور اس کی اجرت المثل دے سکتے ہیں۔ اگر یہ طے نہ کیا گیا ہو کہ ساری نمازیں اجیر خود پڑھے گا تو ضروری ہے کہ اجیر کے وراثہ اس کے مال میں سے باقی ماندہ نمازوں کے لئے کسی کو اجیر بنائیں لیکن اگر اس نے کوئی مال نہ چھوڑا ہو تو اس کے وراثہ پر کچھ بھی واجب نہیں۔

(۱۵۳۰) اگر اجیر میت کی سب قضا نمازیں پڑھنے سے پہلے مر جائے اور اس کے اپنے ذمے بھی قضا نمازیں ہوں تو مسئلہ سابقہ میں جو طریقہ بتایا گیا ہے اس پر عمل کرنے کے بعد اگر فوت شدہ اجیر کے مال سے کچھ بچے اور اس صورت میں جبکہ اس نے وصیت کی ہو اور اس کے وراثہ بھی اجازت دیں تو اس کی سب نمازوں کے لئے اجیر مقرر کیا جا سکتا ہے اور اگر وراثہ اجازت نہ دیں تو مال کا تیسرا حصہ اس کی نمازوں پر صرف کیا جا سکتا ہے۔

توضیح المسائل (آقائے سیستانی)

روزے کے احکام

روزہ سے مراد ہے کہ خدا کی خوشنودی اور اس کے آگے اظہارِ تذلل کے لئے انسان اذانِ صبح سے مغرب تک نو چیزوں سے جو بعد میں بیان کی جائیں گی پرہیز کرے۔

نیت

(۱۵۳۱) انسان کے لئے روزے کی نیت دل سے گزارنا یا مثلاً یہ کہنا کہ ”میں روزہ رکھوں گا“ ضروری نہیں بلکہ اس کا ارادہ کرنا کافی ہے کہ وہ بارگاہِ الہی میں اپنی نلت کے اظہار کے لئے اذانِ صبح سے مغرب تک کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس سے روزہ باطل ہو اور یقین حاصل کرنے کے لئے اس تمام وقت میں وہ روزے سے رہا ہے ضروری ہے کچھ دیر اذانِ صبح سے پہلے اور کچھ دیر مغرب کے بعد بھی ایسے کام کرنے سے پرہیز کرے جن سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۵۳۲) انسان رمضان کی ہر رات کو اس سے اگلے دن کے روزے کی نیت کر سکتا ہے۔

(۱۵۳۳) رمضان میں روزے کی نیت کا آخری وقت ایسے شخص کے لئے جس کی توجہ ہو، اذانِ صبح سے پہلے ہے یعنی احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اذانِ صبح کے وقت جب وہ پرہیز شروع کرے تو ارادے کے ساتھ ہو جائے وہ

ارادہ ناخودآگاہ طور پر اس کے دل میں کہیں موجود ہو۔

(۱۵۳۴) جس شخص نے ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرے تو وہ جس وقت بھی دن میں مستحب روزے کی نیت کر لے اگرچہ مغرب ہونے میں کم وقت ہی رہ گیا ہو، اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۳۵) جو شخص رمضان کے روزوں اور اسی طرح واجب روزوں میں جن کے دن معین ہیں روزے کے نیت کئے بغیر اذان صبح سے پہلے سو جائے اگر وہ ظہر سے پہلے بیدار ہو جائے اور روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر وہ ظہر کے بعد بیدار ہو تو ضروری ہے کہ احتیاط کرتے ہوئے مطلقہ نیت سے باقی دن خود کو روزہ باطل کرنے والی چیزوں سے بچائے اور اس دن کے روزے کی قضا بھی بچائے۔

(۱۵۳۶) اگر کوئی شخص قضا یا کفارہ کا روزہ رکھنا چاہے تو ضروری ہے کہ اس روزے کو معین کرے مثلاً نیت کرے کہ میں قضا کا یا کفارہ کا روزہ رکھ رہا ہوں لیکن رمضان میں یہ نیت کرنا ضروری نہیں کہ میں رمضان کا روزہ رکھ رہا ہوں بلکہ اگر کسی کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ رمضان ہے اور کسی دوسرے روزے کی نیت کرے تب بھی وہ روزہ رمضان کا روزہ شمار ہو گا۔ نذر اور اس جیسے روزے میں نذر کی نیت کرنا ضروری نہیں۔

(۱۵۳۷) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ رمضان کا مہینہ ہے اور جان بوجھ کر رمضان کے روزے کے علاوہ کسی دوسرے روزے کی نیت کرے تو وہ روزہ جس کی اس نے نیت کی ہے وہ روزہ شمار نہیں ہو گا اور اسی طرح رمضان کا روزہ بھی شمار نہیں ہو گا اگر وہ نیت قصد قربت کے منافی ہو بلکہ اگر منافی نہ ہو تب بھی احتیاط کی بنا پر وہ روزہ رمضان کا روزہ شمار نہیں ہو گا۔

(۱۵۳۸) مثال کے طور پر اگر کوئی شخص رمضان کے پہلے روزے کی نیت کرے لیکن بعد میں معلوم ہو کہ یہ دوسرا روزہ تھا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۳۹) اگر کوئی شخص اذان صبح سے پہلے روزے کی نیت کرنے کے بعد بے ہوش ہو جائے اور پھر اسے دن میں کسی وقت ہوش آ جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اگر تمام نہ کرے تو اس کی قضا بچائے۔

(۱۵۴۰) اگر کوئی شخص اذان صبح سے پہلے روزے کی نیت کرے اور پھر مست ہو جائے اور پھر اسے دن میں کسی وقت ہوش آ جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اس کی قضا بھی بچائے۔

(۱۵۴۱) اگر کوئی شخص اذان صبح سے پہلے روزے کی نیت کرے اور سو جائے اور مغرب کے بعد بیدار ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۴۲) اگر کسی شخص کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ رمضان ہے اور ظہر سے پہلے اس امر کی جانب متوجہ ہو اور اس دوران کوئی ایسا کام کر چکا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہے تو اس کا روزہ باطل ہو گا لیکن ضروری ہے کہ مغرب تک کوئی ایسا کام نہ کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور رمضان کے بعد روزے کی قضا بھی کرے۔ اگر ظہر کے بعد متوجہ ہو کہ رمضان کا مہینہ ہے تو احتیاط کی بنا پر رجاہ روزے کی نیت کرے اور رمضان کے بعد اس کی قضا بھی کرے اور اگر ظہر سے پہلے متوجہ ہو اور کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ روزے کی نیت کرے اور اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۴۳) اگر رمضان میں بچہ اذان صبح سے پہلے بالغ ہو جائے تو ضروری ہے کہ روزہ رکھے اور اگر اذان صبح کے بعد بالغ ہو تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر مستحب روزہ رکھنے کا ارادہ کر لیا ہو تو اس صورت میں احتیاط مستحب یہ ہے اس روزے کو پورا کرے۔

(۱۵۴۴) جو شخص میت کے روزے رکھنے کے لئے اجیر بنا ہو یا اس کے ذمے کفارے کے روزے ہوں اگر وہ مستحب روزے رکھے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر قضا روزے کسی کے ذمے ہوں تو وہ مستحب روزہ نہیں رکھ سکتا اور اگر بھول کر مستحب روزہ رکھ لے تو اس صورت میں اگر اسے ظہر سے پہلے یاد آ جائے تو اس کا مستحب روزہ کالعدم ہو جاتا ہے اور وہ اپنی نیت قضا روزے کی جانب موڑ سکتا ہے۔ اگر وہ ظہر کے بعد متوجہ ہو تو احتیاط کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہے اور اگر اسے مغرب کے بعد یاد آئے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۴۵) اگر رمضان کے روزے کے علاوہ کوئی دوسرا معین روزہ انسان پر واجب ہو، مثلاً اس نے منت مانی ہو کہ ایک مقرر دن کو روزہ رکھے گا اور جان بوجھ کر اذان صبح تک نیت نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اگر اسے معلوم نہ ہو کہ اس دن کا روزہ اس پر واجب ہے یا بھول جائے اور ظہر سے پہلے اسے یاد آئے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور روزے کی نیت کر لے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر ظہر کے بعد اسے یاد آئے تو رمضان کے روزے میں جس احتیاط کا ذکر کیا گیا ہے اس کا خیال رکھے۔

(۱۵۴۶) اگر کوئی شخص کسی غیر معین واجب روزے کے لئے مثلاً روزہ کفارہ کے لئے ظہر کے نزدیک تک عمداً نیت نہ کرے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اگر نیت سے پہلے مصمم ارادہ رکھتا ہو کہ روزہ نہیں رکھے گا یا مذمذب ہو کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور ظہر سے پہلے روزے کی نیت کر لے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۴۷) اگر کوئی کافر رمضان میں ظہر سے پہلے مسلمان ہو جائے اور اذان صبح سے اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ مافی الذمہ کی نیت سے دن کے آخر تک روزہ باطل کرنے والے کاموں سے پرہیز کرے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس دن کی قضا بجا لائے۔

(۱۵۴۸) اگر کوئی بیمار شخص رمضان کے کسی دن میں ظہر سے پہلے تندرست ہو جائے اور اس نے اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ نیت کرے اور اس دن کا روزہ رکھے اور اگر ظہر کے بعد ٹھیک ہو تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں۔ البتہ ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

(۱۵۴۹) جس دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان کی پہلی تاریخ، اس دن کا روزہ رکھنا اس پر واجب نہیں ہے اگر روزہ رکھنا چاہے تو رمضان کے روزے کی نیت کر سکتا لیکن نیت کرے کہ اگر رمضان ہے تو رمضان کا روزہ ہے اور اگر رمضان نہیں تو قضا روزہ یا اسی جیسا کوئی اور روزہ ہے تو بعید نہیں اس کا روزہ صحیح ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ قضا روزے وغیرہ کی نیت کرے اور اگر بعد میں پتا چلے کہ رمضان تھا تو رمضان کا روزہ شمار ہو گا لیکن اگر نیت صرف روزے کی کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ رمضان تھا تب بھی کافی ہے۔

(۱۵۵۰) اگر کسی دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان کی پہلی تاریخ اور وہ قضا یا مستحب یا ایسے ہی کسی اور روزے کی نیت کر کے روزہ رکھ لے اور دن میں کسی وقت اسے پتا چلے کہ رمضان ہے تو ضروری ہے کہ رمضان کے روزے کی نیت کر لے۔

(۱۵۵۱) اگر کسی معین واجب روزے کے بارے میں انسان مذمذب ہو کہ اپنے روزے کو باطل کرے یا نہ کرے یا روزے کو باطل کرنے کا قصد کرے تو اگر دوبارہ روزے کی نیت نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اگر دوبارہ روزے کی نیت کر لے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس دن کا روزہ پورا کرے اور بعد میں اس کی قضا کرے۔

(۱۵۵۲) اگر کوئی شخص جو مستحب روزہ یا ایسا واجب روزہ مثلاً کفارے کا روزہ رکھے ہوئے ہو جس کا وقت معین نہ ہو کسی ایسے کام کا قصد کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو یا مذمذب ہو کہ کوئی ایسا کام کرے یا نہ کرے تو اگر وہ کوئی ایسا کام نہ کرے اور واجب روزے میں ظہر سے پہلے اور مستحب روزے میں غروب سے پہلے دوبارہ روزے کی نیت کر لے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مبطلات روزہ

(۱۵۵۳) آٹھ چیزیں روزے کو باطل کر دیتی ہیں:

(۱) کھانا اور پینا۔

(۲) جماع کرنا۔

(۳) استمناء - یعنی مرد اپنے ساتھ یا کسی دوسرے سے جماع کے علاوہ کوئی ایسا فعل کرے جس کے نتیجے میں منی خارج ہو۔ عورتوں میں اس کی کیفیت کا تذکرہ مسئلہ ۳۴۵ میں ہو چکا ہے۔

(۴) خدا تعالیٰ، پیغمبر اکرم ﷺ اور ان کے جانشینوں سے احتیاط واجب کی بنا پر کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا۔

(۵) غبار حلق تک پہنچانا احتیاط واجب کی بنا پر۔

(۶) اذان صبح تک جناب، حیض یا نفاس کی حالت میں باقی رہنا۔

(۷) کسی سیال چیز سے حقنہ (انیما) کرنا۔

(۸) قے کرنا۔

(ان مبطلات کے تفصیلی احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے گئے ہیں۔)

کھانا اور پینا

(۱۵۵۴) اگر روزے دار اس امر کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے کہ روزے سے بے کوئی چیز جان بوجھ کر کھائے یا پئے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ چیز ایسی ہو جسے عموماً کھایا یا پیا جاتا ہو مثلاً روٹی اور پانی یا ایسی ہو جسے عموماً پیا نہ جاتا ہو مثلاً مٹی اور درخت کا شیرہ، اور خواہ کم ہو یا زیادہ حتیٰ کہ اگر روزے دار ٹوتھ برش

منہ سے نکالے اور دوبارہ منہ میں لے جائے اور اس کی تری نگل لے تب بھی روزہ باطل ہو جاتا ہے سوائے اس صورت کے کہ اس کی تری لعاب دہن میں گھل مل کر اس طرح ختم ہو جائے کہ اسے بیرونی تری نہ کہا جا سکے۔ (۱۵۵۵) جب روزے دار کھانا کھا رہا ہو اگر اسے معلوم ہو کہ صبح ہو گئی ہے تو ضروری ہے کہ جو لقمہ منہ میں ہو اسے اُگل دے اور اگر جان بوجھ کو وہ لقمہ نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس حکم کے مطابق جس کا ذکر بعد میں ہو گا اس پر کفارہ بھی واجب ہے۔

(۱۵۵۶) اگر روزے دار غلطی سے کوئی چیز کھا لے یا پی لے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔ (۱۵۵۷) انجکشن اور ڈرپ سے روزہ باطل نہیں ہوتا، چاہے انجکشن تقوت پہنچانے والا اور ڈرپ گلوکوز وغیرہ کی ہی کیوں نہ ہو۔ دمے کی بیماری میں استعمال ہونے والا اسپرے اگر دوا کو صرف پھیپھڑوں تک پہنچانے تو اس سے بھی روزہ باطل نہیں ہوتا۔ اسی طرح آنکھ اور کان میں دوا ڈالنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا چاہے اس کا ذائقہ گلے میں محسوس ہو۔ ناک میں ڈالی جانے والی دوا اگر گلے تک نہ پہنچے تو اس سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔ (۱۵۵۸) اگر روزے دار دانتوں کی ریخوں میں پھنسی ہوئی کوئی چیز عمداً نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ (۱۵۵۹) جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہو اس کے لئے اذان صبح سے پہلے دانتوں میں خلال کرنا ضروری نہیں ہے لیکن اگر اسے علم ہو کہ جو غذا دانتوں کے ریخوں میں رہ گئی ہے وہ دن کے وقت پیٹ میں چلی جائے گی تو خلال کرنا ضروری ہے۔

(۱۵۶۰) منہ کا پانی نکلنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا خواہ ترشی وغیرہ کے تصور سے ہی منہ میں پانی بھر آیا ہو۔ (۱۵۶۱) سر اور سینے کا بلغم جب تک منہ کے اندر والے حصے تک نہ پہنچے اسے نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر وہ منہ میں آ جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے نہ نگلے۔

(۱۵۶۲) اگر روزے دار کو اتنی پیاس لگے کہ اسے پیاس سے مر جانے کا خوف ہو جائے یا اسے نقصان کا اندیشہ ہو یا اتنی سختی اٹھانا پڑے جو اس کے لئے ناقابل برداشت ہو تو اتنا پانی پی سکتا ہے کہ ان امور کا خوف ختم ہو جائے بلکہ اگر موت اور اس جیسی چیز کا خوف ہو تو پانی پینا واجب ہے لیکن اس کا روزہ باطل ہو جائے اور اگر رمضان ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ اس سے زیادہ پانی نہ پئے اور دن کے باقی حصے میں وہ کام کرنے سے پرہیز کرے جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۵۶۳) بچے یا پرندے کو کھلانے کے لئے غذا کا چبانا یا غذا کا چکھنا اور اسی طرح کے کام کرنا جس میں کاغذ عموماً حلق تک نہیں پہنچتی خواہ وہ اتفاقاً حلق تک پہنچ جائے تو روزے کو باطل نہیں کرتی۔ لیکن اگر انسان شروع سے جانتا ہو کہ یہ غذا حلق تک پہنچ جائے گی تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور ضروری ہے کہ اس کی قضا بجا لائے اور کفارہ بھی اس پر واجب ہے۔

(۱۵۶۴) انسان کمزوری اور نفاہت کی وجہ سے روزہ نہیں چھوڑ سکتا لیکن اگر کمزوری اس حد تک ہو کہ عموماً برداشت نہ ہو سکے تو پھر روزہ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲) جماع

﴿۱۵۶۵﴾ جماع روزہ کو باطل کر دیتا ہے خواہ عضو تناسل سپاری تک ہی داخل ہو اور منی بھی خارج نہ ہوئی ہو۔ (۱۵۶۶) اگر آلہ تناسل سپاری سے کم داخل ہو اور منی بھی خارج نہ ہو تو روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن جس شخص کی ختنہ گاہ نہ ہو اگر اس سے کم مقدار بھی داخل کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔ (۱۵۶۷) اگر کوئی شخص عمداً جماع کا ارادہ کرے اور پھر شک کرے کہ سپاری کے برابر دخول ہو اتھا یا نہیں تو اس کا حکم مسئلہ نمبر ۱۵۵۱ کو دیکھ کر معلوم کیا جاسکتا ہے۔ البتہ اگر روزہ باطل کرنے والا کام انجام نہ دیا ہو تو کسی بھی صورت میں کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

(۱۵۶۸) اگر کوئی شخص بھول جائے کہ روزے سے ہے اور جماع کرے یا اسے جماع پر اس طرح مجبور کیا جائے کہ اس کا اختیار نہ رہے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا البتہ اگر جماع کی حالت میں اسے یاد آجائے کہ روزے سے ہے یا مجبوری ختم ہو جائے تو ضروری ہے کہ فوراً جماع ترک کر دے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

(۳) اِسْتِمْنَاءُ

﴿۱۵۶۹﴾ اگر روزہ دار اِسْتِمْنَاءُ کرے (اِسْتِمْنَاءُ کے معنی مسئلہ ۱۵۵۳ میں بتائے جاچکے ہیں) تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ (۱۵۷۰) اگر بے اختیاری کی حالت میں کسی کی منی خارج ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہے۔

(۱۵۷۱) اگرچہ روزے دار کو علم ہو کہ اگر دن میں سوئے گا تو اسے احتلام ہو جائے گا یعنی سوتے میں اس کی منی خارج ہو جائے گی تب بھی اس کے لئے سونا جائز ہے خواہ نہ سونے کی وجہ سے اسے کوئی تکلیف نہ بھی ہو اور اگر اسے احتلام ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

○ (۱۵۷۲) اگر روزے دار منی خارج ہوتے وقت نیند سے بیدار ہو جائے تو اس پر واجب نہیں کہ منی کو نکلنے سے روکے۔ (۱۵۷۳) جس روزے دار کو احتلام ہو گیا ہو وہ پیشاب کر سکتا ہے خواہ اسے یہ علم ہو کہ پیشاب کرنے سے باقی ماندہ منی نالی سے باہر آجائے گی۔

(۱۵۷۴) جب روزے دار کو احتلام ہو جائے، اگر اسے معلوم ہو کہ منی نالی میں رہ گئی ہے اور اگر غسل سے پہلے پیشاب کرے گا تو غسل کے بعد منی اس کے جسم سے خارج ہوگی تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ غسل سے پہلے پیشاب کرے۔ (۱۷۷۵) جو شخص منی نکلنے کے ارادے سے چھیڑ چھاڑ اور دل لگی کرے لیکن اس کی منی نہ نکلے تو اگر دوبارہ روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اگر دوبارہ روزے کی نیت کر لے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ روزے کو تمام کرے اور اس کی قضا بھی بجالائے۔

(۱۵۷۶) اگر روزے دار منی نکلنے کے ارادے کے بغیر مثال کے طور پر اپنی بیوی سے چھیڑ چھاڑ اور ہنسی مذاق کرے اور اسے اطمینان ہو کہ منی خارج نہیں ہوگی تو اگر چہ اتفاقاً منی خارج ہو جائے، اس کا روزہ صحیح ہے۔ البتہ اگر اسے اطمینان نہ ہو تو اس صورت میں جب منی خارج ہوگی تو اس کا روزہ باطل ہو جائیگا۔

(۴) خدا اور رسول پر بہتان باندھنا

(۱۵۷۷) اگر روزے دار زبان سے یا لکھ کر یا اشارے سے یا کسی اور طریقے سے اللہ تعالیٰ یا رسول اکرم ﷺ یا ائمہ /میں سے کسی سے جان بوجھ کر کوئی جھوٹی بات منسوب کرے تو اگرچہ وہ فوراً کہہ دے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے یا توبہ کرے تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر حضرت فاطمہ زہرا ؑ اور تمام انبیائے مرسلین اور ان کے جانشینوں سے بھی کوئی جھوٹی بات منسوب کرنے کا یہی حکم ہے۔

(۱۵۷۸) اگر (روزے دار) کوئی ایسی روایت نقل کرنا چاہے جس کے قطعی ہونے کی دلیل نہ ہو اور اس کے بارے میں اسے یہ علم نہ ہو کہ سچ ہے یا جھوٹ تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اسے نقل کرتے ہوئے بیان کرے اور پیغمبر اکرم ﷺ یا ائمہ سے بلاواسطہ طور پر نسبت نہ دے۔

(۱۵۶۹) اگر (روزے دار) کسی چیز کے بارے میں اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ واقعی قول خدا یا قول پیغمبر اکرم ﷺ ہے اور اسے اللہ تعالیٰ یا پیغمبر اکرم ﷺ سے منسوب کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ جھوٹ تھا تو اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا۔

(۱۵۷۰) اگر (روزے دار) کسی چیز کے بارے میں یہ جانتے ہوئے کہ جھوٹ ہے، اسے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ سے منسوب کرے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ جو کچھ اس نے کہا تھا وہ درست تھا، اگر اسے معلوم تھا کہ یہ کام روزے کو باطل کر دیتا ہے تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ روزے کو تمام کرے اور اس کو قضا بھی بجالائے۔

(۱۵۸۱) اگر روزے دار کسی ایسے جھوٹ کو جو خود روزے دار نے نہیں بلکہ کسی دوسرے نے گھڑا ہو جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ یا رسول اکرم ﷺ یا ائمہ /سے منسوب کر دے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہو جائے گا، لیکن اگر جس نے جھوٹ گھڑا ہو اس کا قول نقل کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۵۸۲) اگر روزے دار سے سوال کیا جائے کہ کیا رسول اکرم ﷺ نے ایسا فرمایا ہے اور وہ عمداً جہاں جواب نہیں دینا چاہیے وہاں اثبات میں دے اور جہاں اثبات میں دینا چاہیے وہاں عمداً نفی میں جواب دے تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۵۴۸۳) اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ یا رسول کریم ﷺ کا قول درست نقل کرے اور بعد میں کہے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے یا رات کو کوئی جھوٹی بات ان سے منسوب کرے اور دوسرے دن جبکہ روزہ رکھا ہوا ہو کہے کہ جو کچھ میں نے گزشتہ رات کہا تھا وہ درست ہے تو احتیاط کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

سوائے اس کے کہ وہ اس بات کی اسی وقت کی کیفیت کی اطلاع دے رہا ہو۔

(۵) غبار کو حلق تک پہنچانا

(۱۵۸۴) احتیاط واجب کی بنا پر گاڑھے غبار کا حلق تک پہنچانا روزے کو باطل کر دیتا ہے خواہ غبار کسی ایسی چیز کا ہو جس کا کھانا حلال ہو مثلاً آٹا یا کسی ایسی چیز کا بوجس کا کھانا حرام ہو مثلاً مٹی۔

(۱۵۸۵) غیر کثیف غبار (جو غبار گاڑھا نہ ہو) حلق تک پہنچانے سے روزہ باطل نہیں ہوتا۔

○ (۱۵۸۶) اگر ہوا کی وجہ سے کثیف غبار پیدا ہو اور انسان متوجہ ہونے اور احتیاط کر سکنے کے باوجود احتیاط نہ کرے اور غبار اس کے حلق تک پہنچ جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۱۵۸۷) احتیاط واجب یہ ہے کہ روزے دار سگریٹ اور تمباکو وغیرہ کا دھواں بھی حلق تک نہ پہنچائے۔

(۱۵۸۸) اگر انسان احتیاط نہ کرے اور غبار یا دھواں وغیرہ حلق میں چلا جائے تو اگر اسے یقین یا اطمینان تھا کہ یہ چیزیں حلق میں نہ پہنچیں گی تو اس کا روزہ صحیح ہے لیکن اسے گمان تھا کہ یہ حلق تک نہیں پہنچیں گی تو بہتر یہ ہے کہ اس روزے کی قضا بجلائے۔

(۱۵۸۹) اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ روزے سے بے احتیاط نہ کرے یا بے اختیار غبار وغیرہ اس کے حلق میں پہنچ جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(۱۵۹۰) پورا سر پانی میں ڈبونے سے روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن یہ شدید مکروہ ہے۔

(۶) اذان صبح تک جنابت، حیض اور نفاس کی حالت میں رہنا

(۱۵۹۱) اگر جنب شخص رمضان میں جان بوجھ کر اذان صبح تک غسل نہ کرے یا جس شخص کا فریضہ تیمم ہو اور وہ جان بوجھ کر تیمم نہ کرے تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ پورا کرے اور پھر ایک دن اور روزہ رکھے اور چونکہ یہ طے نہیں ہے کہ یہ دوسرا روزہ قضا ہے یا سزا، لہذا رمضان کا اس دن کا روزہ بھی ما فی الذمہ کی نیت سے رکھے اور رمضان کے بعد بھی جس دن روزہ رکھے اور اس میں قضا کی نیت نہ کرے۔

(۱۵۹۲) جو شخص رمضان کے روزے کی قضا کرنا چاہتا ہو، اگر جان بوجھ کر صبح کی اذان تک جنب رہے تو اس دن کا روزہ نہیں رکھ سکتا، اگر جان بوجھ کر نہ ہو تو رکھ سکتا ہے، اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ اسے ترک کر دے۔

(۱۵۹۳) اگر جنب شخص رمضان کے روزوں اور ان کی قضا کے علاوہ کسی بھی واجب اور مستحب روزے میں جان بوجھ کر اذان صبح تک غسل نہ کرے تو اس دن کا روزہ رکھ سکتا ہے۔

(۱۵۹۴) اگر کوئی شخص رمضان کی کسی رات میں جنب ہو جائے تو اگر وہ عمدتاً غسل نہ کرے حتیٰ کہ وقت تنگ ہو جائے تو ضروری ہے کہ تیمم کرے اور روزہ رکھے، اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۹۵) اگر جنب شخص رمضان میں غسل کرنا بھول جائے اور ایک دن کے بعد اسے یاد آئے تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ قضا کرے اور اگر چند دنوں کے بعد یاد آئے تو اتنے دنوں کے روزوں کی قضا کرے جتنے دنوں کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ جنب تھا مثلاً اگر اسے یہ علم نہ ہو کہ تین دن جنب رہا یا چار دن تو ضروری ہے کہ تین دنوں کے روزوں کی قضا کرے۔

(۱۵۹۶) اگر ایک ایسا شخص اپنے آپ کو جنب کر لے جس کے پاس رمضان کی رات میں غسل اور تیمم میں سے کسی کے لئے بھی وقت نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

(۱۵۹۷) جو شخص جانتا ہو کہ اس کے پاس غسل کرنے کے لئے وقت نہیں ہے اور خود کو جنب کر لے اور پھر تیمم کرے یا وقت ہونے کے باوجود جان بوجھ کر غسل کرنے میں اتنی تاخیر کرے کہ وقت تنگ ہو جائے اور تیمم کرے تو اگرچہ وہ گنہگار ہے لیکن اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۵۹۸) جو شخص رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور جانتا ہو کہ اگر سوئے گا تو صبح تک بیدار نہ ہوگا احتیاط واجب کی بنا پر اسے بغیر غسل کئے نہیں سونا چاہیے اور اگر وہ غسل کرنے سے پہلے اپنی مرضی سے سو جائے اور صبح تک بیدار نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور قضا اور کفارہ دونوں اس پر واجب ہیں۔

○ (۱۵۹۹) جب جنب رمضان کی رات میں سو کر جاگ اٹھے اور اس بات کا احتمال ہو کہ اگر دوبارہ سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائے گا تو وہ دوبارہ سو سکتا ہے۔

(۱۶۰۰) اگر کوئی شخص رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور یقین یا اطمینان رکھتا ہو کہ اگر سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور اس کا مصمم ارادہ ہو کہ بیدار ہونے کے بعد غسل کرے گا اور اس ارادے کے ساتھ سو جائے اور اذان تک سوتا رہے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۰۱) اگر کوئی شخص رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور اسے اطمینان نہ ہو کہ اگر سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور وہ اس بات سے غافل ہو کہ بیدار ہونے کے بعد اس پر غسل کرنا ضروری ہے تو اس صورت

میں جبکہ وہ سو جائے اور صبح کی اذان تک سویا رہے تو احتیاط کی بنا پر اس پر قضا واجب ہوجاتی ہے۔

(۱۶۰۲) اگر کوئی شخص رمضان کی کسی رات میں جنب ہوا اور اسے یقین ہوا احتمال اس بات کا ہو کہ اگر وہ سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہوجائے گا اور وہ بیدار ہونے کے بعد غسل نہ کرنا چاہتا ہو تو اس صورت میں جبکہ وہ سو جائے اور بیدار نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ مکمل کرے اور قضا اور کفارہ اس کے لئے لازم ہے۔ اسی طرح اگر اس تردد میں ہو کہ بیدار ہونے کے بعد غسل کرے یا نہ کرے تو احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۱۶۰۳) اگر جنب شخص رمضان کی کسی رات میں سو کر جاگ اٹھے اور اسے یقین ہوا اس بات کا احتمال ہو کہ اگر دوبارہ سو گیا تو صبح کی اذان سے پہلے بیدار ہوجائے گا اور وہ مصمم ارادہ بھی رکھتا ہو کہ بیدار ہونے کے بعد غسل کرے گا اور دوبارہ سو جائے اور اذان تک بیدار نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ قضا کرے اور اگر دوسری نیند سے بیدار ہوجائے اور تیسری دفعہ سو جائے اور صبح کی اذان تک بیدار نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس دن کے روزے کی قضا کرے اور احتیاط مستحب کی بنا پر کفارہ بھی دے۔

(۱۶۰۴) جس نیند میں انسان کو احتلام ہو پہلی نیند سمجھی جائے گی لہذا اگر ایک بار بیدار ہونے کے بعد سونے اور صبح کی اذان تک بیدار نہ ہو تو جیسا کہ پچھلے مسئلے میں بتایا گیا ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ قضا کرے۔

(۱۶۰۵) اگر کسی روزے دار کو دن میں احتلام ہوجائے تو اس پر فوراً غسل کرنا واجب نہیں۔

(۱۶۰۶) اگر کوئی شخص رمضان میں صبح کی اذان کے بعد جاگے اور یہ دیکھے کہ اسے احتلام ہو گیا ہے تو اگرچہ اسے معلوم ہو کہ یہ احتلام اذان سے پہلے ہوا ہے اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۰۷) جو شخص رمضان کے قضا روزے رکھنا چاہتا ہو اگر وہ صبح کی اذان کے بعد بیدار ہو اور دیکھے کہ اسے احتلام ہو گیا ہے اور جانتا ہو کہ یہ احتلام اسے صبح کی اذان سے پہلے ہوا ہے تو اس دن رمضان کے روزے کی قضا کی نیت سے روزہ رکھ سکتا ہے۔

(۱۶۰۸) اگر رمضان کے روزوں میں عورت صبح کی اذان سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہوجائے اور عمداً غسل نہ کرے یا اس کا فریضہ تیمم کرنا ہوا اور تیمم نہ کرے تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ پورا کرے اور اس کی قضا بھی کرے۔ رمضان کی قضا میں اگر جان بوجھ کر غسل یا تیمم نہ کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس دن کا روزہ نہیں رکھ سکتی۔

(۱۶۰۹) جو عورت رمضان کی شب میں حیض یا نفاس سے پاک ہوجائے۔ اگر جان بوجھ کر غسل نہ کرے یہاں تک کہ وقت تنگ ہوجائے تو ضروری ہے کہ تیمم کرے اور اس کا اس دن کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۱۰) اگر کوئی عورت رمضان میں صبح کی اذان سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہوجائے اور غسل کے لئے وقت نہ ہو تو ضروری ہے کہ تیمم کرے اور صبح کی اذان تک بیدار رہنا ضروری نہیں ہے جس جنب شخص کا فریضہ تیمم ہوا اس کے لئے یہی حکم ہے۔

(۱۶۱۱) اگر کوئی عورت صبح کی اذان کے بعد حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہوجائے اور اس کے غسل یا تیمم میں سے کسی کا وقت نہ ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۱۲) اگر کوئی عورت صبح کی اذان کے بعد حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو جائے یا دن میں اسے حیض یا نفاس کا خون آجائے تو اگرچہ یہ خون مغرب کے قریب ہی کیوں نہ آئے اس کا روزہ باطل ہے۔

(۱۶۱۳) اگر عورت حیض یا نفاس کا غسل کرنا بھول جائے اور اسے ایک دن یا کئی دن کے بعد یاد آئے تو جو روزے اس نے رکھے ہوں وہ صحیح ہیں۔

(۱۶۱۴) اگر عورت رمضان میں صبح کی اذان سے پہلے حیض یا نفاس سے پاک ہوجائے اور غسل کرنے میں کوتاہی کرے اور صبح کی اذان تک غسل نہ کرے اور وقت تنگ ہونے کی صورت میں تیمم بھی نہ کرے تو جیسے کہ گزر چکا ہے ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ پورا کرے اور قضا بھی کرے لیکن اگر کوتاہی نہ کرے مثلاً منتظر ہو کہ زنانہ حمام میسر آجائے خواہ اس مدت میں وہ تین دفعہ سونے اور صبح کی اذان تک غسل نہ کرے اور تیمم کرنے میں بھی کوتاہی نہ کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۱۵) جو عورت استحاضہ کثیرہ کی حالت میں ہو اگر وہ اپنے غسلوں کو اس تفصیل سے ساتھ نہ بجالائے جس کا ذکر مسئلہ ۳۹۴ میں کیا گیا ہے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔ ایسے ہی استحاضہ متوسطہ میں اگرچہ عورت غسل نہ بھی کرے، اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۱۶) جس شخص نے میت کو مس کیا ہو یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ میت کے بدن سے مس کیا ہو وہ غسل مس میت کے بغیر روزہ رکھ سکتا ہے اور اگر روزے کی حالت میں بھی میت کو مس کرے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

(۷) حقنہ لینا

(۱۶۱۷) سیال چیز سے حقنہ (انیمہ) اگرچہ بہ امر مجبوری اور علاج کی غرض سے لیا جائے روزے کو باطل کر دیتا ہے۔

(۸) قے کرنا

(۱۶۱۸) اگر روزے دار جان بوجھ کر قے کرے تو اگرچہ وہ بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسا کرنے پر مجبور ہو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر سہواً یا بے اختیار ہو کر قے کرے تو کوئی حرج نہیں۔
(۱۶۱۹) اگر کوئی شخص رات کو ایسی چیز کھا لے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اس کے کھانے کی وجہ سے دن میں بے اختیار قے آنے لگی تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۲۰) اگر روزے دار قے روک سکتا ہو جبکہ اسے طبعی نظام کے تحت ہی قے آ رہی ہو تو اسے روکنا ضروری نہیں۔
(۱۶۲۱) اگر روزے دار کے حلق میں مکھی چلی جائے چنانچہ وہ اس حد تک اندر چلی گئی ہو کہ اس کے نکلنے کو کھانا نہ کہا جائے تو ضروری نہیں کہ اسے باہر نکالا جائے اور اس کا روزہ صحیح ہے لیکن اگر مکھی کافی حد تک اندر نہ گھی ہو تو ضروری نہیں کہ اسے باہر نکالا جائے اور اس کا روزہ صحیح ہے لیکن اگر مکھی کافی حد تک اندر نہ گھی ہو تو ضروری ہے کہ باہر نکالے اگرچہ اسے قے کر کے ہی نکالنا پڑے مگر یہ کہ قے کرنے میں روزے دار کو ضرر اور شدید تکلیف ہو اور اگر وہ قے نہ کرے اور اسے نکل لے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور اگر اسے قے کر کے باہر نکالے تو بھی اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

(۱۶۲۲) اگر روزے دار سہواً کوئی چیز نکل لے اور اس کے پیٹ میں پہنچنے سے پہلے اسے یاد آجائے کہ روزے سے ہے چنانچہ اگر وہ چیز اتنی نیچے جا چکی ہو کہ اسے معدے تک جانے دینا کھانا نہ کہا جائے تو اس چیز کا نکالنا لازم نہیں اور اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۶۲۳) اگر کسی روزے دار کو یقین ہو کہ ڈکار لینے کی وجہ سے کوئی چیز اس کے حلق سے باہر آجائے گی، چنانچہ اگر اسے قے کرنا کہا جاسکے تو ضروری ہے کہ جان بوجھ کر ڈکار نہ لے۔ لیکن اگر اسے یقین نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔
(۱۶۲۴) اگر روزے دار ڈکار لے اور کوئی چیز اس کے حلق یا منہ میں آجائے تو ضروری ہے کہ اسے اگل دے اور اگر وہ چیز بے اختیار پیٹ میں چلی جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

ان چیزوں کے احکام جو روزے کو باطل کرتی ہیں

(۱۶۲۵) اگر انسان جان بوجھ کر اور اختیار کے ساتھ کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اگر کوئی ایسا کام جان بوجھ کر نہ کرے تو پھر اشکال نہیں لیکن اگر جنب سوجائے اور اس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ ۱۶۰۲ میں بیان کی گئی ہے صبح کی اذان تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے چنانچہ اگر انسان نہ جانتا ہو کہ جو باتیں بتائی گئی ان میں سے بعض روزے کو باطل کرتی ہیں جبکہ نہ وہ جاہل قاصر ہو اور نہ ہو کسی قسم کے تردد میں ہو یا یہ کہ شرعی حجت پر اعتماد رکھتا ہو اور کھانا پینے اور جماع کے علاوہ ان افعال میں سے کسی فعل کو انجام دے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا۔

(۱۶۲۶) اگر روزے دار سہواً کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور یہ سمجھتے ہوئے کہ اس کا روزہ باطل ہو گیا ہے دوبارہ عمداً کوئی اور ایسا ہی کام کرے تو پچھلے مسئلے میں بیان شدہ حکم اس پر جاری ہوگا۔
(۱۶۲۷) اگر کوئی چیز زبردستی روزے دار کے حلق میں انڈیل دی جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر اسے مجبور کیا جائے کہ اپنے روزے کو کھانے پینے یا جماع کے ذریعے باطل کرے، مثلاً اسے کہا جائے کہ اگر تم غذا نہیں کھاؤ گے تو ہم تمہیں مالی یا جانی نقصان پہنچائیں گے اور وہ نقصان سے بچنے کے لئے اپنے آپ کچھ کھالے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور ان تین چیزوں کے علاوہ بھی احتیاط کی بنا پر روزہ باطل ہو جائے گا۔

(۱۶۲۸) روزے دار کو ایسی جگہ نہیں جانا چاہیے جس کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ لوگ کوئی چیز اس کے حلق میں ڈال دیں گے یا اسے روزہ توڑنے پر مجبور کریں گے اور اگر ایسی جگہ جائے یا بہ امر مجبوری وہ خود کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی چیز اس کے حلق میں انڈیل دیں تو احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے۔

وہ چیزیں جو روزے دار کے لئے مکروہ ہیں

(۱۶۲۹) روزے دار کے لئے کچھ چیزیں مکروہ ہیں اور ان میں سے بعض یہ ہیں:

- (۱) آنکھ میں دوا ڈالنا اور سرمہ لگانا جبکہ اس کا مزہ یا بو حلق میں پہنچے۔
- (۲) ہر ایسا کام کرنا جو کمزوری کا باعث ہو مثلاً خون دینا اور حمام جانا۔
- (۳) ناک میں دوا ڈالنا جبکہ یہ علم نہ ہو کہ حلق تک پہنچے گی اور اگر یہ علم ہو کہ حلق تک پہنچے گی تو اس کا استعمال جائز نہیں ہے۔

(۴) خوشبودار پودوں کو سونگھنا۔

(۵) عورت کا پانی میں بیٹھنا۔

(۶) شیاف استعمال کرنا یعنی کسی خشک چیز سے انیما لینا۔

(۷) جو لباس پہن رکھا ہو اسے تر کرنا۔

(۸) دانت نکلوانا اور ہر وہ کام کرنا جس کی وجہ سے منہ سے خون نکلے۔

(۹) تر لکڑی سے مسواک کرنا۔

(۱۰) بلاوجہ پانی یا کوئی اور سیال چیز منہ میں ڈالنا۔

اور یہ بھی مکروہ ہے کہ منی نکالنے کے قصد کے بغیر انسان اپنی بیوی کا بوسہ لے یا کوئی شہوت انگیز کام کرے۔

ایسے مواقع جن میں روزے کی قضا اور کفارہ واجب ہوجاتے ہیں

(۱۶۳۰) اگر کوئی شخص رمضان کے روزے کو کھانے، پینے، جماع، استمناء، یا جنابت پر باقی رہنے کی وجہ سے باطل کرے جبکہ جبر اور ناچاری کی بنا پر نہیں بلکہ عمدتاً اور اختیار سے ایسا کیا ہو تو اس پر قضا کے علاوہ کفارہ بھی واجب ہو گا اور جو کوئی متذکرہ امور کے علاوہ کسی اور طریقے سے روزہ باطل کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ قضا کے علاوہ کفارہ بھی دے۔

(۱۶۳۱) جن امور کا ذکر کیا گیا ہے اگر کوئی ان میں سے کسی فعل کو انجام دے جبکہ اسے پختہ یقین ہو کہ اس عمل سے

اس کا روزہ باطل نہیں ہوگا تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے یہی حکم اس شخص کا ہے جسے معلوم ہی نہ ہو کہ اس پر

روزہ واجب ہے جیسے وہ بچے جو بلوغ کے بعد کے ابتدائی دنوں میں ہوں۔

روزے کا کفارہ

(۱۶۳۲) رمضان کا روزہ توڑنے کے کفارے کے طور پر ضروری ہے کہ انسان ایک غلام آزاد کرے یا اس طریقے کے مطابق جو اگلے مسئلے میں بیان کیا جائے گا دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ہر فقیر کو ایک مد تقریباً ۳/۴ کلو طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی وغیرہ دے اور اگر یہ افعال انجام دینا اس کے لئے ممکن نہ ہو تو بقدر امکان صدقہ دینا ضروری ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو توبہ واستغفار کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جس وقت (کفارہ دینے کے) قابل ہوجائے کفارہ دے۔

(۱۶۳۳) جو شخص رمضان کے روزے کے کفارے کے طور پر دو ماہ روزے رکھنا چاہیے تو ضروری ہے کہ ایک پورا مہینہ اور اس سے اگلے مہینے کے ایک دن تک مسلسل روزے رکھے اور اگر باقی ماندہ روزے مسلسل نہ بھی رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

○ (۱۶۳۴) جو شخص رمضان کے روزے کے کفارے کے طور پر دو ماہ روزے رکھنا چاہیے تو ضروری ہے کہ وہ

روزے ایسے وقت نہ رکھے جس کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ ایک مہینے اور ایک دن کے درمیان عید قربان کی طرح کوئی ایسا دن آجائے گا جس کا روزہ رکھنا حرام ہے۔

(۱۶۳۵) جس شخص کو مسلسل روزے رکھنے ضروری ہیں اگر وہ ان کے بیچ میں بغیر عذر کے ایک دن روزہ نہ رکھے تو ضروری ہے کہ دوبارہ از سر نو روزے رکھے۔

(۱۶۳۶) اگر ان دنوں کے درمیان جن میں مسلسل روزے رکھنے ضروری ہیں، روزے دار کو کوئی غیر اختیاری عذر پیش آجائے، مثلاً حیض یا نفاس یا ایسا سفر جسے اختیار کرنے پر وہ مجبور ہو تو عذر کے دور ہونے کے بعد روزوں کا از سر نو رکھنا اس کے لئے واجب نہیں بلکہ وہ عذر دور ہونے کے بعد باقی ماندہ روزے رکھے۔

(۱۶۳۷) اگر کوئی شخص حرام چیز سے اپنا روزہ باطل کر دے خواہ وہ چیز بذات خود حرام ہو جیسے شراب اور زنا یا کسی وجہ سے حرام ہو جائے جیسے کہ حلال غذا جس کا کھانا انسان کے لئے کسی کلی ضرر کا باعث ہو یا وہ اپنی بیوی سے حالت حیض میں مجامعت کرے تو ایک کفارہ کافی ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ مجموعاً کفارہ دے یعنی ایک غلام آزاد کرے اور دو مہینے روزے رکھے اور ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ان میں سے ہر فقیر کو ایک مد

گندم یا جو یا روٹی وغیرہ دے اور اگر یہ تینوں چیزیں اس کے لئے ممکن نہ ہوں تو ان میں سے جو کفارہ ممکن ہوئے۔
 (۱۶۳۸) اگر روزے دار جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کوئی جھوٹی بات منسوب کرے تو اگرچہ اس پر کفارہ واجب نہیں لیکن احتیاطاً مستحب ہے کہ کفارہ دے۔
 (۱۶۳۹) اگر روزے دار رمضان کے ایک دن میں کئی دفعہ کھائے، پئے یا جماع یا استمناء کرے تو ان سب کے لئے ایک کفارہ کافی ہے۔

○ (۱۶۴۰) اگر روزے دار جماع کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور پھر اپنی زوجہ سے مجامعت بھی کرے تو دونوں کے لئے ایک کفارہ کافی ہے۔

(۱۶۴۱) اگر روزے دار کوئی ایسا کام کرے جو حلال ہو اور روزے کو باطل کرتا ہو، مثلاً پانی پی لے اور اس کے بعد کوئی دوسرا ایسا کام کرے جو حرام ہو اور روزے کو باطل کرتا ہو، مثلاً حرام غذا کھالے تو ایک کفارہ کافی ہے۔

○ (۱۶۴۲) اگر روزے دار ڈنگار لے اور کوئی چیز اس کے منہ آجائے تو اگر وہ اسے جان بوجھ کر نگل لے تو بنا بر احتیاط واجب، اس کا روزہ باطل ہے اور ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے اور کفارہ بھی اس پر واجب ہوجاتا ہے اور اگر اس چیز کاکھانا حرام ہو، مثلاً ڈنگار لیتے وقت خون یا ایسی خوارک جو غذا کی تعریف میں نہ آتی ہو اس کے منہ میں آجائے اور وہ اسے جان بوجھ کر نگل لے تو بہتر ہے کہ مجموعی کفارہ دے۔

(۱۶۴۳) اگر کوئی شخص منت مانے کے ایک خاص دن روزہ رکھے گا تو اگر وہ اس دن جان بوجھ کر اپنے روزے کو باطل کر دے تو ضروری ہے کفارہ دے اور اس کا کفارہ اسی طرح ہے جیسے کہ منت توڑنے کا کفارہ ہے۔

○ (۱۶۴۴) اگر روزہ دار ایک ایسے شخص کے کہنے پر جو کہے کہ مغرب کا وقت ہو گیا ہے لیکن جس کے کہنے سے اطمینان حاصل نہ ہوا ہو، روزہ افطار کر لے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ مغرب کا وقت نہیں ہوا یا شک کرے کہ مغرب کا وقت ہوا ہے یا نہیں تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوجاتے ہیں اور اگر وہ یہ سمجھتا تھا کہ اس کی بات حجت ہے تو اس پر صرف قضا واجب ہے۔

(۱۶۴۵) جو شخص جان بوجھ کر اپنا روزہ باطل کر لے اور اگر وہ ظہر کے بعد سفر کرے یا کفارے سے بچنے کے لئے ظہر سے پہلے سفر کرے تو اس پر سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا بلکہ اگر ظہر سے پہلے اتفاقاً اسے سفر کرنا پڑے تب بھی کفارہ اس پر واجب ہے۔

(۱۶۴۶) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اپنا روزہ توڑ دے اور اس کے بعد حیض، نفاس یا بیماری جیسا کوئی عذر پیدا ہو جائے تو احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ کفارہ دے، خصوصاً جب کسی طریقے سے مثلاً دوائیوں کے استعمال سے خود کو حیض یا بیماری میں مبتلا کیا ہو۔

(۱۶۴۷) اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ آج رمضان کی پہلی تاریخ ہے اور وہ جان بوجھ کر روزہ توڑ دے لیکن بعد میں اسے پتا چلے کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

(۱۶۴۸) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ آج رمضان کی آخری تاریخ ہے یا شوال کی پہلی تاریخ اور وہ جان بوجھ کر روزہ توڑ دے اور بعد میں پتا چلے کہ پہلی شوال ہے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

○ (۱۶۴۹) اگر ایک روزے دار رمضان میں اپنی روزے دار بیوی سے جماع کرے تو اگر اس نے بیوی کو مجبور کیا ہو تو اپنے روزے کا کفارہ اور احتیاطاً کی بنا پر ضروری ہے کہ اپنی بیوی کے روزے کا بھی کفارہ دے اور اگر بیوی جماع پر راضی ہو تو ہر ایک پر ایک ایک کفارہ واجب ہوجاتا ہے۔

(۱۶۵۰) اگر کوئی عورت اپنے روزے دار شوہر کو جماع کرنے پر مجبور کرے تو اس پر شوہر کے روزے کا کفارہ ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

○ (۱۶۵۱) اگر روزے دار رمضان میں اپنی بیوی کو جماع پر مجبور کرے اور جماع کے دوران عورت بھی جماع پر راضی ہوجائے تو دونوں پر ایک ایک کفارہ واجب ہوجاتا ہے اور احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ مرد دو کفارے دے۔

(۱۶۵۲) اگر روزے دار رمضان میں اپنی روزے دار بیوی سے جو سو رہی ہو جماع کرے تو اس پر ایک کفارہ واجب ہوجاتا ہے اور عورت کا روزہ صحیح ہے اس پر کفارہ بھی واجب نہیں ہے۔

(۱۶۵۳) اگر شوہر اپنی بیوی کو یا بیوی اپنے شوہر کو جماع کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنے پر مجبور کرے جس سے روزہ باطل ہوجاتا ہو تو ان دونوں میں سے کسی پر بھی کفارہ واجب نہیں ہے۔

(۱۶۵۴) جو آدمی سفر یا بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھے وہ اپنی روزے دار بیوی کو جماع پر مجبور کر نہیں سکتا لیکن اگر مجبور کرے تو کفارہ مرد پر بھی واجب نہیں۔

○ (۱۶۵۵) ضروری ہے کہ انسان کفارہ دینے میں کوتاہی نہ کرے لیکن فوری طور پر دینا بھی ضروری نہیں۔

(۱۶۵۶) اگر کسی شخص پر کفارہ واجب ہو اور وہ کئی سال تک نہ دے تو کفارہ میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔
 (۱۶۵۷) جس شخص پر ایک دن کے کفارے کے طور ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلانا ضروری ہو، اگر ساٹھ فقیر موجود ہوں تو وہ یہ نہیں کر سکتا کہ کفارہ تو اتنا ہی دے لیکن فقیروں کی تعداد کم کر دے۔ مثلاً تیس فقیروں میں سے ہر ایک کو دو مد طعام دے کر اسی پر اکتفا کر لے۔ ہاں یہ کر سکتا ہے کہ وہ فقیر کے گھر کے افراد میں سے ہر ایک کے لئے چاہے وہ چھوٹے ہی ہوں، ایک مد اس فقیر کو دے اور وہ فقیر اپنے گھر والوں کی وکالت میں یا ان کے چھوٹے بونے کے صورت میں، ان کی ولایت میں اسے قبول کر لے اور اگر اسے ساٹھ فقیر نہ ملیں بلکہ مثلاً صرف تیس فقیر ملیں تو پھر ہر ایک کو دو مد طعام دے سکتا ہے۔ البتہ اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ جب بھی ممکن ہو تیس اور فقیروں کو بھی ایک مد دے۔

(۱۶۵۸) جو شخص رمضان کے روزے کی قضا کرے اگر وہ ظہر کے بعد جان بوجھ کر کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ دس فقیروں کو فرداً فرداً ایک مد کھانادے اور اگر نہ دے سکتا ہو تو تین روزے رکھے۔

وہ صورتیں جن میں فقط روزے کی قضا واجب ہے

- (۱۶۵۹) جو صورتیں بیان ہو چکی ہیں ان کے علاوہ ان چند صورتوں میں انسان پر صرف روزے کی قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں ہے۔
- (۱) ایک شخص رمضان کی رات میں جنب ہو جائے اور جیسا کہ مسئلہ ۱۶۰۲ میں تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ صبح کی اذان تک دوسری نیند سے بیدار نہ ہو۔
- (۲) روزے کو باطل کرنے والا کام تو نہ کیا بولیکن روزے کی نیت نہ کرے یا ریا کرے یا روزہ نہ رکھنے کا ارادہ کرے۔ اسی طرح مسئلہ نمبر ۱۵۵۱ میں بتائی گئی تفصیل کے مطابق کسی ایسے کام کا ارادہ کرے جو روزے کو باطل کرتا ہے۔
- (۳) رمضان میں غسل جنابت کرنا بھول جائے اور جنابت کی حالت میں ایک یا کئی دن روزے رکھتا رہے۔
- (۴) رمضان میں یہ تحقیق کئے بغیر کہ صبح ہوئی ہے یا نہیں کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں پتا چلے کہ صبح ہو چکی تھی۔
- (۵) کوئی کہے کہ صبح ہوئی اور انسان اس کے کہنے کی بنا پر کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں پتا چلے کہ صبح ہو گئی تھی۔
- (۶) کوئی کہے کہ صبح ہو گئی ہے اور انسان اس کے کہنے پر یقین نہ کرے یا سمجھے کہ مذاق کر رہا ہے اور خود تحقیق نہ کرے اور کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ صبح ہو گئی تھی۔
- (۷) کوئی شخص کسی کے کہنے پر جس کو قول اس کے لئے شرعاً حجت ہو یا وہ غلطی کرتے ہوئے یہ سمجھتا ہو کہ اس کو قول حجت ہے، روزہ افطار کر لے اور بعد میں پتا چلے کہ ابھی مغرب کا وقت نہیں ہوا تھا۔
- (۸) انسان کو یقین یا اطمینان ہو کہ مغرب ہو گئی ہے اور وہ روزہ افطار کر لے اور بعد میں پتا چلے کہ مغرب نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اگر مطلع ابر آلود ہو یا اس جیسی کوئی کیفیت ہو اور انسان اس گمان کے تحت روزہ افطار کر لے مغرب نہیں ہوئی تھی تو احتیاط کی بنا پر اس صورت میں قضا واجب ہے۔
- (۹) انسان پیاس کی وجہ سے کلی کرے یعنی پانی منہ میں گھمانے اور بے اختیار پانی پیٹ میں چلا جائے لیکن اگر انسان بھول جائے کہ روزے سے ہے اور پانی گلے سے اتر جائے یا پیاس کے علاوہ کسی دوسری صورت میں کہ جہاں کلی کرنا مستحب ہے جیسے وضو کرتے وقت کلی کرے اور پانی با اختیار پیٹ میں چلا جائے تو اس کی قضا نہیں ہے۔
- (۱۰) کوئی شخص مجبوری، اضطرابی یا تقیہ کی حالت میں روزہ افطار کرے جبکہ مجبوری یا تقیہ میں کھایا پیایا جماع کیا ہو، احتیاط واجب کی بنا پر باقی چیزوں میں بھی یہی حکم ہے۔
- (۱۱) اگر روزے دار پانی کے علاوہ کوئی چیز منہ میں ڈالے اور وہ بے اختیار پیٹ میں چلی جائے یا ناک میں پانی ڈالے اور وہ بے اختیار نیچے اتر جائے تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔
- (۱۲) روزے دار کے لئے زیادہ کلیاں کرنا مکروہ ہے اور اگر کلی کے بعد لعاب دہن نگلنا چاہیے تو بہتر ہے کہ پہلے تین دفعہ لعاب کو تھوک دے۔
- (۱۳) اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ کلی کرنے سے بے اختیار یا بھول جانے کی وجہ سے پانی اس کے حلق میں چلا جائے گاتو ضروری ہے کہ کلی نہ کرے اور اس صورت میں اگر کلی کرے لیکن پانی حلق سے نہ اترے تو احتیاط واجب کی بنا پر قضا ضروری ہے۔

(۱۶۶۳) اگر کسی شخص کو رمضان میں تحقیق کرنے کے بعد معلوم نہ ہو کہ صبح ہو گئی ہے اور وہ کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ صبح ہو گئی تھی تو اس کے لئے روزے کی قضا کرنا ضروری نہیں۔
(۱۶۶۴) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ مغرب ہو گئی ہے یا نہیں تو وہ روزہ افطار نہیں کر سکتا اگر اسے شک ہو کہ صبح ہوئی ہے یا نہیں تو وہ تحقیق کرنے سے پہلے ایسا کام کر سکتا ہے جو روزے کو باطل کرتا ہو۔

قضا روزے کے احکام

(۱۶۶۵) اگر کوئی دیوانہ اچھا ہو جائے تو اس کے لئے عالم دیوانگی کے روزوں کی قضا واجب نہیں۔
(۱۶۶۶) اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اس پر زمانہ کفر کے روزوں کی قضا واجب نہیں ہے لیکن اگر ایک مسلمان کافر ہو جائے اور پھر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو ضروری ہے کہ ایام کفر کے روزوں کی قضا بجلائے۔
(۱۶۶۷) جو روزے مست ہونے کی وجہ سے چھوٹ جائیں ضروری ہے کہ ان کی قضا بجلائے خواہ جس چیز کی وجہ سے وہ مست ہو یا ہو وہ علاج کی غرض سے ہی کھائی ہو۔

(۱۶۶۸) اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے چند دن روزے نہ رکھے اور بعد میں شک کرے کہ اس کا عذر کس وقت زائل ہوا تھا تو اس کے لئے واجب نہیں کہ جتنی مدت روزے نہ رکھنے کا زیادہ احتمال ہو اس کے مطابق قضا بجلائے۔ مثلاً اگر کوئی شخص رمضان سے پہلے سفر کرے اور اسے معلوم نہ ہو کہ ماہ مبارک کی پانچویں تاریخ کو سفر سے واپس آیا تھا یا چھٹی کو یا مثلاً اس نے ماہ مبارک کے آخر میں سفر شروع کیا ہو اور ماہ مبارک ختم ہونے کے بعد واپس آیا ہو اور اسے پتہ نہ ہو کہ پچیسویں رمضان کو سفر کیا تھا یا چھبیسویں کو تو دونوں صورتوں میں وہ کمتر دنوں یعنی پانچ روزوں کی قضا کر سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ زیادہ دنوں یعنی چھ روزوں کی قضا کرے۔
(۱۶۶۹) اگر کسی شخص پر چند سالوں کے رمضان کی قضا واجب ہو تو جس سال کے روزوں کی قضا پہلے کرنا چاہیے کر سکتا ہے لیکن اگر آخری رمضان کے روزوں کی قضا کا وقت تنگ ہو مثلاً آخری رمضان کے پانچ روزوں کی قضا اس کے ذمے ہو اور آئندہ رمضان کے شروع ہونے میں بھی پانچ ہی دن باقی ہوں تو بہتر یہ ہے کہ پہلے آخری رمضان کے روزوں کی قضا بجلائے۔

(۱۶۷۰) اگر کسی شخص پر چند سالوں کے رمضان کے روزوں کی قضا واجب ہو اور وہ روزہ کی نیت کرتے وقت معین نہ کرے کہ کون سے رمضان کے روزے کی قضا کر رہا ہے تو اس کا شمار آخری رمضان کی قضا میں نہیں ہو گا اور نیتاً تاخیر کا کفارہ اس پر سے ساقط ہو گا۔

(۱۶۷۱) جس شخص نے رمضان کا قضا روزہ رکھا ہو وہ اس روزے کو ظہر سے پہلے توڑ سکتا ہے لیکن اگر قضا کا وقت تنگ ہو تو بہتر ہے روزہ نہ توڑے۔

(۱۶۷۲) اگر کسی نے میت کا قضا روزہ رکھا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ظہر کے بعد نہ توڑے۔

(۱۶۷۳) اگر کوئی شخص کسی بیماری یا حیض یا نفاس کی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھے اور اس مدت کے گزرنے سے پہلے کہ جس میں وہ ان روزوں کی جو اس نے نہیں رکھے تھے قضا کر سکتا ہو مر جائے تو ان روزوں کی قضا نہیں ہے۔

(۱۶۷۴) اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھے اور اس کی بیماری آئندہ رمضان تک لمبی ہو جائے تو جو روزے اس نے نہ رکھے ہوں ان کی قضا اس پر واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ ہر دن کے لئے ایک مد (تقریباً ۷۵۰ گرام) طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی وغیرہ فقیر کو دے لیکن اگر کسی اور عذر مثلاً سفر کی وجہ سے روزے نہ رکھے اور اس کا عذر آئندہ رمضان تک باقی رہے تو ضروری ہے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا کرے اور احتیاط واجب یہ ہے ہر ایک دن کے لئے ایک مد طعام بھی فقیر کو دے۔

(۱۶۷۵) اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھے اور رمضان کے بعد اس کی بیماری دور ہو جائے لیکن کوئی دوسرا عذر لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے وہ آئندہ رمضان تک قضا روزے نہ رکھ سکے تو ضروری ہے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجلائے اور احتیاط واجب کی بنا پر ہر دن کے لئے ایک مد طعام فقیر کو بھی دے یہی حکم اس وقت بھی ہے جب رمضان میں بیماری کے علاوہ کوئی اور عذر رکھتا ہو رمضان کے بعد وہ عذر دور ہو جائے اور آئندہ سال کے رمضان تک بیماری کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے۔

(۱۶۷۶) اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے رمضان میں روزے نہ رکھے اور رمضان کے بعد اس کا عذر دور ہو جائے اور وہ آئندہ رمضان تک عمداً روزوں کی قضا نہ بجلائے تو ضروری ہے کہ روزوں کی قضا کرے اور ہر دن کے لئے ایک مد طعام بھی فقیر کو دے۔

(۱۶۷۷) اگر کوئی شخص قضا روزے رکھنے میں کوتاہی کرے حتیٰ کہ وقت تنگ ہو جائے اور وقت کی تنگی میں اسے کوئی عذر پیش آجائے تو ضروری ہے کہ قضا کرے اور احتیاط کی بنا پر ہر ایک دن کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے۔ اگر عذر دور ہونے کے بعد مصمم ارادہ رکھتا ہو کہ روزوں کی قضا بجالائے گا لیکن قضا بجالانے سے پہلے تنگ وقت میں اسے کوئی عذر پیش آجائے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

(۱۶۷۸) اگر انسان کا مرض چند سال لمبا ہو جائے تو ضروری ہے کہ تندرست ہونے کے بعد آخری رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا بجالائے اور اس سے پچھلے سالوں کے ماہ ہائے مبارک کے ہر دن کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے۔

(۱۶۷۹) جس شخص کے لئے ہر روزے کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دینا ضروری ہو وہ چند دنوں کا کفارہ ایک ہی فقیر کو دے سکتا ہے۔

○ (۱۶۸۰) اگر کوئی شخص رمضان کے روزوں کی قضا کرنے میں کئی سال کی تاخیر کر دے تو ضروری ہے کہ قضا کرے اور پہلے سال میں تاخیر کرنے کی بنا پر ہر روزے کے لئے ایک مد طعام فقیر کو دے لیکن باقی کئی سال کی تاخیر کیلئے اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

(۱۶۸۱) اگر کوئی شخص رمضان کے روزے جان بوجھ کر نہ رکھے تو ضروری ہے ان کی قضا بجالائے اور ہر دن کے لئے دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ فقیریوں کو کھانا دے یا ایک غلام آزاد کرے اور اگر آئندہ رمضان تک ان روزوں کی قضا نہ کرے تو احتیاط لازم کی بنا پر ہر دن کے لئے ایک مد طعام کفارہ بھی دے۔

(۱۶۸۲) اگر کوئی شخص جان بوجھ کر رمضان کا روزہ نہ رکھے اور دن میں کئی دفعہ جماع یا استمناء کرے تو کفارہ تکرار نہیں ہوگا۔ ایسے ہی اگر کئی دفعہ کوئی اور ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو مثلاً کئی دفعہ کھانا کھائے تب بھی ایک کفارہ کافی ہے۔

(۱۶۸۳) باپ کے مرنے کے بعد بڑے بیٹے کیلئے احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ باپ کے روزوں کی قضا اسی طرح بجالائے جیسے کہ نماز کے سلسلے میں مسئلہ ۱۳۷۱ میں تفصیل سے بتایا گیا ہے۔ وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ ہر دن کے بدلے ۷۵۰ گرام کھانا کسی فقیر کو دے دے۔ چاہے وارثوں کے راضی ہونے کی صورت میں میت کے مال ہی سے دے۔ ○ (۱۶۸۴) اگر کسی باپ نے رمضان کے روزوں کے علاوہ کوئی دوسرے واجب روزے مثلاً منتی روزے نہ رکھے ہوں یا اگر باپ کسی کے روزوں کے لئے اجیر بنا ہو اور اس نے وہ روزے نہ رکھے ہوں تو ان روزوں کی قضا بڑے بیٹے پر واجب نہیں ہے۔

مسافر کے روزوں کے احکام

(۱۶۸۵) جس مسافر کے لئے سفر میں چار رکعتی نماز کے بجائے رورکعت پڑھنا ضروری ہو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہیے لیکن وہ مسافر جو پوری نماز پڑھتا ہو مثلاً وہ شخص جس کا پیشہ ہی سفر ہو یا جس کا سفر کسی ناجائز کام کے لئے ہو تو ضروری ہے کہ سفر میں روزہ رکھے۔

(۱۶۸۶) رمضان میں سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن روزے سے بچنے کیلئے سفر کرنا مکروہ ہے یہی حکم ہر سفر کا ہے بجز اس سفر کے جو حج، عمرہ یا کسی ضروری کام کے لئے ہو۔

○ (۱۶۸۷) اگر رمضان کے روزوں کے علاوہ کسی خاص دن کا روزہ انسان پر واجب ہو تو اگر وہ روزہ اجارے یا اجارے کی مانند کسی وجہ سے واجب ہوا ہو یا اعتکاف کے دنوں میں سے تیسرا دن ہو تو اس دن سفر نہیں کر سکتا اور اگر سفر میں ہو اور اس کے لئے ٹھہرنا ممکن ہو تو ضروری ہے کہ دس دن ایک جگہ قیام کرنے کی نیت کرے اور اس دن روزہ رکھے لیکن اگر اس کا روزہ منت کی وجہ سے واجب ہوا ہو تو ظاہر یہ ہے کہ اس دن سفر کرنا جائز ہے اور قیام کرنے کی نیت کرے۔ لیکن اگر یہ روزہ قسم یا عہد کی وجہ سے واجب ہوا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ سفر نہ کرے اور اگر سفر میں ہو تو دس دن ٹھہرنے کا ارادہ کرے۔

(۱۶۸۸) اگر کوئی شخص مستحب روزے کی منت مانے لیکن اس کے لئے دن معین نہ کرے تو وہ شخص سفر میں ایسا منتی روزہ نہیں رکھ سکتا لیکن اگر منت مانے کہ سفر کے دوران ایک مخصوص دن روزہ رکھے گا تو ضروری ہے کہ وہ روزہ سفر میں رکھے نیز اگر منت مانے کہ سفر میں ہو یا نہ ہو ایک مخصوص دن کا روزہ رکھے گا تو ضروری ہے کہ اگرچہ سفر میں ہو تب بھی اس دن کا روزہ رکھے۔

○ (۱۶۸۹) مسافر طلب حاجت کے لئے تین دن مدینہ طیبہ میں مستحب روزہ رکھ سکتا ہے اور احوط یہ ہے وہ تین دن بدھ، جمعرات، اور جمعہ ہوں۔

(۱۶۹۰) کوئی شخص جسے یہ علم نہ ہو کہ مسافر کا روزہ رکھنا باطل ہے، اگر سفر میں روزہ رکھے اور دن ہی دن میں اسے حکم مسئلہ معلوم ہو جائے تو اس کا روزہ باطل ہے لیکن اگر مغرب تک حکم معلوم نہ ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔ (۱۶۹۱) اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ وہ مسافر ہے یا یہ بھول جائے کہ مسافر کا روزہ باطل ہوتا ہے اور سفر کے دوران روزہ رکھے تو احتیاط کی بنا پر اس کا روزہ باطل ہے۔

(۱۶۹۲) اگر روزے دار ظہر کے بعد سفر کرے تو ضروری ہے کہ احتیاط کی بنا اپنے روزے کو تمام کرے اور اس صورت میں اس روزے کی قضا کرنا ضروری نہیں اور اگر ظہر سے پہلے سفر کرے تو احتیاط کی بنا پر اس دن کا روزہ نہیں رکھ سکتا خصوصاً جب رات ہی سے اس کا ارادہ سفر کرنے کا ہو لیکن ہر صورت میں حد ترخص تک پہنچنے سے پہلے ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہیے جو روزے کو باطل کرتا ہو ورنہ اس پر کفارہ واجب ہوگا۔

(۱۶۹۳) اگر مسافر رمضان میں خواہ وہ فجر سے پہلے سفر میں ہوا روزے سے ہو اور سفر کرے اور ظہر سے پہلے اپنے وطن پہنچ جائے یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن قیام کرنا چاہتا ہو اور اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو ضروری ہے کہ اس دن کا روزہ رکھے اور اس صورت میں اس روزے کی قضا بھی نہیں اور اگر کوئی ایسا کام کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ قضا کرے۔

(۱۶۹۴) اگر مسافر ظہر کے بعد اپنے وطن پہنچے یا ایسی جگہ پہنچے جہاں دس دن قیام کرنا چاہتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس دن کا روزہ باطل ہے اور ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

(۱۶۹۵) مسافر اور وہ شخص جو کسی عذر کی وجہ سے روزہ رکھ سکتا ہو اس کے لئے رمضان میں دن کے وقت جماع کرنا اور پیٹ بھر کر کھانا اور پینا مکروہ ہے۔

وہ لوگ جن پر روزہ رکھنا واجب نہیں

(۱۶۹۶) جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو یا اس کے لئے شدید تکلیف کا باعث ہو اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن دوسری صورت میں ضروری ہے کہ ہر روزے کے عوض ایک مد طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی یا ان سے ملتی جلتی کوئی چیز فقیر کو دے۔

(۱۶۹۷) جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھے اگر وہ رمضان کے بعد روزے رکھنے کے قابل ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجالائے۔

(۱۶۹۸) اگر کسی شخص کو کوئی ایسی بیماری ہو کہ اسے بہت زیادہ پیاس لگتی ہو اور وہ پیاس برداشت نہ کر سکتا ہو یا پیاس کی وجہ سے اسے تکلیف ہوتی ہو تو اس پر روزہ واجب نہیں لیکن روزہ نہ رکھنے کی صورت میں ضروری ہے کہ ہر روزے کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دے اور اگر بعد میں روزہ رکھنے کے قابل ہو جائے تو ضروری نہیں ہے کہ ان کی قضا بجالائے۔

(۱۶۹۹) جس عورت کے وضع حمل کا وقت قریب ہو، اس کا روزہ رکھنا خود اس کے لئے یا اس کے ہونے والے بچے کے لئے مضر ہو اس پر روزہ واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ وہ ہر دن کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دے اور ضروری ہے کہ دونوں صورتوں میں جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجالائے۔

(۱۷۰۰) جو عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو اور اس کا دودھ کم ہو خواہ وہ بچے کی ماں ہو یا دایہ اور خواہ بچے کو مفت دودھ پلا رہی ہو اگر اس کا روزہ رکھنا خود اس کے یا دودھ پینے والے بچے کے لئے مضر ہو تو اس عورت پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ ہر دن کے عوض ایک مد طعام فقیر کو دے اور دونوں صورتوں میں جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضا کرنا ضروری ہے لیکن احتیاط واجب کی بنا پر یہ حکم صرف اس صورت میں ہے جبکہ بچے کو دودھ پلانے کا انحصار اسی پر ہو لیکن اگر بچے کو دودھ پلانے کا کوئی اور طریقہ ہو مثلاً کچھ عورتیں مل کر بچے کو دودھ پلائیں یا اسے دودھ پلانے میں فیڈر کی مدد بھی لیں تو ایسی صورت میں اس حکم کے ثابت ہونے میں اشکال ہے۔

مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہونے کا طریقہ

(۱۷۰۱) مہینے کی پہلی تاریخ (مندرجہ ذیل) چار چیزوں سے ثابت ہوتی ہے:

(۱) انسان خود چاند دیکھے

(۲) ایک ایسا گروہ جس کے کہنے پر یقین یا اطمینان ہو جائے یہ کہے کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور اس طرح ہر وہ چیز

جس کی بدولت یقین آجائے یا کسی عقلی بنیاد پر اطمینان حاصل ہو جائے۔

وَوَو (۳) دو عادل مرد یہ کہیں کہ ہم نے رات کو چاند دیکھا ہے لیکن اگر وہ چاند کے الگ الگ اوصاف بیان کریں تو پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوگی اور یہی حکم ہے اگر انسان کو ان کی غلطی کا یقین یا اطمینان ہو یا ان دو عادلوں کی گواہی سے دو اور عادلوں کی گواہی یا اس جیسی کوئی چیز ٹکرا رہی ہو مثلاً شہر کے بہت سے لوگ چاند دیکھنے کی کوشش کریں لیکن دو عادل آدمیوں کے علاوہ کوئی دوسرا چاند دیکھنے کا دعویٰ نہ کرے یا کچھ لوگ چاند دیکھنے کی کوشش کریں اور ان لوگوں میں سے دو عادل چاند دیکھنے کا دعویٰ کریں اور دوسروں کو چاند نظر نہ آئے حالانکہ ان لوگوں میں دو اور عادل آدمی ایسے ہوں جو چاند کی جگہ کی پہچاننے، نگاہ کی تیزی اور دیگر خصوصیات میں ان پہلے دو عادل آدمیوں کی مانند ہوں، مطلع بھی صاف ہو اور کسی ایسی چیز کے ہونے کا احتمال بھی نہ ہو جو انکی دید میں رکاوٹ بن سکے تو ایسی صورت میں دو عادل آدمیوں کی گواہی سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوگی۔

(۴) شعبان کی پہلی تاریخ سے تیس دن گزر جائیں جن کے گزرنے پر رمضان کی پہلی تاریخ ثابت ہوجاتی ہے اور رمضان کی پہلی تاریخ سے تیس دن گزر جائیں جن کے گزرنے پر شوال کی پہلی تاریخ ثابت ہوجاتی ہے۔

(۱۷۰۲) حاکم شرع کے حکم سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہیں سوائے یہ کہ اس کے حکم سے یا اس کے نزدیک چاند ثابت ہوجانے سے چاند نظر آنے کا اطمینان حاصل ہوجائے۔

(۱۷۰۳) منجموں کی پیش گوئی سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوتی سوائے یہ کہ اس کے حکم سے یا اس کے نزدیک چاند ثابت ہو جانے سے چاند نظر آنے کا اطمینان حاصل ہو جائے۔

(۱۷۰۴) چاند کا آسمان پر بلند ہونا یا اس کا دیر سے غروب ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ سابقہ رات چاند رات تھی اور اسی طرح اگر چاند کے گرد حلقہ ہو تو یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ یہ دوسری رات کا چاند ہے۔

(۱۷۰۵) اگر کسی شخص پر رمضان کی پہلی تاریخ ثابت نہ ہو اور روزہ نہ رکھے لیکن بعد میں ثابت ہو جائے کہ گزشتہ رات ہی چاند رات تھی تو ضروری ہے کہ اس دن کے روزے کی قضا کرے۔

(۱۷۰۶) اگر کسی شہر میں مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہوجائے تو دوسرے شہروں میں بھی کہ جن کا افاق اس شہر سے متحد ہو مہینے کی پہلی تاریخ ہوتی ہے یہاں پر افاق کے متحد ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر پہلے شہر میں چاند دکھائی دے تو دوسرے شہر میں بھی بادل کی طرح کوئی رکاوٹ نہ ہونے کی صورت میں چاند دکھائی دیتا۔ ایسا اسی صورت میں ہوگا جب دوسرا شہر اگر پہلے کی مغربی سمت میں ہو تو خط عرض کے اعتبار سے، پہلے شہر سے نزدیک ہو اور اگر مشرقی سمت میں ہو تو دونوں شہروں کا افاق ایک ہونے کا یقین حاصل ہوجائے، چاہیے یہ یقین اسی طرح حاصل ہو کہ پہلے شہر میں چاند نظر آنے کی مقدار، دونوں شہروں میں سورج غروب ہونے کے درمیانی فاصلے کی مقدار سے زیادہ ہو۔

(۱۷۰۷) جس دن کے متعلق انسان کو علم نہ ہو کہ رمضان کا آخری دن ہے یا شوال کا پہلا دن، اس دن ضروری ہے کہ روزہ رکھے۔ لیکن اگر دن ہی دن میں اسے پتا چل جائے کہ آج پہلی شوال ہے تو ضروری ہے کہ روزہ افطار کر لے۔

(۱۷۰۸) اگر کوئی شخص قید میں ہو اور رمضان کے بارے میں یقین نہ کر سکے تو ضروری ہے کہ گمان پر عمل کر لے لیکن اگر قوی گمان پر عمل کر سکتا ہو تو ضعیف گمان پر عمل نہیں کر سکتا اور ضروری ہے کہ قوی ترین احتمال حاصل کرنے کے لئے مکمل سعی و کوشش کرے اور اگر کوئی راستہ نہ ہو تو آخری چارہ کار کے طور پر قرعہ اندازی کر لے، اگر اس احتمال کی قوت میں اضافہ ہو رہا ہو اگر گمان پر عمل ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ جس مہینے کے بارے میں احتمال ہو کہ رمضان ہے اس مہینے میں روزے رکھے لیکن ضروری ہے کہ وہ اس مہینے کو یاد رکھے۔ چنانچہ بعد میں اسے معلوم ہو کہ رمضان یا اس کے بعد کا زمانہ تھا تو اس کے ذمے کچھ نہیں ہے لیکن اگر معلوم ہو کہ رمضان سے پہلے کا زمانہ تھا تو ضروری ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضا کرے۔

حرام اور مکروہ روزے

(۱۷۰۹) عید الفطر اور عید قربان کے دن روزہ رکھنا حرام ہے نیز جس دن کے بارے میں انسان کو یہ علم نہ ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان کی پہلی تو اگر وہ اس دن پہلی رمضان کی نیت سے روزہ رکھے تو حرام ہے۔

(۱۷۱۰) اگر عورت کے مستحب (نفلی) روزہ رکھنے سے شوہر کے حق لذت کی حق تلفی ہوتی ہو تو عورت کا روزہ رکھنا حرام ہے یہی حکم واجب غیر معین مثلاً غیر معین نذر کے روزے کا ہے اور اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر روزہ باطل ہو گا اور نذر کا روزہ رکھنے سے منع کر دے، چاہے اس سے شوہر کی حق تلفی نہ بھی ہوتی ہو اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر مستحب (نفلی) روزہ نہ رکھے۔

(۱۷۱۱) اگر اولاد کا مستحب روزہ۔۔ ماں باپ کی اولاد سے شفقت کی وجہ سے۔۔ ماں باپ کے لئے اذیت کا موجب ہو تو اولاد کے لئے مستحب روزہ رکھنا حرام ہے۔

(۱۷۱۲) اگر بیٹا باپ یا ماں کی اجازت کے بغیر مستحب روزی رکھ لے اور دن کے دوران باپ یا ماں اسے (روزہ رکھنے سے) منع کرے، تو اگر بیٹے کا باپ یا ماں کی بات نہ ماننا فطری شفقت کی وجہ سے اذیت کا موجب ہو تو بیٹے کو چاہیے کہ روزہ توڑ دے۔

(۱۷۱۳) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے ایسا مضر نہیں ہے کہ جس کی پروا کی جائے تو اگرچہ طبیب کہے کہ مضر ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ روزہ رکھے اور اگر کوئی شخص یقیناً یا گمان رکھتا ہو کہ روزہ اس کے لئے مضر ہے تو اگرچہ طبیب کہے کہ مضر نہیں ہے تو ضروری ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے۔

(۱۷۱۴) اگر کسی شخص کو یقین یا اطمینان ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے قابل توجہ ضرر کا باعث ہے یا اس بات کا احتمال ہو اور اس احتمال کی بنا پر (اس کے دل میں) خوف پیدا ہو جائے تو اگر اس کا احتمال لوگوں کی نظر میں صحیح ہو تو اس کے لئے روزہ رکھنا واجب نہیں بلکہ اگر وہ نقصان انسانی جان کی ہلاکت یا کسی عضو کے ناقص ہونے کا سبب بن رہا ہو تو روزہ حرام ہے۔ اس کے علاوہ صورت میں اگر بقصد رجاء روزہ رکھ لے اور بعد میں معلوم ہو کہ روزہ اس کے لئے قابل توجہ نقصان کا سبب نہ تھا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

(۱۷۱۵) جس شخص کو اعتماد ہو کہ روزہ رکھنا اس کے لئے مضر نہیں اگر وہ روزہ رکھ لے اور مغرب کے بعد اسے پتا چلے کہ روزہ رکھنا اس کے لئے ایسا مضر تھا کہ جس کی پروا کی جاتی تو احتیاط واجب کی بنا پر اس روزے کی قضا کرنا ضروری ہے۔

(۱۷۱۶) مندرجہ بالا روزوں کے علاوہ اور بھی حرام روزے ہیں جو مفصل کتابوں میں مذکور ہیں۔

(۱۷۱۷) عاشور کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اس دن کا روزہ بھی مکروہ ہے جس کے بارے میں شگ ہو کہ عرفہ کا دن ہے یا عید قربان کا دن۔

مستحب روزے

(۱۷۱۸) بجز حرام اور مکروہ روزوں کے جن کا ذکر کیا گیا ہے سال کے تمام دنوں کے روزے مستحب ہیں اور بعض دنوں کے روزے رکھنے کی بہت تاکید کی گئی ہے جن میں چند یہ ہیں:

(۱) ہر مہینے کی پہلی اور آخری جمعرات اور پہلا بدھ جو مہینے کی دسویں تاریخ کے بعد آئے۔ اگر کوئی شخص یہ روزہ نہ رکھے تو مستحب ہے کہ ان کی قضا کرے اور اگر روزہ بالکل نہ رکھ سکتا ہو تو مستحب ہے کہ ہر دن کے بدلے ایک مد طعام ۱۲ نخود سکہ دار چاندی فقیر کو دے۔

(۲) ہر مہینے کی تیر ہو، چودھویں اور پندرہویں تاریخ۔

(۳) رجب اور شعبان کے پورے مہینے کے روزے یا ان دو مہینوں میں جتنے روزے رکھ سکیں خواہ وہ ایک دن ہی کیوں نہ ہو۔

(۴) عید نو روز کے دن

(۵) شوال کی چوتھی سے نویں تاریخ تک۔

(۶) ذی قعدہ کی پچیسویں اور انتیسویں تاریخ۔

(۷) ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے نویں تاریخ (یوم عرفہ) تک لیکن اگر انسان روزے کی وجہ سے پیدا ہونے والی کمزوری کی بنا پر یوم عرفہ کی دعائیں نہ پڑھ سکے تو اس دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

(۸) ذی الحجہ یعنی عید غدیر کے دن۔

(۹) ۴۲ ذی الحجہ یعنی عید مباہلہ کے دن۔

(۱۰) محرم الحرام کی پہلی، تیسری اور ساتویں تاریخ۔

(۱۱) ۱۷ ربیع الاول یعنی رسول اکرم صلی اللہ و آلہ وسلم کی ولادت کے دن۔

(۱۲) ۱۵ جمادی الاول۔

(۱۳) ۲۷ رجب یعنی عید بعثت حضرت رسول اکرم صلی اللہ و آلہ وسلم کے دن جو شخص مستحب روزہ رکھے اس کے لئے واجب نہیں ہے کہ اسے اختتام تک پہنچائے بلکہ اگر اس کا کوئی مومن بھائی اسے کھانے کی دعوت دے تو مستحب ہے کہ اس کی دعوت قبول کر لے اور دن میں ہی روزہ کھول لے خواہ ظہر کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

وہ صورتیں جن میں مہلات روزہ سے پرہیز مستحب ہے

○ (۱۷۱۹) (مندرجہ ذیل) پانچ اشخاص کے لئے مستحب ہے کہ اگرچہ روزے سے نہ ہوں، رمضان میں ان افعال سے پرہیز

کریں جو روزے کو باطل کرتے ہیں:

- (۱) وہ مسافر جس نے سفر میں کوئی ایسا کام کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور وہ ظہر سے پہلے اپنے وطن یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن رہنا چاہتا ہو۔
- (۲) وہ مسافر جو ظہر کے بعد وطن یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن رہنا چاہتا ہو۔
- (۳) وہ مریض جو ظہر کے بعد تندرست ہو جائے اور یہی حکم ہے اگر ظہر سے پہلے تندرست ہو جائے جبکہ وہ کوئی ایسا کام کر چکا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور اگر ایسا کام نہ کیا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ روزہ رکھے۔
- (۴) وہ عورت جو دن میں حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو جائے۔
- (۵) وہ کافر جو مسلمان ہو جائے اور اس نے روزہ باطل کرنے والا کوئی کام انجام نہ دیا ہو۔

(۱۷۲۰) روزے دار کے لئے مستحب ہے کہ روزہ افطار کرنے سے پہلے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے لیکن اگر کوئی دوسرا شخص اس کا انتظار کر رہا ہو یا اسے اتنی بھوک لگی ہو کہ حضور قلب کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بہتر ہے کہ پہلے روزہ افطار کرے لیکن جہاں تک ممکن ہو نماز فضیلت کے وقت میں ہی ادا کرے۔

توضیح المسائل (آقائے سیستانی)

خمس کے احکام

(۱۷۲۱) خمس سات چیزوں پر واجب ہے:

- (۱) کاروبار (پارروزگار) کا منافع۔
 - (۲) معدنی کانیں۔
 - (۳) دھن (گڑا ہوا خزانہ)۔
 - (۴) حلال مال جو حرام مال میں مخلوط ہو جائے۔
 - (۵) غوطہ خوری سے حاصل ہونے والے سمندری موتی اور مونگے۔
 - (۶) جنگ میں ملنے والا مال غنیمت۔
 - (۷) مشہور قول کی بنا پر وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے۔
- (ذیل میں ان کے احکام تفصیل سے بیان کئے جائیں گے۔)

(۱) کاروبار کا منافع

(۱۷۲۲) جب انسان تجارت، صنعت و حرفت یا دوسرے کام دھندوں سے روپیہ پیسہ کمانے مثال کے طور پر اگر کوئی اجیر بن کر کسی متوفی کی نمازیں پڑھے اور روزے رکھے اور اس طرح کچھ روپیہ کمانے لہذا اگر وہ کمانی خود اس کے اور اس کے اہل و عیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ زائد کمانی کا خمس یعنی پانچواں حصہ اس طریقے کے مطابق دے جس کی تفصیل بعد میں بیان ہوگی۔

(۱۷۲۳) اگر کسی کو کمانی کئے بغیر کوئی آمدنی ہو جائے سوائے کچھ ان چیزوں کے جنہیں آنے والے مسائل میں استثناء کیا جائے گا، مثلاً کوئی شخص اسے بطور تحفہ کوئی چیز دے اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔

(۱۷۲۴) عورت کو جو مہر ملتا ہے اور شوہر، بیوی کو طلاق خلع دینے کے عوض جو مال حاصل کرتا ہے ان پر خمس نہیں ہے یہی حکم دیت کے طور پر ملنے والے مال کا ہے اور اسی طرح میراث کے معتبر قواعد کی رو سے جو میراث انسان کو ملے اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر کسی شیعہ مسلمان کو اس کے علاوہ کسی اور ذریعے مثلاً تعصیب ۱ کے ذریعے میراث ملے تو اسے آمدنی سمجھا جائے گا اور اس کا خمس نکالنا ضروری ہے۔ اسی طرح اگر اسے باپ اور بیٹے کے علاوہ کسی اور کی طرف سے میراث ملے کہ جس کا خود اسے گمان تک نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ میراث

اگر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اس کا خمس دے۔

(۱۷۲۵) اگر کسی شخص کو کوئی میراث ملے اور اسے معلوم ہو کہ جس شخص سے اسے یہ میراث ملی ہے اس نے اس کا خمس نہیں دیا تھا تو ضروری ہے کہ وارث اس کا خمس دے۔ اسی طرح اگر خود اس مال پر خمس واجب نہ ہو اور وارث کو علم ہو کہ جس شخص سے اسے مال ورثے میں ملا ہے اس شخص کے ذمے خمس واجب الادا تھا تو ضروری ہے کہ اس کے مال سے خمس ادا کرے۔ لیکن دونوں صورتوں میں جس شخص سے مال ورثے میں ملا ہو اگر وہ خمس دینے کا معتقد نہ ہو یا یہ کہ وہ خمس دیتا ہی نہ ہو تو ضروری نہیں کہ وارث وہ خمس ادا کرے جو اس شخص پر واجب تھا۔

(۱۷۲۶) اگر کسی شخص سے کفایت شعاری کے سبب سال بھر کے اخراجات کے بعد کچھ رقم جمع کی ہو تو ضروری ہے کہ اس بچت کا خمس دے۔

(۱۷۲۷) جس شخص نے تمام اخراجات کوئی دوسرا شخص برداشت کرتا ہو تو ضروری ہے کہ جتنا مال اس کے ہاتھ آئے اس کا خمس دے۔

(۱۷۲۸) اگر کوئی شخص اپنی جائیداد کچھ خاص افراد مثلاً اپنی اولاد کے لئے وقف کر دے اور وہ لوگ اس جائیداد میں کھیتی باڑی اور شجر کاری کریں اور اس سے منافع کمائیں اور وہ کمائی ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کمائی کا خمس دیں۔ نیز یہ کہ اگر وہ کسی اور طریقے سے اس جائیداد سے نفع حاصل کریں مثلاً اسے کرائے (یا ٹھیکے) پر دے دیں تو ضروری ہے کہ نفع کی جو مقدار ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اس کا خمس دیں۔

(۱۷۲۹) جو مال کسی فقیر نے واجب صدقے مثلاً کفارات یا رد مظالم یا مستحب صدقے کے طور پر حاصل کیا ہو اگر وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو یا جو مال اسے دیا گیا ہو اس سے اس نے نفع کمایا ہو مثلاً اس نے ایک ایسے درخت سے جو اسے دیا گیا ہو میوہ حاصل کیا ہو اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔ لیکن جو مال اسے خمس یا زکوٰۃ کا مستحق سمجھ کر دیا گیا ہو تو ضروری نہیں کہ اس اصلی مال کا خمس دے۔ ہاں! اگر اس سے کچھ منافع حاصل ہو جو اس سال بھر کے اخراجات کے بعد بچ گیا ہو تو اس کا خمس ادا کرنا ضروری ہے۔

(۱۷۳۰) اگر کوئی شخص ایسی رقم سے کوئی چیز خریدے جس کا خمس نہ دیا گیا ہو یعنی بیچنے والے سے کہے کہ میں یہ چیز اس رقم سے خرید رہا ہوں اگر بیچنے والا شیعہ اثنا عشری ہو تو ظاہر یہ ہے کہ کل مال کے متعلق معاملہ درست ہے اور خمس کا تعلق اس چیز سے ہو جاتا ہے جو اس نے اس رقم سے خریدی ہے اور (معاملے میں) حاکم شرع کی اجازت اور دستخط کی ضرورت نہیں ہے۔

(۱۷۳۱) اگر کوئی شخص کوئی چیز خریدے اور معاملہ طے کرنے کے بعد اس کی قیمت اس رقم سے ادا کرے جس کا خمس نہ دیا ہو تو جو معاملہ اس نے کیا ہے وہ صحیح ہے اور جو رقم اس نے فروشنده کو دی ہے اس کے خمس کے لئے وہ خمس کے مستحقین کامقروض ہے۔

(۱۷۳۲) اگر کوئی شیعہ اثنا عشری مسلمان کوئی ایسا مال خریدے جس کا خمس نہ دیا گیا ہو تو اس کا خمس بیچنے والے کی ذمہ داری ہے اور خریدار کے ذمے کچھ نہیں۔

(۱۷۳۳) اگر کوئی شخص کسی شیعہ اثنا عشری مسلمان کو کوئی ایسی چیز بطور عطیہ دے جس کا خمس نہ دیا گیا ہو تو اس کے خمس کی ادائیگی کی ذمہ داری عطیہ دینے والے پر ہے اور (جس شخص کو عطیہ دیا گیا ہو) اس کے ذمے کچھ نہیں۔

(۱۷۳۴) اگر انسان کو کسی کافر سے یا ایسے شخص سے جو خمس دینے پر اعتقاد نہ رکھتا ہو، کوئی مال ملے تو اس مال کا خمس دینا واجب نہیں ہے۔

(۱۷۳۵) تاجر، دکاندار، کاریگر اور اس قسم کے دوسرے لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ اس وقت سے جب انہوں نے کاروبار یا کام شروع کیا ہو، ایک سال گزر جائے تو جو کچھ ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اس کا خمس دیں۔ یہی حکم مجالس پڑھنے والے ذاکر وغیرہ کا ہے۔ چاہیے اسے سال کے مخصوص ایام میں ہی آمدنی ہوئی ہو، جبکہ اس کی آمدنی سالانہ اخراجات کا ایک بڑا حصہ ادا کر رہی ہو، جو شخص کسی کام دھندے سے کمائی نہ کرتا ہوتا کہ اس ذریعے سے اپنے اخراجات ادا کرے بلکہ لوگوں یا حکومت کی مدد پر اس کا گزارا ہو یا اسے اتفاقاً کوئی نفع حاصل ہو جائے تو جب اسے یہ نفع ملے اس وقت سے ایک سال گزرنے کے بعد جتنی مقدار اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔ اس اعتبار سے ہر منافع کے لئے ایک علیحدہ سال بھی قرار دے سکتا ہے۔

(۱۷۳۶) سال کے دوران جس وقت بھی کسی شخص کو منافع ملے وہ اس کا خمس دے سکتا ہے اور اس کے لئے یہ بھی

جائز ہے کہ سال کے ختم ہونے تک اس کی ادائیگی کو موخر کر دے، لیکن اگر جانتا ہو کہ سال کے اختتام تک اسے اس کی ضرورت نہیں پڑنے والی ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ فوراً اس کا خمس ادا کرے اور اگر وہ خمس ادا کرنے کے لئے شمسی سال (رومن کیلنڈر) کے اختیار کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۷۳۷) اگر کسی شخص کو کوئی منافع حاصل ہو لیکن وہ سال کے دوران مر جائے تو ضروری ہے کہ اس کی موت تک کے اخراجات اس منافع میں سے نکال کر باقی ماندہ کا خمس فوراً دیا جائے۔

(۱۷۳۸) اگر کسی شخص کے بغرض تجارت خریدے ہوئے مال کی قیمت بڑھ جائے اور وہ اسے نہ بیچے اور اسی سال کے دوران اس کی قیمت گر جائے تو جتنی مقدار تک قیمت بڑھی ہو اس کا خمس واجب نہیں ہے۔

(۱۷۳۹) اگر کسی شخص کے بغرض تجارت خریدے ہوئے مال کی قیمت بڑھ جائے اور وہ اس امید پر کہ ابھی اس کی قیمت اور بڑھے گی اس مال کو سال کے خاتمے تک فروخت نہ کرے اور پھر اس کی قیمت گر جائے تو جس مقدار تک قیمت بڑھی ہو اس کا خمس دینا احتیاط واجب کی بنا پر واجب ہے۔

(۱۷۴۰) کسی شخص نے مال تجارت کے علاوہ کوئی مال خرید کر یا اسی کی طرح کسی طریقے سے حاصل کیا ہو جس کا خمس وہ ادا کر چکا ہو تو اگر اس کی قیمت بڑھ جائے اور وہ اسے بیچ دے تو ضروری ہے کہ جس قدر اس چیز کی قیمت بڑھی ہے، اگر سال بھر کے اخراجات کے بعد بیچ جائے تو اس کا خمس دے۔ اسی طرح مثلاً اگر کوئی درخت خریدے اور اس میں پھل لگیں یا (بھیڑ خریدے اور وہ) بھیڑ موٹی ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس اضافی مقدار کا خمس دے۔

(۱۷۴۱) اگر کوئی شخص ایسے مال سے جس کا خمس ادا کر دیا ہے یا ابھی اس پر خمس واجب نہیں ہوا ہے، اس خیال سے باغ (میں پودے) لگائے کہ قیمت بڑھ جائے پر انہیں بیچ دے گا تو ضروری ہے کہ پھلوں کی اور درختوں کی نشوونما، خودرو یا کاشت کئے ہوئے پودے، خشک شدہ لکڑیاں جو کاٹ کر استفادہ حاصل کرنے کے قابل ہو گئی ہوں اور باغ کی بڑھی ہوئی قیمت کا خمس دے لیکن اگر اس کا ارادہ یہ رہا ہو کہ ان درختوں کے پھل بیچ کر ان سے نفع کمائے گا تو قیمت کی اضافی مقدار کا خمس ضروری نہیں، باقی ہر چیز کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۴۲) اگر کوئی شخص بید، مشک اور چنار وغیرہ کے درخت لگائے تو ضروری ہے کہ ہر سال ان کے بڑھنے کا خمس دے اور اسی طرح اگر مثلاً ان درختوں کی ان شاخوں سے نفع کمائے جو عموماً ہر سال کاٹی جاتی ہیں اگر اس کی آمدنی اس کے سال بھر کے اخراجات سے بڑھ جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے،

(۱۷۴۳) اگر کسی شخص کی آمدنی کے متعدد ذرائع ہوں، مثلاً اپنے سرمائے سے اس نے شکر بھی خرید کر رکھی ہو اور چاول بھی، اگر ان تمام ذرائع تجارت کی آمدنی اور اخراجات اور تمام رقم کا حساب کتاب یکجا ہو تو ضروری ہے کہ سال کے خاتمے پر جو کچھ اس کے اخراجات سے زائد ہو اس کا خمس ادا کرے۔ اگر ایک ذریعے سے نفع کمائے اور دوسرے ذریعے سے نقصان اٹھائے تو وہ ایک ذریعے کے نقصان کا دوسرے ذریعے کے نقصان سے تدارک کر سکتا ہے لیکن اگر اس کے دو مختلف پیشے ہوں مثلاً تجارت اور زراعت کرتا ہو یا ایک پیشہ ہو لیکن مختلف چیزوں کا حساب کتاب بالکل جدا ہو تو ان دو صورتوں میں احتیاط واجب کی بنا پر وہ ایک پیشے کے نقصان کا تدارک دوسرے پیشے کے نفع سے نہیں کر سکتا۔

(۱۷۴۴) انسان جو اخراجات فائدہ حاصل کرنے کے لئے مثلاً دلالی اور بار برداری کے سلسلے میں خرچ کرے اسی طرح آلات اور وسائل پر جو نقص آئے تو انہیں منافع میں سے منہا کر سکتا ہے اور اتنی مقدار کا خمس ادا کرنا لازم نہیں۔

(۱۷۴۵) کاروبار کے منافع سے کوئی شخص سال بھر میں جو کچھ خوراک، لباس، گھر کے ساز و سامان، مکان کی خریداری، بیٹی کی شادی، بیٹی کے جہیز اور زیارات وغیرہ پر خرچ کرے اس پر خمس نہیں ہے بشرطیکہ ایسے اخراجات اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہوں۔

(۲۷۴۶) جو مال انسان منت اور کفارے پر خرچ کرے وہ سالانہ اخراجات کا حصہ ہے۔ اسی طرح وہ مال بھی اس کے سالانہ اخراجات کا حصہ ہے جو وہ کسی کو تحفے یا انعام کے طور پر دے بشرطیکہ اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہو۔

(۱۷۴۷) اگر رواج اس بات کا ہو کہ انسان اپنی لڑکی کا جہیز چند سالوں میں بتدریج بنائے اور جہیز تیار نہ کرنا اس کی شان کے خلاف ہو، چاہے اسی اعتبار سے کہ وہ عین وقت پر سارا جہیز تیار نہ کر پائے گا اور وہ سال کے دوران اسی سال کے منافع سے کچھ جہیز خریدے جو اس کی حیثیت سے بڑھ کر نہ ہو اور عرفی اعتبار سے جہیز کی اتنی مقدار اس کے سال کے اخراجات میں سے سمجھی جائے تو اس پر خمس دینا لازم نہیں ہے اور اگر وہ جہیز اس کی حیثیت سے بڑھ کر ہو یا ایک سال کے منافع سے دوسرے سال میں تیار کیا گیا ہو تو اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۴۸) جو مال کسی شخص نے زیارت بیت اللہ (حج) اور دوسری زیارات کے سفر پر خرچ کیا ہو وہ اس سال کے اخراجات میں شمار ہوتا ہے جس سال میں خرچ کیا جائے اور اگر اس کا سفر سال سے زیادہ لمبا ہو جائے تو جو کچھ وہ

دوسرے سال میں خرچ کرے اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۴۹) جو شخص کسی پیشے یا تجارت وغیرہ سے منافع حاصل کرے اگر اس کے پاس کوئی اور مال بھی ہو جس پر خمس واجب نہ ہو تو وہ اپنے سال بھر کے اخراجات کا حساب فقط اپنے منافع کو مد نظر رکھتے ہوئے کر سکتا ہے۔
(۱۷۵۰) جو سامان کسی شخص نے سال بھر استعمال کرنے کے لئے اپنے منافع سے خریدا ہو اگر سال کے آخر میں اس میں سے کچھ بچ جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے اور اگر خمس اس کی قیمت کی صورت میں دینا چاہیے اور جب وہ سامان خریدا تھا اس کے مقابلے میں اس کی قیمت بڑھ گئی ہو تو ضروری ہے کہ سال کے خاتمے پر جو قیمت ہو اس کا حساب لگائے۔

(۱۷۵۱) کوئی شخص خمس دینے سے پہلے اپنے منافع میں سے گھریلو استعمال کے لئے سامان خریدے اگر اس کی ضرورت منافع حاصل ہونے والے سال کے بعد ختم ہو جائے تو ضروری نہیں کہ اس کا خمس دے اور اگر دوران سال اس کی ضرورت ختم ہو جائے لیکن وہ سامان ان چیزوں میں سے ہو جو عموماً آئندہ سالوں میں استعمال کے لئے رکھی جاتی ہو جیسے سردی اور گرمی کے کپڑے تو ان پر خمس نہیں ہوتا۔ اس صورت کے علاوہ دوران سال اگر اس سامان کی ضرورت ختم ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا خمس دے۔ عورت کے لئے جن زیورات کو بطور زینت استعمال کرنے کا زمانہ گزر جائے اس پر بھی خمس نہیں ہے۔
(۱۷۵۲) اگر کسی شخص کو کسی سال میں منافع نہ ہو تو وہ اس سال کے اخراجات کو آئندہ سال کے منافع سے منہا نہیں کر سکتا۔

(۱۷۵۳) اگر سرمائے کا کچھ حصہ تجارت وغیرہ میں ڈوب جائے تو جس قدر سرمایہ ڈوبا ہو انسان اتنی مقدار اس سال کے منافع میں سے منہا کر سکتا ہے۔
(۱۷۵۴) اگر سرمائے کا کچھ حصہ تجارت وغیرہ میں ڈوب جائے تو جس قدر سرمایہ ڈوبا ہو انسان اتنی مقدار اس سال کے منافع میں سے منہا کر سکتا ہے۔

(۱۷۵۵) اگر کسی شخص کے مال میں سے سرمائے کے علاوہ کوئی اور چیز ضائع ہو جائے، اگر اسے اسی سال میں اس چیز کی ضرورت پڑ جائے تو وہ اس سال کے دوران اپنے منافع سے مہیا کر سکتا ہے، اس پر خمس نہیں ہے۔
(۱۷۵۶) اگر کسی شخص کو سارا سال کوئی منافع نہ ہو اور وہ اپنے اخراجات قرض لے کر پورے کرے تو وہ آئندہ سالوں کے منافع سے قرض کی رقم منہا نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر سال کے دوران اپنے اخراجات پورے کرنے کے لئے قرض لے اور سال ختم ہونے سے پہلے منافع کمائے تو اپنے قرضے کی رقم اس منافع میں سے منہا کر سکتا ہے۔ اسی طرح پہلی صورت میں وہ اس قرض کو سال کے منافع سے ادا کر سکتا ہے اور منافع کی اس مقدار سے خمس کا کوئی تعلق نہیں۔
(۱۷۵۷) اگر کوئی شخص مال بڑھانے کی غرض سے یا ایسی املاک خریدنے کیلئے جس کی اسے ضرورت نہ ہو قرض لے تو اگر وہ اس سال کے منافع میں سے خمس ادا کئے بغیر وہ قرضہ ادا کر دے تو سال گزرنے پر ضروری ہے کہ اس چیز کا خمس ادا کرے، سوائے اس صورت میں کہ قرضے میں لیا ہوا مال اس مال سے خریدی گئی چیز سال کے دوران ہی ختم ہو جائے۔

(۱۷۵۸) انسان ہر اس چیز پر خمس واجب ہو چکا ہو اسی چیز کی شکل میں خمس دے سکتا ہے اور اگر چاہے تو جتنا خمس اس پر واجب ہو اس کی قیمت کے برابر رقم بھی دے سکتا ہے لیکن اگر کسی دوسری جنس کی صورت میں جس پر خمس واجب نہ ہو دینا چاہے تو محل اشکال ہے بجز اس کے کہ ایسا کرنا حاکم شرع کی اجازت سے ہو۔
(۱۷۵۹) جس شخص کے مال پر خمس واجب الادا ہو اور سال گزر گیا ہو لیکن اس نے خمس نہ دیا ہو تو وہ اس مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔

(۱۷۶۰) جس شخص کو خمس ادا کرنا ہو وہ یہ نہیں کر سکتا کہ اس خمس کو اپنے ذمے لے یعنی اپنے آپ کو خمس کے مستحقین کا مقروض تصور کرے اور سارا مال استعمال کرتا رہے اور اگر استعمال کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔

(۱۷۶۱) جس شخص کا خمس ادا کرنا ہو اگر وہ حاکم شرع سے مفاہمت کر کے خمس کو اپنے ذمے لے لے تو سارا مال استعمال کر سکتا ہے اور مفاہمت کے بعد اس مال سے جو منافع اسے حاصل ہو وہ اس کا اپنا مال ہے۔ البتہ ضروری ہے کہ اپنا خمس والا قرضہ بتدریج اس طرح ادا کرے کہ اسے خمس ادا کرنے میں سستی کرنا نہ کہا جاسکے۔
(۱۷۶۲) جو شخص کاروبار میں کسی دوسرے کے ساتھ شریک ہوا گروہ اپنے منافع پر خمس دیدے اور اس کا حصے دار نہ دے اور آئندہ سال وہ حصے دار اس مال کو جس کا خمس اس نے نہیں دیا سانچھے میں سرمائے کے طور پر پیش کرے تو وہ شخص (جس نے خمس ادا کر دیا ہو) اگر شیعہ اثنا عشری مسلمان ہو تو اس مال کو استعمال میں لاسکتا ہے۔

(۱۷۶۳) اگر نابالغ بچے کو کوئی منافع حاصل ہو چاہے تحفوں کی صورت میں ہی ہو اور دوران سال وہ بچے کے ضروریات میں استعمال نہ ہو تو اس کا خمس دینا ہو گا اور اس کے ولی پر واجب ہے کہ اس کا خمس دے اور اگر ولی خمس نہ دے تو بالغ ہونے کے بعد واجب ہے کہ وہ خود اس کا خمس دے۔

(۱۷۶۴) جس شخص کو کسی دوسرے شخص سے کوئی مال ملے اور اسے شک ہو کہ (مال دینے والے) دوسرے شخص نے اس کا خمس دیا ہے یا نہیں تو وہ (مال حاصل کرنے والا شخص) اس مال میں تصرف کر سکتا ہے بلکہ اگر یقین بھی ہو کہ اس دوسرے شخص نے خمس نہیں دیا تب بھی اگر وہ شیعہ اثنا عشری مسلمان ہو تو اس مال میں تصرف کر سکتا ہے۔

(۱۷۶۵) اگر کوئی شخص کاروبار کے منافع سے سال کے دوران کوئی ایسی چیز خریدے جو اس کی سال بھر کی ضروریات اور اخراجات میں شمار نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ سال کے خاتمے پر اس کا خمس دے اور اگر خمس نہ دے اور اس چیز کی قیمت بڑھ جائے تو لازم ہے کہ اس کی موجودہ قیمت پر خمس دے۔

(۱۷۶۶) اگر کوئی شخص کوئی چیز خریدے اور ایسے مال سے جس پر خمس نہ دیا ہو اور اس پر ایک سال گزر چکا ہو، اس کی قیمت ادا کرے اور پھر اس کی قیمت بڑھ جائے، اگر اس نے یہ چیز اس ارادے سے نہ خریدی ہو کہ اس کی قیمت بڑھ جائے گی تو بیچ دے گا، مثلاً کھیتی باڑی کے لئے زمین خریدی ہو تو ضروری ہے کہ قیمت خرید پر خمس دے اور مثلاً اگر بیچنے والے کو وہ رقم دی ہو جس پر خمس نہ دیا ہو اور اس سے کہا ہو کہ میں یہ جائیداد اس رقم سے خریدتا ہوں تو ضروری ہے کہ اس جائیداد کی موجودہ قیمت پر خمس دے۔

(۱۷۶۷) جس شخص نے شروع سے (یعنی جب سے خمس کی ادائیگی اس پر واجب ہوئی) یا چند سالوں سے خمس نہ دیا ہو اگر اس نے اپنے کاروبار کے منافع سے کوئی ایسی چیز خریدی ہو جس کی اسے ضرورت نہ ہو اور اسے کاروبار شروع کئے ہوئے یا اگر کاروباری نہ ہو تو منافع کمائے ایک سال گذر گیا ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے اگر اس نے گھر کا ساز و سامان اور ضرورت کی چیزیں اپنی حیثیت کے مطابق خریدی ہوں اور جانتا ہو کہ اس نے یہ چیزیں اس سال کے دوران اس منافع سے خریدی ہیں جس سال میں اسے منافع ہوا ہے اور اسی سال میں انہیں استعمال بھی کر لیا ہے تو اس ان پر خمس دینا لازم نہیں لیکن اگر اسے یہ معلوم نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ حاکم شرع سے احتمالی نسبت پر مفاہمت کرے یعنی اگر مثلاً ۵۰ فیصد پر خمس واجب ہو گیا ہو گا تو ضروری ہے کہ اس کا ۵۰ فیصد خمس کے طور پر دے۔

۲ معدنی کانیں

(۱۷۶۸) سونے، چاندی، سیسے، تانبے، لوہے، (جیسی دھاتوں کی کانیں) نیز پیٹرولیم، کوئلے، فیروزے، عقیق، پھٹکری یا نمک کی کانیں اور (اسی طرح کی) دوسری کانیں انفال کے زمرے میں آتی ہیں یعنی وہ امام عصر کی ملکیت ہیں لیکن اگر کوئی شخص ان میں سے کوئی چیز نکالے جبکہ شرعاً کوئی حرج نہ ہو تو وہ اسے اپنی ملکیت قرار دے سکتا ہے اور اگر وہ چیز نصاب کے مطابق ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے۔

(۱۷۶۹) کان سے نکلی ہوئی چیز کا نصاب ۱۵ مثقال مروجہ سکھ دار سونا ہے یعنی اگر کان سے نکالی ہوئی کسی چیز کی قیمت ضروری اخراجات نکالنے کے بعد ۱۵ مثقال سکھ دار سونے تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ اس پر بعد میں جو اخراجات آئے ہوں جیسے اس دھات کو خالص بنانے کے اخراجات، انہیں منہا کر کے جو باقی بچے اس کا خمس دے۔

(۱۷۷۰) جس شخص نے کان سے منافع کمایا ہو اور جو چیز کان سے نکالی ہو اگر اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکھ دار سونے تک نہ پہنچے تو اس پر خمس تب واجب ہو گا جب صرف یہ منافع یا اس کے دوسرے منافع اس منافع کو ملا کر اس کے سال بھر کیا اخراجات سے زیادہ ہو جائیں۔

(۱۷۷۱) جیسم اور چونے پر احتیاط لازم کی بنا پر معدنی چیزوں کے حکم کا اطلاق ہوتا ہے لہذا اگر یہ چیزیں حد نصاب تک پہنچ جائیں تو سال بھر کے اخراجات نکالنے سے پہلے ان کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۷۲) جو شخص کان سے کوئی چیز نکالے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے خواہ وہ کان زمین کے اوپر ہو یا زیر زمین اور خواہ ایسی زمین میں ہو جو اس کی ملکیت ہو یا ایسی زمین میں ہو جس کا کوئی مالک نہ ہو۔

(۱۷۷۳) اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ جو چیز اس نے کان سے نکالی ہے اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکھ دار سونے کے برابر ہے یا نہیں تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو وزن کر کے یا کسی اور طریقے سے اس کی قیمت معلوم کرے اور اگر ممکن نہ ہو تو اس پر خمس واجب نہیں۔

(۱۷۷۴) اگر کئی افراد مل کر کان سے کوئی چیز نکالیں اور اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکھ دار سونے تک پہنچ جائے لیکن ان میں سے ہر ایک کا حصہ اس مقدار سے کم ہو تو اس پر خمس واجب نہیں۔

(۱۷۷۵) اگر کوئی شخص اس معدنی چیز کو ایسی زمین کے نیچے سے جو دوسرے کی ملکیت میں ہو اس کی اجازت کے بغیر اس کی زمین کھود کر نکالے تو مشہور قول یہ ہے کہ جو چیز دوسرے کی زمین سے نکالی جائے وہ اسی مالک کی ہے لیکن یہ بات اشکال سے خالی نہیں اور بہتر یہ ہے کہ باہم معاملہ طے کریں اور اگر آپس میں سمجھوتہ نہ ہو سکے تو حاکم شرع کی طرف رجوع کریں تاکہ وہ اس تنازعے کا فیصلہ کرے۔

۳۔ گڑا ہوا دھینہ

(۱۷۷۶) دھینہ وہ منتقل شدہ مال ہے جو چھپا ہوا ہو اور لوگوں کی دسترس سے نکل چکا ہو اور جسے زمین، درخت، پہاڑ یا دیوار میں چھپایا گیا ہو، جبکہ معمولاً وہ ایسی جگہ نہیں ہو تا۔

(۱۷۷۷) اگر انسان کو کسی ایسی زمین سے دھینہ ملے جو کسی کی ملکیت نہ ہو یا موات اور خود اس نے اس زمین پر محنت کر کے اسے اپنی ملکیت میں لیا ہو تو وہ ایسا کر سکتا ہے لیکن اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۷۸) دھینے کا نصاب ۱۰۵ مثقال سکہ دار چاندی اور ۱۵ مثقال سکہ دار سونا ہے یعنی جو چیز دھینے سے ملے اگر اس کی قیمت ان دونوں میں سے کسی ایک کے بھی برابر ہو تو اس کا خمس دینا واجب ہے۔

(۱۷۷۹) اگر کسی شخص کو ایسی زمین سے جو اس نے کسی سے خریدی ہو مثلاً اجارے وغیرہ سے اس پر حق تصرف حاصل کیا ہو کوئی ایسا دھینہ ملے جس کا تعلق کسی مسلمان یا کافر ذمی سے نہ ہو یا اگر ہو تو اتنے قدیم زمانے سے تعلق ہو کہ جس کے بعد اس کے کسی بھی وارث کو تلاش نہ کیا جا سکے تو وہ اسے ملکیت میں لے سکتا ہے اور اس پر خمس دینا بھی ضروری ہے۔ اگر عقلی احتمال ہو کہ یہ سابقہ مالک کا مال ہے جبکہ زمین اور اسی طرح دھینہ یا وہ جگہ ضمناً زمین میں شامل ہونے کی بنا پر اس کا حق ہو تو ضروری ہے کہ اسے اطلاع دے اب اگر وہ اس مال کا دعویٰ کرے تو ضروری ہے کہ وہ مال اسے دے دے اور اگر دعویٰ نہ کرے تو اس شخص کو اطلاع دے جو اس نے بھی پہلے اس زمین کا مالک تھا اور اس پر اس کا حق تھا اور اسی ترتیب سے ان تمام لوگوں کو اطلاع دے جو خود اس سے پہلے ان زمین کے مالک رہے ہوں اور اس پر ان کا حق ہو۔ اب اگر ان میں سے کوئی اس کا دعویٰ نہ کرے اور اسے بھی یہ یقین یہ ہو کہ یہ کسی غیر قدیم مسلمان یا ذمی کا مال ہے تو پھر وہ اسے قبضے میں لے سکتا ہے لیکن اس کا خمس دینا ضروری ہے۔

(۱۷۸۰) اگر کسی شخص کو ایک وقت میں چند جگہوں سے مال ملے جس کی مجموعی قیمت ۱۰۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے کے برابر ہو تو ضروری ہے کہ اس مال کا خمس دے لیکن اگر مختلف اوقات میں دھینے ملیں تو زیادہ فاصلہ نہ ہونے کی صورت میں ان تمام کی قیمت ایک ساتھ لگائی جائے گی لیکن اگر فاصلہ زیادہ ہو تو ہر ایک کی قیمت علیحدہ لگائی جائے گی۔

(۱۷۸۱) جب وہ اشخاص کو ایسا دھینہ ملے جس کی قیمت ۱۰۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے تک پہنچتی ہو لیکن ان میں سے ہر ایک کا حصہ اتنا نہ بنتا ہو تو اس پر خمس ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔

(۱۷۸۲) اگر کوئی شخص جانور خریدے اور اس کے پیٹ سے اسے کوئی مال ملے تو اگر اسے احتمال ہو کہ یہ مال بیچنے والے یا پہلے مالک کا ہے اور جانور پر اور جو کچھ اس کے پیٹ سے برآمد ہو ابے اس پر حق رکھتا ہے تو ضروری ہے کہ اسے اطلاع دے اور اگر معلوم ہو کہ وہ مال ان میں سے کسی ایک کا بھی نہیں ہے اور اس کی مقدار نصاب تک ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے بلکہ احتیاط لازم یہ ہے کہ اس کا خمس دے اگرچہ وہ مال دھینے کے نصاب کے برابر نہ ہو اور باقی مال اس کی ملکیت ہو گا اور یہ حکم مچھلی اور اس کی مانند دوسرے ایسے جانداروں کے لئے بھی ہے جن کی کوئی شخص کسی مخصوص جگہ میں افزائش و پرورش کرے اور ان کی غذا کا انتظام کرے اور اگر سمندر یا دریا سے اسے پکڑ لے تو کسی کو اس کی اطلاع دینا لازم نہیں۔

۴۔ وہ حلال مال جو حرام مال میں مخلوط ہو جائے

(۱۷۸۳) اگر حلال مال حرام مال کے ساتھ مل جائے کہ انسان انہیں ایک دوسرے سے الگ نہ کر سکے اور حرام مال کے مالک اور اس کی مقدار کا بھی علم نہ ہو اور یہ بھی علم نہ ہو کہ حرام مال کی مقدار خمس سے کم ہے یا زیادہ تو تمام مال کا خمس نکالنے سے وہ مال حلال ہو جاتا ہے اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ کسی ایسے شخص کو دے جو خمس اور رد مظالم کا مستحق ہو۔

(۱۷۸۴) اگر حلال مال حرام سے مل جائے اور انسان کو حرام کی مقدار کا علم نہ ہو۔ خواہ وہ خمس سے کم ہو یا زیادہ... جانتا ہو لیکن اس کے مالک کو نہ جانتا ہو تو ضروری ہے کہ اتنی مقدار اس مال کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ حاکم شرع سے بھی اجازت لے۔

(۱۷۸۵) اگر حلال مال حرام سے مل جائے اور انسان حرام کی مقدار کا علم نہ ہو لیکن اس مال کے مالک کو پہچانتا ہو اور دونوں ایک دوسرے سے راضی نہ کر سکیں تو ضروری ہے کہ جتنی مقدار کے بارے میں یقین ہو کہ دوسرے کا مال ہے وہ اسے دیدے۔ بلکہ اگر دو مال اس کی اپنی غلطی سے مخلوط ہوئے ہوں تو احتیاط کی بنا پر مال کی جس زیادہ مقدار کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ دوسرے کا ہے وہ اسے دینا ضروری ہے۔

(۱۷۸۶) اگر کوئی شخص حرام سے مخلوط حلال مال کا خمس دیدے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ حرام کی مقدار خمس سے زیادہ تھی تو ضروری ہے کہ جتنی مقدار کے بارے میں علم ہو کہ خمس سے زیادہ تھی اسے اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے۔

(۱۷۸۷) اگر کوئی شخص حرام سے مخلوط حلال مال کا خمس دے یا ایسا مال جس کے مالک کو نہ پہچانتا ہو مال کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے اور بعد میں اس کا مالک مل جائے تو اگر وہ راضی نہ ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر اس کے مال کے برابر اسے دینا ضروری ہے۔

(۱۷۸۸) اگر حلال مال حرام مال سے مل جائے اور حرام کی مقدار معلوم ہو اور انسان جانتا ہو کہ اس کا مالک چند لوگوں میں سے کوئی ایک ہے لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ وہ کون ہے تو ضروری ہے کہ ان سب کو اطلاع دے۔

چنانچہ ان میں سے کوئی ایک کہے کہ یہ میرا مال ہے اور دوسرے کہیں کہ ہمارا مال نہیں یا اس پہلے کی تصدیق کر دیں تو اسی پہلے شخص کو وہ مال دیدے اور اگر دو یا دو سے زیادہ آدمی کہیں کہ یہ ہمارا مال ہے اور صلح یا اسی طرح کسی طریقے سے وہ معاملہ حل نہ ہو تو ضروری ہے کہ تنازعے کے حل کے لئے حاکم شرع سے رجوع کریں اور اگر وہ سب لاعلمی کا اظہار کریں اور باہم صلح بھی نہ کریں تو ظاہر یہ کہ اس مال کے مالک کا تعین قرعہ اندازی کے ذریعے ہو گا اور احتیاط یہ ہے کہ حاکم شرع یا اس کا وکیل قرعہ اندازی کی نگرانی کرے۔

۵۔ غواصی سے حاصل کئے ہوئے موتی

(۱۷۸۹) اگر غواصی کے ذریعے یعنی سمندر میں غوطہ لگا کر لٹولٹو، مرجان یا دوسرے موتی نکالے جائیں تو خواہ وہ ایسی چیزوں میں سے ہوں جو اگنی ہیں یا معدنیات میں سے ہوں، اگر اس کی قیمت ۱۸ چنے سونے کے برابر ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دیا جائے، خواہ انہیں ایک دفعہ میں سمندر سے نکالا گیا ہو یا ایک سے زیادہ دفعہ میں بشرطیکہ پہلی دفعہ اور دوسری دفعہ غوطہ لگانے میں زیادہ فاصلہ نہ ہو مال اگر دونوں مرتبہ میں فاصلہ زیادہ ہو مثلاً یہ کہ دو موسموں میں غواصی کی ہو اور ہر ایک دفعہ میں ۱۸ چنے سونے کی قیمت کے برابر نہ ہو تو اس کا خمس دینا واجب نہیں ہے اور اسی طرح جب غواصی میں شریک تمام غوطہ خوروں میں سے ہر ایک کا حصہ ۱۸ چنے سونے کی قیمت کے برابر نہ ہو تو ان پر اس کا خمس دینا واجب نہیں ہے۔

(۱۷۹۰) اگر سمندر میں غوطہ لگانے بغیر دوسرے ذرائع سے موتی نکالے جائیں تو احتیاط کی بنا پر ان پر خمس واجب ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص سمندر کے پانی کی سطح یا سمندر کے کنارے سے موتی حاصل کرے تو ان کا خمس اسے اس صورت میں دینا ضروری ہے جب جو موتی اسے دستیاب ہوئے ہوں وہ تنہا یا اس کے کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

(۱۷۹۱) مچھلیوں اور ان دوسرے (آبی) جانوروں کا خمس جنہیں انسان سمندر میں غوطہ لگانے بغیر حاصل کرتا ہے اس صورت میں واجب ہوتا ہے جب ان چیزوں سے حاصل کردہ منافع تنہا یا کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

(۱۷۹۲) اگر انسان کوئی چیز نکالنے کا ارادہ کیے بغیر سمندر میں غوطہ لگانے اور اتفاق سے کوئی موتی اس کے ہاتھ لگ جائے اور وہ اسے اپنی ملکیت میں لینے کا ارادہ کرے تو اس کا خمس دینا ضروری ہے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر حال میں اس کا خمس دے۔

(۱۷۹۳) اگر انسان سمندر میں غوطہ لگانے اور کوئی جانور نکال لائے اور اس کے پیٹ میں سے اسے کوئی موتی ملے تو اگر وہ جانور سیپی کی مانند ہو جس کے پیٹ میں عموماً موتی ہوتے ہیں اور وہ نصاب تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے اور اگر وہ کوئی ایسا جانور ہو جس نے اتفاقاً موتی نگل لیا ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ اگر چہ وہ حد نصاب تک نہ پہنچے تب بھی اس کا خمس دے۔

(۱۷۹۴) اگر کوئی شخص بڑے دریاؤں مثلاً دجلہ اور فرات میں غوطہ لگانے اور موتی نکال لائے تو ضروری ہے کہ ان کا خمس دے۔

(۱۷۹۵) اگر کوئی شخص پانی میں غوطہ لگانے اور کچھ عنبر نکال لائے اور اس کی قیمت ۱۸ چنے سونے یا اس سے

زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کا خمس دے بلکہ اگر پانی کی سطح یا سمندر کے کنارے سے بھی حاصل کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱۷۹۶) جس شخص کا پیشہ غوطہ خوری یا کان کنی ہو اگر وہ ان کا خمس ادا کر دے اور پھر اس کے سال بھر کے اخراجات سے کچھ بچ رہے تو اس کے لئے یہ لازم نہیں کہ دوبارہ اس کا خمس ادا کرے۔
(۱۷۹۷) اگر بچہ کوئی معدنی چیز نکالے یا اسے کوئی دھینہ مل جائے یا سمندر میں غوطہ لگا کر موتی نکال لائے تو بچے کا ولی اس کا خمس دے اور اگر ولی خمس ادا نہ کرے تو ضروری ہے کہ بچہ بالغ ہونے کے بعد خود خمس ادا کرے اور اسی طرح اگر اس کے پاس حرام مال میں حلال مال ملا ہوا ہو تو ضروری ہے کہ اس کا ولی ان احکام کے مطابق عمل کرے جو اس قسم کے مال کے بارے میں بیان کئے گئے ہیں۔

۶. مال غنیمت

(۱۷۹۸) اگر مسلمان امام علیہ السلام کے حکم سے کفار سے جنگ کریں اور جو چیزیں جنگ میں ان کے ہاتھ لگیں انہیں غنیمت کہا جاتا ہے۔ اس میں سے جو خاص امام علیہ السلام کا حق ہے اسے علیحدہ کرنے کے بعد ضروری ہے کہ باقی ماندہ پر خمس ادا کیا جائے۔ مال غنیمت پر خمس ثابت ہونے میں اشیائے منقولہ اور غیر منقولہ میں کوئی فرق نہیں۔ ہاں جن زمینوں کا لا تعلق انفال سے ہے وہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہیں اگرچہ جنگ امام علیہ السلام کی اجازت سے نہ ہو۔

(۱۷۹۹) اگر مسلمان کافروں سے امام علیہ السلام کی اجازت کے بغیر جنگ کریں اور ان سے مال غنیمت حاصل ہو تو جو غنیمت حاصل ہو وہ امام علیہ السلام کی ملکیت ہے اور جنگ کرنے والوں کا اس میں کوئی حق نہیں۔
(۱۸۰۰) جو کچھ کافروں کے ہاتھ میں ہے اگر اس کا مالک محترم المال یعنی مسلمان یا کافر ذمی یا معاہدہ ہو تو اس پر غنیمت کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

(۱۸۰۱) کافر حربی کا مال چرانا اور اس جیسا کوئی کام کرنا اگر خیانت اور نقص امن میں شمار ہو تو حرام ہے اور اس طرح کی جو چیزیں ان سے حاصل کی جائیں احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ انہیں لوٹا دی جائیں۔
(۱۸۰۲) مشہور یہ ہے کہ ناصبی کا مال مومن اپنے لئے لے سکتا ہے البتہ اس کا خمس دے لیکن یہ حکم اشکال سے خالی نہیں ہے۔

۷. وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے

(۱۸۰۳) اگر کافر ذمی مسلمان سے زمین خریدے تو مشہور قول کی بنا پر اس کا خمس اسی زمین سے یا اپنے کسی دوسرے مال سے دے لیکن اس صورت میں خمس کے عام قواعد کے مطابق خمس کے واجب ہونے میں اشکال ہے۔

خمس کا مصرف

(۱۸۰۴) ضروری ہے کہ خمس دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ اس کا ایک حصہ سادات کا حق ہے اور ضروری ہے کہ کسی فقیر سید یا یتیم سید کو دیا جائے جو سفر میں ناچار ہو گیا ہو اور دوسرا حصہ امام علیہ السلام کا ہے جو ضروری ہے کہ موجودہ زمانے میں جامع الشرائط مجتہد کو دیا جائے یا ایسے کاموں پر جس کی وہ مجتہد اجازت دے خرچ کیا جائے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ وہ مرجع اعلم ہو اور عمومی مصلحتوں سے آگاہ ہو۔

(۱۸۰۵) جس یتیم سید کو خمس دیا جائے ضروری ہے کہ وہ فقیر بھی ہو لیکن جو سید سفر میں ناچار ہو جائے وہ خواہ اپنے وطن میں فقیر نہ بھی ہو اسے خمس دیا جاسکتا ہے۔

(۱۸۰۶) جو سید سفر میں ناچار ہو گیا ہو اگر اس کا سفر گناہ کا سفر ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اسے خمس نہ دیا جائے۔

(۱۸۰۷) جو سید عادل نہ ہو اسے خمس دیا جاسکتا ہے لیکن جو سید اثنا عشری نہ ہو ضروری ہے کہ اسے خمس نہ دیا جائے۔

(۱۸۰۸) جو سید خمس کو گناہ کے کام میں استعمال کرے اسے خمس نہیں دیا جاسکتا بلکہ اگر اسے خمس دینے سے گناہ کرنے میں اس کی مدد ہوتی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے خمس نہ دیا جائے چاہیے وہ اسے گناہ میں استعمال نہ بھی کرے۔ اسی طرح احتیاط واجب یہ ہے کہ اس سید کو بھی خمس نہ دیا جائے جو شراب پیتا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو یا علانیہ گناہ کرتا ہو۔

(۱۸۰۹) جو شخص کہے کہ میں سید ہوں اسے اس وقت تک خمس نہ دیا جائے جب تک دو عادل اشخاص اس کے سید ہونے کی تصدیق نہ کر دیں یا انسان کو کسی طریقے سے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ وہ سید ہے۔
(۱۸۱۰) کوئی شخص اپنے شہر میں سید مشہور ہو، اگر انسان کو اس کے برخلاف بات کا یقین یا اطمینان نہ ہو تو اسے خمس دیا جاسکتا ہے۔

(۱۸۱۱) اگر کسی کی بیوی سیدانی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ شوہر اسے اس مقصد کے لئے خمس نہ دے کہ وہ اسے اپنے ذاتی استعمال میں لے آئے لیکن اگر دوسرے لوگوں کی کفالت اس عورت پر واجب ہو اور وہ ان اخراجات کی ادائیگی سے قاصر ہو تو انسان کے لئے جائز ہے کہ اپنی بیوی کو خمس دے تاکہ وہ زیر کفالت لوگوں پر خرچ کرے اسی طرح اس عورت کے اپنے غیر واجب اخراجات پر صرف کرنے کے لئے خمس دینے کا بھی یہی حکم ہے۔
(۱۸۱۲) اگر انسان پر کسی سید کے یا ایسی سیدانی کے اخراجات واجب ہوں جو اس کی بیوی نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ اس سید یا سیدانی کے خوراک اور پوشاک کے اخراجات اور باقی واجب اخراجات اپنے خمس سے ادا نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ اس سید یا سیدانی کو خمس کی کچھ رقم اس مقصد سے دے کہ وہ واجب اخراجات کے علاوہ اسے دوسری ضروریات پر خرچ کریں تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۸۱۳) اگر کسی فقیر سید کے اخراجات کسی دوسرے شخص پر واجب ہوں اور وہ شخص اس سید کے اخراجات برداشت نہ کر سکتا ہو یا استطاعت رکھتا ہو لیکن نہ دیتا ہو تو اس سید کو خمس دیا جاسکتا ہے۔

(۱۸۱۴) احتیاط واجب یہ ہے کہ کسی ایک فقیر سید کو اس کے ایک سال کے اخراجات سے زیادہ خمس نہ دیا جائے۔
(۱۸۱۵) اگر کسی شخص کے شہر میں کوئی مستحق نہ ہو تو وہ خمس کو دوسرے شہر لے جا سکتا ہے بلکہ اگر خمس کی ادائیگی میں سستی نہ سمجھی جائے تو مستحق کے ہوتے ہوئے بھی دوسرے شہر لے جاسکتا ہے لیکن ہر صورت میں اگر خمس تلف ہو جائے تو تلف شدہ مقدار کا ضامن ہے چاہے اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو اور خمس دوسری جگہ لے جانے کے اخراجات بھی اس خمس میں سے نہیں لے سکتا۔

(۱۸۱۶) اگر کوئی شخص حاکم شرع یا اس کے وکیل کی وکالت میں خمس وصول کرے تو وہ بری الذمہ ہو جاتا ہے اور اگر ان دو میں سے کسی ایک کی اجازت سے دوسرے شہر لے جائے اور بغیر کوتاہی کے تلف ہو جائے تو ضامن نہیں ہے۔
(۱۸۱۷) یہ جائز نہیں کہ کسی چیز کی قیمت اس کی اصل قیمت سے زیادہ لگا کر اسے بطور خمس دیا جائے اور جیسا کہ مسئلہ ۱۷۵۶ میں بتایا گیا کہ کسی دوسری جنس کی شکل میں خمس ادا کرنا مطلقاً محل اشکال ہے سوائے اس کے حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت ہو۔

(۱۸۱۸) جس شخص کو خمس کے مستحق شخص سے کچھ لینا ہو اور چاہتا ہو کہ اپنا قرضہ خمس کی رقم سے منہا کر لے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ یا تو حاکم شرع سے اجازت لے یا خمس اس مستحق کو دیدے اور بعد میں مستحق شخص اسے وہ مال قرضے کی ادائیگی کے طور پر لوٹا دے اور وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ خمس کے مستحق شخص کی اجازت سے اس کا وکیل بن کر خود اس کی طرف سے خمس لے لے اور اس سے اپنا قرض چکا لے۔
(۱۸۱۹) مالک، خمس کے مستحق شخص سے یہ شرائط نہیں کر سکتا کہ وہ خمس لینے کے بعد اسے واپس لوٹا دے۔

توضیح المسائل (آقائے سیستانی)

زکوٰۃ کے احکام

(۱۸۲۰) زکوٰۃ چند چیزوں پر واجب ہے۔

(۱) گیہوں (۲) جو (۳) کھجور (۴) کشمش (۵) سونا (۶) چاندی (۷) اونٹ (۸) گائے (۹) بھیڑ بکری (۱۰) احتیاط لازم کی بنا پر مال تجارت۔

اگر کوئی شخص ان دس چیزوں میں سے کسی ایک کا مالک ہو تو ان شرائط کے تحت جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا ضروری ہے کہ جو مقدار مقرر کی گئی ہے اسے ان مصارف میں سے کسی ایک مد میں خرچ کرے جن کا حکم دیا گیا ہے۔

زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط

(۱۸۲۱) زکوٰۃ مذکورہ دس چیزوں پر اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب مال اس نصاب کی مقدار تک پہنچ جائے جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اور وہ مال انسان کی اپنی ملکیت ہو اور اس کا مالک آزاد ہو۔

(۱۸۲۲) اگر انسان گیارہ مہینے گائے، بھیڑ بکری، اونٹ، سونے یا چاندی کا مالک رہے تو اگرچہ بارہویں مہینے کی پہلی تاریخ کو زکوٰۃ اس پر واجب ہو جائے گی لیکن ضروری ہے کہ اگلے سال کی ابتداء کا حساب بارہویں مہینے کے خاتمے کے بعد سے کرے۔

(۱۸۲۳) سونے، چاندی اور مال تجارت پر زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرط یہ ہے کہ ان چیزوں کا مالک پورے سال بالغ اور عاقل ہو لیکن گیہوں، جو، کھجور، کشمش اور اسی طرح اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریوں میں مالک کا بالغ اور عاقل ہونا شرط نہیں ہے۔

(۱۸۲۴) گیہوں اور جو پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب انہیں گیہوں اور جو کہا جائے کشمش پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ ابھی انگورہی کی صورت میں ہوں کھجور پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب (وہ پک جائیں اور) عرب اسے تمر کہیں۔ لیکن ان میں زکوٰۃ کا نصاب دیکھنے کا وقت وہ ہے جب یہ خشک ہو جائیں اور گندم و جو کی زکوٰۃ دینے کا وقت وہ ہوتا ہے جب یہ غلہ کھلیان میں پہنچے اور ان (کی بالیوں) سے بھوسا اور (دانہ) الگ کیا جائے، جبکہ کھجور اور کشمش میں یہ وقت وہ ہوتا ہے جب انہیں اتار لیتے ہیں۔ اگر اس وقت کے بعد مستحق کے ہوتے ہوئے بلاوجہ تاخیر کرے اور تلف ہو جائے تو مالک ضامن ہے۔

(۱۸۲۵) گیہوں، جو، کشمش اور کھجور میں زکوٰۃ ثابت ہونے کے لئے جیسا کہ سابقہ مسئلے میں بتایا گیا ہے معتبر نہیں ہے کہ ان کا مالک ان میں تصرف کر سکے پس اگر مالک غائب ہو اور مال بھی اس کے یا اس کے وکیل کے ہاتھ میں نہ ہو مثلاً کسی نے ان چیزوں کو غصب کر لیا ہو تب بھی جس وقت وہ مال اس کو مل جائے زکوٰۃ ان چیزوں میں ثابت ہے۔

(۱۸۲۶) اگر گائے، بھیڑ، اونٹ، سونے اور چاندی کا مالک سال کا کچھ حصہ مست (بے حواس) یا بے ہوش رہے تو زکوٰۃ اس پر سے ساقط نہیں ہوتی اور اسی طرح گیہوں، جو، کھجور اور کشمش کا مالک زکوٰۃ واجب ہونے کے موقع پر مست یا بے ہوش ہو جائے تو بھی یہی حکم ہے۔

(۱۸۲۷) گیہوں، جو، کھجور اور کشمش کے علاوہ دوسری چیزوں میں زکوٰۃ ثابت ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ مالک اس مال میں شرعاً اور تکویناً تصرف کر سکتا ہو پس اگر سال کے ایک قابل توجہ حصے میں کسی نے اس مال کو غصب کر لیا ہو یا مالک اس مال میں شرعاً تصرف نہ کر سکتا ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۱۸۲۸) اگر کسی نے سونا اور چاندی یا کوئی اور چیز جس پر زکوٰۃ دینا واجب ہو کسی سے قرض لی ہو اور وہ چیز ایک سال تک اس کے پاس رہے تو ضروری ہے کہ اس کی زکوٰۃ دے اور جس نے قرض دیا ہو اس پر کچھ واجب نہیں ہے ہاں اگر قرض دینے والا اس کی زکوٰۃ دیدے تو قرضدار پر کچھ واجب نہیں۔

گیہوں، جو، کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ

(۱۸۲۹) گیہوں، جو، کھجور اور کشمش پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ نصاب کی حد تک پہنچ جائیں اور ان کا نصاب تین سو صاع ہے جو ایک گروہ (علماء) کے بقول تقریباً ۸۴۷ کلو ہوتا ہے۔

(۱۸۳۰) جس انگور، کھجور، جو اور گیہوں پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اگر کوئی شخص خود یا اس کے اہل و عیال اسے کھالیں یا مثلاً وہ یہ اجناس کسی فقیر کو زکوٰۃ کے علاوہ کسی اور نیت سے دیدے تو ضروری ہے کہ جتنی مقدار استعمال کی ہو اس پر زکوٰۃ دے۔

(۱۸۳۱) اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد ان چیزوں کا مالک مر جائے تو جتنی زکوٰۃ بنتی ہو وہ اس کے مال سے دینی ضروری ہے لیکن اگر وہ شخص زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے مر جائے تو ہر وہ وارث جس کا حصہ نصاب تک پہنچ جائے ضروری ہے کہ اپنے حصے کی زکوٰۃ خود ادا کرے۔

(۱۸۳۲) جو شخص حاکم شرع کی طرف سے زکوٰۃ جمع کرنے پر مامور ہو وہ گیہوں اور جو کے کھلیان میں بھوسا (اور دانہ) الگ کرنے کے وقت اور کھجور اور انگور کے خشک ہونے کے وقت زکوٰۃ کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر مالک نہ دے اور جس چیز پر زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو وہ تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۱۸۳۳) اگر کسی شخص کے کھجور کے درختوں، انگور کی بیبلوں یا گیہوں اور جو کھیتوں (کی پیداوار) کا مالک بننے کے بعد ان چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان پر زکوٰۃ دے۔

(۱۸۳۴) اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد کوئی شخص کھیتوں اور درختوں کو بیچ دے تو

بیچنے والے پر ان اجناس کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور جب وہ زکوٰۃ ادا کر دے تو خریدنے والے پر کچھ واجب نہیں ہے۔ (۱۸۳۵) اگر کوئی شخص گیہوں، جو، کھجور یا انگور خریدے اور اسے علم ہو کہ بیچنے والے نے ان کی زکوٰۃ دے دی ہے یا شک کرے کہ اس نے زکوٰۃ دی ہے یا نہیں تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے اور اگر اسے معلوم ہو کہ بیچنے والے نے ان پر زکوٰۃ نہیں دی تو ضروری ہے کہ وہ خود اس پر زکوٰۃ دے دے، لیکن اگر بیچنے والے نے اسے دھوکہ دیا ہو تو وہ زکوٰۃ دینے کے بعد اس سے رجوع کر سکتا ہے اور زکوٰۃ کی مقدار کا اس سے مطالبہ کر سکتا ہے۔

(۱۸۳۶) اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور کا وزن تر ہونے کے وقت نصاب کی حد تک پہنچ جائے اور خشک ہونے کے وقت اس حد سے کم ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۳۷) اگر کوئی شخص گیہوں، جو اور کھجور کو خشک ہونے کے وقت سے پہلے خرچ کرے تو اگر وہ خشک ہو کر نصاب پر پوری اتریں تو ضروری ہے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

(۱۸۳۸) کجھور کی تین قسمیں ہیں:

(۱) وہ جسے خشک کیا جاتا ہے اس کی زکوٰۃ کا حکم بیان ہو چکا۔

(۲) وہ جو رطب پکی ہوئی رس دار ہونے کی حالت میں کھائی جاتی ہے۔

(۳) وہ جو کچی ہی کھائی جاتی ہے۔

دوسری قسم کی مقدار اگر خشک ہونے پر نصاب کی حد تک پہنچ جائے تو احتیاط مستحب ہے کہ اس کی زکوٰۃ دی جائے۔ جہاں تک تیسری قسم کا تعلق ہے ظاہر یہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۳۹) جس گیہوں، جو، کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ کسی شخص نے دے دی ہو اگر وہ چند سال اس کے پاس پڑی بھی رہیں تو ان پر دوبارہ زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

(۱۸۴۰) اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور (کی کاشت) بارانی یا نہری زمین پر کی جائے یا مصری زراعت کی طرح انہیں زمین کی نمی سے فائدہ پہنچے تو ان پر زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اور اگر ان کی سینچائی (جھیل یا کنویں وغیرہ کے پانی سے) بذریعہ ڈول کی جائے تو ان پر زکوٰۃ بیسواں حصہ ہے۔

(۱۸۴۱) اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور (کی کاشت) بارش کے پانی سے بھی سیراب ہو اور اسے ڈول وغیرہ کے پانی سے بھی فائدہ پہنچے تو اگر یہ سینچائی ایسی ہو کہ عام طور پر کہا جاسکے کہ ان کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی گئی ہے تو اس پر زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ نہر اور بارش کے پانی سے سیراب ہوئے ہیں تو ان پر زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اور اگر سینچائی کی صورت یہ ہو کہ عالم طور پر کہا جائے کہ دونوں ذرائع سے سیراب ہوئے ہیں تو اس پر زکوٰۃ ساڑھے سات فیصد ہے۔

(۱۸۴۲) اگر کوئی شک کرے کہ عام طور پر کون سی بات صحیح سمجھی جائے گی اور اسے علم نہ ہو کہ سینچائی کی صورت ایسی ہے کہ لوگ عام طور پر کہیں کہ دونوں ذرائع سے سینچائی ہوئی یا یہ کہیں کہ مثلاً بارش کے پانی سے ہوئی ہے تو وہ اگر ساڑھے سات فیصد زکوٰۃ دے تو کافی ہے۔

(۱۸۴۳) اگر کوئی شک کرے اور اسے علم نہ ہو کہ عموماً لوگ کہتے ہیں کہ دونوں ذرائع سے سینچائی ہوئی ہے یا یہ کہتے ہیں کہ ڈول وغیرہ سے ہوئی ہے تو اس صورت میں بیسواں حصہ دینا کافی ہے اور اگر اس بات کا احتمال بھی ہو کہ عموماً لوگ کہیں کہ بارش کے پانی سے سیراب ہوئی ہے تب بھی حکم ہے۔

(۱۸۴۴) اگر گیہوں، جو، کھجور اور انگور بارش اور نہر کے پانی سے سیراب ہوں اور انہیں ڈول وغیرہ کے پانی کی حاجت نہ ہو لیکن ان کی سینچائی ڈول کے پانی سے بھی ہوئی ہو اور ڈول کے پانی سے آمدنی میں اضافے میں کوئی مدد نہ ملی ہو تو ان پر زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اور اگر ڈول وغیرہ کے پانی سے سینچائی ہوئی ہو اور نہر اور بارش کے پانی کی حاجت نہ ہو لیکن نہر اور بارش کے پانی سے بھی سیراب ہوں اور اس سے آمدنی میں اضافے میں کوئی مدد نہ ملی ہو تو ان پر زکوٰۃ بیسواں حصہ ہے۔

(۱۸۴۵) اگر کسی کھیت کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی جائے اور اس سے ملحقہ زمین میں کھیتی باڑی کی جائے اور وہ ملحقہ زمین اس زمین سے فائدہ اٹھائے اور اسے سینچائی کی ضرورت نہ رہے تو جس زمین کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی گئی ہے اس کی زکوٰۃ بیسواں حصہ اور اس سے ملحقہ کھیت کی زکوٰۃ احتیاط کی بنا پر دسواں حصہ ہے۔

(۱۸۴۶) جو اخراجات کسی شخص نے گیہوں، جو، کھجور اور انگور پر کئے ہوں انہیں وہ فصل کی آمدنی سے منہا کر کے نصاب کا حساب نہیں لگا سکتا لہذا اگر ان میں سے کسی ایک کا وزن اخراجات کا حساب لگانے سے پہلے نصاب کی مقدار تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ اس پر زکوٰۃ دے۔

(۱۸۴۷) جس شخص نے زراعت میں بیج استعمال کیا ہو خواہ وہ اس کے پاس موجود ہو یا اس نے خریدا ہو وہ نصاب

کاحساب اس بیج کو فصل کی آمدنی سے منہا کر کے نہیں کر سکتا بلکہ ضروری ہے کہ نصاب کا حساب پوری فصل کو مد نظر رکھتے ہوئے لگائے۔

(۱۷۴۸) جو کچھ حکومت اصلی مال سے (جس پر زکوٰۃ واجب ہو) بطور محصول لے لے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے مثلاً اگر کھیت کی پیداوار ۲۰۰۰ کلو ہو اور حکومت ۱۰۰ کلو بطور لگان کے لے لے تو زکوٰۃ فقط ۱۹۰۰ کلو پر واجب ہے۔ (۱۸۴۹) احتیاط واجب کی بنا پر انسان یہ نہیں کر سکتا کہ جو اخراجات اس نے زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے کئے ہوں انہیں وہ پیداوار سے منہا کرے اور باقی ماندہ پر زکوٰۃ دے۔

(۱۸۵۰) زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد اخراجات کئے جائیں جو کچھ زکوٰۃ کی مقدار کی نسبت خرچ کیا جائے وہ پیداوار سے منہا نہیں کیا جاسکتا اگرچہ احتیاط کی بنا پر حاکم شرع یا اس کے وکیل سے اس کو خرچ کرنے کی اجازت بھی لے لی ہو۔ (۱۸۵۱) کسی شخص کے لئے یہ واجب نہیں کہ وہ انتظار کرے تاکہ جو اور گیہوں کھلیان تک پہنچ جائیں اور انگور اور کھجور کے خشک ہونے کا وقت ہو جائے پھر زکوٰۃ دے بلکہ جونہی زکوٰۃ واجب ہو جائے بے کہ زکوٰۃ کی مقدار کا اندازہ لگا کر وہ قیمت بطور زکوٰۃ دے۔

(۱۸۵۲) زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد انسان یہ کر سکتا ہے کہ کھڑی فصل کاٹنے یا کھجور اور انگور کے چننے سے پہلے زکوٰۃ مستحق شخص یا حاکم شرع یا اس کے وکیل کو مشترکہ طور پر پیش کر دے اور اس کے بعد وہ اخراجات میں شریک ہوں گے۔

(۱۸۵۳) جب کوئی شخص فصل یا کھجور اور انگور کی زکوٰۃ عین مال کی شکل میں حاکم شرع یا مستحق شخص یا ان کے وکیل کو دے دے تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ بلا معاوضہ مشترکہ طور پر ان چیزوں کی حفاظت کرے بلکہ وہ فصل کی کٹائی یا کھجور اور انگور کے خشک ہونے تک مال زکوٰۃ اپنی زمین میں رہنے کے بدلے اجرت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

(۱۸۵۴) اگر انسان چند شہروں میں گیہوں، جو، کھجور یا انگور کا مالک ہو اور ان شہروں میں فصل پکنے کا وقت ایک دوسرے سے مختلف ہو اور ان سب شہروں سے فصل اور میوے ایک ہی وقت میں دستیاب نہ ہوتے ہوں اور یہ سب ایک سال کی پیداوار شمار ہوتے ہوں تو اگر ان میں سے جو چیز پہلے پک جائے وہ نصاب کے مطابق ہو تو ضروری ہے کہ اس پر اس کے پکنے کے وقت زکوٰۃ دے اور باقی ماندہ اجناس پر اس وقت زکوٰۃ دے جب وہ دستیاب ہوں اور اگر پہلے والی چیز نصاب کے برابر نہ ہو تو انتظار کرے تاکہ باقی اجناس پک جائیں پھر اگر سب ملا کر نصاب کے برابر ہو جائیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر نصاب کے برابر نہ ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۵۵) اگر کھجور اور انگور کے درخت سال میں دو دفعہ پھل دیں اور دونوں مرتبہ کی پیداوار جمع کرنے پر نصاب کے برابر ہو جائے تو احتیاط کی بنا پر اس پیداوار پر زکوٰۃ واجب ہے۔

(۱۸۵۶) اگر کسی شخص کے پاس غیر خشک شدہ کھجوریں ہوں یا انگور ہوں جو خشک ہونے کی صورت میں نصاب کے مطابق ہوں تو اگر ان کے تازہ ہونے کی حالت میں وہ زکوٰۃ کی نیت سے ان کی اتنی مقدار زکوٰۃ کے مصرف میں لے آئے جتنی ان کے خشک ہونے پر زکوٰۃ کی اس مقدار کے برابر ہو جو اس پر واجب ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۸۵۷) اگر کسی شخص پر خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ واجب ہو تو وہ ان کی زکوٰۃ تازہ کھجور یا انگور کی شکل میں نہیں دے سکتا بلکہ اگر وہ خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ کی قیمت لگائے انگور یا تازہ کھجور یں یا کوئی اور کشمش یا خشک کھجوریں اس قیمت کے طور پر دے تو اس میں بھی اشکال ہے نیز اگر کسی پر تازہ کھجور یا انگور کی زکوٰۃ واجب ہو تو وہ خشک کھجور یا کشمش دے کر وہ زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتا بلکہ اگر وہ قیمت لگا کر کوئی دوسری کھجور یا انگور دے تو اگرچہ تازہ ہی ہو اس میں اشکال ہے۔

(۱۸۵۸) اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جو مقروض ہو اور اس کے پاس ایسا مال بھی ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تو ضروری ہے کہ جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو پہلے اس میں تمام زکوٰۃ دی جائے اور اس کے بعد اس کا قرضہ ادا کیا جائے لیکن اگر زکوٰۃ اس کے ذمے واجب الادا ہو چکی ہو تو اس کا حکم بھی باقی قرضوں کا حکم ہے۔

(۱۸۵۹) اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جو مقروض ہو اور اس کے پاس گیہوں، جو، کھجور یا انگور بھی ہو اور اس سے پہلے کہ ان اجناس پر زکوٰۃ واجب ہو اس کے ورثاء اس کا قرضہ کسی دوسرے مال سے ادا کر دیں تو جس وارث کا حصہ نصاب کی مقدار تک پہنچتا ہو تو ضروری ہے کہ زکوٰۃ دے اور اگر اس سے پہلے کہ زکوٰۃ ان اجناس پر واجب ہو متوفی کا قرضہ ادا نہ کریں اور اگر اس کا مال فقط اس قرضے جتنا ہو تو ورثاء کے لئے واجب نہیں کہ ان اجناس پر زکوٰۃ دیں اور اگر متوفی کا مال اس کے قرض سے زیادہ ہو جبکہ متوفی پر اتنا قرض ہو کہ اگر اسے ادا کرنا چاہیں تو گیہوں، جو، کھجور اور انگور میں سے بھی کچھ مقدار قرض خواہ کو دینی پڑے گی تو جو کچھ قرض خواہ کو دیں اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور

باقی ماندہ مال پر وارثوں میں سے جس کا بھی حصہ زکوٰۃ کے نصاب کے برابر ہو اس کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے۔
(۱۸۶۰) جس شخص کے پاس اچھی اور گھٹیا دونوں قسم کی گندم، جو، کھجور اور انگور ہوں جن پر زکوٰۃ واجب ہوگئی ہو اس کے لئے احتیاط واجب یہ ہے کہ اچھی والی قسم کی زکوٰۃ گھٹیا قسم سے نہ دے۔

سونے کا نصاب

(۱۸۶۱) سونے کا نصاب دو ہیں:

اس کا پہلا نصاب بیس مثقال شرعی ہے جبکہ ہر مثقال شرعی ۱۸ نخود کا ہوتا ہے پس جس وقت سونے کی مقدار بیس مثقال شرعی تک جو آج کل کے پندرہ مثقال کے برابر ہوتے ہیں پہنچ جائے اور دوسری شرائط بھی پوری ہوں جو بیان کی جاچکی ہیں تو ضروری ہے کہ انسان اس کا چالیسواں حصہ جو ۹ نخود کے برابر ہوتا ہے زکوٰۃ کے طور پر دے اور اگر سونا اس مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اس کا دوسرا نصاب چار مثقال شرعی ہے جو آج کل کے تین مثقال پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ دے اور اگر تین مثقال سے کم اضافہ ہو تو ضروری ہے کہ تمام تر ۱۸ مثقال پر زکوٰۃ دے اور اس صورت میں اضافے پر زکوٰۃ نہیں ہے اور جوں جوں اضافہ ہو اس کے لئے یہی حکم ہے یعنی اگر تین مثقال اضافہ ہو تو ضروری ہے کہ تمام تر مقدار پر زکوٰۃ دے اور اگر اضافہ تین مثقال سے کم ہو تو جو مقدار بڑھی ہو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

چاندی کا نصاب

(۱۸۶۲) اس کا پہلا نصاب ۱۰۵ مروجہ مثقال ہے لہذا جب چاندی کی مقدار ۱۰۵ مثقال تک پہنچ جائے اور وہ دوسری شرائط بھی پوری کرتی ہو جو بیان کی جاچکی ہیں تو ضروری ہے کہ انسان اسکا ڈھائی فیصد جو دو مثقال اور ۱۵ نخود بنتا ہے بطور زکوٰۃ دے اور اگر وہ مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اس کا دوسرا نصاب ۲۱ مثقال ہے یعنی اگر ۱۰۵ مثقال پر ۲۱ کا اضافہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے پورے ۱۲۶ مثقال پر زکوٰۃ دے اور اگر ۲۱ مثقال سے کم اضافہ ہو تو ضروری ہے کہ صرف ۱۰۵ مثقال پر زکوٰۃ دے اور جو اضافہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور جتنا بھی اضافہ ہو تا جائے یہی حکم ہے یعنی اگر ۲۱ مثقال کا اضافہ ہو تو ضروری ہے کہ تمام تر مقدار پر زکوٰۃ دے اور اگر اس سے کم اضافہ ہو تو وہ مقدار جسکا اضافہ ہوا ہے اور جو ۲۱ مثقال سے کم ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اگر اسے شک ہو کہ نصاب کی حد تک جا پہنچی ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ تحقیق کرے۔
(۱۸۶۳) جس شخص کے پاس نصاب کے مطابق سونا یا چاندی ہو اگرچہ وہ اس پر زکوٰۃ دے دے لیکن جب تک اس کے پاس سونا یا چاندی پہلے نصاب سے کم نہ ہو جائے ضروری ہے کہ ہر سال ان پر زکوٰۃ دے۔

(۱۸۶۴) سونے اور چاندی پر زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب وہ ڈھلے ہوئے سکوں کی صورت میں ہوں اور ان کے ذریعے لین دین کا رواج ہو اور اگر ان کی مہر مٹ بھی چکی ہو لیکن لین دین کا رواج ہو تو زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے لیکن اگر لین دین کا راج ختم ہو چکا ہو تو چاہے مہر مٹ چکی ہو، زکوٰۃ ادا کرنا ضروری نہیں۔
(۱۸۶۵) وہ سکے دار سونا اور چاندی جنہیں عورتیں بطور زیور پہنتی ہوں جب تک وہ رائج ہوں یعنی سونے اور چاندی کے سکوں کے طور پر ان کے ذریعے لین دین ہو تا ہو احتیاط کی بنا پر ان کی زکوٰۃ دینا واجب ہے لیکن اگر ان کے ذریعے لین دین کا رواج باقی نہ ہو تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۶۶) جس شخص کے پاس سونا اور چاندی دونوں ہوں اگر ان میں سے کوئی بھی پہلی نصاب کے برابر نہ ہو مثلاً اس کے پاس ۱۰۴ مثقال چاندی اور ۱۴ مثقال سونا ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۶۷) جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ سونے اور چاندی پر زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب وہ گیارہ مہینے نصاب کی مقدار کے مطابق کسی شخص کی ملکیت میں رہیں اور اگر گیارہ مہینوں میں کسی وقت سونا اور چاندی پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو اس شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

(۱۸۶۸) اگر کسی شخص کے پاس سونا اور چاندی ہو اور گیارہ مہینے کے دوران انہیں کسی دوسری چیز سے بدل لے یا انہیں پگھلا لے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں لیکن اگر وہ زکوٰۃ سے بچنے کے لئے ان کو سونے یا چاندی سے بدل لے یعنی سونے کو سونے یا چاندی سے یا چاندی کو سونے سے بدل لے تو احتیاط واجب ہے کہ زکوٰۃ دے۔

(۱۸۶۹) اگر کوئی شخص بارہویں مہینے میں سونا یا چاندی کے سکے پگھلا لے تو ضروری ہے کہ ان پر زکوٰۃ دے اور اگر پگھلانے کی وجہ سے ان کا وزن یا قیمت کم ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان چیزوں کو پگھلانے سے پہلے جو زکوٰۃ اس پر واجب تھی وہ دے۔

(۱۸۷۰) سونے اور چاندی کے سکے جن میں معمول سے زیادہ دوسری دھات کی آمیزش ہو اگر انہیں چاندی اور سونے کے سکے کہا جاتا ہو تو اس صورت میں جب وہ نصاب کی حد تک پہنچ جائیں ان پر زکوٰۃ واجب ہے گو ان کا خالص حصہ نصاب کی حد تک نہ پہنچے لیکن اگر انہیں سونے اور چاندی کے سکے نہ کہا جاتا ہو تو خواہ ان کا خالص حصہ نصاب کی حد تک پہنچ بھی جائے ان پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۱۸۷۱) جس شخص کے پاس سونے اور چاندی کے سکے ہوں اگر ان میں دوسری دھات کی آمیزش معمول کے مطابق ہو تو اگر وہ شخص ان کی زکوٰۃ سونے اور چاندی کے ایسے سکوں میں دے جن میں دوسری دھات کی آمیزش معمول سے زیادہ ہو یا ایسے سکوں میں دے جو سونے اور چاندی کے بنے ہوئے نہ ہوں لیکن یہ سکے اتنی مقدار میں ہوں کہ ان کی قیمت اس زکوٰۃ کی قیمت کے برابر ہو جو اس پر واجب ہوگئی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کی زکوٰۃ

(۱۸۷۲) اونٹ، گائے اور بھیڑ بکری کی زکوٰۃ کے لئے ان شرائط کے علاوہ جن کا ذکر آچکا ہے ایک شرط اور بھی ہے وہ یہ کہ حیوان سارا سال صرف (خودرو) جنگلی گھاس چرتا رہا ہو لہذا اگر سارا سال یا اس کا کچھ حصہ کاٹی ہوئی گھاس کھائے یا ایسی چراگاہ میں چرے جو خود اس شخص کی (یعنی حیوان کے مالک کی) یا کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہو تو اس حیوان پر زکوٰۃ نہیں ہے لیکن اگر وہ حیوان سال بھر میں ایک مختصر مقدار مالک کی دوسرے شخص کی ملکیت ہو تو اس حیوان پر زکوٰۃ نہیں ہے لیکن اگر وہ حیوان سال بھر میں ایک مختصر مقدار مالک کی مملوکہ گھاس (یا چارا) کھائے جبکہ اب بھی عرفاً کہا جاسکے کہ اس نے باہر کی گھاس ہی کھائی ہے تو اس کی زکوٰۃ واجب ہے لیکن اونٹ، گائے اور بھیڑ کی زکوٰۃ واجب ہونے میں شرط یہ نہیں ہے کہ سارا سال حیوان بیکار رہے بلکہ اگر آبیاری یا ہل چلانے یا ان جیسے امور میں ان حیوانوں سے استفادہ کیا جائے جبکہ عرفاً کہا جاسکے کہ یہ سارا سال بے کار رہے ہیں تو ان کی زکوٰۃ دینا ضروری ہے بلکہ اگر نہ کہا جاسکے تب بھی احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

(۱۸۷۳) اگر کوئی شخص اپنے اونٹ گائے اور بھیڑ کیلئے ایک ایسی چراگاہ خریدے جسے کسی نے کاشت نہ کیا ہو یا اسے کرائے (یا ٹھیکے) پر حاصل کرے تو اس صورت میں زکوٰۃ کا واجب ہونا مشکل ہے اگرچہ زکوٰۃ کا دینا حوط ہے لیکن اگر وہاں جانور چرانے کا محصول ادا کرے تو ضروری ہے کہ زکوٰۃ دے۔

اونٹ کے نصاب

(۱۸۷۴) اونٹ کے نصاب بارہ ہیں:

- (۱) پانچ اونٹ۔ انکی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک اونٹوں کی تعداد اس حد تک نہ پہنچے، زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔
- (۲) دس اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ دو بھیڑیں ہیں۔
- (۳) پندرہ اونٹ۔ انکی زکوٰۃ تین بھیڑیں ہیں،
- (۴) بیس اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ چار بھیڑیں ہیں۔
- (۵) پچیس اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ پانچ بھیڑیں ہیں۔
- (۶) چھبیس اونٹ۔ انکی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔
- (۷) چھتیس اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔
- (۸) چھیالیس اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا۔
- (۹) اکتھ اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو۔
- (۱۰) چھتر اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ دو ایسے اونٹ ہیں جو تیسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔
- (۱۱) اکیانوے اونٹ۔ ان کی زکوٰۃ دو ایسے اونٹ ہیں جو چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔

(۱۲) ایک سو اکیس اور اس سے اوپر جتنے ہوتے جائیں ضروری ہے کہ زکوٰۃ دینے والا یا تو ان کا چالیس سے چالیس تک حساب کرے اور ہر چالیس اونٹوں کیلئے ایک ایسا اونٹ دے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو یا پچاس سے پچاس تک کا حساب کرے اور ہر پچاس اونٹوں کے لئے ایک اونٹ دے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو یا چالیس اور پچاس دونوں سے حساب کرے اور بعض مقامات پر اس کو اختیار ہے کہ چالیس اور پچاس دونوں سے حساب کرے اور بعض مقامات پر اس کو اختیار ہے کہ چالیس سے حساب کرے یا پچاس سے لیکن ہر صورت میں اس طرح حساب کرنا ضروری ہے کہ کچھ باقی نہ بچے یا اگر بچے بھی تو نو سے زیادہ نہ ہو مثلاً اگر اس کے پاس ۱۴۰ اونٹ ہوں تو ضروری ہے کہ ایک سو کیلئے دو ایسے اونٹ دے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور چالیس کے لئے ایک اونٹ دے جو تیسرے سال میں

داخل ہو چکا ہو اور جو اونٹ زکوٰۃ میں دیا جائے اس کا مادہ ہونا ضروری ہے لیکن اگر چھٹے نصاب میں اس کے پاس دو سالہ اونٹنی نہ ہو تو تین سالہ اونٹ کافی ہے اور اگر وہ بھی نہ ہو تو خریدنے میں اسے اختیار ہے کہ کسی کو بھی خرید لے۔ (۱۸۷۵) دونوں نصابوں کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے لہذا اگر ایک شخص جو اونٹ رکھتا ہو ان کی تعداد پہلے نصاب سے جو پانچ ہے، بڑھ جائے تو جب تک وہ دوسرے نصاب تک جو دس ہے نہ پہنچے ضروری ہے کہ فقط پانچ پر زکوٰۃ دے اور باقی نصابوں کی صورت بھی ایسی ہی ہے۔

گائے کا نصاب

(۱۸۷۶) گائے کے دو نصاب ہیں:

اس کا پہلا نصاب تیس ہے جب کسی شخص کی گایوں کی تعداد تیس تک پہنچ جائے اور وہ شرائط بھی پوری ہوتی ہوں جن کا ذکر کیا جا چکا ہے تو ضروری ہے کہ گائے کا ایک ایسا بچہ جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو زکوٰۃ کے طور پر دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ بچھڑا ہو۔ اس کا دوسرا نصاب چالیس ہے اور اس کی زکوٰۃ ایک بچھیا ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اور تیس اور چالیس کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ مثلاً جس شخص کے پاس انتالیس گائیں ہوں تو ضروری ہے کہ صرف تیس کی زکوٰۃ دے اور اگر اس کے پاس چالیس سے زیادہ گائیں ہوں تو جب تک ان کی تعداد ساٹھ تک نہ پہنچ جائے ضروری ہے کہ صرف چالیس پر زکوٰۃ دے۔ جب ان کی تعداد ساٹھ تک پہنچ جائے تو چونکہ یہ تعداد پہلے نصاب سے دگنی ہے اس لئے ضروری ہے کہ دو ایسے بچھڑے بطور زکوٰۃ دے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور اسی طرح جوں جوں گایوں کی تعداد بڑھتی جائے تو ضروری ہے کہ یا تو تیس سے تیس تک حساب کرے یا چالیس سے چالیس تک یا تیس اور چالیس دونوں کا حساب کرے اور ان پر اس طریقے کے مطابق زکوٰۃ دے جو بتایا گیا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس طرح حساب کرے کہ کچھ باقی نہ بچے اور اگر کچھ بچے تو نو سے زیادہ نہ ہو۔ مثلاً اگر اس کے پاس ستر گائیں ہوں تو ضروری ہے کہ تیس اور چالیس کے مطابق حساب کرے اور تیس کے لئے تیس کی اور چالیس کے لئے چالیس کی زکوٰۃ دے کیونکہ اگر وہ تیس کے لحاظ سے حساب کرے گا تو دس گائیں بغیر زکوٰۃ دینے رہ جائیں گی اور بعض مقامات، مثلاً ۱۲۰ گائیں پر اس کو اختیار ہے کہ جیسے چاہے حساب کرے۔

بھیڑ کا نصاب

(۱۸۷۷) بھیڑ کے پانچ نصاب ہیں:

پہلا نصاب ۴۰ ہے اور اس کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک بھیڑوں کی تعداد چالیس تک نہ پہنچے ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

دوسرا نصاب ۱۲۱ ہے اور اس کی زکوٰۃ دو بھیڑیں ہیں۔

تیسرا نصاب ۲۰۱ ہے اور اس کی زکوٰۃ تین بھیڑیں ہیں۔

چوتھا نصاب ۳۰۱ ہے اور اس کی زکوٰۃ چار بھیڑیں ہیں۔

پانچواں نصاب ۴۰۰ اور اس سے اوپر کی ہے اور ان کا حساب سو سے سو تک کرنا ضروری ہے اور ہر سو بھیڑوں پر ایک بھیڑ دی جائے اور یہ ضروری نہیں کہ زکوٰۃ انہی بھیڑوں میں سے دی جائے بلکہ اگر کوئی اور بھیڑیں دے دی جائیں یا بھیڑوں کی قیمت کے برابر نقدی دے دی جائے تو کافی ہے۔

(۱۸۷۸) دو نصابوں کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے لہذا اگر کسی کی بھیڑوں کی تعداد پہلے نصاب سے جو کہ چالیس ہے زیادہ ہو لیکن دوسرے نصاب تک جو ۱۲۱ ہے نہ پہنچی ہو تو اسے چاہیے کہ صرف چالیس پر زکوٰۃ دے اور جو تعداد اس سے زیادہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اس کے بعد کے نصابوں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۱۸۷۹) اونٹ، گائیں اور بھیڑیں جب نصاب کی حد تک پہنچ جائیں تو خواہ وہ سب نرہوں یا مادہ یا کچھ نرہوں اور کچھ مادہ تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

(۱۸۸۰) زکوٰۃ کے ضمن میں گائے اور بھینس ایک جنس شمار ہوتی ہیں اور عربی اور غیر عربی اونٹ ایک جنس ہیں۔ اسی طرح بھیڑ، بکرے اور دنبے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(۱۸۸۱) اگر کوئی شخص زکوٰۃ کے طور پر بھیڑ دے تو احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ کم از کم دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اور اگر بکری دے تو احتیاط ضروری ہے کہ وہ تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔

(۱۸۸۲) جو بھیڑ کوئی شخص زکوٰۃ کے طور پر دے اگر اس کی قیمت اس کی بھیڑوں سے معمولی سی کم بھی ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن بہتر ہے کہ ایسی بھیڑ دے جس کی قیمت اس کی ہر بھیڑ سے زیادہ ہو نیز گائے اور اونٹ کے بارے میں

بھی یہی حکم ہے۔

(۱۸۸۳) اگر کئی افراد باہم حصے دار ہوں تو جس جس کا حصہ پہلے نصاب تک پہنچ جائے ضروری ہے کہ زکوٰۃ دے اور جس کا حصہ پہلے نصاب سے کم ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

(۱۸۸۴) اگر ایک شخص کی گائیں یا اونٹ یا بھیڑیں مختلف جگہوں پر ہوں اور وہ سب ملا کر نصاب کے برابر ہوں تو ضروری ہے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

(۱۸۸۵) اگر کسی شخص کی گائیں، بھیڑیں یا اونٹ بیمار اور عیب دار ہوں تب بھی ضروری ہے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

(۱۸۸۶) اگر کسی شخص کی ساری گائیں، بھیڑیں یا اونٹ بیمار یا عیب دار یا بوڑھے ہوں تو وہ خود انہی میں سے زکوٰۃ دے سکتا ہے لیکن اگر وہ سب تندرست، بے عیب اور جوان ہوں تو وہ ان کی زکوٰۃ میں بیمار یا عیب دار یا بوڑھے جانور نہیں دے سکتا بلکہ اگر ان میں سے بعض تندرست اور بعض بیمار کچھ عیب دار اور کچھ بے عیب اور کچھ بوڑھے اور کچھ جوان ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ان کی زکوٰۃ میں تندرست بے عیب اور جوان جانور دے۔

(۱۸۸۷) اگر کوئی شخص گیارہ مہینے ختم ہونے سے پہلے اپنی گائیں بھیڑیں اور اونٹ کسی دوسری چیز سے بدل لے یا نصاب بتایا ہو اسے اسی جنس کے اتنے ہی نصاب سے بدل لے، مثلاً چالیس بھیڑیں دے کر چالیس اور بھیڑیں لے لے تو اگر ایسا کرنا زکوٰۃ سے بچنے کی نیت سے نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے لیکن اگر زکوٰۃ سے بچنے کی نیت سے ہو تو اس صورت میں جبکہ دونوں چیزیں ایک ہی نوعیت کا فائدہ رکھتی ہوں مثلاً دونوں بھیڑیں دودھ دیتی ہوں تو احتیاط لازم ہے کہ اس کی زکوٰۃ دے۔

(۱۸۸۸) جس شخص کو گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ دینی ضروری ہو اگر وہ ان کی زکوٰۃ اپنے کسی دوسرے مال سے دے تو جب تک ان جانوروں کی تعداد نصاب سے کم نہ ہو تو ضروری ہے کہ ہر سال زکوٰۃ دے اور اگر وہ زکوٰۃ انہی جانوروں میں سے دے اور وہ پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے۔ مثلاً جو شخص چالیس بھیڑیں رکھتا ہو اگر وہ ان کی زکوٰۃ اپنے دوسرے مال سے دے تو جب تک اس کی بھیڑیں چالیس سے کم نہ ہوں ضروری ہے کہ ہر سال ایک بھیڑ دے اور اگر خود ان بھیڑوں میں سے زکوٰۃ دے تو جب تک ان کی تعداد چالیس تک نہ پہنچ جائے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مال تجارت کی زکوٰۃ

جس مال کا انسان معاوضہ دے کر مالک ہو ابو اور اس نے وہ مال تجارت اور فائدہ حاصل کرنے کے لئے محفوظ رکھا ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ (مندرجہ ذیل) چند شرائط کے ساتھ اس کی زکوٰۃ دے جو کہ چالیسواں حصہ ہے۔

(۱) مالک بالغ اور عاقل ہو۔

(۲) مال کی قیمت کم از کم ۱۵ مثقال سکہ دار سونے یا ۱۵ مثقال سکے دار چاندی کے برابر ہو۔

(۳) جس وقت سے اس مال سے فائدہ اٹھانے کی نیت کی ہو اس پر ایک سال گزر جائے۔

(۴) فائدہ اٹھانے کی نیت پورے سال باقی رہے۔ پس اگر سال کے دوران اس کی نیت بدل جائے مثلاً اس کو اخراجات کی مد میں صرف کرنے کی نیت کرے تو ضروری نہیں کہ اس پر زکوٰۃ دے۔

(۵) مالک اس مال میں پورا سال تصرف کر سکتا ہو۔

(۶) تمام سال اس کے سرمائے کی مقدار یا اس سے زیادہ پر خریدار موجود ہو۔ پس اگر سال کے کچھ حصے میں سرمائے کی مقدار کا خریدار نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے۔

زکوٰۃ کا مصرف

(۱۸۸۹) زکوٰۃ کا مال اٹھ مقامات پر خرچ ہو سکتا ہے۔

(۱) فقیر... وہ شخص جس کے پاس اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے سال بھر کے اخراجات نہ ہوں فقیر ہے۔ لیکن جس شخص کے پاس کوئی ہنر یا جائیداد یا سرمایہ ہو جس سے وہ اپنے سال بھر کے اخراجات پورے کر سکتا ہو وہ فقیر نہیں ہے۔

(۲) مسکین... وہ شخص جو فقیر سے زیادہ تنگدست ہو، مسکین ہے۔

(۳) وہ شخص جو امام عصر علیہ السلام یا نائب امام کی جانب سے اس کام پر مامور ہو کہ زکوٰۃ جمع کرے، اس کی نگہداشت کرے، حساب کی جانچ پڑتال کرے اور جمع کیا ہوا مال امام علیہ السلام یا نائب امام یا فقراء کو پہنچائے۔

(۴) وہ کفار جنہیں زکوٰۃ دی جائے تو وہ دین اسلام کی جانب مائل ہوں یا جنگ میں یا جنگ کے علاوہ مسلمانوں کی مدد

کریں۔ اسی طرح وہ مسلمان جن کا ایمان ان بعض چیزوں پر جو پیغمبر اسلام ﷺ لائے ہیں کمزور ہو لیکن اگر ان کو زکوٰۃ دی جائے تو ان کے ایمان کی تقویت کا سبب بن جائے یا جو مسلمان امام علی - کی ولایت پر ایمان نہیں رکھتے لیکن اگر ان کو زکوٰۃ دی جائے تو وہ امیر المومنین - کی ولایت کی طرف مائل ہوں اور اس پر ایمان لے آئیں۔

(۵) غلاموں کو خرید کر انہیں آزاد کرنا۔ جس کی تفصیل اس کے باب میں بیان ہوئی ہے۔

(۶) وہ مقروض جو اپنا قرض ادا نہ کر سکتا ہو۔

(۷) فی سبیل اللہ یعنی وہ کام جن کا فائدہ تمام مسلمانوں کو پہنچتا ہو، مثلاً مسجد بنانا، ایسا مدرسہ تعمیر کرنا جہاں دینی تعلیم دی جاتی ہو، شہر کی صفائی کرنا نیز سڑکوں کو پختہ بنانا اور انہیں چوڑا کرنا اور ان ہی جیسے دوسرے کام کرنا۔

(۸) ابن السبیل یعنی وہ مسافر جو سفر میں ناچار ہو گیا ہو۔

یہ وہ مدین ہیں جہاں زکوٰۃ خرچ ہوتی ہے لیکن مالک زکوٰۃ کو امام یا نائب امام کی اجازت کے بغیر مد نمبر ۳ اور مد نمبر ۴ میں خرچ نہیں کر سکتا اور اسی طرح احتیاط لازم کی بنا پر مد نمبر ۷ کا حکم بھی یہی ہے اور مذکورہ مدوں کے احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

(۱۸۹۰) احتیاط واجب یہ ہے کہ فقیر اور مسکین اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ زکوٰۃ نہ لے اور اگر اس کے پاس کچھ رقم یا جنس ہو تو فقط اتنی زکوٰۃ لے جتنی رقم یا جنس اس کے سال بھر کے اخراجات کے لئے کم پڑتی ہو۔

(۱۸۹۱) جس شخص کے پاس اپنا پورے سال کا خرچ ہو اگر وہ اس کا کچھ حصہ استعمال کر لے اور بعد میں شک کرے کہ جو کچھ باقی بچا ہے وہ اس کے سال بھر کے اخراجات کے لئے کافی ہے یا نہیں تو وہ زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

(۱۸۹۲) جس ہنر مند یا صاحب جائیداد یا تاجر کی آمدنی اس کے سال بھر کے اخراجات سے کم ہو وہ اپنے اخراجات کی کمی پوری کرنے کے لئے زکوٰۃ لے سکتا ہے اور لازم نہیں ہے کہ وہ اپنے کام کے اوزار یا جائیداد یا سرمایہ اپنے اخراجات کے مصرف میں لے آئے۔

(۱۸۹۳) جس فقیر کے پاس اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے سال بھر کا خرچ نہ ہو لیکن ایک گھر کا مالک ہو جس میں وہ رہتا ہو یا سواری کی چیز رکھتا ہو اور ان کے بغیر گزر بسر نہ کر سکتا ہو خواہ یہ صورت اپنی عزت رکھنے کے لئے ہی ہو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے اور گھر کے سامان، برتنوں اور گرمی و سردی کے کپڑوں اور جن چیزوں کی اسے ضرورت ہو ان کے لئے یہی حکم ہے اور فقیر یہ چیزیں نہ رکھتا ہو اگر اسے اس کی ضرورت ہو تو وہ زکوٰۃ میں سے خرید سکتا ہے۔

(۱۸۹۴) جو فقیر محنت کر کے روزی کما سکتا ہو اور اپنا اور اپنے اہل و عیال کا خرچہ برداشت کر سکتا ہو لیکن سستی کی وجہ سے روزی نہ کما رہا ہو، اس کے لئے زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے۔ وہ طالب علم جس کے لئے روزی کمانا اس کے تحصیل علم کی راہ میں رکاوٹ ہو۔ اگر اس پر علم حاصل کرنا واجب عینی نہ ہو تو کسی بھی صورت میں فقراء کے حصے سے زکوٰۃ نہیں لے سکتا ہاں اگر اس کا علم حاصل کرنا عمومی فائدے کا سبب ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر حاکم شرع کی اجازت سے سبیل اللہ کے حصے سے لے سکتا ہے اور جس فقیر کے لئے ہنر سیکھنا مشکل نہ ہو احتیاط واجب کی بنا پر زکوٰۃ پر زندگی بسر نہ کرے لیکن جب تک ہنر سیکھنے میں مشغول ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

(۱۸۹۵) جو شخص پہلے فقیر رہا ہو اور وہ کہتا ہو کہ میں فقیر ہوں تو اگر چہ اس کے کہنے پر انسان کو اطمینان نہ ہو پھر بھی اُسے زکوٰۃ دے سکتا ہے لیکن جس شخص کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ وہ پہلے فقیر رہا ہے یا نہیں تو احتیاط لازم کی بنا پر جب تک اس کے فقیر ہونے کا اطمینان نہ کر لے، اس کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

(۱۸۹۶) جو شخص کہے کہ میں فقیر ہوں اور پہلے فقیر نہ رہا ہو اگر اس کے کہنے سے اطمینان نہ ہوتا ہو تو اسے زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

(۱۸۹۷) جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہو، اگر کوئی فقیر اس کا مقروض ہو تو وہ زکوٰۃ میں سے اپنا قرض وصول کر سکتا ہے۔

(۱۸۹۸) اگر فقیر مر جائے اور اس کا مال اتنا نہ ہو جتنا اس نے قرضہ دینا ہو تو قرض خواہ قرضے کو زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے بلکہ اگر متوفی کا مال اس پر واجب الادا قرضے کے برابر ہو اور اس کے ورثاء اس کا قرضہ ادا نہ کریں یا کسی اور وجہ سے قرض خواہ اپنا قرضہ واپس نہ لے سکتا ہو تب بھی وہ اپنا قرضہ زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

(۱۸۹۹) یہ ضروری نہیں کہ کوئی شخص جو چیز فقیر کو بطور زکوٰۃ دے اس کے بارے میں اسے بتائے کہ یہ زکوٰۃ ہے بلکہ اگر فقیر زکوٰۃ لینے میں خفت محسوس کرتا ہو تو مستحب ہے کہ اسے مال تو زکوٰۃ کی نیت سے دیا جائے لیکن اس کا زکوٰۃ ہونا اس پر ظاہر نہ کیا جائے۔

(۱۹۰۰) اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے کسی کو زکوٰۃ دے کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ وہ فقیر نہ تھا

یا مسئلے سے ناواقف ہونے کی بنا پر کسی ایسے شخص کو زکوٰۃ دے دے جس کے متعلق اسے علم ہو کہ وہ فقیر نہیں ہے تو یہ کافی نہیں ہے لہذا اس نے جو چیز اس شخص کو بطور زکوٰۃ دی تھی اگر وہ باقی ہو تو ضروری ہے کہ اس شخص سے واپس لے کر مستحق کو دے اور اگر ختم ہو گئی ہو تو اگر لینے والے کو علم تھا کہ وہ مال زکوٰۃ ہے تو انسان اس کو عوض اس سے لے کر مستحق کو دے سکتا ہے اور اگر لینے والے کو علم نہ تھا کہ وہ مال زکوٰۃ ہے تو اس سے کچھ نہیں لے سکتا اور انسان کے اپنے مال سے زکوٰۃ کو عوض مستحق کو دینا ضروری ہے۔ احتیاط واجب کی بنا پر یہ حکم اس وقت بھی ہے جب اس نے فقیر کے بارے میں تحقیق کر لی ہو یا کسی شرعی گواہی کے طور پر اسے فقیر مانا ہو۔

(۱۹۰۱) جو شخص مقروض ہو اور قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اگر اس کے پاس اپنا سال بھر کا خرچ بھی ہو تب بھی اپنا قرضہ ادا کرنے کے لئے زکوٰۃ لے سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس نے جو مال بطور قرض لیا ہو اسے کسی گناہ کے کام میں خرچ نہ کیا ہو۔

(۱۹۰۲) اگر انسان ایک ایسے شخص کو زکوٰۃ جو مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اور بعد میں اسے پتا چلے کہ اس شخص نے جو قرضہ لیا تھا وہ گناہ کے کام پر خرچ کیا تھا تو اگر وہ مقروض فقیر ہو تو انسان نے جو کچھ اسے دیا ہو اسے سہم فقراء میں شمار کر سکتا ہے۔

(۱۹۰۳) جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اگرچہ وہ فقیر ہو تب بھی قرض خواہ قرضے کو جو اسے مقروض سے وصول کرنا ہے زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

(۱۹۰۴) جس مسافر کا زادراہ ختم ہو جائے یا اس کی سواری قابل استعمال نہ رہے اگر اس کا سفر گناہ کی غرض سے نہ ہو اور وہ قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز بیچ کر منزل مقصود تک نہ پہنچ سکتا ہو تو اگرچہ وہ اپنے وطن میں فقیر نہ بھی ہو تو زکوٰۃ لے سکتا ہے لیکن اگر وہ کسی دوسری جگہ سے قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز بیچ کر سفر کے اخراجات حاصل کر سکتا ہو تو وہ فقط اتنی مقدار میں زکوٰۃ لے سکتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنی منزل تک پہنچ جائے اور اگر اپنے وطن میں کوئی چیز فروخت کر کے یا کرائے پر دے کر، اپنے لئے زادراہ مہیا کر سکتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

(۱۹۰۵) جو مسافر سفر میں ناچار ہو جائے اور زکوٰۃ لے اگر اس کے وطن پہنچ جانے کے بعد زکوٰۃ میں سے کچھ بچ جائے اور اسے زکوٰۃ دینے والے کو واپس نہ پہنچا سکتا ہو تو ضروری ہے کہ وہ زائد مال حاکم شرع کو پہنچا دے اور اسے بتا دے کہ یہ مال زکوٰۃ ہے۔

مستحقین زکوٰۃ کی شرائط

(۱۹۰۶) (مال کا) مالک جس شخص کو اپنی زکوٰۃ دے سکتا ہے، ضروری ہے کہ وہ شیعہ اثنا عشری ہو۔ اگر انسان کسی کو شیعہ سمجھتے ہوئے زکوٰۃ دے دے اور بعد میں پتا چلے کہ وہ شیعہ نہ تھا تو ضروری ہے کہ دوبارہ زکوٰۃ دے یہی حکم اس وقت بھی ہے جب اس نے کسی کے شیعہ ہونے کے بارے میں تحقیق کر لی ہو یا کسی شرعی گواہی کے طور پر اسے شیعہ مانا ہو۔

(۱۹۰۷) اگر کوئی شیعہ بچہ یا دیوانہ فقیر ہو تو انسان اس کے سر پرست کو اس نیت سے زکوٰۃ دے سکتا ہے کہ وہ جو کچھ دے رہا ہے وہ بچے یا دیوانے کی ملکیت ہوگی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انسان خود یا کسی امین شخص کے توسط سے زکوٰۃ کو بچے یا دیوانے پر خرچ کرے، ضروری ہے کہ زکوٰۃ کی نیت اس وقت کرے جب وہ زکوٰۃ ان کے استعمال میں لائی جائے۔

(۱۹۰۸) جو فقیر بھیک مانگتا ہو اور اس کا فقیر ہونا ثابت ہو اسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے لیکن جو شخص مال زکوٰۃ گناہ کے کام پر خرچ کرتا ہو ضروری ہے کہ اسے زکوٰۃ نہ دی جائے بلکہ احتیاط یہ ہے کہ وہ شخص جسے زکوٰۃ دینا گناہ کی طرف مائل کرنے کا سبب ہو اگرچہ وہ اسے گناہ کے کام میں خرچ نہ بھی کرے اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

(۱۹۰۹) جو شخص شراب پیتا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو اور اسی طرح جو شخص کھلم کھلا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

(۱۹۱۰) جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اس کو قرضہ زکوٰۃ سے دیا جاسکتا ہے خواہ اس شخص کے اخراجات زکوٰۃ دینے والے پر ہی واجب کیوں نہ ہوں۔

(۱۹۱۱) انسان ان لوگوں کے اخراجات جن کی کفالت اس پر واجب ہو مثلاً اولاد کے اخراجات۔ زکوٰۃ سے ادا نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ خود اولاد کا خرچہ نہ دے تو دوسرے لوگ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ اگر ان واجب النفقہ افراد کا خرچہ دینے کے قابل نہ ہو لیکن اس پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تو ان کے اخراجات زکوٰۃ سے ادا کر سکتا ہے۔

(۱۹۱۲) اگر انسان اپنے بیٹے کو زکوٰۃ اس لیے دے تاکہ اسے اپنی بیوی، نوکر اور نوکرانی پر خرچ کرے یا اپنا قرضہ ادا کرے جبکہ باقی شرائط بھی موجود ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔
 (۱۹۱۳) باپ اپنے بیٹے کو سہم فی سبیل اللہ میں سے علمی اور دینی کتابیں جن کی بیٹے کو ضرورت ہو خرید کر نہیں دے سکتا لیکن اگر رفاہ عامہ کے لئے ان کتابوں کی ضرورت ہو تو احتیاط کی بنا پر حاکم شرع سے اجازت لے لے۔
 (۱۹۱۴) جو باپ بیٹے کی شادی کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ بیٹے کی شادی کے لئے زکوٰۃ میں سے خرچ کر سکتا ہے اور بیٹا بھی باپ کے لئے ایسا ہی کر سکتا ہے۔

(۱۹۱۵) کسی ایسی عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی جس کا شوہر اسے اخراجات دیتا ہو اور ایسی عورت جسے اس کا شوہر اخراجات نہ دیتا ہو لیکن جو حاکم جور سے رجوع کر کے ہی سہی، شوہر کو اخراجات دینے پر مجبور کر سکتی ہو اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

(۱۹۱۶) جس عورت نے متعہ کیا ہو اگر وہ فقیر ہو تو اس کا شوہر اور دوسرے لوگ اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں ہاں اگر عقد کے موقع پر شوہر نے یہ شرط قبول کی ہو کہ اس کے اخراجات دے گا یا کسی اور وجہ سے اس کے اخراجات دینا شوہر پر واجب ہو اور وہ اس عورت کے اخراجات دیتا ہو تو اس عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔

(۱۹۱۷) عورت اپنے فقیر شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے خواہ شوہر وہ زکوٰۃ اس عورت پر ہی کیوں نہ خرچ کرے۔
 (۱۹۱۸) سید، غیر سید سے حالت مجبور کے علاوہ زکوٰۃ نہیں لے سکتا اور احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ ایسی مجبوری ہو کہ خمس اور دوسرے ذرائع آمدنی اس کے خراجات کیلئے کافی نہ ہوں۔ اسی طرح احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ اگر ممکن ہو تو روزانہ صرف اسی دن کے ضروری اخراجات کی مقدار میں زکوٰۃ لینے پر اکتفا کرے۔
 (۱۹۱۹) جس شخص کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ سید ہے یا غیر سید، اسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے ہاں اگر وہ خود سید ہونے کا دعویٰ کرے اور مالک اسے زکوٰۃ دے دے تو وہ مالک بری الذمہ نہ ہو گا۔

زکوٰۃ کی نیت

(۱۹۲۰) ضروری ہے کہ انسان بہ قصد قربت یعنی بارگاہ الہی میں اظہار ذلت کی نیت سے زکوٰۃ دے اور اگر قصد قربت کے بغیر دے تو گناہ بگوار ہونے کے باوجود کا فی ہے اور اپنی نیت میں معین کرے کہ جو کچھ دے رہا ہے وہ مال کی زکوٰۃ ہے زکوٰۃ فطرہ ہے بلکہ مثال کے طور پر اگر گیہوں اور جو کی زکوٰۃ اس پر واجب ہو اور وہ کچھ رقم زکوٰۃ کے طور پر دینا چاہیے تو اس کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ معین کرے کہ گیہوں کی زکوٰۃ دے رہا ہے یا جو کی۔
 (۱۹۲۱) اگر کسی شخص پر متعدد چیزوں کی زکوٰۃ واجب ہو اور وہ زکوٰۃ میں کوئی چیز دے لیکن کسی بھی چیز کی نیت نہ کرے تو جو چیز اس نے زکوٰۃ میں دی ہے اگر اس کی جنس وہی ہو جو ان چیزوں میں سے کسی ایک کی ہے تو وہ اسی جنس کی زکوٰۃ شمار ہو گی۔ فرض کریں کہ کسی شخص پر چالیس بھیڑوں اور پندرہ مثقال سونے کی زکوٰۃ واجب ہے، اگر وہ مثلاً ایک بھیڑ زکوٰۃ میں دے اور ان چیزوں میں سے (کہ جن پر زکوٰۃ واجب ہے) کسی کی بھی نیت نہ کرے تو وہ بھیڑوں کی شمار ہو گی۔ لیکن اگر وہ چاندی کے سکے یا کرنسی نوٹ دے جو ان (چیزوں) کے ہم جنس نہیں ہے تو بعض (علماء) کے بقول وہ (سکے یا نوٹ) ان تمام (چیزوں) پر حساب سے بانٹ دیئے جائیں لیکن یہ بات اشکال سے خالی نہیں بلکہ احتمال یہ ہے کہ وہ ان چیزوں میں سے کسی کی بھی (زکوٰۃ) شمار نہ ہوں گے اور (نیت نہ کرنے تک) مالک مال کی ملکیت رہیں گے۔

(۱۹۲۲) اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے کسی کو وکیل بنائے تو ضروری ہے کہ مال زکوٰۃ وکیل کے حوالے کرتے وقت نیت کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس زکوٰۃ کے فقیر تک پہنچنے تک اپنی اسی نیت پر باقی رہے۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

(۱۹۲۳) ضروری ہے کہ انسان گیہوں اور جو کو بھوسے سے الگ کرنے کے موقع پر اور کھجور اور انگور کے خشک ہونے کے وقت زکوٰۃ فقیر کو دے دے یا اپنے مال سے علیحدہ کر دے۔ ضروری ہے کہ سونے، چاندی، گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ گیارہ مہینے ختم ہونے کے بعد فقیر کو دے یا اپنے مال سے علیحدہ کر دے۔

(۱۹۲۴) زکوٰۃ علیحدہ کرنے کے بعد ایک شخص کے لئے لازم نہیں کہ اسے فوراً مستحق شخص کر دے اور اگر کسی عقلی مقصد سے اس میں تاخیر کرے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۹۲۵) جو شخص زکوٰۃ مستحق شخص کو پہنچا سکتا ہو اگر وہ اسے زکوٰۃ نہ پہنچائے اور اس کے کوتاہی برتنے کی وجہ سے مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۱۹۲۶) جو شخص زکوٰۃ مستحق تک پہنچا سکتا ہو اگر وہ اسے زکوٰۃ پہنچائے اور مال زکوٰۃ حفاظت کرنے کے باوجود تلف ہو جائے تو زکوٰۃ ادا کرنے میں تاخیر کی کوئی صحیح وجہ نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے لیکن اگر تاخیر کرنے کی کوئی صحیح وجہ تھی مثلاً ایک خاص فقیر اس کی نظر میں تھا یا تھوڑا تھوڑا کر کے فقراء کو دینا چاہتا تھا تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کا ضامن ہے۔

(۱۹۲۷) اگر کوئی شخص زکوٰۃ (عین اسی) مال سے جدا کر دے تو وہ باقی ماندہ مال میں تصرف کر سکتا ہے اور اگر وہ زکوٰۃ اپنے کسی دوسرے مال سے جدا کر دے تو اس پورے مال میں تصرف کر سکتا ہے۔

(۱۹۲۸) انسان نے جو مال زکوٰۃ کے طور پر علیحدہ کیا ہو اسے اپنے لئے اٹھا کر اس کی جگہ کوئی دوسری چیز نہیں رکھ سکتا۔

(۱۹۲۹) اگر اس مال زکوٰۃ سے جو کسی شخص نے علیحدہ کر دیا ہو کوئی منفعت حاصل ہو مثلاً جو بھیڑ بطور زکوٰۃ علیحدہ کی ہو وہ بچہ جنے تو وہ منفعت زکوٰۃ کا حکم رکھتی ہے۔

(۱۹۳۰) جب کوئی شخص مال زکوٰۃ علیحدہ کر رہا ہو اگر اس وقت کوئی مستحق موجود ہو تو بہتر ہے کہ زکوٰۃ اسے دیدے بجز اس صورت کے کوئی ایسا شخص اس کی نظر میں ہو جسے زکوٰۃ دینا کسی وجہ سے بہتر ہو۔

(۱۹۳۱) اگر کوئی شخص حاکم شرع کی اجازت کے بغیر اس مال سے کاروبار کرے جو اس نے زکوٰۃ کیلئے علیحدہ کر دی ہو اور اس میں خسارہ ہو جائے تو وہ زکوٰۃ میں سے کوئی کمی نہیں کر سکتا لیکن اگر منافع ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ مستحق کو دیدے۔

(۱۹۳۲) اگر کوئی شخص اس سے پہلے کی زکوٰۃ اس پر واجب ہو کوئی چیز بطور زکوٰۃ فقیر کو دے دے تو وہ زکوٰۃ میں شمار نہیں ہوگی اور اگر اس پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد وہ چیز جو اس نے فقیر کو دی تھی تلف نہ ہوئی ہو اور فقیر ابھی تک فقیری میں مبتلا ہو تو زکوٰۃ دینے والا اس چیز کو جو اس نے فقیر کو دی تھی زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

(۱۹۳۳) اگر فقیر یہ جانتے ہوئے کہ زکوٰۃ ایک شخص پر واجب نہیں ہوئی اس سے کوئی چیز بطور زکوٰۃ کے لئے اور وہ چیز فقیر کی تحویل میں تلف ہو جائے تو فقیر اس کا ذمہ دار ہے اور جب زکوٰۃ اس شخص پر واجب ہو جائے اور فقیر اس وقت تک تنگدست ہو تو جو چیز اس شخص پر واجب نہیں ہوئی ہے اور اس سے کوئی چیز بطور زکوٰۃ کے لئے اور وہ چیز فقیر کی تحویل میں تلف ہو جائے تو فقیر ذمہ دار نہیں ہے اور دینے والا شخص اس چیز کا عوض زکوٰۃ میں شمار نہیں کر سکتا۔

(۱۹۳۴) اگر کوئی فقیر نہ جانتا ہو کہ زکوٰۃ ایک شخص پر واجب نہیں ہوئی ہے اور اس سے کوئی چیز بطور زکوٰۃ کے لئے اور وہ چیز فقیر کی تحویل میں تلف ہو جائے تو فقیر ذمہ دار نہیں ہے اور دینے والا شخص اس چیز کا عوض زکوٰۃ میں شمار نہیں کر سکتا۔

(۱۹۳۵) مستحب ہے کہ گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ آبرو مند فقراء کو دی جائے اور زکوٰۃ دینے میں اپنے رشتہ داروں کو دوسروں پر اور اہل علم کے بے علم لوگوں پر اور اور جو لوگ ہاتھ نہ پھیلاتے ہوں ان کو منگتوں پر ترجیح دی جائے ہاں، یہ ممکن ہے کہ کسی فقیر کو کسی اور وجہ سے زکوٰۃ دینا بہتر ہو۔

(۱۹۳۶) بہتر ہے کہ زکوٰۃ علانیہ دی جائے اور مستحب صدقہ پوشیدہ طور پر دیا جائے۔

(۱۹۳۷) جو شخص زکوٰۃ دینا چاہتا ہو اگر اس کے شہر میں کوئی مستحق نہ ہو اور وہ زکوٰۃ کو اس کے لئے کسی اور معین مد میں بھی صرف نہ کر سکتا ہو تو وہ اسے کسی دوسرے شہر لے جا سکتا ہے اور اس صورت میں اگر اس نے حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو اور وہ مال تلف ہو جائے تو ضامن نہیں ہے۔ وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ حاکم شرع سے وکالت لے لے اور اس مال کو حاکم شرع کی وکالت میں وصول کرے اور پھر اسے کسی شہر میں منتقل کرے۔ اس صورت میں وہ تلف کا ذمہ دار بھی نہ ہوگا اور منتقل کرنے کی اجرت بھی زکوٰۃ میں سے لے سکتا ہے۔

(۱۹۳۸) اگر زکوٰۃ دینے والے کو اپنے شہر میں کوئی مستحق مل جائے تب بھی وہ مال زکوٰۃ دوسرے شہر لے جا سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس شہر میں لے جانے کے اخراجات خود برداشت کرے اور اگر مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو وہ خود ذمہ دار ہے بجز اس صورت کے کہ مال زکوٰۃ دوسرے شہر میں حاکم شرع کے حکم سے لے گیا ہو۔

(۱۹۳۹) جو شخص گیہوں، جو، کشمش اور کجھور بطور زکوٰۃ دے رہا ہو، ان اجناس کے ناپ تول کی اجرت اس کی اپنی ذمہ داری ہے۔

(۱۹۴۰) انسان کے لئے مکروہ ہے کہ مستحق سے درخواست کرے کہ جو زکوٰۃ اس نے اس سے لی ہے اسی کے ہاتھ فروخت کر دے لیکن اگر مستحق نے جو بطور زکوٰۃ لی ہے اسے بیچنا چاہے تو جب اس کی قیمت طے ہو جائے تو جس شخص نے مستحق کو زکوٰۃ دی ہو اس چیز کو خریدنے کیلئے اس کا حق دوسروں پر فائق ہے۔

(۱۹۴۱) اگر کسی شخص کو شک ہو کہ جو زکوٰۃ اس پر واجب ہوئی تھی وہ اس نے دی ہے یا نہیں اور جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ بھی موجود ہو تو ضروری ہے کہ زکوٰۃ دے خواہ اس کا شک گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کے متعلق ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر وہ مال ضائع ہو چکا ہو تو اگر چہ اسی سال کی زکوٰۃ کے متعلق ہی شک کیوں نہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۱۹۴۲) فقیر یہ نہیں کر سکتا کہ زکوٰۃ لینے سے پہلے اس کی مقدار سے کم مقدار پر مصالحت کر لے یا کسی چیز کو اس کی قیمت سے زیادہ قیمت پر بطور زکوٰۃ قبول کرے اور اسی طرح مالک بھی یہ نہیں کر سکتا کہ مستحق کو اس شرط پر زکوٰۃ دے کہ وہ مستحق اسے واپس کر دے گا لیکن اگر مستحق زکوٰۃ لینے کے بعد راضی ہو جائے اور اس زکوٰۃ کو اسے واپس کر دے تو کوئی حرج نہیں مثلاً کسی شخص پر بہت زیادہ زکوٰۃ واجب ہو اور فقیر ہو جانے کی وجہ سے وہ زکوٰۃ ادا نہ کر سکتا ہو اور اس نے توبہ کر لی ہو تو اگر فقیر راضی ہو جائے کہ اس سے زکوٰۃ لے کر پھر اسے بخش دے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۹۴۳) انسان قرآن مجید، دینی کتابیں یا دعا کی کتابیں سہم فی سبیل اللہ سے خرید کر وقف نہیں کر سکتا لیکن اگر رفاہ عامہ کے لئے ان چیزوں کی ضرورت ہو تو احتیاطاً لازم کی بنا پر حاکم شرع سے اجازت لے لے۔

(۱۹۴۴) انسان مال زکوٰۃ سے جائیداد خرید کر اپنی اولاد یا ان لوگوں کو وقف نہیں کر سکتا جن کا خرچہ اس پر واجب ہو تاکہ وہ اس جائیداد کی منفعت اپنے مصرف میں لے آئیں۔

(۱۹۴۵) حج اور زیارات وغیرہ پر جانے کے لئے انسان فی سبیل اللہ کے حصے سے زکوٰۃ لے سکتا ہے اگر چہ وہ فقیر نہ ہو یا اپنے سال بھر کے اخراجات کے لئے زکوٰۃ لے چکا ہو لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ اس کا حج اور زیارات وغیرہ کے لئے جانا لوگوں کے مفاد میں ہو اور احتیاطاً کی بنا پر ایسے کاموں میں زکوٰۃ خرچ کرنے کے لئے حاکم شرع سے اجازت لے لے۔

(۱۹۴۶) اگر ایک مالک اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کیلئے کسی فقیر کو وکیل بنائے اور فقیر کو یہ احتمال ہو کہ مالک کا ارادہ یہ تھا کہ وہ خود (یعنی فقیر) اس مال سے کچھ نہ لے تو اس صورت میں وہ کوئی چیز ان میں سے اپنے لئے نہیں لے سکتا اور اگر فقیر کو یہ یقین ہو کہ مالک کا ارادہ یہ نہیں تھا تو وہ اپنے لئے بھی لے سکتا ہے۔

(۱۹۴۷) اگر کوئی فقیر اونٹ، گائیں، بھیڑیں، سونا اور چاندی بطور زکوٰۃ حاصل کرے اور ان میں وہ سب شرائط موجود ہوں جو زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے بیان کی گئی ہیں تو ضروری ہے کہ فقیر ان پر زکوٰۃ دے۔

(۱۹۴۸) اگر دو اشخاص ایک ایسے مال میں حصہ دار ہوں جس کی زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اور ان میں سے ایک اپنے حصے کی زکوٰۃ دے دے اور بعد میں وہ مال تقسیم کر لیں (اور جو شخص زکوٰۃ دے چکا ہے) اگر چہ اسے علم ہو کہ اس کے ساتھی نے اپنے حصے کی زکوٰۃ نہیں دی اور نہ ہی بعد میں دے گا تو اس کا اپنے حصے میں تصرف کرنا اشکال نہیں رکھتا۔

(۱۹۴۹) اگر خمس اور زکوٰۃ کسی شخص کے ذمے واجب ہو اور کفارہ اور منت وغیرہ بھی اس پر واجب ہو اور وہ مقروض بھی ہو اور ان سب کی ادائیگی نہ کر سکتا ہو تو اگر وہ مال جس پر خمس یا زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تلف نہ ہو گیا ہو تو ضروری ہے کہ خمس اور زکوٰۃ دے اور اگر وہ مال تلف ہو گیا ہو تو کفارے اور نذر سے پہلے زکوٰۃ، خمس اور قرض ادا کرے۔

(۱۹۵۰) جس شخص کے ذمے خمس یا زکوٰۃ واجب الادا ہو اور حج بھی اس پر واجب ہو اور وہ مقروض بھی ہو اگر وہ مرجائے اور اس کا مال ان تمام چیزوں کیلئے کافی نہ ہو تو اگر وہ مال جس پر خمس اور زکوٰۃ واجب ہو چکے ہوں تلف نہ ہو گیا ہو تو ضروری ہے کہ خمس یا زکوٰۃ ادا کی جائے اور اس کا باقی ماندہ مال قرض کی ادائیگی پر خرچ کیا جائے۔ اگر وہ مال جس پر خمس اور زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تلف ہو گیا ہو تو ضروری ہے کہ اس کا مال قرض کی ادائیگی پر خرچ کیا جائے اور اس صورت میں اگر بچ جائے تو حج کیا جائے اور اگر زیادہ بچا ہو تو اسے خمس اور زکوٰۃ پر تقسیم کر دیا جائے۔ (۱۹۵۱) جو شخص علم حاصل کرنے میں مشغول ہو اگر علم حاصل نہ کرے تو اپنی روزی کمانے کے لئے کام کر سکتا ہو، اگر اس کا علم حاصل کرنا واجب عینی ہو تو فقراء کے حصے سے اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اور اگر اس کا علم حاصل کرنا عوامی بہبود کے لئے ہو تو فی سبیل اللہ کی مدد سے احتیاطاً کی بنا پر حاکم شرع کی اجازت سے اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ ان دو صورتوں کے علاوہ اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

زکوٰۃ فطرہ

(۱۹۵۲) عید الفطر کی رات غروب آفتاب کے وقت جو شخص بالغ اور عاقل ہو اور نہ تو بے ہوش ہو اور نہ فقیر اور نہ

کسی دوسرے کا غلام ہو تو ضروری ہے کہ اپنے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو اس کے ہاں کھانا کھاتے ہوں فی کس ایک صاع جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تقریباً تین کلو ہوتا ہے ان غذاؤں میں سے جو اس کے شہر (یا علاقے) میں استعمال ہوتی ہوں، مثلاً گیہوں یا جو کھجور یا کشمش یا چاول یا جوار مستحق شخص کو دے اور اگر ان کے بجائے ان کی قیمت نقدی کی شکل میں دے تب بھی کافی ہے۔ احتیاط لازم یہ ہے کہ جو غذا اس کے شہر میں عام طور پر استعمال نہ ہوتی ہو چاہیے وہ گیہوں، جو، کھجور یا کشمش ہو، نہ دے۔

(۱۹۵۳) جس شخص کے پاس اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے سال بھر کے اخراجات نہ ہوں اور اس کا کوئی روزگار بھی نہ ہو جس کے ذریعے وہ اپنے اہل و عیال کا سال بھر کا خرچہ پورا کر سکے وہ فقیر ہے اور اس پر فطرہ دینا واجب نہیں ہے۔

(۱۹۵۴) جو لوگ عید الفطر کی رات غروب کے وقت کسی کے ہاں کھانے والے سمجھے جائیں ضروری ہے کہ صاحب خانہ ان کا فطرہ دے، قطع نظر اس سے کہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، مسلمان ہوں یا کافر، ان کا خرچہ اس پر واجب ہو یا نہ ہو اور وہ اس کے شہر میں ہوں یا کسی دوسرے شہر میں ہوں۔

(۱۹۵۵) اگر کوئی شخص ایک ایسے شخص کو جو اس کے ہاں کھانا کھانے والا گردانا جائے، اور دوسرے شہر میں ہو، اپنا نمائندہ مقرر کرے کہ اس کے (یعنی صاحب خانہ کے) مال سے اپنا فطرہ دے دے اور اسے اطمینان ہو کہ وہ شخص فطرہ دے گا تو خود صاحب خانہ کے لئے اس کا فطرہ دینا ضروری نہیں۔

(۱۹۵۶) جو مہمان عید الفطر کی رات غروب سے پہلے صاحب خانہ کی رضامندی سے اس کے گھر آئے، رات اس کے ہاں گزارے اور اس کے ہاں کھانا کھانے والوں میں اگرچہ وقتی طور پر شمار ہو اس کا فطرہ بھی صاحب خانہ پر واجب ہے۔

(۱۹۵۷) جو مہمان عید الفطر کی رات غروب کے بعد وارد ہو اگر وہ صاحب خانہ کے ہاں کھانا کھانے والا شمار ہو تو اس کا فطرہ صاحب خانہ پر احتیاط کی بنا پر واجب ہے اور کھانا کھانے والا شمار نہ ہو تو واجب نہیں ہے اور جس شخص کو انسان نے عید کی شب میں اپنے گھر افطار پر بلایا ہو، وہ اس کے ہاں کھانا کھانا والا شمار نہیں ہوتا اور صاحب خانہ پر اس کا فطرہ واجب نہیں ہے۔

(۱۹۵۸) اگر کوئی شخص عید الفطر کی رات غروب کے وقت دیوانہ ہو اور اس کی دیوانگی عید الفطر کے دن ظہر کے وقت تک باقی رہے تو اس پر فطرہ واجب نہیں ہے ورنہ احتیاط واجب کی بنا لازم ہے کہ فطرہ دے۔

(۱۹۵۹) غروب آفتاب سے پہلے اگر کوئی بچہ بالغ ہو جائے یا کوئی دیوانہ عاقل ہو جائے یا کوئی فقیر غنی ہو جائے تو اگر وہ فطرہ واجب ہونیکے شرائط پوری کرتا ہو تو ضروری ہے کہ فطرہ دے۔

(۱۹۶۰) اگر عید الفطر کی رات غروب کے وقت فطرہ واجب ہونیکے شرائط نہ ہوں، لیکن اگر عید کے دن ظہر کے وقت سے پہلے تک فطرہ واجب ہونے کی شرائط اس میں موجود ہوجائیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ دے۔

(۱۹۶۱) اگر کوئی کافر عید الفطر کی رات غروب آفتاب کے بعد مسلمان ہو جائے تو اس پر فطرہ واجب نہیں ہے لیکن اگر ایک ایسا مسلمان جو شیعہ نہ ہو وہ عید کا چاند دیکھنے کے بعد شیعہ ہو جائے تو ضروری ہے کہ فطرہ دے۔

(۱۹۶۲) جس شخص کے پاس صرف اندازاً ایک صاع گیہوں یا اس جیسی کوئی جنس ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ فطرہ دے اور اگر اس کے اہل و عیال بھی ہوں اور وہ ان کا فطرہ بھی دینا چاہتا ہو تو وہ ایسا کر سکتا ہے کہ فطرے کی نیت سے ایک صاع گیہوں وغیرہ اپنے اہل و عیال میں سے کسی ایک کو دے دے اور وہ بھی اسی نیت سے دوسرے کو دے دے اور وہ اسی طرح دیتے رہیں حتیٰ کہ وہ جنس خاندان کے آخری فرد تک پہنچ جائے اور بہتر ہے کہ جو چیز آخری فرد کے ملے وہ کسی ایسے شخص کو دے جو خود ان لوگوں میں سے نہ ہو جنہوں نے فطرہ ایک دوسرے کو دیا ہے اور اگر ان لوگوں میں کوئی نابالغ یا دیوانہ ہو تو اس کا سر پرست اس کی بجائے فطرہ لے سکتا ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ چیز اس کی نیت سے نہ لے بلکہ خود کے لئے لے۔

(۱۹۶۳) اگر عید الفطر کی رات غروب کے بعد کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اس کا فطرہ دینا واجب نہیں ہے لیکن اگر غروب سے پہلے صاحب اولاد ہو جائے یا شادی کر لے، اگر وہ اس کے ہاں کھانا کھانے والے شمار ہوں تو ان کا فطرہ دینا ضروری ہے اور اگر وہ کسی اور کے ہاں کھانا کھانے والے شمار ہوں تو اس پر (یعنی باپ یا شوہر پر) ان کا فطرہ واجب نہیں اور اگر کسی کے ہاں کھانا کھانے والے نہ سمجھے جائیں تو عورت کافرہ خود پر واجب ہے اور بچے کی کوئی ذمہ داری نہیں۔

(۱۹۶۴) اگر کوئی شخص کسی کے ہاں کھانا کھاتا ہو اور غروب سے پہلے کسی دوسرے کے ہاں کھانا کھانے والا ہوجائے تو اس کا فطرہ اسی شخص پر واجب ہے جس کے ہاں وہ کھانا کھانے والا بن جائے مثلاً اگر عورت غروب سے پہلے شوہر

کے گھر چلی جائے تو ضروری ہے کہ شوہر اس کا فطرہ دے۔

(۱۹۶۵) جس شخص کا فطرہ کسی دوسرے شخص پر واجب ہو اس پر اپنا فطرہ دینا واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ اس کا فطرہ نہ دے یا نہ دے سکتا ہو تو احتیاط کی بنا پر خود اس شخص پر واجب ہے کہ مسئلہ ۱۹۵۲ میں ذکر شدہ شرائط اگر اس میں موجود ہوں تو خود اپنا فطرہ دے۔

(۱۹۶۶) جس شخص کا فطرہ کسی دوسرے شخص پر واجب ہو، اگر وہ خود اپنا فطرہ دے دے تو جس شخص پر اس کا فطرہ واجب ہو اس پر سے اس کی ادائیگی کا وجوب ساقط نہیں ہوتا۔

(۱۹۶۷) غیر سید، کسی سید کو فطرہ نہیں دے سکتا حتیٰ کہ اگر سید اس کے ہاں کھانا کھاتا ہو تب بھی اس کا فطرہ وہ کسی دوسرے سید کو نہیں دے سکتا۔

(۱۹۶۸) جو بچہ ماں یا دایہ کا دودھ پیتا ہو اس کا فطرہ اس شخص پر واجب ہے جو ماں یا دایہ کے اخراجات برداشت کرتا ہو، لیکن اگر ماں یا دایہ اپنا خرچہ بچے کے مال سے پورا کرتی ہو تو بچے کا فطرہ کسی پر واجب نہیں۔

(۱۹۶۹) انسان اگرچہ اپنے اہل و عیال کا خرچ حرام مال سے دیتا ہو، ضروری ہے کہ ان کا فطرہ حلال مال سے دے۔

(۱۹۷۰) اگر انسان کسی شخص کو اجرت پر رکھے جیسے مستری، بڑھئی یا خدمتگار اور اس کا خرچ اس طرح دے کہ وہ اس کا کھانا کھانے والوں میں شمار ہو تو ضروری ہے کہ اس کا فطرہ بھی دے لیکن اگر اسے صرف کام کی مزدوری دے تو اس (اجیر) کا فطرہ ادا کرنا اس پر واجب نہیں ہے۔

(۱۹۷۱) اگر کوئی شخص عید الفطر کی رات غروب سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کا اور اس کے اہل و عیال کا فطرہ اس کے مال سے دیا جانا ضروری نہیں لیکن اگر غروب کے بعد فوت ہو تو علماء میں مشہور یہ ہے کہ اس کا اور اس کے اہل و عیال کا فطرہ اس کے مال سے دیا جائے لیکن یہ حکم اشکال سے خالی نہیں اور احتیاط کے تقاضوں کو ترک نہ کیا جائے۔

زکوٰۃ فطرہ کا مصرف

(۱۹۷۲) فطرہ احتیاط واجب کی بنا پر فقط ان شیعہ اثنا عشری فقراء کو دینا ضروری ہے جو ان شرائط پر پورے اترتے ہوں جن کا ذکر زکوٰۃ کے مستحقین میں ہو چکا ہے اور اگر شہر میں شیعہ اثنا عشری فقراء نہ ملیں تو دوسرے مسلمان فقراء کو فطرہ دے سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ کسی بھی صورت میں ناصبی کو نہ دیا جائے۔

(۱۹۷۳) اگر کوئی شیعہ بچہ فقیر ہو تو انسان یہ کر سکتا ہے کہ فطرہ اس پر خرچ کرے یا اس کے سر پرست کو دے کر اسے بچے کی ملکیت قرار دے۔

(۱۹۷۴) جس فقیر کو فطرہ دیا جائے تو ضروری نہیں کہ وہ عادل ہو لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ شرابی، بے نمازی اور جو کھلم کھلا گناہ کرتا ہو اسے فطرہ نہ دیا جائے۔

(۱۹۷۵) جو شخص فطرہ ناجائز کاموں میں خرچ کرتا ہو تو اسے فطرہ نہ دیا جائے۔

(۱۹۷۶) احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایک فقیر کو ایک صاع سے کم فطرہ نہ دیا جائے مگر اس صورت میں دیا جا سکتا ہے کہ سب موجود فقراء کو نہ پہنچ سکے۔ البتہ ایک صاع سے زیادہ دینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۱۹۷۷) جب کسی جنس کی قیمت اسی جنس کی معمولی قسم سے دگنی ہو، مثلاً کسی گیہوں کی قیمت معمولی قسم کی گیہوں کی قیمت سے دگنی ہو تو اگر کوئی شخص اس (بڑھیا جنس) کا آدھا صاع فطرہ دے تو یہ کافی نہیں ہے بلکہ اگر وہ آدھا صاع فطرہ کی قیمت کی نیت سے بھی دے تو کافی نہیں ہے۔

(۱۹۷۸) انسان آدھا صاع ایک جنس کا مثلاً گیہوں کا اور آدھا صاع کسی دوسری جنس مثلاً جو کا، بطور فطرہ نہیں دے سکتا بلکہ اگر یہ آدھا آدھا صاع فطرہ کی قیمت کی نیت سے بھی دے تو کافی نہیں ہے۔

(۱۹۷۹) انسان کے لئے مستحب ہے کہ زکوٰۃ دینے میں اپنے رشتے داروں اور ہمسایوں کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دے۔ مناسب یہ ہے کہ اہل علم و فضل اور دیندار لوگوں کو بھی دوسروں پر ترجیح دے۔

(۱۹۸۰) اگر انسان یہ خیال کرتے ہوئے کسی ایک شخص فقیر سے اسے فطرہ دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ فقیر نہ تھا تو اگر اس نے جو مال فقیر کو دیا تھا وہ ختم نہ ہو گیا ہو تو ضروری ہے کہ واپس لے لے اور مستحق کو دے دے اور اگر واپس نہ لے سکتا ہو تو ضروری ہے کہ خود اپنے مال سے فطرے کا عوض دے اور اگر اسے یہ علم نہ ہو تو عوض دینا اس پر واجب نہیں ہے اور ضروری ہے کہ فطرہ دینے والے خود فطرے کو عوض دے۔

(۱۹۸۱) اگر کوئی شخص کہے کہ میں فقیر ہوں تو اسے فطرہ نہیں دیا جاسکتا بجز اس صورت کے کہ کسی کے کہنے سے اطمینان ہو جائے یا اسے علم ہو کہ وہ پہلے فقیر تھا۔

زکوٰۃ فطرہ کے متفرق مسائل

(۱۹۸۲) ضروری ہے کہ انسان فطرہ قربت کے قصد سے یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے دے اور اسے دیتے وقت فطرے کی نیت کرے۔

(۱۹۸۴) گیہوں یا کوئی دوسری چیز جو فطرہ کے طور پر دی جائے ضروری ہے کہ اس پر واجب ہو جائے قرضے کو فطرے میں شمار کر لے، تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۹۸۴) گیہوں یا کوئی دوسری چیز جو فطرہ کے طور پر دی جائے ضروری ہے کہ اس میں کوئی اور جنس یا مٹی نہ ملی ہوئی ہو۔ اگر اس میں کوئی ایسی چیز ملی ہوئی ہو اور خالص مال ایک صاع تک پہنچ جائے اور ملی ہوئی چیز جدا کئے بغیر استعمال کے قابل ہو یا جدا کرنے میں حد سے زیادہ زحمت نہ ہو یا جو چیز ملی ہوئی ہو وہ اتنی کم ہو کہ قابل توجہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

(۱۹۸۵) اگر کوئی شخص عیب دار چیز فطرے کے طور پر دے تو احتیاط واجب کی بنا پر کافی نہیں ہے۔

(۱۹۸۶) جس شخص کو کئی اشخاص کا فطرہ دینا ہو اس کیلئے ضروری نہیں کہ سارا فطرہ ایک ہی جنس سے دے مثلاً اگر بعض افراد کا فطرہ گیہوں سے اور بعض دوسروں کا جو سے دے تو بھی کافی ہے۔

(۱۹۸۷) عید کی نماز پڑھنے والے شخص کو احتیاط واجب کی بنا پر عید کی نماز سے پہلے فطرہ دینا ضروری ہے لیکن اگر کوئی شخص نماز عید نہیں پڑھتا ہے تو فطرے کی ادائیگی میں ظہر تک تاخیر کر سکتا ہے۔

(۱۹۸۸) اگر کوئی شخص فطرے کی نیت سے اپنے مال کی کچھ مقدار علیحدہ کر دے اور عید کے دن ظہر کے وقت تک مستحق کو نہ دے تو جب بھی وہ مال مستحق کو دے فطرے کی نیت کرے۔ اگر تاخیر میں کوئی عقلی وجہ ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

(۱۹۸۹) اگر کوئی شخص عید کے دن ظہر تک فطرہ نہ دے اور الگ بھی نہ کرے تو اس کے بعد ادا اور قضا کی نیت کئے بغیر فطرہ دے۔

(۱۹۹۰) اگر کوئی شخص فطرہ الگ کر دے تو وہ اسے اپنے لئے اٹھا کر دوسرا مال اس کی جگہ بطور فطرہ نہیں رکھ سکتا۔

(۱۹۹۱) اگر کسی شخص کے پاس ایسا مال ہو جس کی قیمت فطرے سے زیادہ ہو تو اگر وہ شخص فطرہ نہ دے اور نیت کرے کہ اس مال کی کچھ مقدار فطرے کیلئے فراد دینا احتیاط واجب کی بنا پر کافی نہیں۔

(۱۹۹۲) کسی شخص نے جو مال فطرے کے لئے الگ کیا ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ فقیر تک پہنچ سکتا تھا اس نے فطرہ دینے میں تاخیر کی ہو یا اس کی حفاظت کرنے میں کوتاہی کی ہو تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے اور اگر فقیر تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو تو پھر ذمہ دار نہیں ہے۔

(۱۹۹۳) اگر فطرہ دینے والے کے اپنے علاقے میں مستحق مل جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ دوسری جگہ نہ لے جائے اور اگر دوسری جگہ لے جائے اور مستحق تک پہنچائے تو کافی ہے اور اگر دوسری جگہ پہنچائے اور وہ مال تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کو کا عوض دے۔

توضیح المسائل (آقائے سیستانی)

حج کے احکام

(۱۹۹۴) بیت اللہ کی زیارت کرنے اور ان اعمال کو بجالانے کا نام حج ہے جن کے وہاں بجالانے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی بجا آوری پر اس شخص کے لئے جمع مندرجہ ذیل شرائط پوری کرتا ہو تمام عمر میں ایک دفعہ واجب ہے۔

(اول) انسان بالغ ہو۔

(دوم) عاقل اور آزاد ہو۔

(سوم) حج پر جانے کی وجہ سے کوئی ایسا ناجائز کام کرنے پر مجبور نہ ہو جس کا ترک کرنا حج کرنے سے زیادہ اہم ہو یا کوئی ایسا واجب کام ترک نہ ہوتا ہو جو حج سے زیادہ اہم ہو لیکن اگر اس حالت میں بھی حج پر چلا جائے تو گناہگار

ضرور ہے مگر حج صحیح ہے۔

(چہارم) استطاعت رکھتا ہو صاحب استطاعت ہونا چند چیزوں پر منحصر ہے۔

(۱) انسان راستے کا خرچ اور اسی طرح اگر ضرورت ہو تو سواری رکھتا ہو یا اتنا مال رکھتا ہو کہ ان چیزوں کو مہیا کر سکے۔

(۲) اتنی صحت اور طاقت ہو کہ زیادہ مشقت کے ہے بغیر مکہ مکرمہ جا کر حج کر سکتا ہو یہ شرط حج کے موقع سے مخصوص ہے اور اگر کوئی شخص مالی استطاعت رکھتا ہو مگر جسمانی طاقت حج کے وقت نہ رکھتا ہو یا اگر خود بجائے تو اس کیلئے نقصان ہے اور صحت یابی کی بھی کوئی امید نہ ہو تو اسے چاہیے کہ کسی کونائب بنائے۔

(۳) مکہ مکرمہ جانے کیلئے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور اگر راستہ بند ہو یا انسان کو ڈر ہو کہ راستے میں اس کی جان یا آبرو چلی جائے گی یا اس کا مال چھین لیا جائے گا تو اس پر حج واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ دوسرے راستے سے جاسکتا ہو تو اگرچہ وہ راستہ زیادہ طویل ہو تو ضروری ہے کہ اس راستے سے جائے بجز اس کے کہ وہ راستہ اس قدر دور اور غیر معروف ہو کہ لوگ کہیں کہ حج کا راستہ بند ہے۔

(۴) جب سارے شرائط موجود ہوں تو اس کے پاس اتنا وقت بھی ہو کہ مکہ مکرمہ پہنچ کر حج کے اعمال بجالاسکے۔

(۵) جن لوگوں کے اخراجات اس پر واجب ہوں مثلاً بیوی اور بچے لوگوں کے اخراجات ترک کرنا اس کیلئے گناہ ہوں تو ان کے اخراجات اس کے پاس موجود ہوں۔

(۶) حج سے واپسی کے بعد وہ معاش کیلئے کوئی ہنر یا کھیتی یا جائیداد رکھتا ہو یا کوئی دوسرا ذریعہ آمدنی رکھتا ہو یعنی ایسا نہ ہو کہ حج کے اخراجات کی وجہ سے حج سے واپسی پر مجبور ہو جائے اور تنگی دستی میں زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائے۔

(۱۹۹۵) جس شخص کی ضرورت اپنے ذاتی مکان کے بغیر پوری نہ ہوسکے اس پر حج اس وقت واجب ہے جب اس کے پاس مکان کیلئے بھی رقم ہو۔

(۱۹۹۶) جو عورت مکہ مکرمہ جا سکتی ہو اگر واپسی کے بعد اس کے پاس اس کا اپنا کوئی مال نہ ہو اور مثال کے طور پر اس کا شوہر بھی فقیر ہو اور اسے خرچ نہ دیتا ہو اور وہ عورت عسرت میں زندگی گزارنے پر مجبور ہو جائے تو اس پر حج واجب نہیں۔

(۱۹۹۷) اگر کسی شخص کے پاس حج کیلئے زادراہ اور سواری نہ ہو اور دوسرا کوئی اسے کہے کہ تم حج پر جاؤ میں تمہارے سفر کا خرچ دوں گا اور تمہارے سفر حج کے دوران تمہارے اہل و عیال کو بھی خرچ دیتا رہوں گا تو اگر اسے اطمینان ہو جائے کہ وہ شخص اسے خرچ دے گا تو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔

(۱۹۹۸) اگر کسی شخص کو مکہ مکرمہ جانے اور واپس آنے کا خرچ اور جتنی مدت اسے وہاں جانے اور واپس آنے میں لگے اس کے لئے اس کے اہل و عیال کا خرچ دے دیا جائے کہ وہ حج کر لے تو اگرچہ وہ مقروض بھی ہو اور واپسی پر گزر بسر کرنے کے لئے مال بھی نہ رکھتا ہو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے لیکن اگر اس طرح ہو کہ حج کے سفر کا زمانہ اس کے کاروبار اور کام کا زمانہ ہو کہ اگر حج پر چلا جائے تو اپنا قرض مقررہ وقت پر ادا نہ کر سکتا ہو یا اپنی گزر بسر کے اخراجات سال کے باقی دونوں میں مہیا نہ کر سکتا ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہے۔

(۱۹۹۹) اگر کسی کو مکہ مکرمہ تک جانے اور آنے کے اخراجات نیز جتنی مدت وہاں جانے اور آنے میں لگے اس مدت کے لئے اس کے اہل و عیال کے اخراجات دے دئیے جائیں اور اس سے کہا جائے کہ حج پر جاؤ لیکن یہ سب مصارف اس کی ملکیت میں نہ دئیے جائیں تو اس صورت میں جبکہ اسے اطمینان ہو کہ دئیے ہوئے اخراجات کا اس سے پھر مطالبہ نہیں کیا جائے گا اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔

(۲۰۰۰) اگر کسی شخص کو اتنا مال دے دیا جائے جو حج کیلئے کافی ہو اور یہ شرط لگائی جائے کہ جس شخص نے مال دیا ہے مال لینے والا مکہ مکرمہ کے راستے میں اس کی خدمت کرے گا تو جسے مال دیا جائے اس پر حج واجب نہیں ہوتا۔

(۲۰۰۱) اگر کوئی شخص بغرض تجارت مثال کے طور پر جدہ جائے اور اتنا مال کمائے کہ اگر وہاں سے مکہ جانا چاہے تو استطاعت رکھنے کی وجہ سے ضروری ہے کہ حج کرے اور اگر وہ حج کر لے تو خواہ بعد میں اتنی دولت کما لے کہ خود اپنے وطن سے بھی مکہ مکرمہ جا سکتا ہو تب بھی اس پر دوسرا حج واجب نہیں ہے۔

(۲۰۰۲) اگر کوئی شخص بغرض تجارت جدہ جائے اور اتنا مال کمائے کہ اگر وہاں سے مکہ جانا چاہے تو استطاعت رکھنے کی وجہ سے ضروری ہے کہ حج کرے اور اگر وہ حج کر لے تو خواہ وہ بعد میں اتنی دولت کمائے کہ خود اپنے وطن سے بھی مکہ مکرمہ جا سکتا ہو تب بھی اس پر دوسرا حج واجب نہیں ہے۔

(۲۰۰۳) اگر کوئی شخص اس شرط پر اجیر بنے کہ وہ خود ایک دوسرے شخص کی طرف سے حج کرے گا تو اگر وہ خود حج کو نہ جا سکے اور چاہیے کہ کسی دوسرے کو اپنی جگہ بھیج دے تو ضروری ہے کہ جس نے اسے اجیر بنایا ہے اس

سے اجازت لے۔
 (۲۰۰۴) اگر کوئی شخص مستطیع ہو کر مکہ چلا جائے اور مقررہ وقت پر عرفات اور مشعر الحرام نہ پہنچ سکے تو جب بعد کے سالوں میں مستطیع نہ رہے تو اس پر حج واجب نہیں لیکن اگر گزشتہ سالوں میں مستطیع تھا اور حج پر نہیں گیا ہے تو چاہے اسے زحمت ہی کیوں نہ ہو حج بجالائے۔
 (۲۰۰۵) اگر کوئی شخص مستطیع ہونے کے بعد حج ادا نہ کرے اور بعد میں بڑھاپے یا کمزوری یا بیماری کی وجہ سے حج نہ کر سکے یا کوئی رکاوٹ آجائے تو بعد میں اگر خود طاقت حاصل کرے تو خود حج بجالائے۔ اس صورت میں بھی ایسا ہے کہ اگر پہلے سال میں حج کرنے کی استطاعت حاصل کرے مگر بیماری، کمزوری یا بڑھاپے کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور اپنی طاقت سے نا امید ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر مرد منوب عنہ ہو تو نائب ضرورہ ہونا چاہیے یعنی کوئی ایسا شخص ہو جس نے پہلے حج ادا نہ کیا ہو۔
 (۲۰۰۶) جو شخص حج کرنے کیلئے کسی دوسرے کی طرف سے اجیر ہو تو ضروری ہے کہ اس کی طرف سے طواف النساء بھی کرے اور اگر نہ کرے تو اجیر پر اس کی بیوی حرام ہو جائے گی۔
 (۲۰۰۷) اگر کوئی شخص طواف النساء صحیح طور پر نہ بجالائے یا اس کو بجالانا بھول جائے اور چند روز بعد اسے یاد آئے اور راستے سے واپس ہو کر بجالائے تو صحیح ہے لیکن اگر واپس ہونا اس کے لئے باعث مشقت ہو تو طواف النساء کی بجا آوری کیلئے کسی کو نائب بنا سکتا ہے۔

توضیح المسائل (آقائے سیستانی)

خرید و فروخت کے احکام

(۲۰۰۸) ایک بیوہ پاری کے لئے مناسب ہے کہ خرید و فروخت کے سلسلے میں جن مسائل کا (عموماً) سامنا کرنا پڑتا ہے ان کے احکام سیکھ لے بلکہ اگر مسائل نہ سیکھنے کی وجہ سے کسی واجب حکم کے ترک کرنے یا حرام کام کے مرتکب ہونے کا اندیشہ ہو تو مسائل سیکھنا لازم ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ جو شخص خرید و فروخت کرنا چاہتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان کے احکام سیکھے اور اگر ان احکام کو سیکھنے سے پہلے خرید و فروخت کرے گا تو باطل یا مشتبہ معاملات کرنے کی وجہ سے ہلاکت میں پڑے گا۔
 (۲۰۰۹) اگر مسئلے سے ناواقفیت کی بنا پر یہ نہ جانتا ہو کہ اس نے جو معاملہ کیا ہے وہ صحیح ہے یا باطل تو جو مال اس نے حاصل کیا ہو اسے استعمال نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس مال میں جو دوسرے کی تحویل میں دیا ہے بلکہ اسے چاہیئے کہ مسئلہ یا دکرے یا احتیاط پر عمل کرے چاہیئے مصالحت کے ذریعے ہو مگر یہ کہ اسے علم ہو جائے کہ دوسرا فریق اس مال کو استعمال کرنے پر راضی ہے تو اس صورت میں وہ استعمال کر سکتا ہے اگر چہ معاملہ باطل ہو۔
 (۲۰۱۰) جس شخص کے پاس مال نہ ہو اور اخراجات اس پر واجب ہوں، مثلاً بیوی بچوں کا خرچ، تو ضروری ہے کہ کاروبار کرے اور مستحب کاموں کے لئے مثلاً اہل و عیال کی خوشحالی اور فقیروں کی مدد کرنے کے لئے کاروبار کرنا مستحب ہے۔

خرید و فروخت کے مستحبات

خرید و فروخت میں چند چیزوں کو مستحب شمار کیا گیا ہے:
 (۱) فقر اور اس جیسی کیفیت کے سوا جنس کی قیمت میں خریداروں کے درمیان فرق نہ کرے۔
 (۲) دکان میں بیٹھتے وقت کلمہ شہادتین کہے اور سودا کے وقت تکبیر کہے۔
 (۳) جو چیز بیچ رہا ہو وہ کچھ زیادہ دے اور جو چیز خرید رہا ہو وہ کچھ کم لے۔
 (۴) اگر کوئی شخص سودا کرنے کے بعد پشیمان ہو کر اس چیز کو واپس کرنا چاہے تو واپس لے لے۔

مکروہ معاملات

(۲۰۱۱) چند چیزوں کو سودا کرتے وقت مکروہ شمار کیا گیا ہے ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں:

- (۱) جنس کے عیوب کو بیان نہ کرنا بشرطیکہ ملاوٹ نہ ہو۔ اگر ملاوٹ ہو تو حرام ہے۔
- (۲) سودا میں سچی قسم کھانا اگر جھوٹی قسم کھائے تو حرام ہے۔
- (۳) کفن فروشی کا کاروبار کرنا۔
- (۴) کسی مومن سے یا کسی ایسے شخص سے جس نے اس کے ساتھ نیکی کا وعدہ کیا ہے ان سے اپنی ضرورت سے زیادہ لینا۔
- (۵) اذان صبح اور طلوع شمس کے درمیان سودا کرنا۔
- (۶) جو شخص اسی شہر کا باشندہ ہے اور باہر سے آنے والے مسافر تاجروں کا وکیل بنے تا کہ اس کے لئے خرید و فروخت کرے بلکہ احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ اسے ترک کرے۔
- (۷) اگر مسلمان کوئی جنس خرید رہا ہو تو اس کے سودے میں دخل اندازی کر کے خریدار بننے کا اظہار کرنا۔ احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ ایسا نہ کرے۔

حرام معاملات

- (۲۰۱۲) بہت سے معاملات حرام ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:
- (۱) نشہ آور مشروبات، غیر شکاری کتے اور سور کی خرید و فروخت حرام ہے اور احتیاطاً واجب کی بنا پر نجس مردار کے متعلق بھی یہی حکم ہے۔ اس کے علاوہ دوسری نجاست کی خرید و فروخت اس صورت میں جائز ہے جبکہ عین نجس سے حلال فائدہ حاصل کرنا مقصود ہو مثلاً گوہر اور فضلے سے کھاد بنانا۔
- (۲) غصبی مال کی خرید و فروخت جبکہ اس میں تصرف لازم آنے جیسے قبضہ لینا اور دینا۔
- (۳) ایسی کرنسی سے سودا کرنا جس کی حیثیت ختم ہو گئی ہو یا جعلی کرنسی سے سودا کرنا جبکہ فریق اس سے بے خبر ہو لیکن فریق کے علم میں ہے تو یہ سودا جائز ہے۔
- (۴) ان چیزوں کی خرید و فروخت جنہیں عام طور پر فقط حرام کام میں استعمال کرتے ہوں اور ان کی قدر و قیمت صرف اس حرام کی وجہ سے ہو مثلاً بت، صلیب، جوئے کا سامان اور لہو و لعب کے آلات وغیرہ۔
- (۵) وہ لین دین جس میں ملاوٹ ہو یعنی ایسی چیز کا بیچنا جس میں دوسری چیز اس طرح ملائی گئی ہو کہ ملاوٹ کا پتا نہ چل سکے اور بیچنے والا بھی خریدار کو نہ بتائے مثلاً ایسا گھی بیچنا جس میں چربی ملائی گئی ہو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ملاوٹ کر کے کوئی چیز کسی مسلمان کے ہاتھ بیچتا ہے یا مسلمان کو نقصان پہنچاتا ہے یا ان کے ساتھ مکروفریب سے کام لیتا ہے وہ میری امت میں سے نہیں ہے اور جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو ملاوٹ والی چیز بیچتا ہے تو خداوند تعالیٰ اس کی روزی سے برکت اٹھا لیتا ہے اور اس کی روزی کے راستوں کو تنگ کر دیتا ہے اور اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔

ملاوٹ کے مختلف موارد ہوتے ہیں

- (۱) گھٹیا چیز کے ساتھ اعلیٰ چیز کو ملا دینا جیسے دودھ میں پانی ملانا،
- (۲) جنس کی ظاہری شکل و صورت کو اچھی بینت میں پیش کرنا جیسے پرانی سبزی پر پانی چھڑک کر تازہ بنانا۔
- (۳) ایک جنس کو کسی دوسری جنس کی شکل میں پیش کرنا جیسے خریدار کی اطلاع کے بغیر کسی چیز میں سونے کا پانی چڑھانا۔
- (۴) جنس کے عیب کو چھپانا جبکہ خریدار اس پر اعتماد رکھتا ہو کہ وہ کسی قسم کا جنس کے بارے میں عیب پوشیدہ نہیں رکھے گا۔
- (۲۰۱۳) جو پاک چیز نجس ہو گئی ہو اور اسے پانی سے دھو کر پاک کرنا ممکن ہو جیسے فرش اور برتن وغیرہ تو اسے فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اسے دھونا ممکن نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر اس کا حلال فائدہ عرف عام میں اس کے پاک ہونے پر منحصر نہ ہو مثلاً مٹی کا تیل بلکہ اگر اس کا حلال فائدہ پاک ہونے پر موقوف ہو اور اس کا مناسب حد تک حلال فائدہ بھی ہو تب بھی اس کا بیچنا جائز ہے۔
- (۲۰۱۴) اگر کوئی شخص نجس چیز بیچنا چاہے تو ضروری ہے کہ وہ اس کی نجاست کے بارے میں خریدار کو بتادے اور اگر اسے نہ بتائے تو وہ ایک حکم واجب کی مخالفت کا مرتکب ہوگا۔ مثلاً نجس پانی کو وضو یا غسل میں استعمال کرے گا اور اس کے ساتھ اپنی واجب نماز پڑھے گا یا اس نجس چیز کو کھائے یا پینے میں استعمال کرے گا۔ البتہ اگر یہ جانتا ہو کہ اسے بتانے سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ لاپرواہ شخص ہے اور نجس و پاک کا خیال نہیں رکھتا تو اسے بتانا ضروری

نہیں۔

(۲۰۱۵) اگر چہ کھانے والی اور نہ کھانے والی نجس دواؤں کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن ان کی نجاست کے متعلق خریدار کو اس صورت میں بتا دینا ضروری ہے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے۔
(۲۰۱۶) جو تیل غیر اسلامی ممالک سے درآمد کئے جاتے ہیں اگر ان کے نجس ہونے کے بارے میں علم نہ ہو تو ان کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں اور جو چربی کسی حیوان کے مر جانے کے بعد حاصل کی جاتی ہے جیسے جیلیٹین، اگر اسے کافر سے لیں یا غیر اسلامی ممالک سے منگائیں تو اس صورت میں جبکہ اس کے بارے میں احتمال ہو کہ ایسے حیوان کی ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو گو وہ پاک ہے اور اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے اور بیچنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی کیفیت سے خریدار کو اس صورت میں آگاہ کرے جب آگاہی نہ ہونے کی صورت میں وہ کسی حرام کو انجام دے گا یا کسی واجب حکم کی مخالفت کا مرتکب ہو گا جیسے کہ مسئلہ ۲۰۱۲ میں گزر چکا ہے۔

(۲۰۱۷) اگر لومڑی یا اس جیسے جانوروں کو شرعی طریقے سے ذبح نہ کیا جائے یا وہ خود مر جائیں تو ان کی کھال کی خرید و فروخت احتیاط کی بنا پر جائز نہیں لیکن اگر شک ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۰۱۸) جو چمڑا غیر اسلامی ممالک سے درآمد کیا جائے یا کافر سے لیا جائے اگر اس کے بارے میں احتمال ہو کہ ایک ایسے جانور کا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے اور زاسی طرح اس میں نماز بھی صحیح ہو گی۔

(۲۰۱۹) جو تیل اور چربی حیوان کے مرنے کے بعد حاصل کی جائے یا وہ چمڑا جو مسلمان سے لیا جائے اور انسان کو علم ہو کہ اس مسلمان نے یہ چیز کافر سے لی ہے لیکن یہ تحقیق نہیں کی کہ یہ ایسے حیوان کی ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں اگر چہ اس پر طہارت کا حکم لگتا ہے اور اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اس تیل یا چربی کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(۲۰۲۰) شراب اور تمام مائع منشیات کالین دین حرام اور باطل ہے۔

(۲۰۲۱) غصبی مال کا بیچنا باطل ہے مگر اس وقت جائز ہے کہ اس کا مالک اس کی اجازت دے اور بیچنے والے نے جو رقم خریدار سے لی ہو اسے واپس کرنا ضروری ہے۔

(۲۰۲۲) اگر خریدار سنجیدگی سے سودا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو لیکن اس کی نیت یہ ہو کہ جو چیز خرید رہا ہے اس کی قیمت نہیں دے گا تو اس کا یہ سوچنا سودے کے صحیح ہونے میں مانع نہیں اور ضروری ہے کہ خریدار اس سودے کی قیمت بیچنے والے کو دے۔

(۲۰۲۳) اگر خریدار چاہے کہ جو مال اس نے ادھار خریدا ہے اس کی قیمت بعد میں حرام مال سے دے گا تب بھی معاملہ صحیح ہے البتہ ضروری ہے کہ جتنی قیمت اس کے ذمے ہو حلال مال سے دے تاکہ اس کا ادھار چکنا ہو جائے۔

(۲۰۲۴) حرام لہو و لعب کے آلات کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے لیکن (حلال اور حرام میں استعمال ہونے والے) مشترکہ آلات مثلاً ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ اور ویڈیو کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۰۲۵) اگر کوئی چیز کہ جس سے جائز فائدہ اٹھا یا جا سکتا ہو اس نیت سے بیچی جائے کہ اسے حرام مصرف میں لایا جائے مثلاً انگور اس نیت سے بیجا جائے کہ اس سے شراب تیار کی جائے، چاہے سودے کے ضمن میں یا اس سے پہلے یہ ارادہ کیا جائے اور سودا اس کی بنیاد پر ہو جائے تو اس کا سودا حرام ہے لیکن اگر کوئی شخص انگور اس مقصد سے نہ بیچے اور فقط یہ جانتا ہو کہ خریدار انگور سے شراب تیار کرے گا تو ظاہر یہ ہے کہ سودے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۰۲۶) جاندار کا مجسمہ بنانا احتیاط کی بنا پر مطلقاً حرام ہے (مطلقاً سے مراد یہ ہے کہ مجسمہ کا مل بنایا جائے یا ناقص) لیکن انکی خرید و فروخت ممنوع نہیں ہے لیکن جاندار کی نقاشی جائز ہے۔

(۲۰۲۷) کسی ایسی چیز کا خریدنا حرام ہے جو جوئے یا چوری یا باطل سودے سے حاصل کی گئی ہو اور اس میں تصرف لازم آتا ہے تو حرام ہے اور اگر کوئی ایسی چیز خرید لے تو ضروری ہے کہ اس کے اصلی مالک کو لوٹا دے۔

(۲۰۲۸) اگر کوئی شخص ایسا گھی بیچے جس میں چربی کی ملاوٹ ہو اور اسے معین کر دئیے، مثلاً کہے کہ میں یہ ایک من گھی بیچ رہا ہوں تو اس صورت میں جب اس میں چربی کی مقدار اتنی زیادہ ہو کہ اسے گھی نہ کہا جائے تو معاملہ باطل ہے اور اگر چربی کی مقدار اتنی کم ہو کہ اسے چربی ملا ہو کہا جائے تو معاملہ صحیح ہے لیکن خریدنے والے کو مال عیب دار ہونے کی بنا پر خیار عیب کا حق حاصل ہے کہ وہ معاملہ ختم کر سکتا ہے اور اپنا پیسہ واپس لے سکتا ہے۔ اگر چربی گھی سے جدا ہو تو چربی کی جتنی مقدار کی ملاوٹ ہے اس کا معاملہ باطل ہے اور چربی کی جو قیمت بیچنے والے نے لی ہے وہ خریدار کی ہے اور چربی، بیچنے والے کا مال ہے اور خریدار اس میں جو خالص گھی ہے اس

کا معاملہ بھی ختم کر سکتا ہے لیکن اگر معین نہ کرے بلکہ صرف ایک من گھی بتا کر بیچے لیکن دیتے وقت چربی ملا ہوا گھی دے تو گاہک وہ گھی واپس کر کے خالص گھی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

(۲۰۲۹) جس جنس کو ناپ تول کر بیچا جاتا ہے اگر کوئی بیچنے والا اسی جنس کے بدلے میں بڑھا کر بیچے مثلاً ایک من گیہوں کی قیمت ڈیڑھ من گیہوں وصول کرے تو یہ سود اور حرام ہے بلکہ اگر دو جنسوں میں سے ایک بے عیب اور دوسری عیب دار ہو یا ایک جنس بڑھیا اور دوسری گھٹیا ہو یا ان کی قیمتوں میں فرق ہو تو اگر بیچنے والا جو مقدار میں ٹوٹا ہو اتنا بے یا ثابت قسم کا پینٹل دے کر اس سے زیادہ مقدار میں ٹوٹا ہو پینٹل لے یا باسمتی چاول دے کر دھان لے یا گھڑا ہوا سونا دے کر اس سے زیادہ مقدار میں بغیر گھڑا ہوا سونا لے تو یہ بھی سود اور حرام ہے۔

(۲۰۳۰) بیچنے والا جو چیز زائد لے اگر وہ اس جنس سے مختلف ہو جو وہ بیچ رہا ہے مثلاً ایک من گیہوں کو ایک من گیہوں اور کچھ نقد رقم کے عوض بیچے تب بھی یہ سود اور حرام ہے بلکہ اگر وہ کوئی چیز زائد نہ لے لیکن یہ شرط لگائے کہ خریدار اس کے لئے کوئی کام کرے گا تو یہ بھی سود اور حرام ہے۔

(۲۰۳۱) جب کوئی شخص کوئی چیز کم مقدار میں دے رہا ہو اگر وہ اس کے ساتھ کوئی اور چیز شامل کر دے، مثلاً ایک من گیہوں اور ایک رومال کو ڈیڑھ من گیہوں کے عوض بیچے تو اس میں کوئی حرج نہیں اس صورت میں جبکہ اس کی نیت یہ ہو کہ وہ رومال اس زیادہ گیہوں کے مقابلے میں ہے اور معاملہ بھی نقد ہو اور اسی طرح اگر دونوں طرف سے کوئی چیز بڑھا دی جائے مثلاً ایک شخص ایک من گیہوں اور ایک رومال کو ڈیڑھ من گیہوں اور ایک رومال کے عوض بیچے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے لہذا اگر ان کی نیت یہ ہو کہ ایک کارومال اور آدھا من گیہوں دوسرے کے رومال کے مقابلے میں ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۰۳۲) اگر کوئی شخص ایسی چیز بیچے جو میڑ اور گز کے حساب سے بیچی جاتی ہے مثلاً کپڑا یا ایسی چیز بیچے جو گن کر بیچی جاتی ہے مثلاً اخروٹ اور انڈے اور زیادہ لے مثلاً دس انڈے دے اور گیارہ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر ایسا ہو کہ معاملے میں دونوں چیزیں ایک ہی جنس سے ہوں اور مدت معین ہو تو اس صورت میں معاملے کے صحیح ہونے اشکال میں ہے مثلاً دس اخروٹ نقد دے اور بارہ اخروٹ ایک مہینے کے بعد لے۔ کرنسی نوٹوں کا فروخت کرنا بھی اسی زمرے میں آتا ہے، مثلاً روپے کو کسی دوسری کرنسی کے بدلے میں مثلاً دینار یا ڈالر کے بدلے میں نقد یا معین مدت کے لیے بیچے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر اپنی ہی جنس کے بدلے میں بیچنا چاہے اور بہت زیادہ لے تو معاملہ معین مدت کے لئے نہیں ہونا چاہیے مثلاً ایک سو روپے نقد دے اور ایک سو روپے چھ مہینے کے بعد لے تو اس معاملے کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۲۰۳۳) اگر کسی جنس کو اکثر شہروں میں ناپ تول کر بیچا جاتا ہو اور بعض شہروں میں اس کا لین دین گن کر ہوتا ہو تو ہو (مثلاً موسمی مالٹے بعض شہروں میں تول کر بکتے ہیں اور بعض میں گن کر) تو اقویٰ کی بنا پر اس جنس کو اس شہر کی نسبت جہاں گن کر لین دین ہوتا ہے دوسرے شہر میں زیادہ قیمت پر بیچنا جائز ہے۔ اسی طرح اس صورت میں جب شہر مختلف ہوں اور ایسا غلبہ درمیان میں نہ ہو (یعنی یہ نہ کہا جا سکے کہ اکثر شہروں میں یہ جنس ناپ تول کر بکتی ہے یا گن کر بکتی ہے) تو ہر شہر میں وہاں کے رواج کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔

(۲۰۳۴) ان چیزوں میں جو تول کر یا ناپ کر بیچی جاتی ہیں، اگر بیچی جانے والی چیز اور اس کے بدلے میں لی جانے والی چیز ایک جنس سے نہ ہوں اور لین دین بھی نقد ہو تو زیادہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر لین دین معین مدت کے لئے ہو تو اس میں اشکال ہے لہذا اگر کوئی شخص ایک من چاول کو دو من گیہوں کے بدلے میں ایک مہینے کی مدت تک بیچے تو اس لین دین کا صحیح ہو نا اشکال سے خالی نہیں۔

(۲۰۳۵) اگر ایک شخص پکے میووں کا سودا کچے میووں سے کرے تو زیادہ نہیں لے سکتا۔ اگر سود نقد اور برابر ہو تو مکروہ ہے اور ادھار ہو تو اشکال ہے۔

(۲۰۳۶) سود کے اعتبار سے گیہوں اور جو ایک جنس شمار ہوتے ہیں لہذا مثال کے طور پر اگر کوئی شخص ایک من گیہوں دے اور اس کے بدلے میں ایک من پانچ سیر جو لے تو یہ سود ہے اور حرام ہے اور مثال کے طور پر اگر دس من جو اس شرط پر خریدے کہ گیہوں کی فصل اٹھانے کے وقت دس من گیہوں بدلے میں دے گا تو چونکہ جو اس نے نقد لئے ہیں اور گیہوں کچھ مدت بعد دے رہا ہے لہذا یہ اسی طرح ہے جیسے اضافہ لیا ہو اس لئے حرام ہے۔

(۲۰۳۷) باپ بیٹا اور میاں بیوی ایک دوسرے سے سود لے سکتے ہیں اور اسی طرح مسلمان ایک ایسے کافر سے جو اسلام کی پناہ میں نہ ہو سود لے سکتا ہے لیکن ایک ایسے کافر سے جو اسلام کی پناہ میں ہے سود کا لین دین حرام ہے۔ البتہ معاملہ طے کر لینے کے بعد اگر سود دینا اس کی شریعت میں جائز ہو تو اس سے سود لے سکتا ہے۔

(۲۰۳۸) داڑھی کا ٹٹا اور اس کی اجرت لینا بنا بر احتیاط واجب جائز نہیں لیکن مجبوری ہو تو جائز ہے یا اس کا ترک

ضرریا مشقت کا سبب بنے اور مشقت بھی ایسی کہ عام طور پر اسے برداشت نہ کیا جاسکے چاہے تمسخر اور ابانت کیوں نہ ہو۔

(۲۰۳۹) غنا حرام ہے۔ اس سے مراد وہ باطل کلام ہے جسے ایسی لے کے ساتھ گایاجائے جو لہو ولعب کی محفلوں سے مخصوص ہو۔ ایسی لے کے ساتھ قرآن اور دعا یا اس جیسی چیزوں کا پڑھنا بھی جائز نہیں بنا بر احتیاط واجب مذکورہ چیزوں کے علاوہ دوسرا کلام بھی گا کر نہ پڑھے، غنا کا سننا بھی حرام ہے۔ اس کی اجرت لینا بھی حرام ہے اور یہ اجرت اس کی ملکیت نہیں بن سکتی۔ اسی طرح اس کا سیکھنا اور اس کا سکھانا بھی جائز نہیں ہے۔ موسیقی، یعنی آلات کو اس طرح بجانا جو لہو ولعب کی محفلوں سے مطابقت رکھے، حرام ہے اور اس کے علاوہ حرام نہیں۔ حرام موسیقی کو سکھانے کی اجرت بھی حرام ہے اور لینے والا اس کا مالک نہیں بن سکتا اور اس کا سیکھنا اور سکھانا حرام ہے۔

بیچنے والے اور خریدار کی شرائط

(۲۰۴۰) بیچنے والے اور خریدار کے لئے چھ شرائط ہیں:

(۱) بالغ ہوں۔

(۲) عاقل ہوں۔

(۳) سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال احمقانہ کاموں میں خرچ نہ کرتے ہوں۔

(۴) خرید و فروخت کا ارادہ رکھتے ہوں۔ پس اگر کوئی مذاق میں کہے کہ میں نے اپنا مال بیچا تو معاملہ باطل ہوگا۔

(۵) کسی نے انہیں خرید و فروخت پر مجبور نہ کیا ہو۔

(۶) جو جنس اور اس کے بدلے میں جو چیز ایک دوسرے کے دے رہے ہوں اس کے مالک ہوں۔ ان کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

(۲۰۴۱) کسی نابالغ بچے کے ساتھ سودا کرنا جو آزادانہ طور پر سودہ کر رہا ہو باطل ہے لیکن ان کم قیمت چیزوں میں جن کی خرید و فروخت کا رواج ہے اگر نابالغ مگر سمجھ دار بچے کے ساتھ لین دین ہو جائے (تو صحیح ہے) اور اگر سودا اس کے سر پرست کے ساتھ ہو اور نابالغ سمجھ دار بچہ لین دین کا صیغہ جاری کرے تو سودا ہر صورت میں صحیح ہے بلکہ اگر جنس یا رقم کسی دوسرے آدمی کا مال ہو اور بچہ بحیثیت وکیل اس مال کے مالک کی طرف سے وہ مال بیچے یا اس رقم سے کوئی چیز خریدے تو ظاہر یہ ہے کہ سود صحیح ہے اگرچہ وہ سمجھ دار بچہ آزادانہ طور پر اس مال یا رقم میں (حق) تصرف رکھتا ہو اور اسی طرح اگر بچہ اس کام میں وسیلہ ہو کہ رقم بیچنے والے کو دے اور جنس خریدار تک پہنچائے یا جنس خریدار کو دے اور رقم بیچنے والے کو پہنچائے تو اگرچہ بچہ سمجھ دار نہ ہو تو سودا صحیح ہے کیونکہ دراصل وہ بالغ افراد نے آپس میں سودا کیا ہے۔

(۲۰۴۲) اگر کوئی شخص اس صورت میں کہ ایک نابالغ بچے سے سودا کرنا صحیح نہ ہو اس سے کوئی چیز خریدے یا اس کے ہاتھ کوئی چیز بیچے تو ضروری ہے کہ جو جنس یا رقم اس بچے سے لے، اگر وہ خود بچے کا مال ہو تو اس کے سر پرست کو اور اگر کسی اور کا مال ہو تو اس کے مالک کو دے دے یا اس کے مالک کی رضامندی حاصل کرے اور اگر سودا کرنے والا شخص اس جنس یا رقم کے مالک کو نہ جانتا ہو اور اس کا پتا چلانے کا کوئی ذریعہ بھی نہ ہو تو اس شخص کے لئے ضروری ہے کہ جو چیز اس نے بچے سے لی ہو وہ اس چیز کے مالک کی طرف سے بعنوان مظالم کسی فقیر کو دے دے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ اس کام میں حاکم شرع سے اجازت لے۔

(۲۰۴۳) اگر کوئی شخص ایک سمجھ دار بچے سے اس صورت میں سودا کرے جبکہ اس کے ساتھ سودا کرنا صحیح نہ ہو اور اس نے جو جنس یا رقم بچے کو دی ہو وہ تلف ہو جائے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ شخص بچے سے اس کے بالغ ہونے کے بعد یا اس کے سرپرست سے مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر بچہ سمجھ دار نہ ہو یا ممیز ہو مگر مال خود ضائع نہیں کیا لیکن مال اس کے پاس تلف ہوا ہو چاہے اس کی غفلت سے مال تلف ہوا ہو تو وہ ضامن نہیں۔

(۲۰۴۴) اگر خریدار یا بیچنے والے کو سودا کرنے پر مجبور کیا جائے اور سودا ہو جانے کے بعد وہ راضی ہو جائے اور مثال کے طور پر کہے کہ میں راضی ہوں تو سودا صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ معاملے کا صیغہ دوبارہ پڑھا جائے۔

(۲۰۴۵) اگر انسان کسی کا مال اس کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور مال کا مالک اس کے بیچنے پر راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے تو سودا باطل ہے۔

(۲۰۴۶) بچے کا باپ اور دادا نیز باپ کا وصى اور دادا کا وصى بچے کا مال فروخت کر سکتے ہیں اور ان میں کوئی موجود نہ ہو تو مجتہد عادل بھی دیوانے شخص یا یتیم بچے کا مال یا ایسے شخص کا مال جو غائب ہو فروخت کر سکتا ہے۔

(۲۰۴۷) اگر کوئی شخص کسی کا مال غصب کر کے بیچ ڈالے اور مال کے بک جانے کے بعد اس کا مالک سودے کی اجازت دیدے تو سودا صحیح ہے اور جو چیز غصب کرنے والے نے خریدار کو دی ہو اور اس چیز سے جو منافع سودے کے وقت سے حاصل ہو وہ خریدار کی ملکیت ہے اور جو چیز خریدار نے دی ہو اور اس چیز سے جو منافع سودے کے وقت سے حاصل ہو وہ اس شخص کی ملکیت ہے جس کا مال غصب کیا گیا ہو۔

(۲۰۴۸) اگر کوئی شخص کسی کا مال غصب کر کے بیچ دے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ اس مال کی قیمت خود اس کی ملکیت ہو گی اور اگر مال کا مالک سودے کی اجازت دے دے تو سودا صحیح ہے لیکن مال کی قیمت مالک کی ملکیت ہو گی نہ کہ غاصب کی۔

جنس اور اس کے عوض کی شرائط

(۲۰۴۹) جو جنس بیچی جائے اور جو چیز اس کے بدلے میں لی جائے اس کی پانچ شرطیں ہیں:

(۱) ناپ، تول یا گنتی وغیرہ کی شکل میں اس کی مقدار معلوم ہو۔

(۲) بیچنے والا ان چیزوں کو تحویل میں دینے کا اہل ہو۔ اگر اہل نہ ہو تو سودا صحیح نہیں ہے لیکن اگر وہ اس کو کسی دوسری چیز کے ساتھ ملا کر بیچے جسے وہ تحویل میں دے سکتا ہو تو اس صورت میں لین دین صحیح ہے البتہ ظاہر یہ ہے کہ اگر خریدار اس چیز کو جو خریدی ہو اپنے قبضے میں لے سکتا ہو اگرچہ بیچنے والا اسے اس کی تحویل میں دینے کا اہل نہ ہو تو بھی لین دین صحیح ہے مثلاً جو گھوڑا بھاگ گیا ہوا گراسے بیچنے اور خریدنے والا اس گھوڑے کو ڈھونڈ سکتا ہو تو اس سودے میں کوئی حرج نہیں اور وہ صحیح ہو گا اور اس صورت میں کسی بات کے اضافے کی ضرورت نہیں ہے۔

(۳) وہ خصوصیات جو جنس اور عوض میں موجود ہوں اور ان کی وجہ سے سودے میں لوگوں کی دلچسپی میں فرق پڑتا ہو معلوم ہونی چاہئیں۔

(۴) کسی دوسرے کا حق اس مال سے اس طرح وابستہ نہ ہو کہ مال مالک کی ملکیت سے خارج ہونے سے دوسرے کا حق ضائع ہو جائے۔

(۵) بیچنے والا خود اس جنس کو بیچے نہ کہ اس کی منفعت کو پس مثال کے طور پر اگر مکان کی ایک سال کی منفعت بیچی جائے تو صحیح نہیں ہے لیکن اگر خریدار نقد کی بجائے اپنی ملکیت کا منافع دے مثلاً کسی سے قالین یا دری وغیرہ خریدے اور اس کے عوض میں اپنے مکان کا ایک سال کا منافع اسے دیدے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ان سب کے احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

(۲۰۵۰) جس جنس کا سودا کسی شہر میں تول کر یا ناپ کر کیا جاتا ہو اس شہر میں ضروری ہے کہ اس جنس کو تول کر یا ناپ کر ہی خریدے لیکن جس شہر میں اس جنس کا سودا اسے دیکھ کر کیا جاتا ہو اس شہر میں وہ اسے دیکھ کر خرید سکتا ہے۔

(۲۰۵۱) جس چیز کی خرید و فروخت تول کر کی جاتی ہو اس کا سودا پیمانے کے ذریعے بھی کیا جاسکتا ہے مثال کے طور پر اگر ایک شخص دس من گیہوں بیچنا چاہیے تو وہ ایک ایسا پیمانہ جس میں ایک من گیہوں سماتی ہو دس مرتبہ بھر کر دے سکتا ہے۔

(۲۰۵۲) اگر معاملہ چوتھی شرط کے علاوہ جو شرائط بیان کی گئی ہیں ان میں سے کوئی ایک شرط نہ ہونے کی بنا پر باطل ہو لیکن بیچنے والا اور خریدار ایک دوسرے کے مال میں تصرف کرنے پر راضی ہوں تو ان کے تصرف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۰۵۳) جو چیز وقف کی جا چکی ہو اس کا سودا باطل ہے لیکن اگر وہ چیز اس قدر خراب ہو جائے کہ جس فائدے کیلئے وقف کی گئی ہے وہ حاصل نہ کیا جاسکے یا وہ چیز خراب ہونے والی ہو مثلاً مسجد کی چٹائی اس طرح پھٹ جائے کہ اس پر نماز نہ پڑھی جاسکے تو جو شخص متولی ہے یا جسے متولی جیسے اختیارات حاصل ہوں وہ اسے بیچ دے تو کوئی حرج نہیں اور احتیاط کی بنا پر جہاں تک ممکن ہو اس کی قیمت اسی مسجد کے کسی ایسے کام پر خرچ کی جائے جو وقف کرنے والے کے مقصد سے قریب تر ہو۔

(۲۰۵۴) جب ان لوگوں کے مابین جن کے لئے مال وقف کیا گیا ہو ایسا اختلاف پیدا ہو جائے کہ اندیشہ ہو کہ اگر وقف شدہ مال فروخت نہ کیا گیا تو مال یا کسی کی جان تلف ہو جائے گی تو حکم محل اشکال ہے ہاں اگر وقف کرنے والا یہ شرط لگائے کہ وقف کے بیچ دینے میں کوئی مصلحت ہو تو بیچ دیا جائے تو اس صورت میں اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۰۵۵) جو جائیداد کسی دوسرے کو کرائے پر دی گئی ہو اس کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جتنی مدت کے لئے اس کرائے پر دی گئی ہو اتنی مدت کی آمدنی صاحب جائیداد کا مال ہے اور اگر خریدار کو یہ علم نہ ہو کہ وہ جائیداد کرائے پر دی جا چکی ہے یا اس گمان کے تحت کہ کرائے کی مدت تھوڑی ہے اس جائیداد کو خرید لے تو جب اسے حقیقت حال کا علم ہو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

خرید و فروخت کا صیغہ
(۲۰۵۶) ضروری نہیں کہ خرید و فروخت کا صیغہ عربی زبان میں جاری کیا جائے۔ مثلاً اگر بیچنے والا فارسی (یا اردو) میں کہے کہ میں نے یہ مال اتنی رقم پر بیچا اور خریدار کہے کہ میں نے قبول کیا تو سودا صحیح ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ خریدار اور بیچنے والا سودا کرنے کا دلی ارادہ رکھتے ہوں یعنی یہ دو جملے کہنے سے ان کی مراد خرید و فروخت ہو۔
(۲۰۵۷) اگر سودا کرتے وقت صیغہ نہ پڑھا جائے لیکن بیچنے والا اس مال کے مقابلے میں جو وہ خریدار سے لے اپنا مال اس کی ملکیت میں دے دے تو سودا صحیح ہے اور دونوں اشخاص متعلقہ چیزوں کے مالک ہو جاتے ہیں۔

پھلوں کی خرید و فروخت
(۲۰۵۸) جن پھلوں کے پھول گر چکے ہوں اور ان میں دانے پڑ چکے ہوں، اگر ان کے آفت (مثلاً بیماریوں اور کیڑوں کے حملوں) سے محفوظ ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں اس طرح علم ہو کہ اس درخت کی پیداوار کا اندازہ لگا سکیں تو اس کے چننے سے پہلے اس کا بیچنا صحیح ہے بلکہ اگر معلوم نہ بھی ہو کہ آفت سے محفوظ ہے یا نہیں تب بھی اگر دو سال یا اس سے زیادہ عرصے کی پیداوار یا پھلوں کی صرف اتنی مقدار جو اس وقت لگی ہو بیچی جائے بشرطیکہ اس کی کسی حد تک مالیت ہو تو معاملہ صحیح ہے۔ اسی طرح اگر زمین کی پیداوار یا کسی دوسری چیز کو اس کے ساتھ بیچا جائے تو معاملہ صحیح ہے لیکن اس صورت میں احتیاط لازم یہ ہے کہ دوسری چیز (جو ضمناً بیچ رہا ہو وہ) ایسی ہو کہ اگر بیچ پھل نہ بنیں تو خریدار کے سرمائے کو ٹوٹنے سے بچالے۔

(۲۰۵۹) جس درخت پر پھل لگا ہو، دانے بننے اور پھول گرنے سے پہلے اس کا بیچنا جائز ہے لیکن ضروری ہے کہ اس کے ساتھ کوئی اور چیز بھی بیچے جیسا کہ اس سے پہلے والے مسئلے میں بیان کیا گیا ہے یا ایک سال سے زیادہ مدت کا پھل بیچے۔

(۲۰۶۰) درخت پر لگے ہوئے خرما کو بیچنے میں کوئی حرج نہیں چاہے پھل کچا ہو یا پک گیا ہو۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ اس کی قیمت کے طور پر خرما نہ دیا جائے چاہے اسی درخت کا ہو یا کسی دوسرے درخت کا۔ البتہ اس کی قیمت میں رطب دی جا سکتی ہے، چاہے وہ پک چکی ہو یا ابھی اتنی کچی ہو کہ اسے خرما نہ کہا جا سکے۔ اگر کسی کا کھجور کا درخت کسی دوسرے شخص کے گھر میں ہو اور مالک کا وہاں پہنچنا مشکل ہو تو درخت کے پھل کا تخمینہ لگا کر درخت اس گھر والے کو فروخت کر دے اور قیمت میں بھی خرما ہی لے تو کوئی حرج نہیں۔

(۲۰۶۱) کھیرے، بینگن، سبزیوں اور ان جیسی (دوسری) چیزیں جو سال میں کئی دفعہ اترتی ہوں اگر وہ آگ آئی ہوں اور جو یہ طے کر لیا جائے کہ خریدار انہیں سال میں کتنی دفعہ توڑے گا تو انہیں بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر پھل نہ لگا ہو تو انہیں بیچنے میں اشکال ہے۔

(۲۰۶۲) اگر دانہ آنے کے بعد گندم کے خوشے کو گندم سے جو خود اس سے حاصل ہوتی ہے یا کسی دوسرے خوشے کے عوض بیچ دیا جائے تو سودا صحیح نہیں ہے۔

نقد اور ادھار کے احکام

(۲۰۶۳) اگر کسی جنس کو نقد بیچا جائے تو سودا طے پا جانے کے بعد خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جنس اور رقم کا مطالبہ کر کے اپنے قبضے میں لے سکتے ہیں۔ منقولہ چیزوں مثلاً قالین اور لباس کو قبضے میں دینے اور غیر منقولہ چیزوں مثلاً گھر اور زمین کو قبضے میں دینے سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں سے دست بردار ہو جائے اور انہیں فریق ثانی کی تحویل میں اس طرح دیدے کہ جب وہ چاہے اس میں تصرف کر سکے اور (واضح رہے کہ) مختلف چیزوں میں تصرف مختلف طریقے سے ہوتا ہے۔

(۲۰۶۴) ادھار کے معاملے میں ضروری ہے کہ مدت ٹھیک ٹھیک معلوم ہو لہذا اگر ایک شخص کوئی چیز اس وعدے پر بیچے کہ وہ اس کی قیمت فصل اٹھنے پر لے گا تو چونکہ اس کی مدت ٹھیک ٹھیک معین نہیں ہوئی اس لئے باطل ہے۔

(۲۰۶۵) اگر کوئی شخص اپنا مال ادھار بیچے تو جو مدت طے ہوئی ہو اس کی میعاد پوری ہونے سے پہلے وہ خریدار سے

اس کے عوض کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن اگر خریدار مر جائے اور اس کا اپنا مال ہو تو بیچنے والا طے شدہ میعاد پوری ہونے سے پہلے ہی جو رقم لینی ہو اس کا مطالبہ اس کے ورثاء سے کر سکتا ہے۔

(۲۰۶۶) اگر کوئی ایک چیز ادھار بیچے تو طے شدہ مدت گزرنے کے بعد وہ خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ کر سکتا ہے لیکن اگر خریدار ادائیگی نہ کر سکتا ہو تو چاہئے کہ بیچنے والا اسے مہلت دے یا سودا ختم کر دے اور اگر وہ چیز جو بیچی ہے موجود ہو تو اسے واپس لے لے۔

(۲۰۶۷) اگر کوئی شخص ایک ایسے فرد کو جسے کسی چیز کی قیمت معلوم نہ ہو اس کی کچھ مقدار ادھار دے اور اس کی قیمت اسے نہ بتائے تو سودا باطل ہے لیکن اگر ایسے شخص کو جسے جنس کی نقد قیمت معلوم ہو ادھار پر مہنگے داموں بیچے مثلاً کہے کہ جو جنس میں تمہیں ادھار دے رہا ہوں اس کی قیمت سے جس پر میں نقد بیچتا ہوں ایک پیسہ فی روپیہ زیادہ لوں گا اور خریدار اس شرط کو قبول کر لے تو ایسے سودے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۰۶۸) اگر ایک شخص نے کوئی جنس ادھار فروخت کی ہو اور اس کی قیمت کی ادائیگی کے لئے مدت مقرر کی گئی ہو تو اگر مثال کے طور پر آدھی مدت گزرنے کے بعد (فروخت کرنے والا) واجب الادا رقم میں کٹوتی کر دے اور باقی ماندہ رقم نقد لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

معاملہ سلف کی شرائط

(۲۰۶۹) معاملہ سلف سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص نقد رقم لے کر پورا مال مقررہ مدت کے بعد تحویل میں دینے کی شرط کے ساتھ بیچ دے لہذا اگر خریدار کہے کہ میں نے یہ رقم دے رہا ہوں تا کہ مثلاً چھ مہینے بعد فلاں چیز لے لوں اور بیچنے والا کہے کہ میں قبول کیا یا بیچنے والا رقم لے لے اور کہے کہ میں نے فلاں چیز بیچی اور اس کا قبضہ چھ مہینے بعد دوں گا تو سودا صحیح ہے۔

(۲۰۷۰) اگر کوئی شخص سونے یا چاندی کے سکے بطور سلف بیچے اور اس کے عوض چاندی یا سونے کے سکے لے تو سودا باطل ہے لیکن اگر کوئی ایسی چیز یا سکے جو سونے یا چاندی کے نہ ہوں بیچے اور ان کے عوض کوئی دوسری چیز یا سونے یا چاندی کے سکے لے تو سودا اس تفصیل کے مطابق صحیح ہے جو آئندہ مسئلے کی ساتویں شرط میں بتائی جائے گی اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو مال بیچے اس کے عوض رقم لے، کوئی دوسرا مال نہ لے۔

(۲۰۷۱) معاملہ سلف میں سات شرطیں ہیں:

(۱) ان خصوصیات کو جن کی وجہ سے کسی چیز کی قیمت میں فرق پڑتا ہو معین کر دیا جائے لیکن زیادہ تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں بلکہ اسی قدر کافی ہے کہ لوگ کہیں کہ اس کی خصوصیات معلوم ہو گئی ہیں۔

(۲) اس سے پہلے کہ خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں، خریدار پوری قیمت بیچنے والے کو دے یا اگر بیچنے والا خریدار کا اتنی ہی رقم کا مقروض ہو اور خریدار کو اس سے جو کچھ لینا ہوا سے مال کی قیمت میں حساب کر لے اور بیچنے والا اس بات کو قبول کرے اور اگر خریدار اس مال کی قیمت کی کچھ مقدار بیچنے والے کو دیدے تو اگرچہ اس مقدار کی نسبت سے سودا صحیح ہے لیکن بیچنے والا سودا فسخ کر سکتا ہے۔

(۳) مدت کو ٹھیک ٹھیک معین کیا جائے، مثلاً اگر بیچنے والا کہے کہ قبضہ کٹائی پر دوں گا تو چونکہ اس سے مدت کا ٹھیک ٹھیک تعین نہیں ہوتا اس لئے سودا باطل ہے۔

(۴) جنس کا قبضہ دینے کے لئے ایسا وقت معین کیا جائے جس میں بیچنے والا جنس کا قبضہ دے سکے خواہ وہ جنس کمیاب ہو یا نہ ہو۔

(۵) جنس کا قبضہ دینے کی جگہ کا تعین احتیاط کی بنا پر مکمل طور پر کیا جائے لیکن اگر طرفین کی باتوں سے جگہ کا پتا چل جائے تو کافی ہے اس کا نام لینا ضروری نہیں۔

(۶) اس جنس کا تول یا ناپ معین کیا جائے اور جس چیز کا سودا عموماً دیکھ کر کیا جاتا ہے اگر اسے بطور سلف بیچا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن مثال کے طور پر اخروٹ اور انٹوں کی بعض قسموں میں تعداد کا فرق اتنا کم ہو کہ لوگ اسے اہمیت نہ دیں۔

(۷) جس چیز کو بطور سلف بیچا جائے اگر وہ ایسی ہوں جنہیں تول کر یا ناپ کر بیچا جاتا ہے تو اس کا عوض اسی جنس سے نہ ہو بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر دوسری جنس میں سے بھی ایسی چیز نہ ہو جسے تول کر یا ناپ کر بیچا جاتا ہے اور اگر وہ چیز جسے بیچا جا رہا ہے ان چیزوں میں سے ہو جنہیں گن کر بیچا جاتا ہو تو احتیاط کی بنا پر جائز نہیں ہے کہ اس کا عوض خود اسی کی جنس سے زیادہ مقدار میں مقرر کرے۔

معاملہ سلف کے احکام

(۲۰۷۲) جو جنس کسی نے بطور سلف خریدی ہو اسے وہ مدت ختم ہونے سے پہلے بیچنے والے کے سوا کسی اور کے ہاتھ نہیں بیچ سکتا اور مدت ختم ہونے کے بعد اگرچہ خریدار نے اس کا قبضہ نہ بھی لیا ہو اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ پہلوں کے علاوہ جن غلوں مثلاً گیہوں اور جو وغیرہ کو تول کر یا ناپ کر فروخت کیا جاتا ہے انہیں اپنے قبضے میں لینے سے پہلے ان کا بیچنا جائز نہیں ہے ماسوا اس کے کہ گاہک نے جس قیمت پر خریدی ہو اسی قیمت پر یا اس سے کم قیمت پر بیچے۔

(۲۰۷۳) سلف کے لین دین میں اگر بیچنے والا مدت ختم ہونے پر اس چیز کا قبضہ دے جس کا سودا ہوا ہے تو خریدار کے لئے ضروری ہے کہ اسے قبول کرے اگرچہ جس چیز کا سودا ہوا ہے اس سے بہتر چیز دے رہا ہو جبکہ اس چیز کی اس جنس میں شمار کیا جائے۔

(۲۰۷۴) اگر بیچنے والا جو جنس دے وہ جنس سے گھٹیا ہو جس کا سودا ہوا ہے خریدار اسے قبول کرنے سے انکار کر سکتا ہے۔

(۲۰۷۵) اگر بیچنے والا اس جنس کی بجائے جس کا سودا ہو ابے کوئی دوسری جنس دے اور خریدار اسے لینے پر راضی ہو جائے تو اشکال نہیں ہے۔

(۲۰۷۶) جو چیز بطور سلف بیچی گئی ہو اگر وہ خریدار کے حوالے کرنے کے لئے طے شدہ وقت پر دستیاب نہ ہو سکے تو خریدار کو اختیار ہے کہ انتظار کرے تاکہ بیچنے والا اسے مہیا کر دے یا سودا فسخ کر دے اور جو چیز بیچنے والے کو دی ہو اسے واپس لے لے اور احتیاط کی بنا پر وہ چیز بیچنے والے کو زیادہ قیمت پر نہیں بیچ سکتا۔

(۲۰۷۷) اگر ایک شخص کوئی چیز بیچے اور معاہدہ کرے کہ کچھ مدت بعد وہ چیز خریدار کے حوالے کر دے گا اور اس کی قیمت بھی کچھ مدت بعد لے گا تو ایسا سودا باطل ہے۔

سونے چاندی کو سونے چاندی کے عوض بیچنا

(۲۰۷۸) اگر سونے کو سونے سے یا چاندی کو چاندی سے بیچا جائے تو چاہے وہ سکہ دار ہوں یا نہ ہوں اگر ان میں سے ایک کا وزن دوسرے سے زیادہ ہو تو ایسا سودا حرام اور باطل ہے۔

(۲۰۷۹) اگر سونے کو چاندی سے یا چاندی کو سونے سے نقد بیچا جائے تو سودا صحیح ہے اور ضروری نہیں کہ دونوں کا وزن برابر ہو۔ لیکن اگر معاملے میں مدت معین ہو تو باطل ہے۔

(۲۰۸۰) اگر سونے یا چاندی کو سونے یا چاندی کے عوض بیچا جائے تو ضروری ہے کہ بیچنے والا اور خریدار ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے جنس اور اس کا عوض ایک دوسرے کے حوالے کر دیں اور اگر جس کے بارے میں معاملہ طے ہو اس کی کچھ مقدار بھی ایک دوسرے کے حوالے نہ کی جائے تو معاملہ باطل ہے۔ اگر بعض مقدار تحویل میں دی جائے تو اسی مقدار کا سودا صحیح ہے۔

(۲۰۸۱) اگر بیچنے والے یا خریدار میں سے کوئی ایک طے شدہ مال پورا پورا دوسرے کے حوالے کر دے لیکن دوسرا (مال کی صرف) کچھ مقدار حوالے کرے اور پھر وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اگرچہ اتنی مقدار کے متعلق معاملہ صحیح ہے لیکن جس کو پورا مال نہ ملا ہو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۰۸۲) اگر چاندی کی کان کی مٹی کو خالص چاندی سے اور سونے کی کان کی مٹی کو خالص سونے سے بیچا جائے تو سودا باطل ہے مگر یہ کہ جب جانتے ہوں کہ مثلاً چاندی کی مٹی کی مقدار خالص چاندی کی مقدار کے برابر ہے لیکن جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے چاندی کی مٹی کو سونے کے عوض اور سونے کی مٹی کو چاندی کے عوض بیچنے میں کوئی اشکال نہیں۔

معاملہ فسخ کئے جانے کی صورتیں

(۲۰۸۳) معاملہ فسخ کرنے کے حق کو اختیار کہتے ہیں اور خریدار اور بیچنے والا گیارہ صورتوں میں معاملہ فسخ کر سکتے ہیں۔

(۱) جس مجلس میں معاملہ ہو ابے وہ برخواست نہ ہوئی ہو، اگرچہ سودا ہو چکا ہو، اسے خیار مجلس کہتے ہیں۔

(۲) خرید و فروخت کے معاملے میں خریدار یا بیچنے والا نیز دوسرے معاملات میں طرفین میں سے کوئی ایک مغبون ہو جائے اسے خیار غبن کہتے ہیں (مغبون سے مراد وہ شخص ہے جس کے ساتھ فراڈ کیا گیا ہو) خیار کی اس قسم کا منشا عرف عام میں شرط ارتکازی ہوتا ہے یعنی ہر معاملے میں فریقین کے ذہن میں یہ شرط موجود ہوتی ہے کہ جو مال حاصل

کر رہا ہے اس کی قیمت مال سے بہت زیادہ کم نہیں جو وہ ادا کر رہا ہے اور اگر اس کی قیمت کم ہو تو وہ معاملے کو ختم کرنے کا حق رکھتا ہے لیکن عرف خاص کی چند صورتوں میں ارتکازی شرط دوسری طرح ہو مثلاً یہ شرط ہو کہ اگر جو مال لیا ہو وہ بلحاظ قیمت اس مال سے کم ہو جو اس نے دیا ہے تو دونوں (مال) کے درمیان جو کمی بیشی ہو گی اس کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر ممکن نہ ہو سکے تو معاملے کو ختم کر دے اور ضروری ہے کہ اس قسم کی صورتوں میں عرف خاص کا خیال رکھا جائے۔

(۳) سودا کرتے وقت یہ طے کیا جائے کہ مقررہ مدت تک فریقین کو یا کسی ایک فریق کو سودا فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ اسے خیار شرط کہتے ہیں۔

(۴) فریقین میں سے ایک فریق اپنے مال کو اس کی اصلیت سے بہتر بنا کر پیش کرے جس کی وجہ سے دوسرا فریق اس میں دلچسپی لے یا اس کی دلچسپی اس میں بڑھ جائے اسے خیار تالیس کہتے ہیں۔

(۵) فریقین میں سے ایک فریق دوسرے کے ساتھ شرط کرے کہ وہ فلاں کام انجام دے گا اور اس شرط پر عمل نہ ہوا شرط کی بجائے کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ایک مخصوص قسم کا معین مال دے گا اور جو مال دیا جائے اس میں وہ خصوصیت نہ ہو، اس صورت میں شرط لگانے والا فریق معاملے کو فسخ کر سکتا ہے۔ اسے خیار تخلف شرط کہتے ہیں۔

(۶) دی جانے والی جنس یا اس کے عوض میں کوئی عیب ہو اسے خیار عیب کہتے ہیں۔

(۷) یہ پتا چلے کہ فریقین نے جس جنس کا سودا کیا ہے اس کی کچھ مقدار کسی اور شخص کا مال ہے۔ اس صورت میں اگر اس مقدار کا مالک سودے پر راضی نہ ہو تو خریدنے والا سودا فسخ کر سکتا ہے یا اگر اتنی مقدار کی ادائیگی کر چکا ہو تو اسے واپس لے سکتا ہے۔ اسے خیار شرکت کہتے ہیں۔

(۸) جس معین جنس کو دوسرے فریق نے نہ دیکھا ہو اگر اس جنس کا مالک اسے اس کی خصوصیات بتائے اور بعد میں معلوم ہو کہ جو خصوصیات اس نے بتائی تھیں وہ اس میں نہیں ہیں یا دوسرے فریق نے پہلے اس جنس کو دیکھا تھا اور اس کا خیال تھا کہ وہ خصوصیات اب بھی اس میں باقی ہیں لیکن دیکھنے کے بعد معلوم ہو کہ وہ خصوصیات اب اس میں باقی نہیں ہیں تو اس صورت میں دوسرا فریق معاملہ فسخ کر سکتا ہے۔ اسے خیار وئٹ کہتے ہیں۔

(۹) خریدار نے جو جنس خریدی ہو اگر اس کی قیمت تین دن تک نہ دے اور بیچنے والے نے بھی وہ جنس خریدار کے حوالے نہ کی ہو تو بیچنے والا سودے کو ختم کر سکتا ہے لیکن ایسا اس صورت میں ہو سکتا ہے جب بیچنے والے نے خریدار کو قیمت ادا کرنے کی مہلت دی ہو لیکن مدت معین نہ کی ہو۔ اگر اس کو بالکل مہلت نہ دی ہو تو بیچنے والا قیمت کی ادائیگی میں معمولی سی تاخیر سے بھی سودا ختم کر سکتا ہے۔ اگر اسے تین دن سے زیادہ مہلت دی ہو تو مدت پوری ہونے سے پہلے سودا ختم نہیں کر سکتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ جنس بیچی ہے اگر وہ بعض ایسے پہلوں کی طرح ہو جو ایک دن باقی رہنے سے ضائع ہو جاتے ہیں چنانچہ خریدار رات تک اس کی قیمت نہ دے اور یہ شرط بھی نہ کرے کہ قیمت دینے میں تاخیر کرے گا تو بیچنے والا سودا ختم کر سکتا ہے۔ اسے خیار تاخیر کہتے ہیں۔

(۱۰) جس شخص نے کوئی جانور خرید ابو وہ تین دن تک سودا فسخ کر سکتا ہے اور جو چیز اس نے بیچی ہو اگر اس کے عوض میں خریدار نے جانور دیا ہو تو جانور بیچنے والا بھی تین دن تک سودا فسخ کر سکتا ہے۔ اسے خیار حیوان کہتے ہیں۔

(۱۱) بیچنے والے نے جو چیز بیچی ہو اگر اس کا قبضہ نہ دے سکے، مثلاً جو گھوڑا اس نے بیچا ہو وہ بھاگ گیا ہو تو اس صورت میں خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے۔ اسے خیار تعذر تسلیم کہتے ہیں۔

(خيارات کی) ان تمام اقسام کے (تفصیلی) احکام آئندہ مسائل میں بیان کئے جائیں گے۔

(۲۰۸۴) اگر خریدار کو جنس کی قیمت کا علم نہ ہو یا وہ سودا کرتے وقت غفلت برتے اور اس چیز کو عام قیمت سے مہنگا خریدے اور یہ قیمت خرید بڑی حد تک مہنگی ہو تو وہ سودا ختم کر سکتا ہے بشرطیکہ سودا ختم کر تے وقت جس قدر فرق ہو وہ موجود بھی ہو اگر فرق موجود نہ ہو تو اس کے بارے میں معلوم نہیں کہ وہ سودا ختم کر سکتا ہے۔ نیز اگر بیچنے والے کو جنس کی قیمت کا علم نہ ہو یا سودا کرتے وقت غفلت برتے اور اس جنس کو اس کی قیمت سے سستا بیچے اور بڑی حد تک سستا بیچے تو سابقہ شرط کے مطابق سودا ختم کر سکتا ہے۔

(۲۰۸۵) مشروط خرید و فروخت میں جبکہ مثال کے طور پر ایک لاکھ روپے کا مکان پچاس ہزار روپے میں بیچ دیا جائے اور طے کیا جائے کہ اگر بیچنے والا مقررہ مدت تک رقم واپس کر دے تو سودا فسخ کر سکتا ہے تو اگر خریدار اور بیچنے والا خرید و فروخت کی نیت رکھتے ہوں تو سودا صحیح ہے۔

(۲۰۸۶) مشروط خرید و فروخت میں اگر بیچنے والے کو اطمینان ہو کہ خریدار مقررہ مدت میں رقم ادا نہ کر سکنے کی صورت میں مال اسے واپس کر دے گا تو سودا صحیح ہے لیکن اگر وہ مدت ختم ہونے تک رقم ادا نہ کر سکے تو وہ خریدار سے مال کی واپسی کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر خریدار مر جائے تو اس کے ورثاء سے مال کی

واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

(۲۰۸۷) اگر کوئی شخص عمدہ چائے میں گھٹیا چائے کی ملاوٹ کر کے عمدہ چائے کے طور پر بیچے تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۰۸۸) اگر خریدار کو پتا چلے کہ جو معین مال اس نے خریدا ہے وہ عیب دار ہے مثلاً ایک جانور خریدے اور (خریدنے کے بعد) اسے پتا چلے کہ اس کی ایک آنکھ نہیں ہے لہذا اگر یہ عیب مال میں سودے سے پہلے تھا اور اسے علم نہیں تھا تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے اور مال بیچنے والے کو واپس کر سکتا ہے اور اگر واپس کرنا ممکن نہ ہو مثلاً اس مال میں کوئی تبدیلی ہو گئی ہو یا ایسا تصرف کر لیا گیا ہو جو واپسی میں رکاوٹ بن رہا ہو تو اس صورت میں وہ بے عیب دار مال کی قیمت کے فرق کا حساب کر کے بیچنے والے سے (فرق کی رقم) واپس لے لے مثلاً اگر اس نے کوئی مال چار روپے میں خریدا ہو اور اسے اس کے عیب دار ہونے کا علم ہو جائے تو اگر ایسا ہی بے عیب مال بازار میں آٹھ روپے کا اور عیب دار چھ روپے کا ہو تو چونکہ بے عیب اور عیب دار کی قیمت کا فرق ایک چوتھائی (بازار میں) آٹھ روپے کا اور عیب دار چھ روپے کا ہو تو چونکہ بے عیب اور عیب دار کی قیمت کا فرق ایک چوتھائی ہے اس لئے اس نے جتنی رقم دی ہے اس کا ایک چوتھائی یعنی ایک روپیہ بیچنے والے سے واپس لے سکتا ہے۔

(۲۰۸۹) اگر بیچنے والے کو پتا چلے کہ اس نے جس معین عوض کے بدلے اپنا مال بیچا ہے اس میں عیب ہے تو اگر وہ عیب اس عوض میں سودے سے پہلے موجود تھا اور اسے علم نہ ہوا ہو تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے اور وہ عوض اس کے مالک کو واپس کر سکتا ہے لیکن اگر تبدیلی یا تصرف کی وجہ سے واپس نہ کر سکے تو بے عیب اور عیب دار کی قیمت کا فرق اس قاعدے کے مطابق لے سکتا ہے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے۔

(۲۰۹۰) اگر سودا کرنے کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے مال میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے نیز جو چیز مال کے عوض دی جائے اگر اس میں سودا کرنے کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے کوئی عیب پیدا ہو جائے تو بیچنے والا سودا فسخ کر سکتا ہے اور اگر فریقین قیمت کا فرق لینا چاہیں تو سودا طے نہ ہونے کی صورت میں چیز کو لوٹانا جائز ہے۔

(۲۰۹۱) اگر کسی شخص کو مال کے عیب کا علم سودا کرنے کے بعد ہو تو اگر وہ (سودا ختم کرنا) چاہے تو ضروری ہے کہ فوراً سودے کو ختم کر دے اور۔ اختلاف کی صورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ اگر معمول سے زیادہ تاخیر کرے تو وہ سودے کو ختم نہیں کر سکتا۔

(۲۰۹۲) جب کسی شخص کو کوئی چیز خریدنے کے بعد اس کے عیب کا پتا چلے تو خواہ بیچنے والا اس پر تیار نہ بھی ہو تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے اور دوسرے اختیارات کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۲۰۹۳) دو صورتوں میں خریدار مال میں عیب ہونے کی بنا پر سودا فسخ نہیں کر سکتا اور نہ ہی قیمت کا فرق لے سکتا ہے۔

(۱) خریدتے وقت مال کے عیب سے واقف ہو۔

(۲) سودے کے وقت بیچنے والا کہے میں اس مال کو جو عیب بھی اس میں ہے اس کے ساتھ بیچتا ہوں۔ لیکن اگر وہ ایک عیب کا تعین کر دے اور کہے میں اس مال کو فلاں عیب کے ساتھ بیچ رہا ہوں اور بعد میں معلوم ہو کہ مال میں کوئی دوسرا عیب بھی ہے تو جو عیب بیچنے والے نے معین نہ کیا ہو اس کی بنا پر خریدار مال واپس کر سکتا ہے اور اگر واپس نہ کر سکے تو قیمت کا فرق لے سکتا ہے۔

(۲۰۹۴) اگر خریدار کو معلوم ہو کہ مال میں ایک عیب ہے اور اسے وصول کرنے کے بعد اس میں کوئی اور عیب نکل آئے تو وہ سودا فسخ نہیں کر سکتا۔ لیکن بے عیب اور عیب دار مال کا فرق لے سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ عیب دار حیوان خریدے اور خیال کی مدت جو کہ تین دن ہے گزرنے سے پہلے اس حیوان میں کسی اور عیب کا پتا چل جائے تو گو خریدار نے اسے اپنی تحویل میں لے لیا ہو پھر بھی وہ اسے واپس کر سکتا ہے۔ نیز اگر فقط خریدار کو کچھ مدت تک سودا فسخ کرنے کا حق حاصل ہو اور اس مدت کے دوران مال میں کوئی دوسرا عیب نکل آئے تو اگرچہ خریدار نے وہ مال اپنی تحویل میں لے لیا ہو تو بھی سودا فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۰۹۵) اگر کسی شخص کے پاس ایسا مال ہو جسے اس نے بچشم خود نہ دیکھا ہو اور کسی دوسرے شخص نے مال کی خصوصیات اسے بتائی ہوں اور وہی خصوصیات خریدار کو بتائے اور وہ مال اس کے ہاتھ بیچ دے اور بعد میں اسے (یعنی مالک کو) پتا چلے کہ وہ مال اس سے بہتر خصوصیات کا حامل ہے تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

متفرق مسائل

(۲۰۹۶) اگر بیچنے والا خریدار کو کسی جنس کی قیمت خرید بتائے تو ضروری ہے کہ تمام چیزیں بھی اسے بتائے جن کی وجہ سے مال کی قیمت گھٹتی بڑھتی ہے۔ اگرچہ اسی قیمت پر (جس پر خریدا ہے) یا اس سے بھی کم قیمت پر بیچے مثلاً اسے بتانا ضروری ہے کہ مال نقد خریدا ہے یا ادھار لہذا اس مال کی کچھ خصوصیات نہ بتائے اور خریدار کو بعد میں معلوم ہو تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۰۹۷) اگر انسان کوئی جنس کسی کو دے اور اس کی قیمت معین کر دے اور کہے یہ جنس اس قیمت پر بیچو اور اس سے زیادہ جتنی قیمت وصول کرو گے وہ تمہاری محنت کی اجرت ہو گی تو اس صورت میں وہ شخص اس قیمت سے زیادہ جتنی قیمت بھی وصول کرے وہ جنس کے مالک کا مال ہو گا اور بیچنے والا مالک سے فقط محنتانہ لے سکتا ہے۔ لیکن اگر معاہدہ بطور جعالہ ہو اور مال کا مالک کہے: اگر تو نے یہ جنس اس قیمت سے زیادہ پر بیچی تو فاضل آمدنی تیرا مال ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۰۹۸) اگر قصاب نر جانور کا گوشت کہہ کر مادہ کا گوشت بیچے تو وہ گنہگار ہو گا لہذا اگر وہ اس گوشت کو معین کر دے اور کہے کہ میں یہ نر جانور کا گوشت بیچ رہا ہوں تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے اور اگر قصاب اس گوشت کو معین نہ کرے اور خریدار کا جو گوشت ملا ہو (یعنی مادہ کا گوشت) وہ اس پر راضی نہ ہو تو ضروری ہے کہ قصاب اسے نر جانور کا گوشت دے۔

(۲۰۹۹) اگر خریدار بزاز سے کہے کہ مجھے ایسا کپڑا چاہئے جس کا رنگ کچا نہ ہو اور بزاز ایک ایسا کپڑا اس کے ہاتھ فروخت کرے جس کا رنگ کچا ہو تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۱۰۰) اگر فروخت کرنے والا فروخت کی ہوئی چیز کو خریدار کے حوالے نہ کر سکے مثلاً گھوڑے کا سودا کیا تھا، بہاگ جائے تو اس صورت میں سودا باطل ہے اور خریدار اپنی رقم کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

شراکت کے احکام

(۲۱۰۱) دو آدمی اگر باہم طے کریں کہ اپنے مشترکہ مال سے بیو پار کر کے جو کچھ نفع کمائیں گے اسے آپس میں تقسیم کر لیں گے اور وہ عربی یا کسی اور زبان میں شراکت کا صیغہ پڑھیں یا کوئی ایسا کام کریں جس سے ظاہر ہو تا ہو کہ وہ ایک دوسرے کے شریک بننا چاہتے ہیں تو اس کی شراکت صحیح ہے۔

(۲۱۰۲) اگر چند اشخاص اس مزدوری میں جو وہ اپنی محنت سے حاصل کرتے ہوں ایک دوسرے کے ساتھ شراکت کریں مثلاً چند حجام آپس میں طے کریں کہ جو اجرت حاصل ہو گی اسے آپس میں تقسیم کر لیں گے تو ان کی شراکت صحیح نہیں ہے۔ لیکن اگر باہم طے کر لیں کہ مثلاً ہر ایک کی آدھی مزدوری معین مدت تک کے لئے دوسرے کی آدھی مزدوری کے بدلے میں ہوگی تو معاملہ صحیح ہے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کی مزدوری میں شریک ہوگا۔

(۲۱۰۳) اگر دو اشخاص آپس اس طرح شراکت کریں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داری پر جنس خریدے اور اس کی قیمت کی ادائیگی کا مقروض ہو لیکن جو جنس دونوں نے خریدی ہو اس کے نفع میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں تو ایسی شراکت صحیح نہیں۔ البتہ اگر ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنا وکیل بنا لے کہ جو کچھ وہ ادھار لے رہا ہے اس میں اسے شریک کر لے یعنی جنس کو اپنے اور اپنے حصہ دار کے لئے خریدے جس کی بنا پر دونوں مقروض ہو جائیں تو دونوں میں سے ہر ایک جنس میں شریک ہو جائے گا۔

(۲۱۰۴) جو اشخاص شراکت کے ذریعے ایک دوسرے کے شریک کار بن جائیں ان کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں، نیز یہ کہ ارادے اور اختیار کے ساتھ شراکت کریں اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے مال میں تصرف کر سکتے ہوں۔ لہذا سفیہ... جو اپنا مال احمقانہ اور فضول کاموں پر خرچ کرتا ہے۔ اپنے مال میں تصرف کا حق نہیں رکھتا۔ اگر وہ کسی کے ساتھ شراکت کرے تو صحیح نہیں ہے۔

(۲۱۰۵) اگر شراکت کے معاہدے میں یہ شرط لگائی جائے کہ جو شخص کام کرے گا یا جو دوسرے شریک سے زیادہ کام کرے گا یا جس کے کام کی دوسرے کے کام کے مقابلے میں زیادہ اہمیت ہے اسے منافع میں زیادہ حصہ ملے گا تو ضروری ہے کہ جیسا طے کیا گیا ہو متعلقہ شخص کو اس کے مطابق دیں اور اسی طرح اگر شرط لگائی جائے کہ جو شخص کام نہ نہیں کرے گا یا زیادہ کام نہ نہیں کرے گا یا جس کے کام کی دوسرے کے کام کے مقابلے میں زیادہ اہمیت نہیں ہے اسے منافع کا زیادہ حصہ ملے گا تب بھی صحیح ہے اور جیسا کہ طے کیا گیا ہو متعلقہ شخص کو اس کے مطابق دیں۔

(۲۱۰۶) اگر شراکت طے کریں کہ سارا منافع کسی ایک شخص کا ہو گا یا سارا نقصان کسی ایک کو برداشت کرنا ہو گا تو شراکت صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۲۱۰۷) اگر شراکت یہ طے نہ کریں کہ کسی ایک شریک کو زیادہ منافع ملے گا، تو اگر ان میں سے ایک کا سرمایہ جتنا ہو

تو نفع و نقصان بھی ان کے مابین برابر تقسیم ہو گا اور ان کا سرمایہ برابر برابر نہ ہو تو ضروری ہے کہ نفع و نقصان سرمائے کی نسبت سے تقسیم کریں۔ مثلاً اگر دو افراد شراکت کریں اور ایک کا سرمایہ دوسرے کے سرمائے سے دگنا ہو تو نفع و نقصان میں بھی اس کا حصہ دوسرے سے دگنا ہو گا خواہ دونوں ایک جتنا کام کریں یا ایک تھوڑا کام کرے یا بالکل کام نہ کرے۔

(۲۱۰۸) اگر شراکت کے معاہدے میں یہ طے کیا جائے کہ دونوں شریک مل کر خرید و فروخت کریں گے یا ہر ایک انفرادی طور پر لین دین کرنے کا مجاز ہو گیا ان میں سے فقط ایک شخص لین دین کرے گا یا تیسرا شخص اجرت پر لین دین کرے گا تو ضروری ہے کہ اس معاہدے پر عمل کریں۔

(۱۲۰۹) شراکت دو قسم کی ہے۔ ایک تو وہ جو اجازت پر مبنی ہے اور وہ یہ ہے کہ مال تجارت تمام شرکاء کی مشترک ہونا مشہور ہو دوسری قسم وہ ہے جس میں ہر شرک اپنے مال کو شراکت کے لئے حاضر کرے اور ان میں سے ہر ایک اپنے نصف مال کو دوسرے کے نصف مال کا معاوضہ قرار دے۔ اگر شراکت دار اپنے شرکاء میں سے کسی ایک کو خرید و فروخت کے لئے معین نہ کریں تو جنس پر اجازت میں شراکت میں شرکاء میں سے کوئی بھی خرید و فروخت نہیں کر سکتا لیکن شراکت معارض میں اگر ضرر نہ پہنچائیں تو ہر ایک خرید و فروخت کر سکتا ہے۔

(۲۱۱۰) جو شریک شراکت کے سرمائے پر اختیار رکھتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ شراکت کے معاہدے پر عمل کرے۔ مثلاً اگر اس سے طے کیا گیا ہو کہ ادھار خریدے گا یا نقد بیچے گا یا کسی خاص جگہ سے خریدے گا تو جو معاہدہ طے پایا ہے اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے اور اگر اس کے ساتھ کچھ طے نہ ہوا ہو تو ضروری ہے کہ معمول کے مطابق لین دین کرے تا کہ شراکت کو نقصان نہ ہو۔

(۲۱۱۱) جو شریک شراکت کے سرمائے سے سودے کرتا ہو اگر جو کچھ اس کے ساتھ طے کیا گیا ہو اس کے برخلاف خرید و فروخت کرے یا اگر کچھ طے نہ کیا گیا ہو اور معمول کے خلاف سودا کرے تو ان دونوں صورتوں میں اگرچہ اقویٰ قول کی بنا پر معاملہ صحیح ہے لیکن اگر معاملہ نقصان دہ یا شراکت کے مال میں سے کچھ مال ضائع ہو جائے تو جس شریک نے معاہدے یا معمول کے خلاف عمل کیا ہے وہ ذمہ دار ہے۔

(۲۱۱۲) جو شریک شراکت کے سرمائے سے کاروبار کر تا ہو اگر وہ فضول خرچی نہ کرے اور سرمائے کی نگہداشت میں بھی کوتاہی نہ کرے اور پھر اتفاقاً اس سرمائے کی کچھ مقدار یا سارے کا سارا سرمایہ تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

(۲۱۱۳) جو شریک شراکت کے سرمائے سے کاروبار کرتا ہو اگر وہ کہے کہ سرمایہ تلف ہو گیا ہے تو اگر وہ دوسرے شرکاء کے نزدیک معتبر شخص ہو تو ضروری ہے کہ اس کا کہنا مان لیں اور اگر دوسرے شرکاء کے نزدیک وہ معتبر شخص نہ ہو تو حاکم شرع کے پاس اس کے خلاف دعویٰ کر سکتے ہیں تا کہ حاکم شرع قضاوت کے اصولوں کے مطابق تنازعے کا فیصلہ کرے۔

(۲۱۱۴) اگر شراکت ادنیٰ میں تمام شریک اس اجازت سے جو انہوں نے ایک دوسرے کو مال میں تصرف کیلئے دے رکھی ہو پھر جائیں تو ان میں سے کوئی بھی شراکت کے مال میں تصرف نہیں کر سکتا اور اگر ان میں سے ایک اپنی دی ہوئی اجازت سے پھر جائے تو دوسرے شرکاء کو تصرف کا کوئی حق نہیں لیکن جو شخص اپنی دی ہوئی اجازت سے پھر گیا ہو وہ شراکت کے مال میں تصرف کر سکتا ہے۔ لیکن مال میں سب کی شراکت باقی رہے گی۔

(۲۱۱۵) شراکت ادنیٰ میں جب شرکاء میں سے کوئی ایک تقاضا کرے کہ شراکت کا سرمایہ تقسیم کر دیا جائے تو اگرچہ شراکت کے معینہ مدت میں ابھی کچھ وقت باقی ہو دوسروں کو اس کا کہنا مان لینا ضروری ہے مگر یہ کہ انہوں نے پہلے ہی (معاہدہ کرتے وقت) سرمائے کی تقسیم کو رد کر دیا ہو (یعنی قبول نہ کیا ہو) یا مال کی تقسیم شرکاء کے لئے قابل ذکر نقصان کا موجب ہو (تو اس کی بات قبول نہیں کرنی چاہیے)

(۲۱۱۶) اگر شرکاء میں سے کوئی مر جائے یا دیوانہ یا بے حواس ہو جائے تو دوسرے شرکاء شراکت کے مال میں تصرف نہیں کر سکتے اور اگر ان میں سے کوئی سفیہ ہو جائے یعنی اپنا مال فضول کاموں میں خرچ کرے تو اس کا بھی حکم ہے۔

(۲۱۱۷) اگر شریک اپنے لئے کوئی چیز ادھار خریدے تو اس نفع و نقصان کا وہ خود ذمہ دار ہے لیکن اگر شراکت کے لئے خریدے اور شراکت کے معاہدے میں ادھار معاملہ کرنا بھی شامل ہو تو پھر نفع و نقصان میں دونوں شریک ہوں گے۔

(۲۱۱۸) اگر شرکاء میں سے کوئی ایک شراکت کے سرمائے سے کوئی سودا کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ شراکت باطل تھی تو اگر صورت یہ ہو کہ معاملہ کرنیکی اجازت میں شراکت کے صحیح ہونے کی قید نہ تھی یعنی اگر شرکاء جانتے ہوتے کہ شراکت درست نہیں ہے تب بھی وہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف پر راضی تھے تو معاملہ صحیح ہے اور

جو کچھ اس معاملے سے حاصل ہو وہ ان سب کا مال ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس صورت میں کہ جو لوگ دوسروں کے تصرف پر راضی نہیں تھے، یہ کہہ دیں کہ ہم اس معاملے پر راضی ہیں تو معاملہ صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔ ہر صورت میں ان میں سے جس نے بھی شراکت کے لئے کام کیا ہو اگر اس نے بلا معاوضہ کام کرنے کے ارادے سے نہ کیا ہو تو وہ اپنی محنت کا معاوضہ معمول کے مطابق دوسرے شرکاء سے ان کے مفاد کا خیال رکھتے ہوئے لے سکتا ہے۔ لیکن اگر کام کرنے کا معاوضہ اس فائدے کی مقدار سے زیادہ ہو جو وہ شراکت صحیح ہونے کی صورت میں لیتا تو وہ بس اسی قدر فائدہ لے سکتا ہے۔

صلح کے احکام

(۲۱۱۹) صلح سے مراد ہے کہ انسان کسی دوسرے شخص کے ساتھ اس بات پر اتفاق کرے کہ اپنے مال سے یا اپنے مال کے منافع سے کچھ مقدار دوسرے کو دے دے یا اپنا قرض یا حق چھوڑ دے تا کہ دوسرا بھی اس کے عوض اپنے مال یا منافع کی کچھ مقدار اسے دے دے یا قرض یا حق سے دستبردار ہو جائے۔ بلکہ اگر کوئی شخص عوض لئے بغیر کسی سے اتفاق کرے اور اپنا مال یا مال کے منافع کی کچھ مقدار اس کو دے دے یا اپنا قرض یا حق چھوڑ دے تب بھی صلح صحیح ہے۔

(۲۱۲۰) جو شخص اپنا مال بطور صلح دوسرے کو دے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ بالغ اور عاقل اور صلح کا قصد رکھتا ہو نیز یہ کہ کسی نے اسے صلح پر مجبور نہ کیا ہو اور ضروری ہے کہ سفیہ یا دیوالیہ ہونے کی بنا پر اسے اپنے مال میں تصرف کرنے سے نہ روکا گیا ہو۔

(۲۱۲۱) صلح کا صیغہ عربی میں پڑھنا ضروری نہیں بلکہ جن الفاظ سے اس بات کا اظہار ہو کہ فریقین نے آپس میں صلح کی ہے (تو صلح) صحیح ہے۔

(۲۱۲۲) اگر کوئی شخص اپنی بھیڑیں چرواہے کو دے تا کہ وہ مثلاً ایک سال ان کی نگہداشت کرے اور ان کے دودھ سے خود استفادہ حاصل کرے اور گھی کی کچھ مقدار مالک کو دے تو اگر چرواہے کی محنت اور اس گھی کے مقابلے میں وہ شخص بھیڑوں کے دودھ پر صلح کر لے تو معاملہ صحیح ہے بلکہ اگر بھیڑیں چرواہے کو ایک سال کے لئے اس شرط کے ساتھ اجارے پر دے کہ وہ ان کے دودھ سے استفادہ حاصل کرے اور اس کے عوض اسے کچھ گھی دے مگر یہ قید نہ لگائے کہ بالخصوص انہی بھیڑوں کے دودھ کا گھی ہو تو بھی اجارہ صحیح ہے۔

(۲۱۲۳) اگر کوئی قرض خواہ اس قرض کے بدلے جو اس مقروض سے وصول کرنا ہے یا اپنے حق کے بدلے اس شخص سے صلح کرنا چاہے تو یہ صلح کرنا اس صورت میں صحیح ہے جب دوسرا اسے قبول کر لے لیکن اگر کوئی شخص اپنے قرض یا حق سے دستبردار ہونا چاہے تو دوسرے کا قبول کرنا ضروری نہیں۔

(۲۱۲۴) اگر مقروض اپنے قرضے کی مقدار جانتا ہو جبکہ قرض خواہ کو علم نہ ہو اور قرض خواہ نے جو کچھ لینا ہو اس سے کم پر صلح کر لے مثلاً اس نے پچاس روپے لینے تھے اور دس روپے پر صلح کر لے تو باقی ماندہ رقم مقروض کے لئے حلال نہیں ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ جتنے قرض کا دیندار ہے اس کے متعلق خود قرض خواہ کو بتائے اور اسے راضی کر لے یا صورت ایسی ہو کہ اگر قرض خواہ کو قرضے کی مقدار کا علم ہوتا تب بھی اسی مقدار (یعنی دس روپے) پر صلح کر لیتا۔

(۲۱۲۵) اگر دو آدمیوں کے پاس کوئی مال موجود ہو یا ایک دوسرے کے ذمے کوئی مال باقی ہو اور انہیں یہ علم ہو کہ ان دونوں اموال میں سے ایک مال دوسرے مال سے زیادہ ہے تو چونکہ ان دونوں اموال کو ایک دوسرے کے عوض میں فروخت کرنا سود ہونے کی بنا پر حرام ہے اس لئے ان دونوں میں ایک دوسرے کے عوض صلح کرنا بھی حرام ہے بلکہ اگر ان دونوں اموال میں سے ایک کے دوسرے سے زیادہ ہونے کا علم نہ بھی ہو لیکن زیادہ ہونے کا احتمال ہو تو احتیاط لازم کی بنا پر ان دونوں میں ایک دوسرے کے عوض صلح نہیں کی جاسکتی۔

(۲۱۲۶) اگر وہ اشخاص کو ایک شخص سے یا دو اشخاص کو دوسرے دو اشخاص سے قرضہ وصول کرنا ہو اور وہ اپنی اپنی طلب پر ایک دوسرے سے صلح کرنا چاہتے ہوں اور صلح کرنا سود کا باعث نہ ہو جیسا کہ سابقہ مسئلے میں کہا گیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً اگر دونوں کو دس من گہیوں وصول کرنا ہو اور ایک کا گہیوں اعلیٰ اور دوسرے کا درمیانے درجے کا ہوا اور دونوں کی مدت پوری ہو چکی ہو تو ان دونوں کا آپس میں مصالحت کرنا صحیح ہے۔

(۲۱۲۷) اگر ایک شخص کو کسی سے اپنا قرضہ کچھ مدت کے بعد واپس لینا ہو اور وہ مقروض کے ساتھ مقررہ مدت سے پہلے معین مقدار سے کم صلح کر لے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ اپنے قرضے کا کچھ حصہ معاف کر دے اور باقی ماندہ نقد لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ قرضہ سونے یا چاندی کی شکل میں یا کسی ایسی

جنس کی شکل میں ہو جو ناپ کر یا تول کر بیچی جاتی ہے اور اگر جنس اس قسم کی نہ ہو تو قرض خواہ کے لئے جائز ہے کہ اپنے قرضے سے کمتر مقدار پر مقروض یا کسی اور سے صلح کر لے یا بیچ دے جیسا کہ مسئلہ ۲۲۴۸ میں بیان ہو گا۔

(۲۱۲۸) اگر دو اشخاص کسی چیز پر آپس میں صلح کر لیں تو ایک دوسرے کی رضا مندی سے اس صلح کو ٹوڑ سکتے ہیں۔ نیز اگر سودے کے سلسلے میں دونوں کو یا کسی ایک کو ایک کو سودا فسخ کرنے کا حق دیا گیا ہو تو جس کے پاس حق ہے وہ صلح کو فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۱۲۹) جب تک خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جدا نہ ہو گئے ہوں وہ سودے کو فسخ کر سکتے ہیں نیز اگر خریدار ایک جانور خریدے تو وہ تین دن تک سودا فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک خریدار خریدی ہوئی جنس کی قیمت تین دن تک ادا نہ کرے اور جنس کو اپنی تحویل میں نہ لے تو جیسا کہ مسئلہ ۲۰۸۱ میں بیان ہو چکا ہے بیچنے والا سودے کو فسخ کر سکتا ہے لیکن جو شخص کسی مال پر صلح کرے وہ ان تینوں صورتوں میں صلح فسخ کرنے کا حق نہیں رکھتا لیکن اگر صلح کا دوسرا فریق مصالحت کا مال دینے میں غیر معمولی تاخیر کرے یا یہ شرط رکھی گئی ہو کہ مصالحت کا مال نقد دیا جائے اور دوسرا فریق اس شرط پر عمل نہ کرے تو اس صورت میں صلح فسخ کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح باقی صورتوں میں بھی جب کا ذکر خرید و فروخت کے احکام میں آیا ہے صلح فسخ کی جاسکتی ہے اور اگر مصالحت کے دونوں فریقوں میں سے ایک کو دھوکہ ہوا ہو تو وہ صلح کو ختم کر سکتا ہے لیکن اگر صلح جھگڑا ختم کرنے کے لئے ہوا ہے تو دھوکہ کھانے والا بھی احتیاط واجب کی بنا پر صلح کو ختم نہیں کر سکتا۔

(۲۱۳۰) جو چیز بذریعہ صلح ملے اگر وہ عیب دار ہو تو صلح فسخ کی جاسکتی ہے لیکن اگر متعلقہ شخص بے عیب اور عیب دار کے مابین قیمت کا فرق لینا چاہے تو اس میں اشکال ہے۔

(۲۱۳۱) اگر کوئی شخص اپنے مال کے ذریعے دوسرے سے صلح کرے اور اس کے ساتھ شرط ٹھہرائے اور کہے کہ جس چیز پر میں نے تم سے صلح کی ہے میرے مرنے کے بعد مثلاً تم اسے وقف کر دو گے اور دوسرا شخص بھی اس کو قبول کر لے تو ضروری ہے کہ اس شرط پر عمل کرے۔

کرائے کے احکام

(۲۱۳۲) کوئی چیز کرائے پر دینے والے اور کرائے پر لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کرایہ لینے یا کرایہ دینے کا کام اپنے اختیار سے کریں یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے مال میں تصرف کا حق رکھتے ہوں لہذا چونکہ سفیہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لئے نہ وہ کوئی چیز کرائے پر لے سکتا ہے اور نہ دے سکتا ہے۔ اسی طرح جو شخص دیوالیہ ہو چکا ہو وہ ان چیزوں کو کرائے پر نہیں دے سکتا جن میں وہ تصرف کا حق نہ رکھتا ہو اور نہ وہ ان میں سے کوئی چیز کرائے پر لے سکتا ہے لیکن اپنی خدمات کو کرائے پر پیش کر سکتا ہے۔

(۲۱۳۳) انسان دوسرے کی طرف سے وکیل بن کر اس کا مال کرائے پر دے سکتا ہے یا کوئی مال اس کے لئے کرائے پر لے سکتا ہے۔

(۲۱۳۴) اگر بچے کا سر پرست یا اس کے مال کا منتظم بچے کا مال کرائے پر دے یا بچے کو کسی کا اجیر مقرر کر دے تو کوئی حرج نہیں اور اگر بچے کے بالغ ہونے کے بعد کسی کچھ مدت کو بھی اجارے کی مدت کا حصہ قرار دیا جائے تو بچہ بالغ ہونے کے بعد باقی ماندہ اجارہ فسخ کر سکتا ہے اگرچہ صورت یہ ہو کہ اگر بچے کے بالغ ہونے کی کچھ مدت کو اجارہ کی مدت کا حصہ نہ بنایا جاتا تو یہ بچے کے لئے مصلحت کے خلاف ہوتا ہاں اگر وہ مصلحت شرعی لازمی مصلحت کے بر خلاف تھی یعنی جس کے بارے میں یہ علم ہو کہ شارع مقدس اس مصلحت کو ترک کرنے پر راضی نہیں ہے اس صورت میں اگر حاکم شرع کی اجازت سے اجارہ واقع ہو جائے تو بچہ بالغ ہونے کے بعد اجارہ فسخ نہیں کر سکتا۔

(۲۱۳۵) جس نابالغ بچے کا سر پرست نہ ہو اسے مجتہد کی اجازت کے بغیر مزدوری پر نہیں لگا یا جا سکتا اور جس شخص کی رسائی مجتہد تک نہ ہو وہ ایک مومن شخص کی اجازت لیکر جو عادل ہو بچے کو مزدوری پر لگا سکتا ہے۔

(۲۱۳۶) اجارہ دینے والے اور اجارہ لینے والے کے لئے ضروری نہیں کہ صیغہ عربی زبان میں پڑھیں بلکہ اگر کسی چیز کا مالک دوسرے سے کہے کہ میں نے اپنا مال تمہیں اجارے پر دیا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا تو اجارہ صحیح ہے بلکہ اگر وہ منہ سے کچھ بھی نہ کہیں اور مالک اپنا مال اجارے کے قصد سے مستاجر کو دے اور وہ بھی اجارے کے قصد سے لے تو اجارہ صحیح ہو گا۔

(۲۱۳۷) اگر کوئی شخص چاہے کہ اجارے کا صیغہ پڑھے بغیر کوئی کام کرنے کے لئے اجیر بن جائے تو جونہی وہ کام کرنے میں مشغول ہو گا اجارہ صحیح ہو جائے گا۔

(۲۱۳۸) جو شخص بول نہ سکتا ہو اگر وہ اشارے سے سمجھا دے کہ اس نے کوئی چیز اجارے پر دی ہے یا اجارے پر لی ہے تو اجارہ صحیح ہے۔

(۲۱۳۹) اگر کوئی شخص مکان یا دوکان یا کشتی یا کمرہ اجارے پر لے اور اس کا مالک یہ شرط لگائے کہ صرف وہ اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو مستاجر اسے کسی دوسرے کو استعمال کیلئے اجارے پر نہیں دے سکتا بجز اس کے کہ وہ نیا اجارہ اس طرح ہو کہ اس فوائد بھی کرائے پر لینے والے سے مخصوص ہوں۔ مثلاً ایک عورت ایک مکان یا کمرہ کرائے پر لے اور بعد میں شادی کر لے اور کمرہ یا مکان اپنی رہائش کے لئے کرائے پر دے دے (یعنی شوہر کو کرائے پر دے کیونکہ بیوی کی رہائش کا انتظام بھی شوہر کی ذمہ داری ہے) اور اگر مالک ایسی کوئی شرط نہ لگائے تو کرائے پر لینے والا اسے دوسرے کو کرائے پر دے سکتا ہے۔ البتہ مال کو کرایہ دار دوم کے سپرد کرنے کے لئے احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ مالک سے اجازت لے لے لیکن اگر وہ چاہے کہ جتنے کرائے پر لیا ہے اس سے زیادہ کرائے پر دے اگرچہ کرایہ دوسری جنس سے ہو تو ضروری ہے کہ اس نے مرمت اور سفیدی وغیرہ کرائی ہو یا اس کی حفاظت کیلئے کچھ نقصان برداشت کیا ہو تو وہ اسے زیادہ کرائے پر دے سکتا ہے۔

(۲۱۴۰) اگر مزدور، مالک سے یہ شرط طے کرے کہ وہ فقط اسی کام کرے گا تو بجز اس صورت کے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے اس مزدور کو کسی دوسرے شخص کو بطور اجارہ نہیں دیا جاسکتا اور اگر اجیر ایسی کوئی شرط نہ لگائے تو اسے دوسرے کو اجارے پر دے سکتا ہے۔ لیکن جو چیز اس کو اجارے پر دے رہا ہے ضروری ہے کہ اس کی قیمت اس اجارے سے زیادہ نہ ہو جو اجیر کے لئے قرار دیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص خود کسی کا اجیر بن جائے اور کسی دوسرے شخص کو وہ کام کرنے کے لئے اجرت پر رکھ لے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے (یعنی وہ اسے کم اجرت پر نہیں رکھ سکتا) لیکن اگر اس نے کام کی کچھ مقدار خود انجام دی ہو تو پھر دوسرے کو کم اجرت پر بھی رکھ سکتا ہے۔

(۲۱۴۱) اگر کوئی شخص مکان، دکان، کمرے اور کشتی کے علاوہ کوئی اور چیز مثلاً زمین کرائے پر لے اور زمین کا مالک اس سے یہ شرط نہ کرے کہ صرف وہی اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو اگر جتنے کرائے پر اس نے وہ چیز لی ہے اس سے زیادہ کرائے پر دے تو اجارہ کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

(۲۱۴۲) اگر کوئی شخص مکان یا دکان مثلاً ایک سال کے لئے سو روپیہ کرائے پر لے اور اس کا آدھا حصہ خود استعمال کرے تو دوسرا حصہ سو روپیہ کرائے پر چڑھا سکتا ہے لیکن اگر وہ چاہے کہ مکان یا دکان کا آدھا حصہ اس سے زیادہ کرائے پر چڑھا دے جس پر اس نے خود وہ دکان یا مکان کرائے پر لیا ہے مثلاً ۱۲۰ روپے کرائے پر دے دے تو ضروری ہے کہ اس میں مرمت وغیرہ کا کام کرایا ہو۔

کرائے پر دئیے جانے والے مال کی شرائط

(۲۱۴۳) جو مال اجارے پر دیا جائے اس کی چند شرائط ہیں:

(۱) وہ مال معین ہو۔ لہذا اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے اپنے مکانات میں سے ایک مکان تمہیں کرائے پر دیا تو یہ درست نہیں ہے۔

(۲) کرائے پر لینے والا اس مال کو دیکھ لے یا اجارے پر دینے والا شخص اپنے مال کی خصوصیات اس طرح بیان کرے کہ اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہو جائیں۔

(۳) اجارے پر دئیے جانے والے مال کو دوسرے فریق کے سپرد کرنا ممکن ہو لہذا اس گھوڑے کو اجارے پر دینا جو بھاگ گیا ہو اگر مستاجر اس کو نہ پکڑ سکے تو اجارہ باطل ہے اور اگر پکڑ سکے تو اجارہ صحیح ہے۔

(۴) اس مال سے استفادہ کرنا اس کے ختم یا کالعدم ہو جانے پر موقوف نہ ہو لہذا روٹی، پھلوں اور دوسری خوردنی اشیاء کو کھانے کے لئے کرائے پر دینا صحیح نہیں ہے۔

(۵) مال سے وہ فائدہ اٹھا نا ممکن ہو جس کیلئے اسے کرائے پر دیا جائے لہذا ایسی زمین کا زراعت کے لئے کرائے پر دینا جس کے لئے بارش کا پانی کافی نہ ہو اور وہ دریا کے پانی سے بھی سیراب نہ ہوتی ہو صحیح نہیں ہے۔

(۶) جو چیز کرائے پر دی جارہی ہو وہ کرائے پر دینے والے کا اپنا مال ہو اور اگر کسی دوسرے کا مال کرائے پر دیا جائے تو معاملہ اس صورت میں صحیح ہے کہ جب اس مال کا مالک رضا مند ہو۔

(۲۱۴۴) جس درخت میں ابھی پھل نہ لگا ہو اس کا اس مقصد سے کرائے پر دینا کہ اس کے پھل سے استفادہ کیا جائے گا درست ہے اور اسی طرح ایک جانور کو اس کے دودھ کے لئے کرائے پر دینے کا بھی یہی حکم ہے۔

(۲۱۴۵) عورت اس مقصد کے لئے اجیر بن سکتی ہے کہ اس کے دودھ سے استفادہ کیا جائے (یعنی کسی دوسرے کے بچے

کو اجرت پر دودھ پلا سکتی ہے) اور ضروری نہیں کہ وہ اس مقصد کے لئے شوہر سے اجازت لے لیکن اگر اس کے دودھ پلانے سے شوہر کی حق تلفی ہوتی ہو تو پھر اس کی اجازت کے بغیر عورت اجیر نہیں بن سکتی۔

کرائے پر دئیے جانے والے مال سے استفادہ کی شرائط

(۲۱۴۶) جس استفادہ کے لئے مال کرائے پر دیا جاتا ہے اس کی چار شرطیں ہیں:

(۱) استفادہ کرنا حلال ہو پس اگر کسی مال کی منفعت حرام ہو یا یہ شرط رکھی جائے کہ حرام سے استفادہ کیا جائے یا سودا کرنے سے پہلے حرام معاملے کو معین کیا جائے اور سودے کی بنیاد اسی پر رکھی جائے تو یہ سودا باطل ہے لہذا دکان کو شراب بیچنے یا شراب ذخیرہ کرنے کے لئے کرائے پر دینا اور حیوان کو شراب کی نقل و حمل کے لئے کرائے پر دینا باطل ہے۔

(۲) وہ عمل شریعت میں بلا معاوضہ انجام دینا واجب نہ ہو اور احتیاط کی بنا پر اسی قسم کے کاموں میں سے ہے حلال اور حرام کے مسائل سکھانا اور مردوں کی تجہیز و تکفین کرنا لہذا اس کاموں کی اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ اور احتیاط کی بنا پر معتبر ہے کہ اس استفادہ کے لئے رقم دینا لوگوں کی نظروں میں فضول نہ ہو۔

(۳) جو چیز کرائے پر دی جائے اگر وہ کثیر الفوائد (اور کثیر المقاصد) ہو تو جو فائدہ اٹھانے کی مستاجر کو اجازت ہو اسے معین کیا جائے مثلاً ایک ایسا جانور کرائے پر دیا جائے جس پر سواری بھی کی جاسکتی ہو اور مال بھی لادا جا سکتا ہو تو اسے کرائے پر دیتے وقت یہ معین کرنا ضروری ہے کہ مستاجر اسے فقط سواری کے مقصد کیلئے یا فقط بار برداری کے مقصد کے لئے استعمال کر سکتا ہے یا اس سے ہر طرح استفادہ کر سکتا ہے۔

(۴) استفادہ کرنے کی مدت کا تعین کر لیا جائے اور یہ استفادہ مدت معین کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً مکان یا دکان کرائے پر دے کر یا کام کا تعین کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے مثلاً درزی کے ساتھ طے کر لیا جائے کہ وہ ایک معین لباس مخصوص ڈیزائن میں سنیے گا۔

(۲۱۴۷) اگر اجارے کی ابتدا کا تعین نہ کیا جائے تو اس کے شروع ہونے کا وقت اجارے کا صیغہ پڑھنے کے بعد سے ہو گا۔

(۲۱۴۸) مثال کے طور پر اگر مکان ایک سال کے لئے کرائے پر دیا جائے اور معاہدے کی ابتدا کا وقت صیغہ پڑھنے سے ایک مہینے بعد سے مقرر کیا جائے تو اجارہ صحیح ہے اگر چہ جب صیغہ پڑھا جا رہا ہو وہ مکان کسی دوسرے کے پاس کرائے پر ہو۔

(۲۱۴۹) اگر اجارے کی مدت کا تعین نہ کیا جائے بلکہ کرائے دار سے کہا جائے کہ جب تک تم اس مکان میں رہو گے دس ہزار روپے ماہوار کرایہ دو گے تو اجارہ صحیح نہیں ہے۔

(۲۱۵۰) اگر مالک مکان، کرائے دار سے کہے کہ میں نے تجھے یہ مکان اس روپے ماہور کرائے پر دیا یا یہ کہے کہ یہ مکان میں نے تجھے ایک مہینے کے لئے دس روپے کرائے پر دیا اور اس کے بعد بھی تم جتنی مدت اس میں رہو گے اس کا کرایہ دس روپے ماہانہ ہو گا تو اس صورت میں جب اجارے کی مدت کی ابتداء کا تعین کر لیا جائے یا اس کی ابتداء کا علم ہو جائے تو پہلے مہینے کا اجارہ صحیح ہے۔

(۲۱۵۱) جس مکان میں مسافر اور زائر قیام کرتے ہوں اور یہ علم نہ ہو کہ وہ کتنی مدت تک وہاں رہیں گے، اگر وہ مالک مکان سے طے کر لیں کہ مثلاً ایک رات کا ایک روپیہ دیں گے اور مالک مکان اس پر راضی ہو جائے تو اس مکان سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن چونکہ اجارے کی مدت طے نہیں کی گئی لہذا پہلی رات کے علاوہ اجارہ صحیح نہیں ہے اور مالک مکان پہلی رات کے بعد جب بھی چاہے انہیں نکال سکتا ہے۔

کرائے کے متفرق مسائل

(۲۱۵۲) جو مال مستاجر اجارے کے طور پر دے رہا ہو ضروری ہے کہ وہ مال معلوم ہو لہذا اگر ایسی چیزیں ہوں جن کا لین دین تول کر کیا جاتا ہے مثلاً گبیہوں، تو اس کا وزن معلوم ہونا ضروری ہے اگر ایسی چیزیں ہوں جن کا لین دین گن کر کیا جاتا ہے مثلاً رائج الوقت سکے تو ضروری ہے کہ ان کی تعداد معین ہو اور اگر وہ چیزیں گھوڑے اور بھیڑ کی طرح ہوں تو ضروری ہے کہ کرایہ لینے والا انہیں دیکھ لے یا مستاجر ان کی خصوصیات بتا دے۔

(۲۱۵۳) اگر زمین زراعت کے لئے کرائے پر دی جائے اور اس کی اجرت اسی زمین کی پیداوار قرار دی جائے جو اس وقت موجود نہ ہو یا کلی طور پر کوئی چیز اس کے ذمے قرار دے اس شرط پر کہ وہ اسی زمین کی پیداوار سے ادا کی جائے گی تو اجارہ صحیح نہیں ہے اور اگر اجرت (یعنی اس زمین کی پیداوار) اجارہ کرتے وقت موجود ہو تو پھر کوئی حرج

نہیں ہے۔

(۲۱۵۴) جس شخص نے کوئی چیز کرائے پر دی ہو وہ اس چیز کو کرایہ دار کی تحویل میں دینے سے پہلے کرایہ مانگنے کا حق نہیں رکھتا نیز اگر کوئی شخص کسی کام کے لئے اجیر بنا ہو تو جب تک وہ کام انجام نہ دے دے اجرت کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا مگر بعض صورتوں میں مثلاً حج کی ادنیٰ کی کے لئے اجیر جسے عموماً عمل کے انجام دینے سے پہلے اجرت دے دی جاتی ہے (اجرت کا مطالبہ کرنے کا حق رکھتا ہے)

(۲۱۵۵) اگر کوئی شخص کرائے پر دی گئی چیز کرایہ دار کی تحویل میں دے دے تو اگرچہ کرایہ دار اس چیز پر قبضہ نہ کرے یا قبضہ حاصل کر لے لیکن اجارہ ختم ہونے تک اس سے فائدہ نہ اٹھائے پھر بھی ضروری ہے کہ مالک کو اجرت ادا کرے۔

(۲۱۵۶) اگر ایک شخص کوئی کام ایک معین دن میں انجام دینے کے لئے اجیر بن جائے اور اس دن وہ کام کرنے کے لئے تیار ہو جائے تو جس شخص نے اسے اجیر بنایا ہے خواہ وہ اس دن اس سے کام نہ لے تو ضروری ہے کہ اس کی اجرات اسے دے دے مثلاً اگر کسی درزی کو ایک معین دن لباس سینے کے لئے اجیر بنائے اور درزی اس دن کام کرنے پر تیار ہو تو اگرچہ مالک اسے سینے کے لئے کپڑا نہ دے تب بھی ضروری ہے کہ اسے اس کی مزدوری دے دے قطع نظر اس سے کہ درزی بیکار رہا ہو یا اس نے اپنا یا کسی دوسرے کا کام کیا ہو۔

(۲۱۵۷) اگر اجارے کی مدت ختم ہو جائے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل تھا تو مستاجر کے لئے ضروری ہے کہ عام طور پر اس چیز کا جو کرایہ ہوتا ہے مال کے مالک کو دے دے مثلاً اگر وہ ایک مکان سو روپے کرائے پر ایک سال کے لئے لے اور بعد میں پتا چلے کہ اجارہ باطل تھا تو اگر اس مکان کا کرایہ عام طور پر پچاس روپے ہو تو ضروری ہے کہ پچاس روپے دے اور اگر اس کا کرایہ عام طور پر دو سو روپے ہو تو مکان کرایہ پر دینے والا مالک مکان ہو یا اس کا وکیل مطلق ہو اور عام طور پر گھر کے کرائے کی جو شرح ہو اسے جانتا ہو تو ضروری نہیں ہے کہ مستاجر سو روپے سے زیادہ دے اور اگر اس کے برعکس صورت ہو تو ضروری ہے کہ مستاجر دو سو روپے سے زیادہ دے اور اگر اس کے برعکس صورت ہو تو ضروری ہے کہ مستاجر دو سو روپے دے نیز اگر اجارے کی کچھ مدت گزرنے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل تھا تو جو مدت گزر چکی ہو اس پر بھی یہی حکم جاری ہو گا۔

(۲۱۵۸) جس چیز کو اجارے پر لیا گیا ہو اگر وہ تلف ہو جائے اور مستاجر نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو اور اسے غلط طور پر استعمال نہ کیا ہو تو (پھر وہ اس چیز کے تلف ہونے کا) ذمہ دار نہیں ہے۔ اسی طرح مثال کے طور پر اگر درزی کو دیا گیا کپڑا تلف ہو جائے تو اگر درزی نے بے احتیاطی نہ کی ہو اور کپڑے کی نگہداشت میں بھی کوتاہی نہ برتی ہو تو ضامن نہیں۔

(۲۱۵۹) جو چیز کسی کاریگر نے لی ہو اگر وہ اسے ضائع کر دے تو (وہ اس کا) ذمہ دار ہے۔

(۲۱۶۰) اگر قصاب کسی جانور کا سر کاٹ ڈالے اور اسے حرام کر دے تو خواہ اس نے مزدوری لی ہو یا بلا معاوضہ ذبح کیا ہو تو ضروری ہے کہ جانور کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے۔

(۲۱۶۱) اگر کوئی شخص ایک جانور کرائے پر لے اور معین کرے کہ کتنا بوجھ اس پر لادے گا تو اگر وہ اس پر معینہ مقدار سے زیادہ بوجھ لادے اور اس وجہ سے جانور مر جائے یا عیب دار ہو جائے تو مستاجر ذمہ دار ہے نیز اگر اس نے بوجھ کی مقدار معین نہ کی ہو اور معمول سے زیادہ بوجھ جانور پر لادے اور جانور مر جائے یا عیب دار ہو جائے تب بھی مستاجر ذمہ دار ہے اور دونوں صورتوں میں مستاجر کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ معمول سے زیادہ اجرت ادا کرے۔

(۲۱۶۲) اگر کوئی شخص حیوان کو ایسا (نازک) سامان لادنے کے لئے کرائے پر دے جو ٹوٹنے والا ہو اور جانور پھسل جائے یا بھاگ کھڑا ہو اور سامان کو توڑ پھوڑ دے تو جانور کا مالک ذمہ دار نہیں ہے ہاں اگر مالک جانور کو معمول سے زیادہ مارے یا ایسی حرکت کرے جس کی وجہ سے جانور گر جائے اور لدا ہو یا سامان توڑ دے تو مالک ذمہ دار ہے۔

(۲۱۶۳) اگر کوئی شخص بچے کا ختنہ کرے اور اپنے کام میں کوتاہی یا غلطی کرے مثلاً اس نے معمول سے زیادہ (چمڑا) کاٹا ہو اور وہ مر جائے یا اس میں کوئی نقص پیدا ہو جائے تو وہ ذمہ دار ہے اور اگر اس نے کوتاہی یا غلطی نہ کی ہو اور بچہ ختنہ کرنے سے ہی مر جائے یا اس میں کوئی عیب پیدا ہو جائے چنانچہ اس بات کی تشخیص کے لئے کہ ختنہ کرنا بچے کے لئے نقصان دہ ہے یا نہیں اس کی طرف رجوع نہ کیا گیا ہو نیز وہ بھی یہ نہ جانتا ہو کہ بچے کو نقصان ہو گا تو اس صورت میں وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

(۲۱۶۴) اگر معالج اپنے ہاتھ سے کسی مریض کو دوا دے یا اس کیلئے دوا تیار کرنے کو کہے اور دوا کھانے کی وجہ سے مریض کو نقصان پہنچے یا وہ مر جائے تو معالج ذمہ دار ہے اگرچہ اس نے علاج کرنے میں کوتاہی نہ کی ہو۔

(۲۱۶۵) جب معالج مریض سے کہہ دے کہ اگر تمہیں کوئی ضرر پہنچا تو میں ذمہ دار نہیں ہوں اور پوری احتیاط سے کام

لے لیکن اس کے باوجود اگر مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مر جائے تو معالج ذمے دار نہیں ہے۔

(۲۱۶۶) کرائے پر لینے والا اور جس شخص نے کوئی چیز کرائے پر دی ہو، وہ ایک دوسرے کی رضامندی سے معاملہ فسخ کر سکتے ہیں اور اگر اجارے میں یہ شرط عائد کریں کہ وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک معاملے کو فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے تو وہ معاہدے کے مطابق اجارہ فسخ کر سکتے ہیں۔

(۲۱۶۷) اگر مال اجارہ پر دینے والے یا مستاجر کو پتا چلے کہ وہ گھائے میں رہا ہے تو اگر اجارہ کرنے کے وقت وہ اس امر کی جانب متوجہ نہ تھا کہ وہ گھائے میں ہے تو وہ اس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ ۲۰۸۰ میں گزر چکی ہے اجارہ فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر اجارے کے صیغے میں یہ شرط عائد کی جائے کہ اگر ان میں سے کوئی گھائے میں بھی رہے تو اسے اجارہ فسخ کرنے کا حق نہیں ہو گا تو پھر وہ اجارہ فسخ نہیں کر سکتے۔

(۲۱۶۸) اگر ایک شخص کوئی چیز اجارے پر دے اور اس سے پہلے کہ اس کا قبضہ مستاجر کو دے کوئی اور شخص اس چیز کو غصب کر لے تو مستاجر اجارہ فسخ کر سکتا ہے اور جو چیز اس نے اجارے پر دینے والے کو دی ہو اسے واپس لے سکتا ہے یا (یہ بھی کر سکتا ہے کہ) اجارہ فسخ نہ کرے اور جتنی مدت وہ چیز غاصب کے پاس رہی ہو اس کی عام طور پر جتنی اجرت بنے وہ غاصب سے لے لے لہذا اگر مستاجر ایک حیوان کا ایک مہینے کا اجارہ دس روپے کے عوض کرے اور کوئی شخص اس حیوان کو دس دن کے لئے غصب کر لے اور عام طور پر اس کا دس دن کا اجارہ پندرہ روپے ہو تو مستاجر پندرہ روپے غاصب سے لے سکتا ہے۔

(۲۱۶۹) اگر کوئی دوسرا شخص مستاجر کو اجارہ کر دے چیز اپنی تحویل میں نہ لینے دے یا تحویل میں لینے کے بعد اس پر نا جائز قبضہ کر لے یا اس سے استفادہ کرنے میں حائل ہو تو مستاجر اجارہ فسخ نہیں کر سکتا اور صرف یہ حق رکھتا ہے کہ اس چیز کا عام طور پر جتنا کرایہ بنتا ہو وہ غاصب سے لے لے۔

(۲۱۷۰) اگر اجارے کی مدت ختم ہونے سے پہلے مالک اپنا مال مستاجر کے ہاتھ بیچ ڈالے تو اجارہ فسخ نہیں ہوتا اور کرایہ دار کو چاہیے کہ اس چیز کا کرایہ مالک کو دے اور اگر (مالک مستاجر کے علاوہ) اس (مال) کو کسی شخص کے ہاتھ بیچ دے تب بھی یہی حکم ہے۔

(۲۱۷۱) اگر اجارے کی مدت شروع ہونے سے پہلے جو چیز اجارے پر لی ہے وہ اس استفادے کے قابل نہ رہے جس کا تعین کیا گیا تھا تو اجارہ باطل ہو جاتا ہے اور مستاجر اجارہ کی رقم مالک سے واپس لے سکتا ہے۔ اگر صورت یہ ہو کہ مال سے تھوڑا سا استفادہ کیا جاسکتا ہو تو مستاجر اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۱۷۲) اگر ایک شخص کوئی چیز اجارے پر لے اور وہ کچھ مدت گزرنے کے بعد جو استفادہ مستاجر کیلئے طے کیا گیا ہو اس کے قابل نہ رہے تو باقی ماندہ مدت کیلئے اجارہ باطل ہو جاتا ہے اور مستاجر گزری ہوئی مدت کا اجارہ اجرة المثل یعنی جتنے دن وہ چیز استعمال کی ہو اتنے دنوں کی عام اجرت دے کر اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۱۷۳) اگر کوئی شخص ایسا مکان کرائے پر دے جس کے مثلاً دو کمرے ہوں اور ان میں سے ایک کمرہ ٹوٹ پھوٹ جائے لیکن اجارے پر دینے والا اس کمرہ کو (مرمت کر کے) اس طرح بنا دے جس میں سابقہ کمرے کے مقابلے میں کافی فرق ہو تو اس کے لئے وہی حکم ہے جو اس سے پہلے والے مسئلے میں بتایا گیا ہے اور اگر اس طرح نہ ہو بلکہ اجارے پر دینے والا اسے فوراً بنا دے اور اس سے استفادہ حاصل کرنے میں بھی قطعاً فرق واقع نہ ہو تو اجارہ باطل نہیں ہوتا کرائے دار بھی اجارے کو فسخ نہیں کر سکتا لیکن اگر کمرے کی مرمت میں قدرے تاخیر ہو جائے اور کرائے دار اس سے استفادہ نہ کر پائے تو اس تاخیر کی مدت تک کا اجارہ باطل ہو جاتا ہے اور کرائے دار چاہے تو ساری مدت کا اجارہ بھی فسخ کر سکتا ہے البتہ جتنی مدت اس نے کمرے سے استفادہ کیا ہے اس کی اجرة المثل دے۔

(۲۱۷۴) اگر مال کرائے پر دینے والا یا مستاجر مر جائے تو اجارہ باطل نہیں ہو تا لیکن اگر مکان کا فائدہ صرف اس کی زندگی میں ہی اس کا ہو مثلاً کسی دوسرے شخص نے وصیت کی ہو کہ جب تک وہ (اجارے پر دینے والا) زندہ ہے مکان کی آمدنی اس کا مال ہو گا تو اگر وہ مکان کرائے پر دے دے اور اجارہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو اس کے مرنے کے وقت سے اجارہ باطل ہے اور اگر موجود مالک اس اجارہ کی تصدیق کر دے تو اجارہ صحیح ہے اور اجارے پر دینے والے کے موت کے بعد اجارے کی جو مدت باقی ہو گی اس کی اجرت اس شخص کو ملے گی جو موجودہ مالک ہو۔

(۲۱۷۵) اگر کوئی شخص کسی معمار کو اس مقصد سے وکیل بنائے کہ وہ اس کے لئے کار یگر مہیا کرے تو اگر معمار نے جو کچھ اس شخص سے لے لیا ہے کاریگروں کو اس سے کم دے تو زائد مال اس پر حرام ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ رقم اس شخص کو واپس کر دے لیکن اگر معمار اجیر بن جائے کہ عمارت کو مکمل کر دے گا اور وہ اپنے لئے یہ اختیار حاصل کر لے کہ خود بنائے گا یا دوسرے سے بنوائے گا تو اس صورت میں کہ کچھ کام خود کرے اور باقی ماندہ دوسروں سے اس اجرت سے کم پر کرائے جس پر وہ اجیر بنا ہے تو زائد رقم اس کیلئے حلال ہو گی۔

(۲۱۷۶) اگر رنگریز وعدہ کرے کہ مثلاً کپڑا نیل سے رنگے گا تو اگر وہ نیل کے بجائے اسے کسی اور چیز سے رنگ دے تو اسے اجرت لینے کا کوئی حق نہیں۔

جعلہ کے احکام

(۲۱۷۷) جعلہ سے مراد یہ ہے کہ انسان وعدہ کرے کہ اگر ایک کام اس کیلئے انجام دیا جائے گا تو وہ اس کے بدلے کچھ مال بطور انعام دے گا مثلاً یہ کہے کہ جو اس کی گمشدہ چیز برآمد کرے گا وہ اسے سو روپے (انعام) دے گا تو جو شخص اس قسم کا وعدہ کرے اسے جاعل اور جوشخص وہ کام انجام دے اسے عامل کہتے ہیں۔ اجارے و جعلہ میں بعض لحاظ سے فرق ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اجارے میں صیغہ پڑھنے کے بعد اجیر کے لئے ضروری ہے کہ کام انجام دے اور جس نے اسے اجیر بنایا ہو وہ اجرت کے لئے اس کا مقروض ہو جاتا ہے لیکن جعلہ میں اگرچہ عامل ایک معین شخص ہو تا ہم ہو سکتا ہے کہ وہ کام میں مشغول نہ ہو پس جب تک وہ کام انجام نہ دے، جاعل اس کا مقروض نہیں ہوتا۔

(۲۱۷۸) جاعل کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور انعام کو وعدہ اپنے ارادے اور اختیار سے کرے اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کر سکتا ہو۔ اس بنا پر سفیہ کا جعلہ صحیح نہیں ہے اور بالکل اسی طرح دیوالیہ شخص کا جعلہ ان اموال میں صحیح نہیں ہے جن میں تصرف کا حق نہ رکھتا ہو۔

(۲۱۷۹) جاعل جو کام لوگوں سے کرانا چاہتا ہو ضروری ہے کہ وہ حرام یا بے فائدہ نہ ہو نہ ہی ان واجبات میں سے ہو جن کا بلا معاوضہ بجالانا شرعاً لازم ہو۔ لہذا اگر کوئی کہے کہ جو شخص شراب پیئے گا یا رات کے وقت کسی عاقلانہ مقصد کے بغیر ایک تاریک جگہ جائے گا یا واجب نماز پڑھے گا میں اسے دس روپے دوں گا تو جعلہ صحیح نہیں ہے۔

(۲۱۸۰) جس مال کے بارے میں معاہدہ کیا جا رہا ہو ضروری نہیں ہے کہ اسے اس کی پوری خصوصیات کا ذکر کر کے معین کیا جائے بلکہ اگر صورت حال یہ ہو کہ کام کرنے والے کو معلوم ہو کہ اس کام کو انجام دینے کے لئے اقدام کرنا حماقت شمار نہ ہوگا تو کافی ہے۔ مثلاً اگر جاعل یہ کہے کہ اگر تم نے اس مال کو دس روپے سے زیادہ قیمت پر بیچا تو اضافی رقم تمہاری ہوگی تو جعلہ صحیح ہے اور اسی طرح اگر جاعل کہے کہ جو کوئی میرا گھوڑا ڈھونڈ کر لائے گا میں اسے گھوڑے میں نصف شراکت یا دس من گیہوں دوں گا تو بھی جعلہ صحیح ہے۔

(۲۱۸۱) اگر کام کی اجرت مکمل طور پر مبہم ہو مثلاً جاعل یہ کہے کہ جو میرا بچہ تلاش کر دے گا میں اسے رقم دوں گا لیکن رقم کی مقدار کا تعین نہ کرے تو اگر کوئی شخص اس کام کو انجام دے تو ضروری ہے کہ جاعل اسے اتنی اجرت دے جتنی عام لوگوں کی نظروں میں اس عمل کی اجرت قرار پاسکے۔

(۲۱۸۲) اگر عامل نے جاعل کے قول و قرار سے پہلے ہی وہ کام کر دیا ہو یا قول و قرار کے بعد اس نیت سے وہ کام انجام دے کہ اس کے بدلے رقم نہیں لے گا تو پھر وہ اجرت کا حقدار نہیں۔

(۲۱۸۳) اس سے پہلے کہ عامل کام شروع کرے جاعل جعلہ کو منسوخ کر سکتا ہے۔

(۲۱۸۴) جب عامل نے کام شروع کر دیا ہو اگر اس کے بعد جاعل جعلہ منسوخ کرنا چاہے تو اس میں اشکال ہے مگر یہ کہ عامل بھی راضی ہو۔

(۲۱۸۵) عامل کام کو ادھورا چھوڑ سکتا ہے لیکن اگر کام ادھورا چھوڑنے پر جاعل کو یا جس شخص کے لیے یہ کام انجام دیا جا رہا ہے کوئی نقصان پہنچتا ہو تو ضروری ہے کہ کام کو مکمل کرے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ جو کوئی میرا آنکھ کا علاج مکمل نہ کرے تو آنکھ میں عیب پیدا ہو جائے تو ضروری ہے کہ اپنا آپریشن تکمیل تک پہنچائے اور اگر ادھورا چھوڑ دے تو جاعل سے اجرت لینے کا اسے کوئی حق نہیں۔

(۲۱۸۶) اگر عامل کام ادھورا چھوڑ دے اور کام ایسا ہو جیسے گھوڑا تلاش کرنا کہ جس کے مکمل کئے بغیر جاعل کو کوئی فائدہ نہ ہو تو عامل، جاعل سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اگر جاعل اجرت کو کام مکمل کرنے سے مشروط کر دے تب بھی یہی حکم ہے۔ مثلاً وہ کہے کہ جو کوئی میرا لباس سینے گا میں اسے دس روپے دوں گا لیکن اگر اس کی مراد یہ ہو کہ جتنا کام کیا جائے گا اتنی اجرت دے تو پھر جاعل کو چاہیے کہ جتنا کام ہو ابو اتنی اجرت عامل کو دے دے۔

مزارعہ کے احکام

(۲۱۸۷) مزارعہ سے مراد یہ ہے کہ (زمین کا) مالک کاشتکار (مزارع) سے معاہدہ کر کے اپنی زمین اس کے اختیار میں دے تاکہ وہ اس میں کاشتکاری کرے اور پیداوار کا کچھ حصہ مالک کو دے۔

(۲۱۸۸) مزارعہ کی چند شرائط ہیں:

(۱) زمین کا مالک کاشتکار سے کہے کہ میں نے زمین تمہیں کھیتی باڑی کیلئے دی ہے اور کاشتکار بھی کہے کہ میں نے

قبول کی ہے یا بغیر اس کے کہ زبانی کچھ کہیں مالک کاشتکار کو کھیتی باڑی کے ارادے سے زمین دے دے اور کاشتکار قبول کر لے۔

(۲) زمین کا مالک اور کاشتکار دونوں بالغ اور عاقل ہوں اور بٹائی کا معاہدہ اپنے ارادے اور اختیار سے کریں اور سفیہ نہ ہوں۔ اسی طرح ضروری ہے کہ مالک دیوالیہ نہ ہو لیکن اگر کاشتکار دیوالیہ ہو اور اس کا مزارعہ کرنا ان اموال میں تصرف نہ کہلائے جن میں اسے تصرف کرنا منع تھا تو ایسی صورت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۳) مالک اور کاشتکار میں سے ہر ایک زمین کی پیداوار میں سے کچھ حصہ نصف یا ایک تہائی وغیرہ لے لے لہذا اگر کوئی بھی اپنے لئے کوئی حصہ مقرر نہ کرے یا مثلاً مالک کہے کہ اس زمین میں کھیتی باڑی کرو اور جو تمہارا جی چاہے مجھے دے دینا تو یہ درست نہیں ہے اور اسی طرح اگر پیداوار کی ایک معین مقدار مثلاً دس من کاشتکار یا مالک کے لئے مقرر کر دی جائے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

(۴) جتنی مدت کے لئے زمین کاشتکار کے قبضے میں رہنی چاہیے اسے معین کر دیں اور ضروری ہے کہ وہ مدت اتنی ہو کہ اس مدت میں پیداوار حاصل ہونا ممکن ہو اور اگر مدت کی ابتدا ایک مخصوص دن سے اور مدت کا اختتام پیداوار ملنے کو مقرر کر دیں تو کافی ہے۔

(۵) زمین قابل کاشت ہو۔ اگر اس میں ابھی کاشت کرنا ممکن نہ ہو لیکن ایسا کام کیا جا سکتا جو جس سے کاشت ممکن ہو جائے تو مزارعہ صحیح ہے۔

(۶) کاشتکار جو چیز کاشت کرنا چاہے ضروری ہے کہ اس کو معین کر دیا جائے، مثلاً معین کرے کہ چاول ہے یا گیہوں، اور اگر چاول ہے تو کونسی قسم کا چاول ہے لیکن اگر کسی مخصوص چیز کی کاشت پیش نظر نہ ہو تو اس کا معین کرنا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مخصوص چیز پیش نظر ہو اور اس کا علم ہو تو لازم نہیں ہے کہ اس کی وضاحت بھی کرے۔

(۷) مالک، زمین کو معین کر دے۔ یہ شرط اس صورت میں ہے جبکہ مالک کے پاس زمین کے چند قطععات ہوں اور ان قطععات کے لوازم کاشتکاری میں فرق ہو لیکن اگر ان میں کوئی فرق نہ ہو تو زمین کو معین کرنا لازم نہیں ہے لہذا اگر مالک کاشتکار سے کہے کہ زمین کے ان قطععات میں سے کسی ایک میں کھیتی باڑی کرو اور اس قطعہ کو معین نہ کرے تو مزارعہ صحیح ہے۔

(۸) جو خرچ ان میں سے ہر ایک کو کرنا ضروری ہو اسے معین کر دیں لیکن جو خرچ ہر ایک کو کرنا ضروری ہو اگر اس کا علم ہو تو پھر اس کی وضاحت کرنا لازم نہیں۔

(۲۱۸۹) اگر مالک کاشتکار سے طے کرے کہ پیداوار کی کچھ مقدار ایک کی ہوگی اور جو باقی بچے گا اسے وہ آپس میں تقسیم کر لیں گے تو مزارعہ باطل ہے اگرچہ انہیں علم ہو کہ اس مقدار کو علیحدہ کرنے کے بعد کچھ نہ کچھ باقی بچ جائے گا۔ ہاں اگر وہ آپس میں یہ طے کر لیں کہ بیج کی جو مقدار کاشت کی گئی ہے یا ٹیکس کی جو مقدار حکومت لیتی ہے وہ پیداوار سے نکالی جائے گی اور جو باقی بچے گا اس دونوں کے درمیان تقسیم کیا جائے گا تو مزارعہ صحیح ہے۔

(۲۱۹۰) اگر مزارعہ کے لئے کوئی مدت معین ہو کہ جس میں عموماً پیداوار دستیاب ہو جاتی ہے لیکن اگر اتفاقاً معین مدت ختم ہو جائے اور پیداوار دستیاب نہ ہوئی ہو تو اگر مدت معین کرتے وقت یہ بات بھی شامل تھی یعنی دونوں اس بات پر راضی تھے کہ مدت ختم ہونے کے بعد اگرچہ پیداوار دستیاب نہ ہو مزارعہ ختم ہو جائے گا تو اس صورت میں اگر مالک اس بات پر راضی ہو کہ اجرت پر یا بغیر اجرت فصل اس کی زمین میں کھڑی رہے اور کاشتکار بھی راضی ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر مالک اس بات پر راضی نہ ہو تو کاشتکار کو مجبور کر سکتا ہے کہ فصل زمین میں سے کاٹ لے اور اگر فصل کاٹ لینے سے کاشتکار کو کوئی نقصان پہنچے تو لازم نہیں کہ مالک اسے اس کا عوض دے لیکن اگرچہ کاشتکار مالک کو کوئی چیز دینے پر راضی ہو تب بھی وہ مالک کو مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ فصل اپنی زمین پر رہنے دے۔

(۲۱۹۱) اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ زمین میں کھیتی باڑی کرنا ممکن نہ ہو مثلاً زمین کا پانی بند ہو جائے تو مزارعہ ختم ہو جاتا ہے اور اگر کاشتکار بلاوجہ کھیتی باڑی نہ کرے تو اگر زمین اس کے تصرف میں رہی ہو اور مالک کا اس میں کوئی تصرف نہ رہا ہو تو ضروری ہے کہ عام شرح کے حساب سے اس مدت کا کرایہ مالک کو دے۔

(۲۱۹۲) زمین کا مالک اور کاشتکار ایک دوسرے کی رضا مندی کے بغیر مزارعہ (کا معاہدہ) منسوخ نہیں کر سکتے لیکن اگر مزارعہ کے معاہدہ کے سلسلے میں انہوں نے شرط طے کی ہو کہ ان میں سے دونوں کو یا کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہو گا تو جو معاہدہ انہوں نے کر رکھا ہو اس کے مطابق معاملہ فسخ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر ان دونوں میں سے ایک فریق طے شدہ شرائط کے خلاف عمل کرے تو دوسرا فریق معاملہ فسخ کر سکتا ہے۔

(۲۱۹۳) اگر مزارعہ کے معاہدے کے بعد مالک یا کاشتکار مر جائے تو مزارعہ منسوخ نہیں ہو جاتا بلکہ ان کے وارث ان کی جگہ لے لیتے ہیں لیکن اگر کاشتکار مر جائے اور انہوں نے مزارعہ میں یہ شرط رکھی تھی کہ کاشتکار خود کاشت کرے گا تو مزارعہ منسوخ ہو جاتا ہے لیکن اگر جو کام اس کے ذمے تھے وہ مکمل ہو گئے ہوں تو اس صورت میں مزارعہ منسوخ نہیں ہوتا اور اس کا حصہ اس کے ورثاء کو دینا ضروری ہے، جو دوسرے حقوق کاشتکار کو حاصل ہوں وہ بھی اس کے ورثاء کو میراث میں مل جاتے ہیں اور ورثاء مالک کو اس بات پر مجبور کر سکتے ہیں کہ مزارعہ ختم ہونے تک فصل اسکی زمین میں کھڑی رہے۔

(۲۱۹۴) اگر کاشت کے بعد پتا چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر جو بیج ڈالا گیا ہو وہ مالک کا مال ہو جو فصل ہاتھ آنے گی وہ بھی اسی کا مال ہو گی اور ضروری ہے کہ کاشتکاری کی اجرت اور جو کچھ اس نے خرچ کیا ہو اور کاشتکار کے مملوکہ جن بیلوں اور دوسرے جانوروں نے زمین پر کام کیا ہو ان کا کرایہ کاشتکار کو دے۔ اگر بیج کاشتکار کا مال ہو تو فصل بھی اسی کا مال ہے اور ضروری ہے کہ زمین کا کرایہ اور جو کچھ مالک نے خرچ کیا ہو اور ان بیلوں اور دوسرے جانوروں کا کرایہ جو مالک کمال ہوں اور جنہوں نے اس زراعت پر کام کیا ہو مالک کو دے اور دونوں صورتوں میں عام طور پر جو حق بنتا ہو اگر اس کی مقدار طے شدہ مقدار سے زیادہ ہو اور دوسرے فریق کو اس کا علم ہو تو زیادہ مقدار دینا واجب نہیں۔

(۲۱۹۵) اگر بیج کاشتکار کا مال ہو اور کاشت کے بعد فریقین کو پتا چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر مالک اور کاشتکار رضامند ہوں کہ اجرت پر یا بلا اجرت فصل زمین پر کھڑی رہے تو کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر مالک راضی نہ ہوتو احتیاط واجب ہے کہ فصل پکنے سے پہلے وہ کاشتکار کو مجبور نہ کرے کہ اسے کاٹ لے اور اسی طرح مالک کاشتکار کو مجبور نہیں کر سکتا کہ کرایہ دے گا اور مالک فصل کو زمین میں باقی رہنے دے۔ اسی طرح زمین کا کرایہ بھی اس سے طلب نہ کرے۔

(۲۱۹۶) اگر کھیت پیداوار جمع کرنے اور مزارعہ کی میعاد ختم ہونے کے بعد کھیت کی جڑیں زمین میں رہ جائیں اور دوسرے سال سرسبز ہو جائیں اور پیداوار دیں تو اگر مالک نے کاشتکار کے ساتھ زراعت کی جڑوں میں اشتراک کا معاہدہ نہ کیا ہو تو دوسرے سال کی پیداوار بیج کے مالک کمال ہے۔

مساقات اور مغارسہ کے احکام

(۲۱۹۷) اگر انسان کسی کے ساتھ اس قسم کا معاہدہ کرے مثلاً پہل دار درختوں کو جن کا پہل خود اس کا مال ہو یا اس پہل پر اس کا اختیار ہو ایک مقررہ مدت کے لئے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دے تاکہ وہ ان کی نگہداشت کرے اور انہیں پانی دے اور جتنی مقدار وہ آپس میں طے کریں اس کے مطابق وہ ان درختوں کا پہل لے لے تو ایسا معاملہ مساقات (آبیاری) کہلاتا ہے۔

(۲۱۹۸) جو درخت پہل نہیں دیتے اور ان کی کوئی دوسری پیداوار ہو مثلاً پتے اور پھول ہوں کہ جو کچھ نہ کچھ مالیت رکھتے ہوں، مثلاً مہندی (اور پان) کے درخت کہ اس کے پتے کام آتے ہیں ان کیلئے مساقات کا معاملہ صحیح ہے۔

(۲۱۹۹) مساقات کے معاملے میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں بلکہ اگر درخت کا مالک مساقات کی نیت سے اسے کسی کے سپرد کر دے اور جس شخص کو کام کرنا ہو وہ بھی اسی نیت سے کام میں مشغول ہو جائے تو معاملہ صحیح ہے۔

(۲۲۰۰) درختوں کا مالک اور جو شخص درختوں کی نگہداشت کی ذمہ داری لے تو ضروری ہے کہ دونوں بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں معاملہ کرنے پر مجبور نہ کیا ہو نیز یہ بھی ضروری ہے کہ سفیہ نہ ہوں۔ اسی طرح ضروری ہے کہ مالک دیوالیہ نہ ہو لیکن اگر باغبان دیوالیہ ہو اور مساقات کا معاملہ کرنے کی صورت میں ان اموال میں تصرف کرنا لازم نہ آئے جن میں تصرف کرنے سے اسے روکا گیا ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۲۰۱) مساقات کی مدت معین ہونی چاہیے اور اتنی مدت ہونا ضروری ہے کہ جس میں پیداوار کا دستیاب ہونا ممکن ہو۔ اگر فریقین اس مدت کی ابتدا معین کر دیں اور اس کا اختتام اس وقت کو قرار دیں جب اس کی پیداوار دستیاب ہو تو معاملہ صحیح ہے۔

(۲۲۰۲) ضروری ہے کہ ہر فریق کا حصہ پیداوار کا آدھایا ایک تہائی یا اسی کی مانند ہو اور اگر یہ معاہدہ کریں کہ مثلاً سو من میوہ مالک کا اور باقی کا م کرنے والے کا ہوگا تو معاملہ باطل ہے۔

(۲۲۰۳) لازم نہیں ہے کہ مساقات کا معاملہ پیداوار ظاہر ہونے سے پہلے طے کر لیں بلکہ اگر پیداوار ظاہر ہونے کے بعد معاملہ کریں اور کچھ کام باقی رہ جائے جو کہ پیداوار میں اضافے کے لئے یا اس کی بہتری یا اسے نقصان سے بچانے کیلئے ضروری ہو تو معاملہ صحیح ہے لیکن اگر اس طرح کے کوئی کام باقی نہ رہے ہوں کہ جو آبیاری کی طرح درخت

کی پرورش کے لئے ضروری ہیں یا میوہ توڑنے یا اس کی حفاظت جیسے کاموں میں سے باقی رہ جاتے ہیں تو پھر مساقات کے معاملہ کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔

(۲۲۰۴) خربوزے اور کھیرے وغیرہ کی بیلوں کے بارے میں مساقات کا معاملہ بنا بر اظہر صحیح ہے۔
(۲۲۰۵) جو درخت بارش کے پانی یا زمین کی نمی سے استفادہ کرتا ہو اور جسے آبپاشی کی ضرورت نہ ہو اگر اسے مثلاً دوسرے ایسے کاموں کی ضرورت ہو جو مسئلہ ۲۲۰۳ میں بیان ہو چکے ہیں تو ان کاموں کے بارے میں مساقات کا معاملہ کرنا صحیح ہے۔

(۲۲۰۶) دو افراد جنہوں نے مساقات کی ہو باہمی رضامندی سے معاملہ فسخ کر سکتے ہیں اور اگر مساقات کے معاہدے کے سلسلے میں یہ شرط طے کریں کہ ان دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق ہو گا تو ان کے طے کردہ معاہدے کے مطابق معاملہ فسخ کرنے میں کوئی اشکال نہیں اور اگر مساقات کے معاملے میں کوئی شرط طے کریں اور اس شرط پر عمل نہ ہو تو جس شخص کے فائدے کے لئے وہ شرط طے کی گئی ہو وہ معاملہ فسخ کر سکتا ہے۔
(۲۲۰۷) اگر مالک مر جائے تو مساقات کا معاملہ فسخ نہیں ہوتا بلکہ اس کے وارث اس کی جگہ پاتے ہیں۔

(۲۲۰۸) درختوں کی پرورش جس شخص کے سپرد کی گئی ہو اگر وہ مر جائے اور معاہدے میں یہ قید اور شرط عائد نہ کی گئی ہو کہ وہ خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے ورثاء اس کی جگہ لے لیتے ہیں اور اگر ورثاء نہ خود درختوں کی پرورش کا کام انجام دیں اور نہ ہی اس مقصد کے لئے کسی کو اجیر مقرر کریں تو حاکم شرع مردے کے مال سے کسی کو اجیر مقرر کر دے گا جو آمدنی ہو گی اسے مردے کے ورثاء اور درختوں کے مالک کے ما بین تقسیم کر دے گا اور اگر فریقین نے معاملے میں یہ قید لگائی ہو کہ وہ شخص خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے مرنے کے بعد معاملہ فسخ ہو جائے گا۔

(۲۲۰۹) اگر یہ شرط طے کی جائے کہ تمام پیداوار مالک کا مال ہو گی تو مساقات باطل ہے لیکن ایسی صورت میں پیداوار مالک کا مال ہو گا اور جس شخص نے کام کیا ہو وہ اجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن اگر مساقات کسی اور وجہ سے باطل ہو تو ضروری ہے کہ مالک آبیاری اور دوسرے کام کرنے کی اجرت درختوں کی نگہداشت کرنے والے کو معمول کے مطابق دے لیکن اگر معمول کے مطابق اجرت طے شدہ اجرت سے زیادہ ہو اور وہ اس سے مطلع ہو تو طے شدہ اجرت سے زیادہ دینا لازم نہیں۔

(۲۲۱۰) مغارسہ یہ ہے کہ کوئی شخص زمین دوسرے کے سپرد کر دے تا کہ وہ درخت لگانے اور جو کچھ حاصل ہو وہ دونوں کا مال ہو تو بنا بر اظہر یہ معاملہ صحیح ہے اگر چہ احتیاط یہ ہے کہ ایسے معاملے کو ترک کرے لیکن اس معاملے کے نتیجے پر پہنچنے کے لئے کوئی اور معاملہ انجام دے تو بغیر اشکال کے وہ معاملہ صحیح ہے مثلاً فریقین کسی طرح باہم صلح اور اتفاق کر لیں یا نئے درخت لگانے میں شریک ہو جائیں پھر باغبان اپنی خدمات مالک زمین کو بیچ بونے، درختوں کی نگہداشت اور آبیاری کرنے کے لئے ایک معین مدت تک زمین کی پیداوار کے نصف فائدے کے عوض کرایہ پر پیش کرے۔

وہ اشخاص جو اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتے

(۲۲۱۱) جو بچہ بالغ نہ ہوا ہو وہ اپنی ذمے داری اور اپنے مال میں شرعاً تصرف نہیں کر سکتا اگرچہ اچھے اور برے کو سمجھنے میں حد کمال اور رشد تک پہنچ گیا ہو اور سر پرست کی اجازت اس بارے میں کوئی فائدہ نہیں رکھتی لیکن چند چیزوں میں تصرف کرنا صحیح ہے، ان میں سے کم قیمت والی چیزوں کی خرید و فروخت کرنا ہے جیسے کہ مسئلہ ۲۰۴۱ میں گزر چکا ہے۔ اسی طرح بچے کا اپنے خونی رشتے داروں اور قریبی رشتے داروں کے لئے وصیت کرنا جس کا بیان مسئلہ ۲۶۵۵ میں آئے گا لڑکی میں بالغ ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ نو قمری سال پورے کر لے اور لڑکے کے بالغ ہونے کی علامت تین چیزوں میں سے ایک ہوتی ہے:

(۱) ناف کے نیچے اور شرمگاہ سے اوپر سخت بالوں کا اگنا۔

(۲) منی کا خارج ہونا۔

(۳) بنا بر مشہور عمر کے پندرہ قمری سال پورے کرنا۔

(۲۲۱۲) چہرے پر اور ہونٹوں کے اوپر سخت بالوں کا اگنا بعید نہیں کہ بلوغت کی علامت ہو لیکن سینے پر اور بغل کے نیچے بالوں کا اگنا اور آواز کا بھاری ہو جانا اور ایسی ہی دوسری علامات بلوغت کی نشانیاں نہیں ہیں مگر ان کی وجہ سے انسان بالغ ہونے کا یقین کرے۔

(۲۲۱۳) دیوانہ اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔ اسی طرح دیوالیہ یعنی وہ شخص جسے اس کے قرض خواہوں کے

مطالبے پر حاکم شرع نے اپنے مال میں تصرف کرنے سے منع کر دیا ہو، قرض خواہوں کی اجازت کے بغیر اس مال میں تصرف نہیں کر سکتا اور اسی طرح سفیہ یعنی وہ شخص جو اپنا مال احمقانہ اور فضول کاموں میں خرچ کرتا ہو، سرپرست کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا۔ (۲۲۱۴) جو شخص کبھی عاقل اور کبھی دیوانہ ہو جائے اس کا دیوانگی کی حالت میں اپنے مال میں تصرف کرنا صحیح نہیں ہے۔

(۲۲۱۵) انسان کو اختیار ہے مرض الموت کے عالم میں اپنے آپ پر یا اپنے اہل و عیال اور مہمانوں پر اور ان کاموں پر جو فضول خرچی میں شمار نہ ہوں جتنا چاہے صرف کرے۔ اگر اپنے مال کو اس کی (اصل) قیمت پر فروخت کرے یا کرائے پر دے تو کوئی اشکال نہیں ہے لیکن اگر مثلاً اپنا مال کسی کو بخش دے یا رائج قیمت سے سستا فروخت کرے تو جتنی مقدار اس نے بخش دی ہے یا جتنی سستی فروخت کی ہے اگر وہ اس کے مال کی ایک تہائی کے برابر یا اس سے کم ہو تو اس کا تصرف کرنا صحیح ہے۔ اگر ایک تہائی سے زیادہ ہو تو وراثت کی اجازت دینے کی صورت میں اس کا تصرف کرنا صحیح ہے اور اگر وراثت نہ دیں تو ایک تہائی سے زیادہ میں اس کا تصرف باطل ہے۔

وکالت کے احکام

وکالت سے مراد یہ ہے کہ جسے انسان خود کرنے کا حق رکھتا ہو جیسے کوئی معاملہ کرنا اسے دوسرے کے سپرد کر دے تاکہ وہ اس کی طرف سے وہ کام انجام دے مثلاً کسی کو اپنا وکیل بنائے تاکہ وہ اس کا مکان بیچ دے یا کسی عورت سے اس کا عقد کر دے۔ لہذا سفیہ چونکہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لئے وہ مکان بیچنے کے لئے کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا۔

(۲۲۱۶) وکالت میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں بلکہ اگر انسان دوسرے شخص کو سمجھا دے کہ اس نے اسے وکیل مقرر کیا ہے اور وہ بھی سمجھا دے کہ اس نے وکیل بننا قبول کر لیا ہے مثلاً ایک شخص اپنا مال دوسرے کو دے تاکہ وہ اسے اسکی طرف سے بیچ دے اور دوسرا شخص وہ مال لے لے تو وکالت صحیح ہے۔

(۲۲۱۷) اگر انسان ایک ایسے شخص کو وکیل مقرر کرے جس کی رہائش دوسرے شہر میں ہو اور اس کو وکالت نامہ بھیج دے اور وہ وکالت نامہ قبول کر لے تو اگرچہ وکالت نامہ اسے کچھ عرصے بعد ہی ملے پھر بھی وکالت صحیح ہے۔

(۲۲۱۸) منوکل یعنی وہ شخص جو دوسرے کو وکیل بنائے اور وہ شخص جو وکیل بننے ضروری ہے کہ دونوں عاقل ہوں اور (وکیل بننے کا) اقدام قصد اور اختیار سے کریں اور منوکل کے معاملے میں بلوغ بھی معتبر ہے مگر ان کاموں میں جن کو ممیز بچے کا انجام دینا صحیح ہے۔ (ان میں بلوغ شرط نہیں ہے)۔

(۲۲۱۹) جو کام انسان انجام نہ دے سکتا ہو یا شرعاً انجام دینا ضروری نہ ہو اسے انجام دینے کے لئے وہ دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا مثلاً جو شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو چونکہ اسے نکاح کا صیغہ نہیں پڑھنا چاہیے اس لئے وہ صیغہ نکاح پڑھنے کے لئے دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا۔

(۲۲۲۰) اگر کوئی شخص اپنے تمام کام انجام دینے کے لئے دوسرے شخص کو وکیل بنائے تو صحیح ہے لیکن اگر اپنے کاموں میں سے ایک کام کرنے کے لئے دوسرے کو وکیل بنا لے اور کام کا تعین نہ کرے تو وکالت صحیح نہیں ہے ہاں اگر وکیل کو چند کاموں میں سے ایک کام جس کا وہ خود انتخاب کرے انجام دینے کیلئے وکیل بنائے مثلاً اس کو وکیل بنائے کہ یا اس کا گھر فروخت کرے یا کرائے پر دے تو وکالت صحیح ہے۔

(۲۲۲۱) اگر (منوکل) وکیل کو معزول کر دے یعنی جو کام اس کے ذمے لگایا ہو اس سے ہر طرف کر دے تو وکیل اپنی معزولی کی خبر مل جانے کے بعد اس کام کو (منوکل کی جانب سے) انجام نہیں دے سکتا لیکن معزولی کی خبر ملنے سے پہلے اس نے وہ کام کر دیا ہو تو صحیح ہے۔

(۲۲۲۲) منوکل خواہ موجود نہ ہو وکیل خود کو وکالت سے کنارہ کش کر سکتا ہے۔

(۲۲۲۳) جو کام وکیل کے سپرد کیا گیا ہو، اس کام کے لئے وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل مقرر نہیں کر سکتا لیکن اگر منوکل نے اسے اجازت دی ہو کہ کسی کو وکیل مقرر کرے جس طرح اس نے حکم دیا ہے اسی طرح وہ عمل کر سکتا ہے لہذا اگر اس نے کہا ہو کہ میرے لیے ایک وکیل مقرر کرو تو ضروری ہے کہ اس کی طرف سے وکیل مقرر کرے لیکن از خود کسی کو وکیل مقرر نہیں کر سکتا۔

(۲۲۲۴) اگر وکیل منوکل کی اجازت سے کسی کو اس کی طرف سے وکیل مقرر کرے تو پہلا وکیل دوسرے وکیل کو معزول نہیں کر سکتا اور اگر پہلا وکیل مر جائے یا منوکل اسے معزول کر دے تب بھی دوسرے وکیل کی وکالت باطل نہیں ہوتی۔

(۲۲۲۵) اگر وکیل مؤکل کی اجازت سے کسی کو خود اپنی طرف سے وکیل مقرر کرے تو مؤکل اور پہلا وکیل اس وکیل کو معزول کر سکتے ہیں اور اگر پہلا وکیل مر جائے یا معزول ہو جائے تو دوسری وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

(۲۲۲۶) اگر (مؤکل) کسی کام کے لئے چند اشخاص کو وکیل مقرر کرے اور ان سے کہے کہ ان میں سے ہر ایک ذاتی طور پر اس کام کو کرے تو ان میں سے ہر ایک اس کام کو انجام دے سکتا ہے اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو دوسروں کی وکالت باطل نہیں ہوتی لیکن اگر یہ کہا ہو کہ سب مل کر انجام دیں تو ان میں سے کوئی تنہا اس کام کو انجام نہیں دے سکتا اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو باقی اشخاص کی وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

(۲۲۲۷) اگر وکیل یا مؤکل مر جائے تو وکالت باطل ہو جاتی ہے نیز جس چیز میں تصرف کے لئے کسی شخص کو وکیل مقرر کیا جائے اگر وہ چیز تلف ہو جائے مثلاً جس بھیڑ کو بیچنے کے لئے کسی کو وکیل مقرر کیا گیا ہو اگر وہ بھیڑ مر جائے تو وکالت باطل ہو جائے گی اور اسی طرح اگر وکیل یا مؤکل میں سے کوئی ایک ہمیشہ کے لئے دیوانہ یا بے حواس ہو جائے تو وکالت باطل ہو جائے گی لیکن اگر کبھی کبھی دیوانگی یا بے حواسی کا دورہ بھی پڑتا ہو تو وکالت کا باطل ہونا دیوانگی اور بے حواسی کی مدت میں حتیٰ کہ دیوانگی اور بے حواسی ختم ہونے کے بعد بھی مطلقاً محل اشکال ہے۔

(۲۲۲۸) اگر انسان کسی کو اپنے کام کے لئے وکیل مقرر کرے اور اسے کوئی چیز دینا طے کرے تو کام کی تکمیل کے بعد ضروری ہے کہ جس چیز کا دینا طے یا ہو وہ اسے دیدے۔

(۲۲۲۹) جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف اس میں نہ کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو اس کا ضامن نہیں ہے۔

(۲۲۳۰) جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی برتے یا جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو تو اس سے تجاوز کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو وہ (وکیل) ذمے دار ہے لہذا جس لباس کے لئے اسے کہا جائے کہ اسے بیچ دو اگر وہ اسے پہن لے اور وہ لباس تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کو عوض دے۔

(۲۲۳۱) اگر وکیل کو مال میں جس تصرف کی اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف کرے مثلاً اسے جس لباس کے بیچنے کے لئے کہا جائے وہ پہن لے اور بعد میں وہ تصرف کرے جس کی اسے اجازت دی گئی ہو تو وہ تصرف صحیح ہے۔

قرض کے احکام

(۲۲۳۲) مومنوں کو خصوصاً ان ضرورت مندوں کو قرض دینا مستحب کاموں میں سے ہے جس کے بارے میں احادیث معصومین % میں زیادہ تاکید کی گئی ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مومن بھائی کو قرض دیدے اور اسے واپس کرنے کی استطاعت تک اسے مہلت دے تو ایسے شخص کے مال میں اضافہ ہوتا ہے اور فرشتے اس پر درور بھیجتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنا قرض واپس لے لے حضرت امام جعفر صادق - سے منقول ہے کہ ایک مومن کسی دوسرے مومن کے لئے قرض دے دے تو اس کے لئے صدقہ کا اجر رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنا قرض واپس لے لے۔

(۲۲۳۳) قرض میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں بلکہ اگر ایک شخص دوسرے کو کوئی چیز قرض کی نیت سے دے اور دوسرا بھی اسی نیت سے لے تو قرض صحیح ہے۔

(۲۲۳۳ ب) جب بھی مقروض اپنا قرضہ ادا کرے تو قرض خواہ کو چاہیے کہ اسے قبول کر لے لیکن اگر قرض ادا کرنے کیلئے قرض خواہ کے کہنے سے یا دونوں کے کہنے سے ایک مدت مقرر کی ہو تو اس صورت میں قرض خواہ اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے اپنا قرض واپس لینے سے انکار کر سکتا ہے۔

(۲۲۳۴) اگر قرض کے صیغے میں قرض کی واپسی کی مدت معین کر دی جائے اور مدت کا تعین مقروض کی درخواست پر ہو یا جانبین کی درخواست پر قرض خواہ اس معین مدت کے ختم ہونے سے پہلے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن اگر مدت کا تعین قرض خواہ کی درخواست پر ہوا ہو یا قرضے کی واپسی کے لئے کوئی مدت معین نہ کی گئی ہو تو قرض خواہ جب بھی چاہیے اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

(۲۲۳۵) اگر قرض خواہ اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرے اور مقروض قرض ادا کر سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ فوراً ادا کرے اگر ادائیگی میں تاخیر کرے تو گنہگار ہے۔

(۲۲۳۶) اگر مقروض کے پاس ایک گھر کہ جس میں وہ رہتا ہو اور گھر کے اسباب اور ان لوازمات کہ جن کی اسے ضرورت ہو اور ان کے بغیر سے پریشانی ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا بلکہ اسے چاہیے کہ صبر کرے حتیٰ کہ مقروض قرض ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔

(۲۲۳۷) جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرض ادا نہ کر سکتا ہو تو اگر وہ کوئی ایسا کام کاج کر سکتا ہو جو اس کی شایان شان ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ کام کاج کرے اور اپنا قرض ادا کرے بالخصوص ایسے شخص کے لئے جس کے لئے کام کرنا آسان ہو یا اس کا پیشہ ہی کام کاج کرنا ہو بلکہ اس صورت میں کام کا واجب ہونا قوت سے خالی نہیں۔

(۲۲۳۸) جس شخص کو اپنا قرض خواہ نہ مل سکے مستقبل میں اس کے یا اس کے وارث کے ملنے کی امید بھی نہ ہو تو ضروری ہے کہ وہ قرضے کامال قرض خواہ کی طرف سے فقیر کو دے دے اور احتیاط کی بنا پر ایسا کرنے کی اجازت حاکم شرع سے لے لے اور اگر مقروض کو قرض خواہ یا اس کے وارث کے ملنے کی امید ہو تو ضروری ہے کہ انتظار کرے اور اس کو تلاش کرے اور اگر وہ نہ ملے تو وصیت کرے کہ اگر وہ مر جائے اور قرض خواہ یا اس کا وارث مل جائے تو اس کا قرض اس کے مال سے ادا کیا جائے۔

(۲۲۳۹) اگر کسی میت کا مال اس کے کفن دفن کے واجب اخراجات اور قرض سے زیادہ نہ ہو تو اس کا مال انہی امور پر خرچ کرنا ضروری ہے اور اس کے وارث کو کچھ نہیں ملے گا۔

(۲۲۴۰) اگر کوئی شخص کچھ گندم، جو یا رقم یا ان جیسی مثلی چیزیں قرض میں لے لے جن کی قیمت بڑھتی گھٹتی رہتی ہے تو اسے چاہیے کہ ایسے ہی صفات کا مال لے کر واپس دے تو کافی ہے لیکن قرض خواہ ان کے علاوہ پر بھی راضی ہو تو کوئی اشکال نہیں اور جو چیز قرض میں لی تھی قیمتی تھی تو جس دن قرض لیا تھا اسی وقت کی قیمت ادا کرے۔

(۲۲۴۱) کسی شخص نے جو مال قرض لیا ہو اگر وہ تلف نہ ہوا ہو اور مال کا مالک اس کا مطالبہ کرے تو ضروری نہیں کہ مقروض وہی مال دے دے۔ اگر مقروض دینا چاہیے تو قرض خواہ چاہیے تو قبول نہیں کر سکتا۔

(۲۲۴۲) اگر قرض دینے والا شرط عائد کرے کہ وہ جتنی مقدار میں مال دے رہا ہے اس سے زیادہ واپس لے گا مثلاً ایک من گیہوں دے اور شرط عاید کرے کہ ایک من پانچ کلو واپس لوں گا یا دس انڈے دے اور کہے کہ گیارہ انڈے واپس لوں گا تو یہ سودا و حرام ہے بلکہ اگر طے کرے کہ مقروض اس کے لئے کوئی کام کرے گا یا جو چیز لی ہو وہ کسی دوسری جنس کی کچھ مقدار کے ساتھ واپس کرے گا مثلاً طے کرے کہ (مقروض نے) جو ایک روپیہ لیا ہے واپس کرتے وقت اس کے ساتھ ماچس کی ایک ڈبیہ بھی دے تو یہ سود ہو گا اور حرام ہے، نیز اگر مقروض کے ساتھ شرط کرے کہ جو چیز قرض لے رہا ہے اسے مخصوص طریقہ سے واپس کرے گا مثلاً ان گھڑے سونے کی کچھ مقدار اسے دے اور شرط کرے کہ گھڑا ہو ا سونا واپس لے گا تب بھی یہ سود اور حرام ہو گا البتہ قرض خواہ کوئی شرط نہ لگائے بلکہ مقروض خود قرضے کی مقدار سے کچھ زیادہ واپس دے تو کوئی اشکال نہیں بلکہ (ایسا کرنا) مستحب ہے۔

(۲۲۴۳) سود دینا سود لینے کی طرح حرام ہے لیکن جو شخص سود پر قرض لے ظاہر یہ ہے کہ وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اگرچہ اولیٰ یہ ہے کہ اس میں تصرف نہ کرے اور اگر صورت یہ ہو کہ طرفین نے سود کا معاہدہ نہ بھی کیا ہوتا اور رقم کا مالک اس بات پر راضی ہوتا کہ قرض لینے والا اس رقم میں تصرف کر لے تو مقروض بغیر کسی اشکال کے اس رقم میں تصرف کر سکتا ہے۔

(۲۲۴۴) اگر کوئی شخص گیہوں یا اسی جیسی کوئی چیز سودی قرضے کے طور پر لے اور اس کے ذریعے کاشت کرے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ پیداوار کا مالک ہو جاتا ہے۔

(۲۲۴۵) اگر ایک شخص کوئی لباس خریدے اور بعد میں اس کی قیمت کپڑے کے مالک کو سودی رقم سے یا ایسی حلال رقم سے جو سودی قرضے پر لی گئی رقم کے ساتھ مخلوط ہو گئی ہو ادا کرے تو اس لباس کے پہننے یا اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں لیکن اگر بیچنے والے سے کہے کہ میں یہ لباس اس رقم سے خرید رہا ہوں تو اس لباس کو پہننا حرام ہے۔

(۲۲۴۶) اگر کوئی شخص کسی تاجر کو کچھ رقم دے اور دوسرے شہر میں اس تاجر سے کم رقم لے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اسے صرف برات کہتے ہیں۔

(۲۲۴۷) اگر کوئی شخص کسی کو کوئی چیز اس شرط پر دے کہ دوسرے شہر میں اس سے زیادہ لے گا جبکہ وہ چیز سونا یا چاندی ہو یا گندم یا جو جسے تول کر یا ناپ کر بیچا جاتا ہے، تو یہ سود اور حرام ہے، ہاں جو شخص زیادہ لے رہا ہو اگر وہ اضافے کے مقابلے میں کوئی جنس دے یا کوئی کام کر دے تو پھر اشکال نہیں۔ تاہم عام رائج نوٹ اگر قرضے کے طور پر دئیے جائیں تو زیادہ لینا جائز نہیں ہاں اگر نوٹ کو بیچا جائے، چاہے نقد یا ادھار جبکہ اس کی رقم دو جنسوں میں ہو جیسے ایک دینار ہو اور دوسرا روپیہ تو اضافہ لینے میں اشکال نہیں لیکن اگر ادھار ہو اور ایک ہی جنس ہو تو اضافہ لینے میں اشکال ہے۔

(۲۲۴۸) اگر کسی شخص نے کسی سے کچھ قرض لینا ہو اور وہ چیز ناپی یا تولی جانے والی جنس نہ ہو تو وہ شخص اس چیز کو مقروض یا کسی اور کے پاس کم قیمت پر بیچ کر اس کی قیمت نقد وصول کر سکتا ہے۔ اسی بنا پر موجودہ دور میں

جو چیک اور ہنڈیاں قرض خواہ یا کسی اور کے پاس کم قیمت پر بیچ کر اس کی قیمت نقد وصول کر سکتا ہے۔ اسی بنا پر موجودہ دور میں جو چیک اور ہنڈیاں قرض خواہ مقروض سے لیتا ہے انہیں وہ بینک کے پاس یا کسی دوسرے شخص کے پاس اس سے کم قیمت پر... جسے عام طور پر بھاؤ گرنا کہتے ہیں... بیچ سکتا ہے اور باقی رقم نقد لے سکتا ہے۔

حوالہ دینے کے احکام

(۲۲۴۹) اگر کوئی اپنے قرض خواہ کو حوالہ دے کہ وہ اپنا قرض ایک اور شخص سے لے لے اور قرض خواہ اس بات کو قبول کر لے تو جب حوالہ ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر بعد میں آئے گا مکمل ہو جائے تو جس شخص کے نام حوالہ دیا گیا ہے وہ مقروض ہو جائے گا اور اس کے بعد قرض خواہ پہلے مقروض سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

(۲۲۵۰) مقروض اور قرض خواہ اور جس شخص کا حوالہ دیا جا سکتا ہو ضروری ہے کہ سب بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں مجبور نہ کیا ہو نیز ضروری ہے کہ سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال احمقانہ اور فضول کاموں میں خرچ نہ کرتے ہوں اور یہ بھی معتبر ہے کہ مقروض اور قرض خواہ دیوالیہ نہ ہوں۔ ہاں اگر حوالہ ایسے شخص کے نام ہو جو پہلے سے حوالہ دینے والے کا مقروض نہ ہو تو اگر چہ حوالہ دینے والا دیوالیہ بھی ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۲۵۱) حوالہ کے تمام موقعوں پر حوالہ دئے جانے والے شخص کا قبول کرنا ضروری ہے چاہے مقروض ہو یا نہ ہو۔

(۲۲۵۲) انسان جب حوالہ دے تو ضروری ہے کہ وہ اس وقت مقروض ہو لہذا اگر وہ کسی سے قرض لینا چاہتا ہو تو جب تک اس سے قرض نہ لے لے اسے کسی کے نام کا حوالہ نہیں دے سکتا تا کہ جو قرض اسے بعد میں دینا ہو وہ اس شخص سے لے لے۔

(۲۲۵۳) حوالہ کی جنس اور مقدار فی الواقع معین ہونا ضروری ہے پس اگر حوالہ دینے والا کسی شخص کا دس من گیہوں اور دس روپے کا مقروض ہو اور قرض خواہ کو حوالہ دے کہ ان دونوں قرضوں میں سے کوئی ایک فلاں شخص سے لے لو اور اس قرضے کو معین نہ کرے تو حوالہ درست نہیں ہے۔

(۲۲۵۴) اگر قرض واقعی معین ہو لیکن حوالہ دینے کے وقت مقروض اور قرض خواہ کو اس کی مقدار یا جنس کا علم نہ ہو تو حوالہ صحیح ہے مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے کا قرض رجسٹر میں لکھا ہو اور رجسٹر دیکھنے سے پہلے حوالہ دے دے اور بعد میں رجسٹر دیکھے اور قرض خواہ کو قرضے کی مقدار بتا دے تو حوالہ صحیح ہو گا۔

(۲۲۵۵) قرض خواہ کو اختیار ہے کہ حوالہ قبول نہ کرے اگر چہ جس کے نام کا حوالہ دیا جائے وہ دولت مند ہو اور حوالہ کے ادا کرنے میں کوتاہی بھی نہ کرے۔

(۲۲۵۶) جو شخص حوالہ دینے والے کا مقروض نہ ہو اگر حوالہ قبول کرے تو اظہر یہ ہے کہ حوالہ ادا کرنے سے پہلے حوالہ دینے والے سے حوالے کی مقدار کا مطالبہ کر سکتا ہے مگر یہ کہ جو قرض جس کے نام حوالہ دیا گیا ہے اس کی مدت معین ہو اور ابھی وہ مدت ختم نہ ہوئی ہو تو اس صورت میں وہ مدت ختم ہونے سے پہلے حوالے دینے والے سے حوالے کی مقدار کا مطالبہ نہیں کر سکتا اگرچہ اس نے ادائیگی کر دی ہو اور اسی طرح اگر قرض خواہ اپنے قرض سے تھوڑی مقدار پر صلح کرے تو وہ حوالہ دینے والے دے فقط اتنی (تھوڑی) مقدار کا ہی مطالبہ کر سکتا ہے۔

(۲۲۵۷) حوالہ کی شرائط پوری ہونے کے بعد حوالہ دینے والا اور جس کے نام حوالہ دیا جائے حوالہ منسوخ نہیں کر سکتے اور وہ شخص جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہے حوالہ کے وقت فقیر نہ ہو اگر چہ وہ بعد میں فقیر ہو جائے تو قرض خواہ بھی حوالے کو منسوخ نہیں کر سکتا یہی حکم اس وقت ہے جب (وہ شخص جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو) حوالہ دینے کے وقت فقیر ہو اور قرض خواہ جانتا ہو کہ وہ فقیر ہے لیکن اگر قرض خواہ کو علم نہ ہو کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتا چلے تو اگر اس وقت وہ شخص مالدار نہ ہو یا ہو قرض خواہ حوالہ منسوخ کر کے اپنا قرض حوالہ دینے والے سے لے سکتا ہے لیکن اگر وہ مالدار ہو گیا ہو تو معاملے کو فسخ کرنے کا حق رکھنے میں اشکال ہے۔

(۲۲۵۸) اگر مقروض اور قرض خواہ اور جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو یا ان میں سے کسی ایک نے اپنے حق میں حوالہ منسوخ کرنے کی شرط رکھی ہو تو شرط کے مطابق حوالہ منسوخ کر سکتے ہیں۔

(۲۲۵۹) اگر حوالہ دینے والا قرض خواہ کا قرضہ ادا کر دے یہ کام اس شخص کی خواہش پر ہو یا ہو جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو جبکہ وہ حوالہ دینے والے کا مقروض ہو تو وہ جو کچھ دیا ہو اس سے لے سکتا ہے اور اگر اس کی خواہش کے بغیر ادا کیا ہو یا وہ حوالہ دہندہ کا مقروض نہ ہو تو پھر اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ اس سے نہیں کر سکتا۔

رہن کے احکام

(۲۲۶۰) رہن یہ ہے کہ انسان قرض کے بدلے یا ضامن بن کر اپنا مال کسی کے پاس گروی رکھوائے کہ اگر رہن رکھوانے

والا قرضہ نہ لوٹا سکے یا رہن نہ چھڑا سکے تو رہن لینے والا شخص اس کا عوض اس مال سے لے سکے۔

(۲۲۶۱) رہن میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں ہے بلکہ اتنا کافی ہے کہ گروی دینے والا اپنا مال گروی رکھنے کی نیت سے گروی لینے والے کو دے دے اور وہ اسی نیت سے لے لے تو رہن صحیح ہے۔

(۲۲۶۲) ضروری ہے کہ گروی رکھوانے والا اور گروی رکھنے والا بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے کے لئے مجبور نہ کیا ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ مال گروی رکھوانے والا دیوالیہ اور سفیہ نہ ہو... دیوالیہ اور سفیہ کے معنی مسئلہ ۲۲۱۳ میں بتائے جا چکے ہیں... اور اگر دیوالیہ ہو لیکن جو مال وہ گروی رکھوارہا ہے اس کا اپنا مال نہ ہو یا ان اموال میں سے نہ ہو جس کے تصرف کرنے سے منع کیا گیا ہو تو اشکال نہیں ہے۔

(۲۲۶۳) انسان وہ مال گروی رکھ سکتا ہے جس میں وہ شرعاً تصرف کر سکتا ہو اور اگر دوسرے کا مال اس کی اجازت سے گروی رکھ دے تو بھی صحیح ہے۔

(۲۲۶۴) جس چیز کو گروی رکھا جا رہا ہو تو ضروری ہے کہ اس کی خرید و فروخت صحیح ہو لہذا اگر شراب یا اس جیسی چیز گروی رکھی جائے تو درست نہیں۔

(۲۲۶۵) جس چیز کو گروی رکھا جا رہا ہے اس سے جو فائدہ ہو گا وہ اس چیز کے مالک کی ملکیت ہو گا خواہ وہ گروی رکھی رکھوانے والا ہو یا کوئی دوسرا شخص ہو۔

(۲۲۶۶) گروی رکھنے والے نے جو مال بطور گروی لیا ہو اس مال کو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر خواہ گروی رکھوانے والا ہو یا کوئی دوسرا شخص کسی دوسرے کی ملکیت میں نہیں دے سکتا مثلاً نہ وہ کسی دوسرے کو وہ مال بخش سکتا ہے نہ کسی کو بیچ سکتا ہے لیکن اگر وہ اس مال کو کسی کو بخش دے یا فروخت کر دے اور مالک بعد میں اجازت دے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۲۶۷) اگر گروی رکھنے والا اس مال کو جو اس نے بطور گروی لیا ہو اس کے مالک کی اجازت سے بیچ دے تو مال کی طرح اس کی قیمت گروی نہیں ہوگی اور یہی حکم ہے اگر مالک کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور مالک بعد میں اجازت دے (یعنی اس مال کی جو قیمت وصول کی جائے وہ اس مال کی طرح گروی نہیں ہوگی) لیکن اگر گروی رکھوانے والا اس چیز کو گروی رکھنے والے کی اجازت سے بیچ دے تا کہ اس کی قیمت کو گروی قرار دے تو ضروری ہے کہ مالک کی اجازت سے بیچ دے اور اس کی مخالفت کرنے کی صورت میں معاملہ باطل ہے مگر یہ کہ گروی رکھنے والے نے اس کی اجازت دی ہو (تو پھر معاملہ صحیح ہے)۔

(۲۲۶۸) جس وقت مقروض کو قرض ادا کر دینا چاہئے اگر قرض خواہ اس وقت مطالبہ کرے اور مقروض ادائیگی نہ کرے تو اس صورت میں جبکہ قرض خواہ مال کو فروخت کر کے اپنا قرضہ اس کے مال سے وصول کرنے کا اختیار رکھتا ہو وہ گروی لئے ہوئے مال کو فروخت کر کے اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے۔ اگر اختیار نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے لازم ہے کہ مقروض سے اجازت لے اور اگر اس تک پہنچ نہ ہو تو ضروری ہے کہ حاکم شرع سے اس مال کو بیچ کر اس کی قیمت سے اپنا قرضہ وصول کرنے کی اجازت لے اور دونوں صورتوں میں اگر قرضے سے زیادہ قیمت وصول ہو تو ضروری ہے کہ زائد مال مقروض کو دے دے۔

(۲۲۶۹) اگر مقروض کے پاس اس مکان کے علاوہ جس میں وہ رہتا ہو اور اس سامان کے علاوہ جس کی اسے ضرورت ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن مقروض نے جو مال بطور گروی دیا ہو اگرچہ وہ مکان اور سامان ہی کیوں نہ ہو قرض خواہ اسے بیچ کر اپنا قرض وصول کر سکتا ہے۔

ضامن ہونے کے احکام

(۲۲۷۰) اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا قرضہ ادا کرنے کے لئے ضامن بننا چاہے تو اس کا ضامن بننا اس وقت صحیح ہو گا جب وہ کسی لفظ سے اگرچہ وہ عربی زبان میں نہ ہو یا کسی عمل سے قرض خواہ کو سمجھا دے کہ میں تمہارے قرض کی ادائیگی کے لئے ضامن بن گیا ہوں اور قرض خواہ بھی اپنی رضامندی کا اظہار کر دے اور (اس سلسلے میں) مقروض کا رضا مند ہونا شرط نہیں ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) ضامن قرضے کو مقروض کے ذمہ سے ہٹا کر اپنے ذمہ لے لے۔ اگر اس کی ادائیگی سے پہلے مر جائے تو دوسرے قرضوں کی طرح وراثت میں سب سے پہلے ادا کیا جائے گا۔ عام طور پر لفظ ضامن سے فقہاء کی مراد یہی ہے۔

(۲) ضامن پابند ہو جائے کہ وہ قرضہ ادا کرے گالیکن اس کے ذمہ سے دوسری طرف منتقل نہیں ہوتا۔ اگر وہ وصیت نہ کرے تو اس کی موت کے بعد اس کے مال میں سے ادا نہیں کیا جاسکتا۔

(۲۲۷۱) ضامن اور قرض خواہ دونوں کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے پر

مجبور نہ کیا ہو نیز ضروری ہے کہ وہ سفیہ بھی نہ ہوں اور اسی طرح ضروری ہے کہ قرض خواہ دیوالیہ نہ ہو، لیکن یہ شرائط مقروض کے لئے نہیں ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص بچے، دیوانے یا سفیہ کا قرض ادا کرنے کیلئے ضامن بنے تو ضمانت صحیح ہے۔

(۲۲۷۲) جب کوئی شخص ضامن بننے کے لئے کوئی شرط رکھے مثلاً یہ کہے کہ اگر مقروض تمہارا قرض ادا نہ کر سکے گا تو میں تمہارا قرض ادا کروں گا تو پہلی صورت میں اس کے ضامن ہونے میں اشکال ہے اور دوسری صورت میں اشکال نہیں۔

(۲۲۷۳) انسان جس شخص کے قرض کی ضمانت دے رہا ہے ضروری ہے کہ وہ مقروض ہو لہذا اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے قرض لینا چاہتا ہو تو جب تک وہ قرض نہ لے لے اس وقت تک کوئی شخص اس کا ضامن نہیں بن سکتا۔

(۲۲۷۴) انسان اسی صورت میں ضامن بن سکتا ہے جب قرض، قرض خواہ اور مقروض (یہ تینوں) فی الواقع معین ہوں۔ لہذا اگر دو اشخاص کسی ایک شخص کے قرض خواہ ہوں اور انسان کہے کہ میں تم میں سے ایک کا قرض ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے اس بات کو معین نہیں کیا کہ وہ ان میں سے کس کا قرض ادا کرے گا اس لئے اس کا ضامن بننا باطل ہے نیز اگر کسی کو دو اشخاص سے قرض وصول کرنا ہو اور کوئی شخص کہے کہ میں ضامن ہوں کہ ان دو میں سے ایک کا قرض تمہیں ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے اس بات کو معین نہیں کیا کہ دونوں میں سے کس کا قرض ادا کرے گا اس لئے اس کا ضامن بننا باطل ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے ایک دوسرے شخص سے مثال کے طور پر دس من گیہوں اور دس روپے لینے ہوں اور کوئی شخص کہے کہ میں تمہارے دونوں قرضوں میں سے ایک کی ادائیگی کا ضامن ہوں اور اس چیز کو معین نہ کرے کہ وہ گیہوں کے لئے ضامن ہے یا روپوں کے لئے تو یہ ضمانت صحیح نہیں ہے۔

(۲۲۷۵) اگر کوئی شخص مقروض کی اجازت کے بغیر ضامن بن جائے کہ اس کا قرض ادا کرے تو بعد میں مقروض سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

(۲۲۷۶) اگر کوئی شخص کسی کا قرض ادا کرنے کیلئے ضامن بن جائے تو پھر وہ ضامن ہونے سے مکر نہیں سکتا۔

(۲۲۷۷) اگر قرض خواہ اپنا قرض ضامن کو بخش دے تو ضامن مقروض سے کوئی چیز طلب نہیں کر سکتا اور کچھ مقدار اگر بخش دی ہے تو اتنی مقدار مقروض سے طلب نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر سارا قرض یا اس کی کچھ مقدار اسے بہہ کرے یا خمس، زکوٰۃ کی مد میں دیدے تو ضامن مقروض سے وہ چیز لے سکتا ہے۔

(۲۲۷۸) اگر کوئی شخص کسی کا ضامن بنے کہ اسے قرض ادا کرے گا تو اپنے ضامن بننے سے پھر نہیں سکتا۔

(۲۲۷۹) احتیاط کی بنا پر ضامن اور قرض خواہ یہ شرط نہیں کر سکتے کہ جس وقت چاہیں ضامن کی ضمانت منسوخ کر دیں۔

(۲۲۸۰) اگر انسان ضامن بننے کے وقت قرض خواہ کا قرض ادا کرنے کے قابل ہو تو خواہ وہ (ضامن) بعد میں دیوالیہ ہو جائے قرض خواہ اس کی ضمانت منسوخ کر کے پہلے مقروض سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور اسی طرح اگر ضمانت دیتے وقت ضامن قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو لیکن قرض خواہ یہ بات جانتے ہوئے اس کے ضامن بننے پر راضی ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے۔

(۲۲۸۱) اگر انسان ضامن بننے کے وقت قرض خواہ کا قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور قرض خواہ صورت حال سے لا علم ہونے کی بنا پر اس کی ضمانت منسوخ کرنا چاہے تو اس میں اشکال ہے خصوصاً اس صورت میں جبکہ قرض خواہ کے اس امر کی جانب متوجہ ہونے سے پہلے ضامن قرضے کی ادائیگی پر قادر ہو جائے۔

کفالت کے احکام

(۲۲۸۲) کفالت سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص ذمہ لے کہ جس وقت قرض خواہ چاہے گا وہ مقروض کو اس کے سپرد کر دے گا۔ جو شخص اس قسم کی ذمہ داری قبول کرے اسے کفیل کہتے ہیں۔

(۲۲۸۳) کفالت اس وقت صحیح ہے جب کفیل کوئی سے الفاظ میں خواہ عربی زبان کے نہ بھی ہوں یا کسی عمل سے قرض خواہ کو یہ بات سمجھا دے کہ میں ذمہ لیتا ہوں کہ جس وقت تم چاہو گے میں مقروض کو تمہارے حوالے کر دوں گا اور قرض خواہ بھی اس بات کو قبول کر لے اور احتیاط کی بنا پر کفالت کے صحیح ہونے کے لئے مقروض کی رضا مندی بھی معتبر ہے بلکہ احتیاط یہ ہے کہ کفالت کے معاملے میں اسی طرح مقروض کو بھی ایک فریق ہونا چاہیے یعنی مقروض اور قرض خواہ دونوں کفالت کو قبول کریں۔

(۲۲۸۴) کفیل کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور اسے کفیل بننے پر مجبور نہ کیا گیا ہو اور وہ اس بات پر قادر

ہو کہ جس کا کفیل بنے اسے حاضر کر سکے اور اسی طرح اس صورت میں جب مقروض کو حاضر کرنے کیلئے کفیل کو اپنا مال خرچ کرنا پڑے تو ضروری ہے کہ وہ سفیہ اور دیوالیہ نہ ہو۔
 (۲۲۸۵) ان پانچ چیزوں میں سے کوئی ایک کفالت کو کالعدم کر دیتی ہے:
 (۱) کفیل مقروض کو قرض خواہ کے حوالے کر دے یا وہ خود اپنے آپ کو قرض خواہ کے حوالے کر دے۔
 (۲) قرض خواہ کا قرضہ ادا کر دیا جائے۔
 (۳) قرض خواہ اپنے قرضے سے دستبرادر ہو جائے یا اسے کسی دوسرے کے حوالے کر دے۔
 (۴) مقروض یا کفیل میں سے ایک مر جائے۔
 (۵) قرض خواہ کفیل کو کفالت سے بری الذمہ قرار دے دے۔
 (۲۲۸۶) اگر کوئی شخص مقروض کو قرض خواہ سے زبردستی آزاد کر دے اور قرض خواہ کی پہنچ مقروض تک نہ ہوسکے تو جس شخص نے مقروض کو آزاد کرایا ہو ضروری ہے کہ وہ مقروض کو قرض خواہ کے حوالے کر دے یا اس کا قرض ادا کرے۔

امانت کے احکام

(۲۲۸۷) اگر ایک شخص کوئی مال کسی کو دے اور کہے کہ یہ تمہارے پاس امانت رہے گا اور وہ بھی قبول کرے یا کوئی لفظ کہے بغیر مال کا مالک اس شخص کو سمجھا دے کہ وہ اسے مال رکھوالی کیلئے دے رہا ہے اور وہ بھی رکھوالی کے مقصد سے لے لے تو ضروری ہے کہ امانت داری کے ان احکام کے مطابق عمل کرے جو بعد میں بیان ہوں گے۔
 (۲۲۸۸) ضروری ہے کہ امانت دار اور وہ شخص جو مال بطور امانت دے دونوں بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں مجبور نہ کیا ہو۔ لہذا اگر کوئی شخص کسی مال کو دیوانے یا بچے کے پاس امانت کے طور پر رکھے یا دیوانہ یا بچہ کوئی مال کسی کے پاس امانت رکھے تو صحیح نہیں ہے ہاں سمجھ دار بچہ کسی دوسرے کے مال کو اس کی اجازت سے کسی کے پاس رکھے تو جائز ہے۔ اسی طرح ضروری ہے کہ امانت رکھوانے والا سفیہ اور دیوالیہ نہ ہو لیکن اگر دیوالیہ ہو، تاہم جو مال اس نے امانت کے طور پر رکھوایا ہو وہ اس مال میں سے نہ ہو جس میں اسے تصرف کرنے سے منع کیا گیا ہے تو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں ہے نیز اس صورت میں کو جب مال کی حفاظت کرنے کے لئے امانت دار کو اپنا مال خرچ کرنا پڑے تو ضروری ہے کہ وہ سفیہ اور دیوالیہ نہ ہو۔
 (۲۲۸۹) اگر کوئی شخص بچے سے کوئی چیز اس کے مالک کی اجازت کے بغیر بطور امانت قبول کر لے تو ضروری ہے کہ وہ چیز اس کے مالک کو دے دے اور اگر وہ چیز خود بچے کا مال ہو تو لازم ہے کہ وہ چیز بچے کے سر پر ست تک پہنچا دے اور اگر وہ مال ان لوگوں کے پاس پہنچانے سے پہلے تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے مگر اس ڈر سے کہ خدانخواستہ تلف ہو جائے اس مال کو اس کے مالک تک پہنچانے کی نیت سے لیا ہو تو اس صورت میں اگر اس نے مال کی حفاظت کر نے اور اسے مالک تک پہنچانے میں کوتاہی نہ کی ہو تو وہ ضامن نہیں ہے اور اگر امانت کے طور پر مال دینے والا دیوانہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔
 (۲۲۹۰) جو شخص امانت کی حفاظت نہ کر سکتا ہو اگر امانت رکھوانے والا اس کی اس حالت سے باخبر نہ ہو تو ضروری ہے کہ وہ شخص امانت کو قبول نہ کرے۔
 (۲۲۹۱) اگر انسان صاحب مال کو سمجھائے کہ وہ اس کے مال کی حفاظت کے لئے تیار نہیں اور اس مال کو امانت کے طور پر قبول نہ کرے اور صاحب مال پھر بھی مال چھوڑ کر چلا جائے اور وہ مال تلف ہو جائے تو جس شخص نے امانت قبول نہ کی ہو وہ ذمہ دار نہیں ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس مال کی حفاظت کرے۔
 (۲۲۹۲) جو شخص کسی کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھوانے تو وہ امانت کو جس وقت چاہے منسوخ کر سکتا ہے اور اسی طرح امین بھی جب چاہے اسے منسوخ کر سکتا ہے۔
 (۲۲۹۳) اگر کوئی شخص امانت کی نگہداشت ترک کر دے اور امانت داری منسوخ کر دے تو ضروری ہے کہ جس قدر جلد ہو سکے مال اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا سر پرست کو پہنچائے یا اطلاع دے کہ وہ مال کی (مزید) نگہداشت کے لئے تیار نہیں ہے اور اگر وہ بغیر عذر کے مال ان تک نہ پہنچائے یا اطلاع نہ دے اور مال تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔
 (۲۲۹۴) جو شخص امانت قبول کرے اگر اس کے پاس اسے رکھنے کے لئے مناسب جگہ نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کے لئے مناسب جگہ حاصل کرے اور امانت کی اس طرح نگہداشت کرے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے نگہداشت میں کوتاہی کی ہے اور اگر وہ اس کام میں کوتاہی کرے اور امانت تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۲۲۹۵) جو شخص امانت قبول کرے اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور نہ ہی تعدی کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر وہ اس مال کی حفاظت میں کوتاہی کرے اور مال کو ایسی جگہ رکھے جہاں وہ ایسا غیر محفوظ ہو کہ اگر کوئی ظالم خبر پائے تو لے جائے یا وہ اس مال میں تعدی کرے یعنی مالک کی اجازت کے بغیر اس مال میں تصرف کرے مثلاً لباس کو استعمال کرے یا جانور پر سواری کرے اور وہ تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

(۲۲۹۶) اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لئے کوئی جگہ معین کر دے اور جس شخص نے امانت قبول کی ہو اس سے کہے کہ تمہیں چاہیے کہ یہیں مال کا خیال رکھو اور اگر اس کے ضائع ہو جانے کا احتمال ہو تب بھی تم اس کو کہیں اور نہ لے جانا تو امانت قبول کرنے والا اسے کسی اور جگہ نہیں لے جا سکتا اور اگر وہ مال کو کسی دوسری جگہ لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو امین ذمہ دار ہے۔

(۲۲۹۷) اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لئے کوئی جگہ معین کرے لیکن ظاہراً وہ یہ کہہ رہا ہو کہ اس کی نظر میں وہ جگہ کوئی خصوصیت نہیں رکھتی بلکہ وہ جگہ مال کے لئے محفوظ جگہوں میں سے ایک ہو تو وہ شخص جس نے امانت قبول کی ہے اس مال کو کسی ایسی جگہ جو زیادہ محفوظ ہو یا پہلی جگہ جتنی محفوظ ہو لے جا سکتا ہے اور اگر مال وہاں تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

(۲۲۹۸) اگر مال کا مالک ہمیشہ کے لئے دیوانہ یا بے ہوش ہو جائے تو امانت کا معاملہ ختم ہو جائے گا اور جس شخص نے اس سے امانت قبول کی ہو اسے چاہئے کہ فوراً امانت اس کے سرپرست کو پہنچا دے یا اس کے سرپرست کو خبر کرے اور اگر شرعی عذر کے بغیر مال دیوانے کے سرپرست کو نہ پہنچائے اور اسے خبر کرنے میں بھی کوتاہی برتے اور مال تلف ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض دے لیکن اگر مال کے مالک پر کبھی کبھار دیوانگی یا بے ہوشی کا دورہ پڑتا ہو تو احتیاط واجب ہے کہ یہی کام کرے۔

(۲۲۹۹) اگر مال کا مالک مر جائے تو امانت کا معاملہ باطل ہو جاتا ہے لہذا اگر اس مال میں کسی دوسرے کا حق نہ ہو تو وہ مال اس کے وارث کو ملتا ہے اور ضروری ہے کہ امانت دار اس مال کو اس کے وارث تک پہنچائے یا اسے اطلاع دے۔ اگر وہ شرعی عذر کے بغیر مال کو اس کے وارث کے حوالے نہ کرے اور خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے اور مال ضائع ہو جائے تو وہ ذمہ دار ہے لیکن اگر وہ مال اس وجہ سے وارث کو نہ دے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی کرے کہ جاننا چاہتا ہو کہ وہ شخص جو کہتا ہے کہ میں میت کا وارث ہوں واقعاً ٹھیک کہتا ہے یا نہیں یا یہ جاننا چاہتا ہو کہ کوئی اور شخص میت کا وارث ہے یا نہیں اور اگر (اس تحقیق کے بیچ مال تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

(۲۳۰۰) اگر مال کا مالک مر جائے اور مال کی ملکیت کا حق اس کے ورثاء کو مل جائے تو جس شخص نے امانت قبول کی ہو ضروری ہے کہ مال تمام ورثاء کو دے یا اس شخص کو دے جسے مال دینے پر سب ورثاء رضامند ہوں لہذا اگر وہ دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر تمام مال فقط ایک وارث کو دے دے تو وہ دوسروں کے حصوں کا ذمہ دار ہے۔

(۲۳۰۱) جس شخص نے امانت قبول کی ہو اگر وہ مر جائے یا ہمیشہ کے لئے دیوانہ یا بے ہوش ہو جائے تو امانت کا معاملہ باطل ہو جائے گا اور اس کے سرپرست یا وارث کو چاہیے کہ جس قدر ہو سکے مال کے مالک کو اطلاع دے یا امانت اس تک پہنچائے لیکن اگر کبھی کبھار (یا تھوڑی مدت کے لئے) دیوانہ یا بے ہوش ہوتا ہو تو احتیاط واجب ہے کہ ایسا ہی کرے۔

(۲۳۰۲) اگر امانت دار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے تو اگر ممکن ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ امانت کو اس کے مالک، سرپرست یا وکیل تک پہنچا دے یا اس کو اطلاع دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو ضروری ہے کہ ایسا بندوبست کرے کہ اسے اطمینان ہو جائے کہ اس کے مرنے کے بعد مال اس کے مالک کو مل جائے گامثلاً وصیت کرے اور اس وصیت پر گواہ مقرر کرے اور مال کے مالک کا نام اور مال کی جنس اور خصوصیات اور محل وقوع وصی اور گواہوں کو بتا دے۔

(۲۳۰۳) اگر امانت دار کے لئے کوئی سفر پیش آئے تو امانت کو اپنے اہل و عیال کے حوالے کرے لیکن اگر اس کی حفاظت خود اس شخص پر موقوف ہو تو سفر نہ کرے یا مال اس کے مالک، سرپرست یا ولی کے حوالے کرے یا انہیں آگاہ کرے۔

عاریہ کے احکام

(۲۳۰۴) عاریہ سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنا مال دوسرے کو دے تاکہ وہ اس مال سے بغیر کسی معاوضے کے استفادہ کرے۔

(۲۳۰۵) عاریہ میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں اور اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی کو لباس عاریہ کے قصد سے دے

اور وہ بھی اسی قصد سے لے تو عاریہ صحیح ہے۔

(۲۳۰۶) غصبی چیز یا اس چیز کو بطور عاریہ دینا جو کہ عاریہ دینے والے کا مال ہو لیکن اس کی آمدنی اس نے کسی دوسرے شخص کے سپرد کردی ہو مثلاً اسے کرائے پر دے رکھا ہو، اس صورت میں صحیح ہے جب غصبی چیز کا مالک یا وہ شخص جس نے عاریہ دی جانے والی چیز کو بطور اجارہ لے رکھا ہو اس کے بطور عاریہ دینے پر راضی ہو۔ (۲۳۰۷) جس چیز کی منفعت کسی شخص کے سپرد ہو مثلاً اس چیز کو کرائے پر لے رکھا ہو تو اسے بطور عاریہ دے سکتا ہے لیکن احتیاط کی بنا پر مالک کی اجازت کے بغیر اس شخص کے حوالے نہیں کر سکتا جس نے اسے بطور عاریہ لیا ہے۔

(۲۳۰۸) اگر دیوانہ، بچہ، دیوالیہ یا سفیہ اپنا مال عاریتاً دین تو صحیح نہیں ہے لیکن اگر (ان میں سے کسی کا) سر پرست عاریہ دینے کی مصلحت سمجھتا ہو اور جس شخص کا وہ سر پرست ہے اس کا مال عاریتاً دے دے تو اس میں کوئی اشکال نہیں۔ اسی طرح جس شخص نے مال عاریتاً لیا ہو اس تک مال پہنچانے کیلئے بچہ وسیلہ بنے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ (۲۳۰۹) عاریتاً ہونی چیز کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور اس سے معمولی سے زیادہ استفادہ بھی نہ کرے اور اتفاقاً وہ چیز تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر طرفین آپس میں یہ شرط کریں کہ اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو عاریتاً لینے والا ذمہ دار ہو گا یا جو چیز عاریتاً ہو وہ سونا یا چاندی ہو تو اس کو عوض دینا ضروری ہے۔ (۲۳۱۰) اگر کوئی شخص سونا چاندی عاریتاً لے اور یہ طے کیا ہو اگر تلف ہو گیا تو ذمہ دار نہیں ہو گا پھر تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے۔

(۲۳۱۱) اگر عاریہ دینے والا مر جائے تو عاریہ پر لینے کیلئے ضروری ہے کہ جو طریقہ امانت کے مالک کے فوت ہوجانے کی صورت میں مسئلہ ۲۳۰۰ میں بتایا گیا ہے اسی کے مطابق عمل کرے۔

(۲۳۱۲) اگر عاریہ دینے والے کی کیفیت یہ ہو کہ وہ شرعاً اپنے مال میں تصرف نہ کر سکتا ہو مثلاً دیوانہ یا بے ہوش ہوجائے تو عاریہ لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ اسی طریقے کے مطابق عمل کرے جو مسئلہ ۲۲۹۸ میں امانت کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

(۲۳۱۳) جس شخص نے کوئی چیز عاریتاً دی ہو وہ جب بھی چاہے اسے منسوخ کر سکتا ہے اور جس نے کوئی چیز عاریتاً لی ہو وہ بھی جب چاہے اسے منسوخ کر سکتا ہے۔

(۲۳۱۴) کسی ایسی چیز کا عاریتاً دینا جس سے حلال استفادہ نہ ہو سکتا ہو مثلاً لہو ولعب اور قمار بازی کے آلات اور کھانے پینے میں استعمال کرے کیلئے سونے اور چاندی کے برتن عاریتاً دینا۔ بلکہ احتیاط لازم کی بنا پر ہر قسم کے استعمال کے لئے عاریتاً دینا۔ باطل ہے اور تزیین و آرائش کے لئے عاریتاً دینا جائز ہے۔

(۲۳۱۵) بھیڑ (بکریوں) کو ان کے دودھ اور اون سے استفادہ کرنے کے لئے نیز نر حیوان کو مادہ حیوانات کے ساتھ ملاپ کے لئے عاریتاً دینا صحیح ہے۔

(۲۳۱۶) اگر کسی چیز کو عاریتاً لینے والا اسے اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا سر پرست کو دے دے اور اس کے بعد وہ چیز تلف ہو جائے تو اس چیز کو عاریتاً لینے والا ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر وہ مال کے مالک یا اس کے وکیل یا سر پرست کی اجازت کے بغیر مال کو خواہ ایسی جگہ لے جائے جہاں مال کا مالک اسے عموماً لے جاتا ہو مثلاً گھوڑے کو اس اصطبل میں باندھ دے جو اس کے مالک نے اس کے لئے تیار کیا ہو اور بعد میں گھوڑا تلف ہو جائے یا کوئی اسے تلف کر دے تو عاریتاً لینے والا ذمہ دار ہے۔

(۲۳۱۷) اگر ایک شخص نجس چیز عاریتاً دے تو اس صورت میں اسے چاہیے کہ جیسا کہ مسئلہ ۲۰۱۴ میں گزر چکا ہے... اس چیز کے نجس ہونے کے بارے میں عاریتاً لینے والے شخص کو بتا دے۔

(۲۳۱۸) جو چیز کسی شخص نے عاریتاً لی ہو اسے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو کرائے پر یا عاریتاً نہیں دے سکتا۔

(۲۳۱۹) جو چیز کسی شخص نے عاریتاً لی ہو اگر وہ اسے مالک کی اجازت سے کسی اور شخص کو عاریتاً دیدے تو اگر جس شخص نے پہلے وہ چیز عاریتاً لی ہو مر جائے یا دیوانہ ہو جائے تو دوسرا عاریہ باطل نہیں ہوتا۔

(۲۳۲۰) اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو مال اس نے عاریتاً لیا ہے وہ غصبی ہے تو ضروری ہے کہ وہ مال اس کے مالک کو پہنچا دے اور وہ اسے عاریتاً دینے والے کو نہیں دے سکتا۔

(۲۳۲۱) اگر کوئی شخص ایسا مال عاریتاً لے جس کے متعلق جانتا ہو کہ وہ غصبی ہے اور اس سے فائدہ اٹھائے اور اس کے ہاتھ وہ مال تلف ہو جائے تو مالک اس مال کا عوض اور جو فائدہ عاریتاً لینے والے نے اٹھایا ہے اس کا عوض اس سے یا جس نے مال غصب کیا ہو اس سے طلب کر سکتا ہے اور اگر مالک عاریتاً لینے والے سے عوض لے لے تو عاریتاً لینے

والا جو کچھ مالک کو دے اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے نہیں کر سکتا۔
 (۲۳۲۲) اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے جو مال عاریتاً لیا ہے وہ غصبی ہے اور اس کے پاس ہوتے ہوئے وہ مال تلف ہو جائے تو اگر مال کا مالک اس کا عوض اس سے لے لے تو وہ بھی جو کچھ مال کے مالک کو دیا ہو اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے کر سکتا ہے لیکن اگر اس نے جو چیز عاریتاً لی ہو وہ سونا چاندی ہو یا بطور عاریہ دینے والے نے اس سے شرط کی ہو کہ اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو وہ اس کا عوض دے گا تو پھر اس نے مال کو جو عوض مال کے مالک کو دیا ہو اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر مالک نے اس مال سے استفادہ کے بدلے کوئی چیز لے لی ہو تو عاریہ دینے والے سے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

توضیح المسائل (آقائے سیستانی)

نکاح کے احکام

عقد ازدواج کے ذریعے عورت، مرد پر اور مرد، عورت پر حلال ہو جاتے ہیں اور عقد کی دو قسمیں ہیں... پہلی دائمی اور دوسری غیر دائمی... مقررہ وقت کیلئے عقد... عقد دائمی اسے کہتے ہیں جس میں ازدواج کی مدت معین نہ ہو اور وہ ہمیشہ کے لئے ہو اور جس عورت سے اس قسم کا عقد کیا جائے اسے دائمہ کہتے ہیں۔ غیر دائمی عقد وہ ہے جس میں ازدواج کی مدت معین ہو مثلاً عورت کے ساتھ ایک گھنٹے یا ایک دن یا ایک مہینے یا ایک سال یا اس سے زیادہ مدت کیلئے عقد کیا جائے لیکن اس عقد کی مدت عورت اور مرد کی عام عمر سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے کیونکہ اس صورت میں عقد باطل ہو جائے گا۔ جب عورت سے اس قسم کا عقد کیا جائے تو اسے متعہ یا صیغہ کہتے ہیں۔

احکام عقد

(۲۳۲۳) ازدواج خواہ دائمی ہو یا غیر دائمی اس میں صیغہ (نکاح کے بول) پڑھنا ضروری ہے۔ عورت اور مرد کا محض رضا مند ہونا اور اسی طرح (نکاح نامہ) لکھنا کافی نہیں ہے۔ نکاح کا صیغہ یا تو عورت اور مرد خود پڑھتے ہیں یا کسی کو وکیل مقرر کر لیتے ہیں تاکہ وہ ان کی طرف سے پڑھ دے۔
 (۲۳۲۴) وکیل کا مرد ہونا لازم نہیں بلکہ عورت بھی نکاح کا صیغہ پڑھنے کیلئے کسی دوسرے کی جانب سے وکیل ہو سکتی ہے۔

(۲۳۲۵) عورت اور مرد کو جب تک اطمینان نہ ہو جائے کہ ان کے وکیل نے صیغہ پڑھ دیا ہے اس وقت تک وہ ایک دوسرے کو محرمانہ نظروں سے نہیں دیکھ سکتے اور اس بات کا گمان کہ وکیل نے صیغہ پڑھ دیا ہے کافی نہیں ہے بلکہ اگر وکیل کہہ دے کہ میں نے صیغہ پڑھ دیا ہے لیکن اس کی بات پر اطمینان نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر تعلقات قائم نہ کریں۔

(۲۳۲۶) اگر کوئی عورت کسی کو وکیل مقرر کرے اور کہے کہ تم میرا نکاح دس دن کیلئے فلاں شخص کے ساتھ پڑھ دو اور دس دن کی ابتداء کو معین نہ کرے تو وہ (نکاح خوراں) وکیل جن دس دنوں کے لئے چاہے اسے اس مرد کے نکاح میں دے سکتا ہے۔ لیکن اگر وکیل کو معلوم ہو کہ عورت کا مقصد کسی خاص دن یا گھنٹے کا ہے تو پھر اسے چاہئے کہ عورت کے قصد کے مطابق صیغہ پڑھے۔

(۲۳۲۷) عقد دائمی یا عقد غیر دائمی کا صیغہ پڑھنے کیلئے ایک شخص دو اشخاص کی طرف سے وکیل بن جائے اور اس سے خود دائمی یا غیر دائمی نکاح کر لے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ نکاح دو اشخاص پڑھیں۔

نکاح پڑھنے کا طریقہ

(۲۳۲۸) اگر عورت اور مرد خود اپنے دائمی نکاح کا صیغہ پڑھیں تو مہر معین کرنے کے بعد پہلے عورت کہے زَوَجْتُکَ نفسی علی الصداق المعلوم یعنی میں نے اس مہر پر جو معین ہو چکا ہے اپنے آپ کو تمہاری بیوی بنایا اور اس کے لمحہ بھر بعد مرد کہے قبلت التزویج یعنی میں نے ازدواج کو قبول کیا تو نکاح صحیح ہے اور اگر وہ کسی دوسرے کو وکیل مقرر کریں کہ ان کی طرف سے صیغہ نکاح پڑھ دے تو اگر مثال کے طور پر مرد کا نام احمد اور عورت کا نام فاطمہ ہو

اور عورت کا وکیل کہے زوجت موکلک احمد موکلتی فاطمة علی الصداق المعلوم اور اس کے لمحہ بھر بعد مرد کا وکیل کہے قبلت التزویج لموکلی احمد علی الصداق المعلوم تو نکاح صحیح ہو گا اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مرد جو لفظ کہے وہ عورت کے کہے جانے والے لفظ کے مطابق ہو مثلاً اگر عورت زوجت کہے تو مرد قبلت التزویج کہے اور قبلت النکاح نہ کہے۔

(۲۳۲۹) اگر خود عورت اور مرد چاہیں تو غیر دائمی نکاح کا صیغہ نکاح کی مدت اور مہر معین کرنے کے بعد پڑھ سکتے ہیں لہذا عورت کہے زوجتک نفسی فی المدة المعلومہ علی المہر المعلوم اور اس کے لمحہ بھر بعد مرد کہے قبلت تو نکاح صحیح ہے اور اگر وہ کسی اور شخص کو وکیل بنائیں اور پہلے عورت کا وکیل مرد کے وکیل سے کہے زوجت موکلتی موکلک فی المدة المعلومہ علی المہر المعلوم اور اس کے بعد مرد کا وکیل معمولی توقف کے بعد کہے قبلت التزویج لموکلی هذا تو نکاح صحیح ہو گا۔

نکاح کی شرائط

(۲۳۳۰) نکاح کی چند شرطیں ہیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

- (۱) احتیاط کی بنا پر نکاح کا صیغہ عربی میں پڑھا جائے اور اگر خود مرد اور عورت صیغہ صحیح عربی میں نہ پڑھ سکتے ہوں تو عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں پڑھ سکتے ہیں اور کسی شخص کو وکیل بنانا لازم نہیں ہے۔ البتہ انہیں چاہیے کہ وہ الفاظ کہیں جو زوجت اور قبلت کو مفہوم ادا کر سکیں۔
- (۲) مرد اور عورت یا ان کے وکیل جو کہ صیغہ پڑھ رہے ہوں وہ قصد انشاء رکھتے ہوں یعنی اگر خود مرد اور عورت صیغہ پڑھ رہے ہوں تو عورت کا زوجتک نفسی کہنا اس نیت سے ہو کہ خود مرد اور عورت صیغہ پڑھ رہے ہوں تو عورت کا زوجتک نفسی کہنا اس نیت سے ہو کہ خود کو اس کی بیوی قرار دے اور مرد کا قبلت التزویج کہنا اس نیت سے ہو کہ وہ اس کا اپنی بیوی بننا قبول کرے اور اگر مرد اور عورت کے وکیل صیغہ پڑھ رہے ہوں تو زوجت و قبلت کہنے سے ان کی نیت یہ ہو کہ وہ مرد اور عورت جنہوں نے انہیں وکیل بنایا ہے ایک دوسرے کے میاں بیوی بن جائیں۔
- (۳) جو شخص صیغہ پڑھ رہا ہو تو ضروری ہے کہ وہ عاقل ہو اور احتیاط کی بنا پر اسے بالغ بھی ہونا چاہئے خواہ وہ اپنے لئے صیغہ پڑھے یا کسی دوسرے کی طرف سے وکیل بنایا گیا ہو۔
- (۴) اگر عورت اور مرد کے وکیل یا ان سے سر پرست صیغہ پڑھ رہے ہوں تو وہ نکاح کے وقت عورت اور مرد کو معین کر لیں۔ مثلاً ان کے نام لیں یا ان کی طرف اشارہ کریں لہذا جس شخص کی کئی لڑکیاں ہوں اگر وہ کسی مرد سے کہے زوجتک احدی بناتی یعنی میں نے اپنی بیٹیوں میں سے ایک کو تمہاری بیوی بنایا اور وہ مرد کہے قبلت یعنی میں نے قبول کیا تو چونکہ نکاح کرتے وقت لڑکی کو معین نہیں کیا گیا اس لئے نکاح باطل ہے۔
- (۵) عورت اور مرد ازدواج پر راضی ہوں ہاں اگر عورت بظاہر ناپسندیدگی سے اجازت دے اور معلوم ہو کہ دل سے راضی ہے تو نکاح صحیح ہے۔

(۲۳۳۱) اگر نکاح میں ایک حرف بھی غلط پڑھا جائے جو اس کے معنی بدل دے تو نکاح باطل ہے۔

(۲۳۳۲) وہ شخص جو نکاح کا صیغہ پڑھ رہا ہو اگر... خواہ اجمالی طور پر... نکاح کے معنی جانتا ہو اور اس کے معنی کو حقیقی شکل دینا چاہتا ہو تو نکاح صحیح ہے یہ لازم نہیں کہ وہ تفصیل کے ساتھ صیغے کے معنی جانتا ہو۔ مثلاً یہ جاننا (ضروری نہیں ہے) کہ عربی زبان کے لحاظ سے فعل یا فاعل کونسا ہے۔

(۲۳۳۳) اگر کسی عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کسی مرد سے کر دیا جائے اور بعد میں عورت اور مرد اس نکاح کی اجازت دے دیں تو نکاح صحیح ہے۔ اجازت کے لئے کوئی بات کہیں یا کوئی کام ایسا انجام دیں جو رضا پر دلالت کرے۔

(۲۳۳۴) اگر عورت اور مرد دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو ازدواج پر مجبور کیا جائے اور نکاح پڑھے جانے کے بعد وہ اجازت دے دیں تو نکاح صحیح ہے اور بہتر یہ ہے کہ دوبارہ نکاح پڑھا جائے۔

(۲۳۳۵) باپ اور دادا اپنے نابالغ لڑکے یا لڑکی (پوتے یا پوتی) یا دیوانے فرزند کا جو دیوانگی کی حالت میں بالغ ہو ا ہو نکاح کر سکتے ہیں اور جب وہ بچہ بالغ ہو جائے یا دیوانہ عاقل ہو جائے تو انہوں نے اس کو جو نکاح کیا ہوا گر اس میں کوئی خرابی ہو تو انہیں اس نکاح کو برقرار رکھنے یا ختم کرنے کا اختیار ہے اور اگر کوئی خرابی نہ ہو اور نابالغ لڑکے یا لڑکی میں سے کوئی ایک اپنے اس نکاح کو منسوخ کرے تو طلاق یا دوبارہ نکاح پڑھنے کی احتیاط ترک نہیں ہوتی۔

(۲۳۳۶) جو لڑکی سن بلوغ کو پہنچ چکی ہو اور رشیدہ ہو یعنی اپنا بر ابھلا سمجھ سکتی ہو اگر وہ شادی کرنا چاہے اور کنواری ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے باپ یا دادا سے اجازت لے یہی حکم اس کے لئے بھی ہے جو خود مختاری سے اپنی

زندگی کے کاموں کو انجام دیتی ہو البتہ ماں اور بھائی سے اجازت لینا لازم نہیں۔
(۲۳۳۷) اگر لڑکی کنواری نہ ہو یا کنواری ہو لیکن باپ یا دادا اس مرد کے ساتھ اسے شادی کرنے کی اجازت نہ دیتے ہوں جو عرفاً و شرعاً اس کا ہم پلہ ہو یا باپ اور دادا بیٹی کے شادی کے معاملے میں کسی طرح شریک ہونے کے لئے راضی نہ ہوں یا دیوانگی یا اس جیسی کسی دوسری وجہ سے اجازت دینے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں تو ان تمام صورتوں میں ان سے اجازت لینا لازم نہیں ہے۔ اسی طرح ان کے موجود نہ ہونے یا کسی دوسری وجہ سے اجازت لینا ممکن نہ ہو اور لڑکی کا شادی کرنا ہے حد ضروری ہو تو باپ اور دادا سے اجازت لینا لازم نہیں ہے۔

(۲۳۳۸) اگر باپ یا دادا نابالغ لڑکے (یا پوتے) کی شادی کر دیں تو لڑکے (یا پوتے) کو چاہئے کہ بالغ ہونے کے بعد اس عورت کو خرچ دے بلکہ بالغ ہونے سے پہلے بھی جب اس کی عمر اتنی ہو جائے کہ وہ اس لڑکی سے لذت اٹھانے کی قابلیت رکھتا ہو اور لڑکی بھی اس قدر چھوٹی نہ ہو کہ شوہر اس سے لذت نہ اٹھا سکے تو بیوی کے خرچ کا ذمہ دار لڑکا ہے۔ اس صورت کے علاوہ بیوی کا خرچہ مرد کے ذمہ نہیں۔

(۲۳۳۹) اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے (یا پوتے) کی شادی کر دیں تو اگر لڑکے کے پاس نکاح کے وقت کوئی مال نہ ہو تو باپ یا دادا کو چاہئے کہ اس عورت کا مہر دے اور یہی حکم ہے اگر لڑکے (یا پوتے) کے پاس کوئی مال ہو لیکن باپ یا دادا نے مہر ادا کرنے کی ضمانت دی ہو۔ ان دو صورتوں کے علاوہ اگر اس کا مہر المثل سے زیادہ نہ ہو یا کسی مصلحت کی بنا پر اس لڑکی کا مہر المثل سے زیادہ ہو تو باپ یا دادا بیٹے (یا پوتے) کے مال سے مہر ادا کر سکتے ہیں وگرنہ بیٹے (یا پوتے) کے مال سے مہر المثل سے زیادہ مہر نہیں دے سکتے مگر یہ کہ بچہ بالغ ہونے کے بعد ان کے اس کام کو قبول کرے۔

وہ صورتیں جن میں مرد یا عورت نکاح فسخ کر سکتے ہیں

(۲۳۴۰) اگر نکاح کے بعد مرد کو پتا چلے کہ عورت میں نکاح کے وقت مندرجہ ذیل چھ عیوب میں سے کوئی عیب موجود تھا تو اس کی وجہ سے نکاح کو فسخ کر سکتا ہے۔

(۱) دیوانگی۔ اگرچہ کبھی کبھار ہوتی ہو۔

(۲) جذام۔

(۳) برص۔

(۴) اندھا پن۔

(۵) اپاہج ہونا۔ اگر چہ زمین پر نہ گھسٹتی ہو۔ (۶) بچہ دانی میں گوشت یا ہڈی ہو خواہ جماع اور حمل کے لئے مانع ہو یا نہ ہو۔ اگر مرد کو نکاح کے بعد پتا چلے کہ عورت نکاح کے وقت افضاء ہو چکی تھی یعنی اس کا پیشاب اور حیض کا مخرج یا حیض اور پاخانے کا مخرج ایک ہو چکا تھا تو اس صورت میں نکاح کو فسخ کرنے میں اشکال ہے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ اگر عقد کو فسخ کرنا چاہے تو طلاق بھی دے۔

(۲۳۴۱) اگر عورت کو نکاح کے بعد پتا چلے کہ اس کے شوہر کا آلہ تناسل نہیں ہے، یا نکاح کے بعد جماع کرنے سے پہلے، یا جماع کرنے کے بعد، اس کا آلہ تناسل کٹ جائے، یا ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے کہ صحبت اور جماع نہ کر سکتا ہو خواہ وہ بیماری نکاح کے بعد اور جماع کرنے سے پہلے، یا جماع کرنے کے بعد ہی کیوں نہ لاحق ہوئی ہو۔ ان تمام صورتوں میں عورت طلاق کے بغیر نکاح کو ختم کر سکتی ہے۔ اگر عورت کو نکاح کے بعد پتا چلے کہ اس کا شوہر نکاح سے پہلے دیوانہ تھا، نکاح کے بعد خواہ جماع سے پہلے یا جماع کے بعد۔ دیوانہ ہو جائے، یا اسے (نکاح کے بعد) پتا چلے کہ نکاح کے وقت اس کے فوطے نکالے گئے تھے یا مسل دئیے گئے تھے، یا اسے پتا چلے کہ نکاح کے وقت جذام یا برص میں مبتلا تھا تو ان تمام صورتوں میں اگر عورت ازدواجی زندگی برقرار نہ رکھنا اور نکاح کو ختم کرنا چاہیے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا شوہر یا اس کا سر پرست عورت کو طلاق دے۔ لیکن اس صورت میں کہ اس کا شوہر جماع نہ کر سکتا ہو اور عورت نکاح کو ختم کرنا چاہے تو اس پر لازم ہے کہ پہلے حاکم شرع یا اس کے وکیل سے رجوع کرے اور حاکم شرع اسے ایک سال کی مہلت دے گا۔ لہذا اگر اس دوران وہ اس عورت یا کسی دوسری عورت سے جماع نہ کر سکے تو اس کے بعد عورت نکاح کو ختم کر سکتی ہے۔

(۲۳۴۲) اگر عورت اس بنا پر نکاح ختم کر دے کہ اس کا شوہر نا مرد ہے تو ضروری ہے کہ شوہر اسے آدھا مہر دے۔ لیکن اگر ان دوسرے نقائص میں سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کسی ایک کی بنا پر مرد یا عورت نکاح ختم کر دیں تو اگر مرد نے عورت کے ساتھ جماع نہ کیا ہو تو وہ کسی چیز کا ذمہ دار نہیں ہے اور اگر جماع کیا ہو تو ضروری ہے کہ پورا مہر دے۔

(۲۳۴۳) اگر مرد یا عورت جو کچھ وہ ہیں اس سے زیادہ بڑھا چڑھا کر اس کی تعریف کی جائے تا کہ وہ شادی کرنے میں دلچسپی لیں۔ خواہ یہ تعریف نکاح کے ضمن میں ہو یا اس سے پہلے اس صورت میں کہ اس تعریف کی بنیاد پر نکاح ہو اور۔ لہذا اگر نکاح کے بعد دوسرے فریق کو اس بات کا غلط ہونا معلوم ہو جائے تو وہ نکاح کو ختم کر سکتا ہے اور اس مسئلے کے تفصیلی احکام منہاج الصالحین میں بیان کئے گئے ہیں۔

وہ عورتیں جن سے نکاح کرنا حرام ہے
(۲۳۴۴) ان عورتوں کے ساتھ جو انسان کر محرم ہوں ازدواج حرام ہے، مثلاً ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، ساس۔

(۲۳۴۵) اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے چاہے اس کے ساتھ جماع نہ بھی کرے تو اس عورت کی ماں، نانی، اور دادی اور جتنا سلسلہ اوپر چلا جائے سب عورتیں اس مرد کی محرم ہو جاتی ہیں۔
(۲۳۴۶) اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کے ساتھ ہم بستری کرے تو پھر اس عورت کی لڑکی، نواسی، اور جتنا سلسلہ نیچے چلا جائے سب عورتیں اس مرد کی محرم ہو جاتی ہیں خواہ وہ عقد کے وقت موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں۔

(۲۳۴۷) اگر کسی مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا ہو لیکن ہم بستری نہ کی ہو تو جب تک وہ عورت اس کے نکاح میں رہے... احتیاط واجب کی بنا پر... اس وقت تک اس کی لڑکی سے ازدواج نہ کرے۔
(۲۳۴۸) انسان کی پھوپھی اور خالہ اور اس کے باپ کی پھوپھی اور خالہ اور دادا کی پھوپھی اور خالہ باپ کی ماں (دادی) اور ماں کی پھوپھی اور خالہ اور نانی اور نانا کی پھوپھی اور خالہ اور جس قدر یہ سلسلہ اوپر چلا جائے سب اس کے محرم ہیں۔

(۲۳۴۹) شوہر کا باپ اور دادا اور جس قدر یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور شوہر کا بیٹا، پوتا اور نواسا جس قدر بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اور خواہ وہ نکاح کے وقت دنیا میں موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں سب اس کی بیوی کے محرم ہیں۔
(۲۳۵۰) اگر کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے تو خواہ وہ نکاح دائمی ہو یا غیر دائمی جب تک وہ عورت اس کی منکوحہ ہے وہ اس کی بہن کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا۔

(۲۳۵۱) اگر کوئی شخص اس ترتیب کے مطابق جس کا ذکر طلاق کے مسائل میں کیا جائے گا اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دے تو وہ عدت کے دوران ان کی بہن سے نکاح نہیں کر سکتا لیکن طلاق بائن کی عدت کے دوران اس کی بہن سے نکاح کر سکتا ہے اور متعہ کی عدت کے دوران احتیاط واجب یہ ہے کہ عورت کی بہن سے نکاح نہ کرے۔

(۲۳۵۲) انسان اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر اس کی بھتیجی یا بھانجی سے شادی نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ بیوی کی اجازت کے بغیر ان سے نکاح کر لے اور بعد میں بیوی اجازت دیدے تو پھر کوئی اشکال نہیں۔
(۲۳۵۳) اگر بیوی کو پتا چلے کہ اس کے شوہر نے اس کی بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کر لیا ہے اور خاموش رہے تو اگر وہ بعد میں راضی ہو جائے تو نکاح صحیح ہے اور اگر رضامند نہ ہو تو ان کا نکاح باطل ہے۔

(۲۳۵۴) اگر انسان خالہ یا پھوپھی کی لڑکی سے نکاح کرنے سے پہلے (نعوذ باللہ) خالہ یا پھوپھی سے زنا کرے تو پھر وہ اس کی لڑکی سے احتیاط کی بنا پر شادی نہیں کر سکتا۔

(۲۳۵۵) اگر کوئی شخص اپنی پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی سے شادی کرے اور اس سے ہم بستری کرنے کے بعد اس کی ماں سے زنا کرے تو یہ بات ان کی جدائی کاموجب نہیں بنتی اور اگر اس سے نکاح کے بعد لیکن جماع کرنے سے پہلے اس کی ماں سے زنا کرے تب بھی یہی حکم ہے۔ اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس صورت میں طلاق دے کہ اس سے (یعنی پھوپھی زاد یا خالہ زاد بہن سے) جدا ہو جائے۔

(۲۳۵۶) اگر کوئی شخص اپنی پھوپھی یا خالہ کے علاوہ کسی اور عورت سے زنا کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی بیٹی کے ساتھ شادی نہ کرے بلکہ اگر کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کے ساتھ جماع کرنے سے پہلے اس کی بیٹی کے ساتھ پہلے اس کی ماں کے ساتھ زنا کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس عورت سے جدا ہو جائے لیکن اگر اس کے پہلے اس کی ماں کے ساتھ زنا کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس عورت سے جدا ہو جائے لیکن اگر اس کے ساتھ جماع کر لے اور بعد میں اس کی ماں سے زنا کرے تو بے شک عورت سے جدا ہونا لازم نہیں۔

(۲۳۵۷) مسلمان عورت کافر مرد سے نکاح نہیں کر سکتی مسلمان مرد بھی اہل کتاب کے علاوہ کافر عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتا لیکن یہودی اور عیسائی عورتوں کی مانند اہل کتاب عورتوں سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں اور احتیاط لازم کی بنا پر ان سے دائمی عقد نہ کیا جائے اور بعض فرقے مثلاً ناصبی جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں، کفار کے

حکم میں ہیں اور مسلمان مرد اور عورتیں ان کے ساتھ دائمی یا غیر دائمی نکاح نہیں کر سکتے۔

(۲۳۵۸) اگر کوئی شخص ایک ایسی عورت سے زنا کرے جو رجعی طلاق کی عدت گزار رہی ہو تو... احتیاط کی بنا پر... وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اگر ایسی عورت کے ساتھ زنا کرے جو متعہ یا طلاق بائن یا وفات کی عدت گزار رہی ہو تو بعد میں اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے اگر چہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے شادی نہ کرے رجعی طلاق اور بائن طلاق اور متعہ کی عدت اور وفات کی عدت کے معنی طلاق کے احکام میں بتائے جائیں گے۔

(۲۳۵۹) اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے زنا کرے جو بے شوہر ہو مگر عدت میں نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر تو بہ کرنے سے پہلے اس سے شادی نہیں کر سکتا لیکن اگر زانی کے علاوہ کوئی دوسرا شخص (اس عورت کے) توبہ کرنے سے پہلے اس کے ساتھ شادی کرنا چاہے تو کوئی اشکال نہیں۔ مگر اس صورت میں کہ وہ عورت زنا کار مشہور ہو تو احتیاط کی بنا پر اس (عورت) کے توبہ کرنے سے پہلے اس کے ساتھ شادی کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح کوئی مرد زنا کار مشہور ہو تو توبہ کرنے سے پہلے اس کے ساتھ شادی کرنا جائز نہیں ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص زنا کار عورت سے جس سے خود اس نے یا کسی دوسرے نے منہ کالا کیا ہو شادی کرنا چاہے تو حیض آنے تک صبر کرے اور حیض آنے کے بعد اس کے ساتھ شادی کر لے۔

(۲۳۶۰) اگر کوئی شخص ایک ایسی عورت سے نکاح کرے جو دوسرے کی عدت میں ہو تو اگر مرد اور عورت دونوں یا ان میں سے کوئی ایک جانتا ہو کہ عورت کی عدت ختم نہیں ہوئی اور یہ بھی جانتے ہوں کہ عدت کے دوران عورت سے نکاح کرنا حرام ہے تو اگرچہ مرد نے نکاح کے بعد عورت سے جماع نہ بھی کیا ہو تو وہ عورت ہمیشہ کیلئے اس پر حرام ہو جائے گی اور اگر دونوں اس سے بے خبر ہوں کہ عدت کے دوران ہونے یا عدت میں نکاح کے حرام ہونے سے تو دونوں کا نکاح باطل ہے، اگر بمبستری بھی کی ہے تو ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائیں گے۔ اگر بمبستری نہ کی ہو تو عدت کے ختم ہونے کے بعد دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔

(۲۳۶۱) اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ عورت شوہر دار ہے اور (اس سے شادی کرنا حرام ہے) اس سے شادی کرے تو ضروری ہے کہ اس عورت سے جدا ہو جائے اور بعد میں بھی اس سے نکاح نہیں کرنا چاہیے۔ اگر اس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ عورت شوہر دار ہے لیکن شادی کے بعد اس سے ہم بستری کی ہو تب بھی احتیاط کی بنا پر یہی حکم ہے۔

(۲۳۶۲) اگر شوہر دار عورت زنا کرے تو... احتیاط کی بنا پر... وہ زانی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی ہے لیکن شوہر پر حرام نہیں ہوتی اور اگر توبہ واستغفار نہ کرے اور اپنے عمل پر باقی رہے (یعنی زنا کاری ترک نہ کرے) تو بہتر یہ ہے کہ اس کا شوہر اسے طلاق دیدے لیکن شوہر کو چاہیے کہ اس کا مہر بھی دے۔

(۲۳۶۳) جس عورت کو طلاق مل گئی ہو اور جو عورت متعہ میں رہی ہو اور اس کے شوہر نے متعہ کی مدت بخش دی ہو یا متعہ کی مدت ختم ہو گئی ہو اگر وہ کچھ عرصے کے بعد دوسرا شوہر کرے اور پھر اسے شک ہو کہ دوسرے شوہر سے نکاح کے وقت پہلے شوہر کی عدت ختم ہوئی تھی یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

(۲۳۶۴) اغلام کروانے والے لڑکے کی ماں، بہن، اور بیٹی اغلام کرے والے پر... جبکہ (اغلام کرنے والا) بالغ ہو... حرام ہو جاتے ہیں... اگر اغلام کروانے والا مرد ہو یا اغلام کرنے والا نابالغ ہو تب بھی احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے لیکن اگر اسے گمان ہو کہ دخول ہوا تھا یا شک کرے کہ دخول ہوا تھا یا نہیں تو پھر وہ حرام نہیں ہوں گے۔

(۲۳۶۵) اگر کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے اور شادی کے بعد اس عورت کے باپ، بھائی یا بیٹے سے اغلام کرے تو احتیاط کی بنا پر وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

(۲۳۶۶) اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں جو اعمال حج میں سے ایک عمل ہے کسی عورت سے شادی کرے تو اس کا نکاح باطل ہے اور اگر اسے علم تھا کہ کسی عورت سے احرام کی حالت میں نکاح کرنا اس پر حرام ہے تو بعد میں وہ اس عورت سے کبھی بھی شادی نہیں کر سکتا چاہے عورت احرام میں نہ ہو۔

(۲۳۶۷) جو عورت احرام کی حالت میں ہو اگر وہ ایک ایسے مرد سے شادی کرے جو احرام کی حالت میں نہ ہو تو اس کا نکاح باطل ہے اور اگر عورت کو معلوم تھا کہ احرام کی حالت میں شادی کرنا حرام ہے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بعد میں اس مرد سے شادی نہ کرے۔

(۲۳۶۸) اگر مرد یا عورت طواف النساء نہ بجلائیں جو عمرہ مفردہ کے اعمال میں سے ایک ہے تو ایسے مرد عورت کے لئے جنسی لذت کا حصول جائز نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ وہ طواف النساء بجلائیں لیکن اگر حلق یا تقصیر کے ذریعے احرام سے خارج ہونے کے بعد شادی کرے تو صحیح ہے چاہے طواف النساء انجام نہ دیا ہو۔

(۲۳۶۹) اگر کوئی شخص نابالغ لڑکی سے نکاح کرے تو اس لڑکی کی عمر نو سال ہونے سے پہلے اس کے ساتھ جماع کرنا حرام ہے لیکن اگر جماع کرے تو اظہر یہ ہے کہ لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد اس سے جماع کرنا حرام نہیں ہے خواہ اسے

افضاء ہی ہو گیا ہو۔ افضاء کے معنی مسئلہ ۲۳۴۰ میں بتائی جا چکے ہیں۔ لیکن احوط یہ ہے کہ اسے طلاق دے دے۔ (۲۳۷۰) جس عورت کو تین طلاق دی جائے وہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے ہاں اگر ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جائے گا وہ عورت دوسرے مرد سے شادی کرے تو دوسرے شوہر کی موت یا اس سے طلاق ہو جانے کے بعد اور عدت گزر جانے کے بعد اس کا پہلا شوہر دوبارہ اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔

دائمی عقد کے احکام

(۲۳۷۱) جس عورت کا دائمی نکاح ہو جائے اس کے لئے حرام ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلے خواہ اس کا نکلنا شوہر کے حق کے منافی نہ بھی ہو مگر یہ کہ کوئی اہم ضرورت پیش آنے یا گھر میں رہنا اس کیلئے نقصان کا باعث بنے یا گھر اس کے مناسب نہ ہونیز اس کیلئے ضروری ہے کہ جب بھی شوہر جنسی لذتیں حاصل کرنا چاہے تو اس کی خواہش پوری کے اور شرعی عذر کے بغیر شوہر کو ہم بستری سے نہ روکے۔ اس کی غذا، لباس، رہائش اور زندگی کی باقی ضروریات کا انتظام جب تک ہو اپنی ذمہ داری پوری کرے شوہر پر واجب ہے۔ اگر وہ یہ چیزیں مہیا نہ کرے تو خواہ ان کے مہیا کرنے پر قدرت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو وہ بیوی کا مقروض ہے۔ اسی طرح عورت کے حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مرد اسے اذیت و آزار نہ پہنچائے اور کسی شرعی وجہ کے بغیر اس کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش نہ آئے۔ (۲۳۷۲) اگر کوئی عورت ہم بستری اور جنسی لذتوں کے سلسلے میں شوہر کا ساتھ دے کر اس کی خواہش پوری نہ کرے تو روٹی، کپڑے اور مکان کو وہ ذمہ دار نہیں ہے اگرچہ وہ شوہر کے پاس ہی رہے اور اگر وہ کبھی کبھار اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہ کرے تو احتیاط واجب کے مطابق روٹی، کپڑے اور مکان کا شوہر پر حق ساقط نہیں ہوتا اور ہر صورت میں بلاشکال اس کا مہر کالعدم نہیں ہوتا۔

(۲۳۷۳) مرد کو یہ حق نہیں کہ بیوی کو گھر بلو خدمت پر مجبور کرے۔

(۲۳۷۴) بیوی کے سفر کے اخراجات وطن میں رہنے کے اخراجات سے زیادہ ہوں تو اگر اس نے سفر شوہر کی اجازت سے کیا ہو تو شوہر کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان اخراجات کو پورا کرے لیکن اگر وہ سفر گاڑی یا جہاز وغیرہ کے ذریعے ہو تو کرائے اور سفر کے دوسرے ضروری اخراجات کی وہ خود ذمہ دار ہے لیکن اگر اس کا شوہر اسے سفر میں ساتھ لے جانا چاہتا ہو و اس کے لئے ضروری ہے کہ بیوی کے سفر اخراجات برداشت کرے، اسی طرح علاج وغیرہ کیلئے بھی اخراجات مرد کے ذمہ ہیں۔

(۲۳۷۵) جس عورت کا خرچ اس کے شوہر ہے ذمہ ہو اور شوہو اسے خرچ نہ دے تو وہ اپنا خرچ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے لے سکتی ہے اور اگر نہ لے سکتی ہو اور مجبور ہو کہ اپنی معاش کا خود بندوبست کوئے اور شکایت کرنے کے لئے حاکم شرع تک اس کی رسائی نہ ہوتا کہ وہ سک شوہر کو خرچ دینے پر مجبور کرے تو جس وقت وہ اپنی معاش کا بندوبست کرنے میں مشغول ہو اس وقت شوہر کا اطاعت اس پر واجب نہیں ہے۔

(۲۳۷۶) اگر کسی مرد کی مثلاً دو دائمی بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کے پاس ایک رات رہے تو اس پر واجب ہے کہ چار راتوں میں سے کوئی ایک رات دوسری کے پاس بھی گزارے اور اس صورت کے علاوہ عورت کے پاس رہنا واجب نہیں ہے ہاں لازم ہے کہ اس کے پاس رہنا بالکل ہی ترک نہ کر دے اور اولیٰ اور احوط یہ ہے کہ چار راتوں میں سے ایک رات دائمی منکوحہ بیوی کے پاس رہے۔

(۲۳۷۷) شوہر اپنی جوان بیوی سے چار مہینے سے زیادہ کے لئے ہم بستری ترک نہیں کر سکتا مگر یہ کہ ہم بستری اس کیلئے نقصان دہ یا بہت زیادہ تکلیف کا باعث ہو یا اس کی بیوی خود چار مہینے سے زیادہ مدت کے لئے ہم بستری ترک کرنے پر راضی ہو یا شادی کرتے وقت نکاح کے ضمن میں چار مہینے سے زیادہ مدت کے لئے ہم بستری ترک کی شرط رکھی گئی ہو اور اس حکم میں احتیاط کی بنا پر شوہر کے موجود ہونے یا مسافر ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے اور احتیاط کی بنا پر یہ جائز نہیں کہ غیر ضروری سفر کو بغیر کسی عذر یا عورت کی رضامندی کے بغیر چار ماہ سے زیادہ طول دیا جائے۔

(۲۳۷۸) اگر دائمی نکاح میں مہر معین نہ کیا جائے تو نکاح صحیح ہے اور اگر مرد، عورت کے ساتھ جماع کرے تو اسے چاہئے کہ اس کا مہر اسی جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق دے۔ البتہ اگر متعہ میں مہر معین نہ کیا جائے تو متعہ باطل ہو جاتا ہے۔

(۲۳۷۹) اگر دائمی نکاح پڑھتے وقت مہر دینے کے لئے مدت معین نہ کی جائے تو عورت مہر لینے سے پہلے شوہر کو جماع کرنے سے روک سکتی ہے، قطع نظر اس سے کہ مرد مہر دینے پر قادر ہو یا نہ ہو لیکن اگر وہ مہر لینے سے پہلے جماع پر راضی ہو اور شوہر اس سے جماع کرے تو بعد میں وہ شرعی عذر کے بغیر شوہر کو جماع کرنے سے نہیں روک

سکتی۔

متعہ (معینہ مدت کا نکاح)

(۲۳۸۰) عورت کے ساتھ متعہ کرنا اگر چہ لذت حاصل کرنے کے لئے نہ ہو تب بھی صحیح ہے۔
(۲۳۸۱) احتیاط واجب یہ ہے کہ شوہر نے جس عورت سے متعہ کیا ہو اس کے ساتھ چار مہینے سے زیادہ جماع نہ کرے۔

(۲۳۸۲) جس عورت کے ساتھ متعہ کیا جا رہا ہو اگر وہ نکاح میں یہ شرط عائد کرے کہ شوہر اس سے جماع نہ کرے تو نکاح اور اس کی عائد کردہ شرط صحیح ہے اور شوہر اس سے فقط دوسری لذتیں حاصل کر سکتا ہے لیکن اگر وہ بعد میں جماع کے لئے راضی ہو جائے تو شوہر اس سے جماع کر سکتا ہے دائمی عقد میں بھی یہی حکم ہے۔
(۲۳۸۳) جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو خواہ وہ حاملہ ہو جائے تب بھی خرچ کا حق نہیں رکھتی۔
(۲۳۸۴) جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو وہ بمخوابی رات گزرنے کے حق نہیں رکھتی اور شوہر سے میراث بھی نہیں پاتی اور شوہر بھی اس سے میراث نہیں پاتا۔ لیکن اگر ان میں سے کسی ایک فریق نے یا دونوں نے میراث پانے کی شرط رکھی ہو تو اس شرط کا صحیح ہونا محل اشکال ہے لیکن احتیاط کا خیال رکھے۔

(۲۳۸۵) جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اگر چہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ خرچ اور ہم بستری کا حق نہیں رکھتی اس کا نکاح صحیح ہے اور اس وجہ سے کہ وہ ان امور سے ناواقف تھی اس کا شوہر پر کوئی حق نہیں بنتا۔
(۲۳۸۶) جو عورت سے متعہ کیا گیا ہو وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جا سکتی ہے لیکن اس کے باہر جانے کی وجہ سے شوہر کی حق تلفی ہو تو اس کا باہر جانا حرام ہے اور اس صورت میں جبکہ اس کے باہر جانے سے شوہر کی حق تلفی نہ ہوتی ہو تب بھی احتیاط مستحب کی بنا پر شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جائے۔
(۲۳۷۷) اگر کوئی عورت کسی مرد کو وکیل بنائے کہ معینہ مدت کیلئے اور معینہ رقم کے عوض اس کا خود اپنے ساتھ صیغہ پڑھے اور وہ شخص اس کا دائمی نکاح اپنے ساتھ پڑھے یا مدت مقرر کئے بغیر یا رقم کا تعین کئے بغیر متعہ کا صیغہ پڑھے تو جس وقت عورت کو ان امور کا پتا چلے اگر وہ اجازت دے دے تو نکاح صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔
(۲۳۸۸) اگر محرم ہونے کے لئے مثلاً باپ یا دادا اپنی نا بالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح معینہ مدت کے لئے کسی سے پڑھیں تو اس صورت میں اگر اس نکاح کی وجہ سے کوئی فساد نہ ہو تو نکاح صحیح ہے لیکن اگر نابالغ لڑکا شادی کی اس پوری مدت میں جنسی لذت لینے کی بالکل صلاحیت نہ رکھتا ہو یا لڑکی ایسی ہو کہ وہ اس سے بالکل لذت نہ لے سکتا ہو تو نکاح کا صحیح ہونا محل اشکال ہے۔

(۲۳۸۹) اگر باپ یا دادا اپنی بچی کو جو دوسری جگہ ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ زندہ بھی ہے یا نہیں محرم بن جانے کی خاطر کسی عورت سے نکاح کر دیں اور زوجیت کی مدت اتنی ہو کہ جس عورت سے نکاح کیا گیا ہو اس سے استمتاع ہو سکے تو ظاہری طور پر محرم بننے کا مقصد حاصل ہو جائے گا اگر بعد میں معلوم ہو کہ نکاح کے وقت وہ بچی زندہ نہ تھی تو نکاح باطل ہے اور وہ لوگ جو نکاح کی وجہ سے بظاہر محرم بن گئے تھے نا محرم ہیں۔
(۲۳۹۰) جو عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو اگر مرد اس کی نکاح میں معینہ کی ہوئی مدت بخش دے تو اگر اس نے اس کے ساتھ ہم بستری کی ہو تو مرد کو چاہیے کہ مقرر کیا ہوا تمام مہر اسے دے دے اور اگر ہم بستری نہ کی ہو تو آدھا مہر دینا واجب ہے۔

(۲۳۹۱) مرد یہ کر سکتا ہے کہ جس عورت کے ساتھ اس نے پہلے متعہ کیا ہو اور ابھی اس کی عدت ختم نہ ہوئی ہو اس سے دائمی عقد کر لے یا دوبارہ متعہ کر لے لیکن اگر متعہ کی مدت مکمل نہیں ہوئی ہے اور وہی شخص اس عورت کے ساتھ دائمی نکاح پڑھے تو یہ نکاح باطل ہے لیکن یہ کر سکتا ہے کہ مدت بخشے اور اس کے بعد عقد دائمی کرے۔

نگاہ ڈالنے کے احکام

(۲۳۹۲) مرد کے لئے نامحرم عورت کا جسم دیکھنا اور اسی طرح اس کے بالوں کو دیکھنا خواہ لذت کے ارادے سے ہو یا اس کے بغیر حرام میں مبتلا ہونے کا خوف ہو یا نہ ہو، حرام ہے۔ اس کے چہرے پر نگاہ ڈالنا اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دیکھنا اگر لذت کے ارادے سے ہو یا حرام میں مبتلا ہونیکا خوف ہو تو حرام ہے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ لذت کے ارادے کے بغیر اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تب بھی نہ دیکھے، اسی طرح عورت کیلئے نامحرم مرد کے جسم پر نظر ڈالنا حرام ہے لیکن اگر عورت مرد کے جسم کے ان حصوں مثلاً سر دونوں ہاتھوں اور دونوں پنڈلیوں پر جنہیں عرفاً چھپانا ضروری نہیں ہے لذت کے ارادے کے بغیر نظر ڈالے اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تو کوئی اشکال

نہیں ہے۔

(۲۳۹۳) وہ بے پردہ عورتیں جنہیں اگر کوئی پر دہ کرنے کے لئے کہے تو اس کو اہمیت نہ دیتی ہوں، ان کے بدن کی طرف دیکھنے میں اگر لذت کا قصد اور حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں۔ اس حکم میں کافر اور غیر کافر عورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسی طرح ان کے ہاتھ، چہرے اور جسم کے دیگر حصے جنہیں چھپانے کی وہ عادی نہیں کوئی فرق نہیں ہے۔

(۲۳۹۴) عورت کو چاہیے کہ وہ... علاوہ ہاتھ اور چہرے کے... سر کے بال اور اپنا بدن نا محرم مرد سے چھپائے اور احتیاط لازم یہ ہے کہ اپنا بدن اور سر کے بال اس لڑکے سے بھی چھپائے جو ابھی بالغ تو نہ ہو ا ہو لیکن (اتنا سمجھدار ہو کہ) اچھے اور برے کو سمجھتا ہو اور احتمال ہو کہ عورت کے بدن پر اس کی نظر پڑنے سے اس کی جنسی خواہش بیدار ہو جائے گی۔ لیکن عورت نا محرم مرد کے سامنے چہرہ اور کلائیوں تک ہاتھ کھلے رکھ سکتی ہے لیکن اس صورت میں کہ حرام میں مبتلا ہونے کا خوف ہو یا کسی مرد کو (ہاتھ اور چہرہ) دکھانا حرام میں مبتلا کرنے کے ارادے سے ہو تو ان دونوں صورتوں میں ان کا کھلا رکھنا جائز نہیں ہے۔

(۲۳۹۵) بالغ مسلمان کی شرمگاہ دیکھنا حرام ہے۔ اگر چہ ایسا کرنا شیشے کے پیچھے سے یا آئینے میں یا صاف شفاف پانی وغیرہ میں ہی کیوں نہ ہو اور احتیاط لازم کی بنا پر یہی حکم ہے کافر اور اس بچے کی شرمگاہ کی طرف دیکھنے کا جو اچھے برے کا سمجھتا ہو۔ البتہ میاں بیوی ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں۔

(۲۳۹۶) جو مرد اور عورت آپس میں محرم ہوں اگر وہ لذت کی نیت نہ رکھتے ہوں تو شرمگاہ کے علاوہ ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں۔

(۲۳۹۸) اگر کوئی مرد کسی نا محرم عورت کو پہنچاتا ہو اگر وہ بے پردہ عورتوں میں سے نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے اس کی تصویر نہیں دیکھنا چاہیے۔

(۲۳۹۹) اگر ایک عورت کسی دوسری عورت کا اپنے شوہر کے علاوہ کسی مرد کا اینما کرنا چاہے یا اس کی شرمگاہ کو دھو کر پاک کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ اپنے ہاتھ پر کوئی چیز لپیٹ کے تاکہ اس کا ہاتھ اس (عورت یا مرد) کی شرمگاہ پر نہ لگے۔ اگر ایک مرد کسی دوسرے مرد یا اپنی بیوی کے علاوہ کسی دوسری عورت کا اینما کرنا چاہیے یا اس کی شرمگاہ دھو کر پاک کرنا چاہے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

(۲۴۰۰) اگر عورت نا محرم مرد سے اپنی کسی ایسی بیماری کا علاج کرانے پر مجبور ہو جس کا علاج وہ بہتر طور پر کر سکتا ہو تو وہ عورت اس نامحرم مرد سے اپنا علاج کر سکتی ہے۔ چنانچہ وہ مرد علاج کے سلسلے میں اس کو دیکھنے یا اس کے بدن کو ہاتھ لگانے پر مجبور ہو تو (ایسا کرنے میں) کوئی اشکال نہیں۔ لیکن اگر وہ محض دیکھ کر علاج کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ اس عورت کے بدن کو ہاتھ نہ لگائے اور اگر صرف ہاتھ لگانے سے علاج کر سکتا ہو تو پھر ضروری ہے کہ اس عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔

(۲۴۰۱) اگر انسان کسی شخص کا علاج کرنے کے سلسلے میں اس کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے پر مجبور ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیے کہ آئینہ سامنے رکھے اور اس میں دیکھے۔ لیکن اگر شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو (ایسا کرنے میں) کوئی اشکال نہیں۔ اگر شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کی مدت آئینے میں دیکھنے کی مدت سے کم ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مختلف ازواجی مسائل

(۲۴۰۲) جو شخص شادی نہ کرنے کی وجہ سے حرام فعل میں مبتلا ہو تا ہو اس پر واجب ہے کہ شادی کرے۔

(۲۴۰۳) اگر شوہر نکاح میں مثلاً یہ شرط عائد کرے کہ عورت کنواری ہو اور نکاح کے بعد معلوم ہو کہ وہ کنواری نہیں تو شوہر نکاح کا وفسخ کر سکتا ہے۔ البتہ اگر وفسخ کرے تو کنواری ہونے اور کنواری کے مابین مقرر کر دہ مہر میں جو فرق ہو وہ لے سکتا ہے۔

(۲۴۰۴) نا محرم مرد اور عورت کا کسی ایسی جگہ ساتھ ہونا جہاں اور کوئی نہ ہو جبکہ اس صورت میں بہکنے کا اندیشہ بھی ہو حرام ہے چاہے وہ جگہ ایسی ہو جہاں کوئی اور ابھی آسکتا ہو۔ البتہ اگر بہکنے کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۴۰۵) اگر کوئی مرد، عورت کا مہر نکاح میں معین کر دے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ مہر نہیں دے گا تو (اس سے نکاح نہیں ٹوٹتا بلکہ) صحیح ہے۔ لیکن ضروری ہے کہ مہر ادا کرے۔

(۲۴۰۶) جو مسلمان اسلام سے خارج ہو جائے اور کفر اختیار کرے تو اسے مرتد کہتے ہیں اور مرتد کی دو قسمیں

ہیں: (۱) مرتد فطری (۲) مرتد ملی۔

مرتد فطری وہ شخص ہے جس کی پیدائش کے وقت اس کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہو اور وہ خود بھی اچھے برے کے پہچاننے کے بعد مسلمان ہو ا ہو لیکن بعد میں کافر ہو جائے اور مرتد ملی اس کے بر عکس ہے (یعنی وہ شخص ہے جس کی پیدائش کے وقت ماں باپ دونوں یا ان میں سے ایک بھی مسلمان نہ ہو)۔
(۲۴۲۰۷) اگر عورت شادی کے بعد مرتد ہو جائے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور اگر اس کے شوہر نے اس کے ساتھ جماع نہ کیا ہو تو اس کے لئے عدت نہیں ہے۔ اگر جماع کے بعد مرتد ہو جائے لیکن یا نسہ ہو چکی ہو یا بہت چھوٹی ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر اس کی عمر حیض آنے والی عورتوں کے برابر ہو تو اسے چاہئے کہ اس دستور کے مطابق جس کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جائے گا عدت گزارے۔ (علماء کے مابین) مشہور یہ ہے کہ اگر عدت کے دوران مسلمان ہو جائے تو اس کا نکاح (نہیں ٹوٹتا یعنی) باقی رہتا ہے یہ حکم وجہ سے خالی نہیں ہے۔ اگر چہ بہتر یہ ہے کہ احتیاط کی رعایت ترک نہ ہو اور یائسہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کی عمر پچاس سال ہو گئی ہو اور عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے اسے حیض نہ آتا ہو اور دوبارہ آنے کی امید بھی نہ ہو۔

(۲۴۰۸) اگر مرد عقد کے بعد مرتد فطری ہو جائے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اگر اس نے بیوی بمبستری کی ہو اور عورت یائسہ یا عمر میں چھوٹی نہ ہو تو عورت کو چاہئے کہ عدت وفات کے برابر عدت رکھے جس کا ذکر احکام طلاق میں بیان ہو گا بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر اگر نزدیکی نہ کی ہو یا عورت یائسہ ہو یا کم عمر ہو تب بھی عدت وفات کے برابر عدت گزارے۔ اگر عدت کے دوران مرد توبہ کرے اور دونوں اکتھے زندگی گزارنا چاہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر دوبارہ عقد پڑھیں اور جدا ہونا چاہیں تو طلاق دی جائے۔

(۲۴۰۹) اگر کوئی مرد شادی کے بعد مرتد ملی ہو جائے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے لہذا اگر اس نے اپنی بیوی کے ساتھ جماع نہ کیا یا وہ عورت یائسہ یا بہت چھوٹی ہو تو اس کے لئے عدت نہیں ہے اور اگر وہ مرد جماع کے بعد مرتد ہو اور اس کی بیوی ان عورتوں کی ہم سن ہو جنہیں حیض آتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ عورت طلاق کی عدت کے برابر جس کا ذکر طلاق کے احکام میں آئے گا عدت رکھے مشہور یہ ہے کہ اگر اس کی عدت ختم ہونے سے پہلے اس کا شوہر مسلمان ہو جائے تو اس کا نکاح قائم رہتا ہے۔

(۲۴۱۰) اگر عورت عقد میں مرد پر شرط عائد کرے کہ اسے (ایک معین) شہر سے باہر نہ لے جائے اور مرد بھی اس شرط کو قبول کر لے تو ضروری ہے کہ اس عورت کو اس کی رضامندی کے بغیر اس شہر سے باہر نہ لے جائے۔
(۲۴۱۱) اگر کسی عورت کی پہلے شوہر سے لڑکی ہو تو بعد میں اس کا دوسرا شوہر اس لڑکی کا نکاح اپنے اس لڑکے سے کر سکتا ہے جو اس بیوی سے نہ ہو نیز اگر کسی لڑکی کا نکاح اپنے بیٹے سے کرے تو بعد میں اس لڑکی کی ماں سے خود بھی نکاح کر سکتا ہے۔

(۲۴۱۲) اگر کوئی عورت زنا سے حاملہ ہو جائے تو بچے کر گرانا اس کے لئے جائز نہیں ہے صرف اسی صورت میں جائز ہے کہ اس کا باقی رہنا عورت کیلئے ضرر کا باعث ہو جا ناقابل برداشت ہو، یا اسے زیادہ تکلیف اٹھانی پڑے۔ مگر اس صورت میں بھی بچے میں جان آنے سے پہلے سقط کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کا بھی دیت دیں گے۔ لیکن بچے میں جان آنے کے بعد کسی بھی صورت میں حمل ساقط کرانا جائز نہیں۔

(۲۴۱۳) اگر کوئی مرد کسی ایسی عورت سے زنا کرے جو شوہر دار نہ ہو اور کسی دوسرے کی عدت میں بھی نہ ہو چنانچہ بعد میں اس عورت سے شادی کر لے اور کوئی بچہ پیدا ہو جائے تو اس صورت میں کہ جب وہ یہ نہ جانتے ہوں کہ بچہ حلال نطفے سے ہے یا حرام نطفے سے تو وہ بچہ حلال زادہ ہے۔

(۲۴۱۴) اگر کسی مرد کو یہ معلوم نہ ہو کہ ایک عورت عدت میں ہے اور اس سے نکاح کرے تو اگر عورت کو بھی اس بارے میں علم نہ ہو اور ان کے ہاں بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہو گا اور شرعاً ان دونوں کا بچہ ہو گا لیکن اگر عورت کو علم تھا کہ وہ عدت میں ہے اور عدت کے دوران نکاح کرنا حرام ہے تو شرعاً وہ بچہ باپ کا ہو گا اور مذکورہ دونوں صورتوں میں ان دونوں کا نکاح باطل ہے اور جیسے کہ بیان ہو چکا ہے کہ وہ دونوں ہمیشہ کیلئے ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

(۲۴۱۵) اگر کوئی عورت یہ کہے کہ میں یائسہ ہوں تو اس کی یہ بات قبول نہیں کرنی چاہئے لیکن اگر کہے کہ میں شوہر دار نہیں ہوں تو اس کی بات مان لینی چاہئے لیکن اگر وہ غلط بیاں ہو تو اس صورت میں احتیاط یہ ہے کہ اس کے بارے میں تحقیق کی جائے۔

(۲۴۱۶) اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے شادی کرے جس نے کہا ہو کہ میرا شوہر نہیں ہے اور بعد میں کوئی اور شخص کہے کہ وہ عورت اس کی بیوی ہے تو جب تک شرعاً یہ بات ثابت نہ ہو جائے کہ وہ سچ کہہ رہا ہے اس کی بات کو

قبول نہیں کرنا چاہیے۔

- (۲۴۱۷) جب تک لڑکا یا لڑکی دو سال کے بہ ہو جائیں باپ ، بچوں کو ان کی ماں سے جدا نہیں کر سکتا اور احوط اور اولیٰ یہ ہے کہ بچے کو سات سال تک اس کی ماں سے جدا نہ کرے۔
- (۲۴۱۸) اگر رشتہ مانگنے والے کی دیانت داری اور اخلاق سے خوش ہو تو بہتر یہ ہے کہ لڑکی کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دینے سے انکار نہ کرے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے روایت ہے کہ جب بھی کوئی شخص تمہاری لڑکی کا رشتہ مانگنے آئے اور تم اس شخص کے اخلاق اور دیانتداری سے خوش ہو تو اپنی لڑکی کی شادی اس سے کر دو ، اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین پر بہت بڑا فتنہ پھیل جائے گا۔
- (۲۴۱۹) اگر بیوی شوہر کے ساتھ اس شرط پر اپنے مہر کی مصالحت کرے (یعنی اسے مہر بخش دے) کہ وہ دوسری شادی نہیں کرے گا تو واجب ہے کہ وہ دوسری شادی نہ کرے اور بیوی بھی مہر لینے کا کوئی حق نہیں دے۔
- (۲۴۲۰) ولدا لڑنا اگر شادی کر لے اور اس کے ہاں بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہے۔
- (۲۴۲۱) اگر کوئی شخص رمضان کے روزوں میں یا عورت کے حائض ہونے کی حالت میں اس سے جماع کرے تو گنہگار ہے لیکن اگر اس جماع کے نتیجے میں ان کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہے۔
- (۲۴۲۲) جس عورت کو یقین ہو کہ اس کا پہلا شوہر سفر میں فوت ہو گیا ہے اگر وہ وفات کی عدت کے بعد شادی کرے تو بعد از ان اس کا پہلا شوہر سفر سے (زندہ سلامت) واپس آجائے تو ضروری ہے کہ دوسرے شوہر سے جدا ہو جائے اور وہ پہلے شوہر پر حلال ہوگی لیکن اگر دوسرے شوہر نے اس سے جماع کیا ہو تو عورت کے لئے ضروری ہے کہ عدت گزارنے اور دوسرے شوہر کو چاہئے کہ اس جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق اسے مہر ادا کرے لیکن عدت (کے زمانے) کا خرچ پہلے شوہر پر واجب ہے۔

دودھ پلانے کے احکام

- (۲۴۲۳) اگر کوئی عورت ایک بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جو مسئلہ ۲۴۳۳ میں بیان ہوں گی تو وہ بچہ مندرجہ ذیل لوگوں کو محرم بن جاتا ہے:
- (۱) خود وہ عورت... اور اسے رضاعی ماں کہتے ہیں۔
- (۲) عورت کا شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے... رضاعی باپ کہتے ہیں۔
- (۳) اس عورت کا باپ اور ماں... اور جہاں تک یہ سلسلہ اوپر چلا جائے ورہ اس عورت کے رضاعی ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں۔
- (۴) اس عورت کے وہ بچے جو پیدا ہو چکے ہوں یا بعد میں پیدا ہوں۔
- (۵) اس عورت کی اولاد کی اولاد خواہ یہ سلسلہ جس قدر بھی نیچے چلا جائے اور اولاد کی اولاد خواہ حقیقی ہو خواہ رضاعی۔
- (۶) اس عورت کی بہنیں اور بھائی خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے اس عورت کے بہن اور بھائی بن گئے ہوں۔
- (۷) اس عورت کا چچا اور پھوپھی خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔
- (۸) اس عورت کا ماموں اور خالہ خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔
- (۹) اس عورت کے اس شوہر کی اولاد جو دودھ کا مالک ہے... اور جہاں تک بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اگرچہ اس کی اولاد رضاعی ہی کیوں نہ ہو۔
- (۱۰) اس عورت کے اس شوہر کے ماں باپ جو دودھ کا مالک ہے... اور جہاں تک بھی یہ سلسلہ اوپر چلا جائے۔
- (۱۱) اس عورت کے اس شوہر کے بہن بھائی جو دودھ کا مالک ہے خواہ وہ اس کے رضاعی بہن بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔
- (۱۲) اس عورت کو جو شوہر دودھ کا مالک ہے اس کے چچا اور پھوپھیوں اور ماموں اور خالائیں اور جہاں تک یہ سلسلہ اوپر جلد جائے اور اگرچہ خواہ اس کے رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔ اور ان کے علاوہ کئی اور لوگ بھی دودھ پلانے کی وجہ سے محرم بن جاتے ہیں جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا۔
- (۲۴۲۴) اگر کوئی عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر مسئلہ ۲۴۳۳ میں کیا جائے گا تو اس بچے کا باپ ان لڑکیوں سے شادی نہیں کر سکتا جنہیں وہ عوررت جنم دے اور اگر ان میں سے کوئی ایک لڑکی ابھی اس کی بیوی ہو تو اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا البتہ اس کا اس عورت کی رضاعی لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کے ساتھ بھی نکاح نہ کرے نیز احتیاط کی بنا پر وہ اس عورت کے اس شوہر کی بیٹیوں سے نکاح

نہیں کر سکتا جو دودھ کا مالک ہے اگرچہ وہ اس شوہر کی رضاعی بیٹیاں ہوں لہذا اگر اس وقت ان میں سے کوئی عورت اس کی بیوی ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

(۲۴۲۵) اگر کوئی عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر مسئلہ ۲۴۳۳ میں کیا جائے گا تو اس عورت کا شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے اس بچے کی بہنوں کا محرم نہیں بن جاتا لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ ان سے شادی نہ کرے نیز شوہر کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں جاتے۔

(۲۴۲۶) اگر کوئی عورت ایک بچے کو دودھ پلائے تو وہ اس کے بھائیوں کی محرم نہیں بن جاتی اور اس عورت کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

(۲۴۲۷) اگر کوئی شخص اس عورت سے جس نے کسی لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو نکاح کر لے اور اس سے مجامعت کر لے تو پھر وہ اس لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا۔

(۲۴۲۸) اگر کوئی شخص کسی لڑکی سے نکاح کرے تو پھر وہ اس سے نکاح نہیں کر سکتا جس نے اس لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو۔

(۲۴۲۹) کوئی شخص اس لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا جسے اس شخص کی ماں یا دادی نے دودھ پلایا ہو۔ نیز اگر کسی شخص کے باپ کے بیوی نے (یعنی اس کی سوتیلی ماں نے) اس شخص کے باپ کا مملوکہ دودھ کسی لڑکی کو پلایا ہو تو اس شخص اس لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا اور اگر کوئی شخص کسی دودھ پیتی بچی سے نکاح کرے اور اس کے بعد اس کی ماں یا دادی یا اس کی سوتیلی ماں اس بچی کو دودھ پلا دے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

(۲۴۳۰) جس لڑکی کو کسی شخص کی بہن یا بھابھی نے بھائی کے دودھ سے پورا دودھ پلایا ہو وہ شخص اس لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ جب کسی شخص کی بھانجی، بھتیجی یا بہن یا بھائی کی پوتی یا نواسی نے اس بچی کو دودھ پلایا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

(۲۴۳۱) اگر کوئی عورت اپنی لڑکی کے بچے کو (یعنی اپنے نواسے یا نواسی کو) پورا دودھ پلائے تو وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی۔ اگر کوئی عورت اس بچے کو دودھ پلائے جو اس کی لڑکی کے شوہر کی دوسری بیوی سے پیدا ہوا ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کوئی عورت اپنے بچے کو (یعنی اپنے پوتے یا پوتی کو) دودھ پلائے تو اس کے بیٹے کی بیوی (یعنی دودھ پلائی کی بیوی) جو اس دودھ پیتے بچے کی ماں ہے اپنے شوہر پر حرام نہیں ہو گی۔

(۲۴۳۲) اگر کسی لڑکی کی سوتیلی ماں اس لڑکی کے شوہر کے بچے کو اس لڑکی کے باپ کا مملوکہ دودھ پلا دے تو اس احتیاط کی بنا پر جس کا ذکر مسئلہ ۲۴۳۳ میں کیا گیا ہے، وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، خواہ وہ بچہ اس لڑکی کے بطن سے یا کسی دوسری عورت کے بطن سے ہو۔

دودھ پلا کر محرم بننے کی شرائط

(۲۴۳۳) بچے کو دودھ پلانا جو محرم بننے کا سبب بنتا ہے، اس کی آٹھ شرطیں ہیں:

- (۱) بچہ زندہ عورت کا دودھ پیئے۔ پس اگر وہ مردہ عورت کے پستان سے دودھ پیئے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔
- (۲) عورت کا دودھ فعل حرام کا نتیجہ نہ ہو۔ پس اگر ایسے بچے کا دودھ جو ولدالزنا ہو کسی دوسرے بچے کو دیا جائے تو اس دودھ کے توسط سے وہ دوسرا بچہ کسی کا محرم نہیں بنے گا۔
- (۳) بچہ پستان سے دودھ پیئے۔ پس اگر دودھ اس کے حلق میں اٹڈیلا جائے تو بیکار ہے۔
- (۴) دودھ خالص ہو اور کسی دوسری چیز سے ملا ہوا نہ ہو۔
- (۵) دودھ ایک ہی شوہر کا ہو۔ پس جس عورت کو دودھ اُترتا ہو اگر اسے طلاق ہو جائے اور وہ عقد ثانی کر لے اور دوسرے شوہر سے حاملہ ہو جائے اور بچہ جننے تک اس کے پہلے شوہر کا دودھ اس میں باقی ہو مثلاً اگر اس بچے کو خود بچہ جننے سے قبل پہلے شوہر کا دودھ اُٹھ دفعہ اور وضع حمل کے بعد دوسرے شوہر کا دودھ سات دفعہ پلائے تو وہ بچہ کسی کا بھی محرم نہیں بنتا۔

(۶) بچہ کسی بیماری کی وجہ سے دودھ کی قے نہ کر دے اور اگر قے کر دے تو بچہ محرم نہیں بنتا۔

(۷) بچے کو اس قدر دودھ پلایا جائے کہ اس کی ہڈیاں دودھ سے مضبوط ہوں اور بدن کا گوشت بھی اس سے بنے اور اگر بات کا علم نہ ہو کہ اس قدر دودھ پیا ہے یا نہیں اگر اس نے ایک دن اور ایک رات یا پندرہ دفعہ پیٹ بھر کر دودھ پیا ہو تب بھی (محرم ہونے کے لئے) کافی ہے جیسا کہ اس کا (تفصیلی) ذکر آنے والے مسئلے میں کیا جائے گا۔ لیکن اگر اس بات کا علم ہو کہ اس کی ہڈیاں اس دودھ سے مضبوط نہیں ہوئیں اور اس کا گوشت بھی اس سے نہیں بنا حالانکہ بچے نے اس ایک دن اور ایک رات یا پندرہ دفعہ دودھ پیا ہو تو اس جیسی صورت میں احتیاط کا خیال کرنا ضروری ہے۔ پس مذکورہ موارد

میں شادی نہ کی جائے۔

۸) بچے کی عمر کے دو سال مکمل نہ ہوئے ہوں اور اگر اس کی عمر دو سال ہونے کے بعد اسے دودھ پلایا جائے تو وہ کسی کا محرم نہیں بنتا بلکہ اگر مثال کے طور پر وہ عمر کے دو سال مکمل ہونے سے پہلے اٹھ دفعہ اور اس کے بعد سات دفعہ دودھ پیئے تب بھی وہ کسی کا محرم نہیں بنتا۔ لیکن اگر دودھ پلانے والی عورت کو بچہ جنے ہوئے دو سال سے زیادہ مدت گزر چکی ہو اور اس کا دودھ ابھی باقی ہو اور وہ کسی بچے کو دودھ پلائے تو وہ بچہ ان لوگوں کا محرم بن جاتا ہے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

(۲۴۳۴) سابقہ مسئلہ سے یہ واضح ہو گیا کہ محرمیت کا سبب بننے والے دودھ کے تین معیار ہیں:

۱) بچہ دودھ اس حد تک پیئے کہ اس سے گوشت بنے اور ہڈیاں مضبوط ہو جائیں۔ اس کے لئے شرط یہ ہے کہ صرف دودھ سے ہو، دودھ کے ساتھ بچہ اور کوئی غذا نہ کھائے۔ لیکن اگر معمولی مقدار میں غذا کھائے تو کوئی حرج نہیں۔ اگر بچہ دو عورتوں کا دودھ پیئے اور بعض گوشت اور ہڈیاں ایک سے بن کر مستحکم ہو جائیں اور بعض دوسری کے دودھ سے تو دونوں محرم ہوں گی اور اس کی رضاعی ماں بن جائیں گی۔ اگر دونوں کے دودھ سے مل کر بنے ہوں تو حرمت ثابت نہیں ہو گی۔

۲) وقت کا حساب: اس کی شرط یہ ہے کہ بچہ چوبیس گھنٹے کے دوران اور کسی کا دودھ نہ پیئے لیکن اگر پانی پیئے، دوائی دی جائے یا اتنی کم غذا کھائے کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ چوبیس گھنٹوں کے دوران غذا کھائی ہے تو کوئی اشکال نہیں۔ پورے دن رات میں جب بھی بچے کو غذا کی ضرورت پڑے تو دودھ پیئے جس سے اسے نہ روکا جائے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ چوبیس گھنٹے کا حساب اس وقت شروع کیا جائے جب بچہ بھوکا ہو اور اس کا آخر وہ وقت شمار کیا جائے کہ بچہ سیر ہو۔

۳) تعداد کا حساب: اس کے لئے شرط یہ ہے کہ پندرہ مرتبہ مسلسل اسی عورت کا دودھ پیئے اور اس پندرہ دفعہ کے دوران اور کسی کا دودھ نہ پیئے۔ لیکن اس دوران غذا کھانا ضرر کا باعث نہیں اور پندرہ دفعہ کے دوران وقت کا فاصلہ ہو جائے تو بھی کوئی ضرر نہیں لیکن ہر دفعہ میں بچہ سیر ہو کر دودھ پیئے۔ وہ اس طرح کہ بچے کو بھوک لگی ہو اسی وقت دودھ پی کر سیر ہو جائے۔ لیکن اگر دودھ پیئے کے دوران ذرا رُک جائے یا صبر کرے مگر چھاتی مُنہ میں لینے سے سیر ہونے تک کو ایک دفعہ شمار کیا جا سکے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۴۲۵) اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ کسی بچے کو پلائے۔ بعد ازاں عقدِ ثانی کر لے اور دوسرے شوہر کا دودھ کسی اور بچے کو پلائے تو وہ دونوں بچے آپس میں محرم نہیں بنتے۔

(۱۵۳۶) اگر کوئی عورت ایک شوہر کا دودھ کئی بچوں کو پلائے تو وہ سب بچے آپس میں نیز اس آدمی اور اس عورت کے جس نے انہیں دودھ پلایا ہو محرم بن جاتے ہیں۔

(۲۴۳۷) اگر کسی شخص کی کئی بیویاں ہوں اور ان میں سے ہر ایک ان شرائط کے ساتھ جو بیان کی گئی ہیں ایک ایک بچے کو دودھ پلا دے تو وہ سب بچے آپس میں اور اس آدمی اور ان تمام عورتوں کے محرم بن جاتے ہیں۔

(۲۴۳۸) اگر کسی شخص کی دو بیویوں کو دودھ اُترتا ہو اور ان میں سے ایک کسی بچے کو مثال کے طور پر اٹھ مرتبہ اور دوسری سات مرتبہ دودھ پلا دے تو وہ بچہ کسی کا بھی محرم نہیں بنتا۔

(۲۴۳۹) اگر کوئی عورت ایک شوہر کا پورا دودھ ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو پلائے تو اس لڑکی کے بہن بھائی اس لڑکے کے بہن بھائیوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

(۲۴۴۰) کوئی شخص اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر ان عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتا جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیویاں یا بہانجیاں بن گئی ہوں نیز اگر کوئی شخص کسی لڑکے سے اغلام کرے تو وہ اس لڑکے کی رضاعی بیٹی، بہن، ماں اور دادی سے یعنی ان عورتوں سے جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیٹی، بہن ماں اور دادی بن گئی ہوں نکاح نہیں کر سکتا۔ احتیاط کی بنا پر اس صورت میں جبکہ لواطت کرنے والا بالغ نہ ہو یا لواطت کروانے والا بالغ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

(۲۴۴۱) جس عورت نے کسی شخص کے بھائی کو دودھ پلایا ہو وہ اس شخص کی محرم نہیں بن جاتی۔

(۲۴۴۲) کوئی آدمی دو بہنوں سے (ایک وقت میں نکاح) نہیں کر سکتا اگرچہ وہ رضاعی بہنیں ہی ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے ایک دوسری کی بہنیں بن گئی ہوں اور اگر وہ عورتوں سے شادی کرے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ وہ آپس میں بہنیں ہیں جبکہ ان کی شادی ایک ہی وقت میں ہوئی ہو اظہر یہ ہے کہ دونوں نکاح باطل ہیں اور اگر نکاح ایک ہی وقت میں نہ ہوا ہو تو پہلا نکاح صحیح اور دوسرا باطل ہے۔

(۲۴۴۳) اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ ان اشخاص کو پلائے جن کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے تو اس عورت کا شوہر

اس پر حرام نہیں ہوتا۔

- (۱) اپنے بھائی اور بہن کو۔
 - (۲) اپنے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کو۔
 - (۳) اپنے چچا اور ماموں کی اولاد کو۔
 - (۴) اپنے بھتیجے کو۔
 - (۵) اپنے جیٹھ یا دیور اور نند کو۔
 - (۶) اپنے بھانجے یا اپنے شوہر کے بھانجے کو۔
 - (۷) اپنے شوہر کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کو۔
 - (۸) اپنے شوہر کی دوسری بیوی کے نواسے یا نواسی کو۔
- (۲۴۴۴) اگر کوئی عورت کسی شخص کی پھوپھی زاد یا خالہ زاد بہن کو دودھ پلانے تو وہ (عورت) اس شخص کی محرم نہیں بنتی۔

(۲۴۴۵) جس شخص کی دو بیویاں ہوں اگر اس کی ایک بیوی دوسری بیوی کے چچا کے بیٹے کو دودھ پلانے تو جس عورت کے چچا کے بیٹے نے دودھ پیا ہے وہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہو گی۔

دودھ پلانے کے آداب

(۲۴۴۶) بچے کو دودھ پلانے کا حق اس کی ماں کو حاصل ہے۔ باپ کو یہ حق حاصل نہیں کہ بچے کو دودھ کے لئے کسی دوسری عورت کے حوالے کرے۔ مگر اس صورت میں جائز ہے کہ ماں دودھ پلانے کی اجرت طلب کرے اور باپ کسی دوسری عورت کو ڈھونڈے جو مفت دودھ پلانے پر راضی ہو یا ماں سے کم اجرت پر راضی ہو۔ تب ہی باپ بچے کو کسی دایہ کے سپرد کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے بعد اگر ماں اسے قبول نہ کرے اور اپنی مرضی سے بچے کو دودھ پلانے تو اجرت طلب نہیں کر سکتی۔

(۲۴۴۷) مستحب ہے کہ بچے کے لئے جو دایہ منتخب کی جائے وہ مسلمان ہو، عاقل ہو، جسمانی، اخلاقی اور نفسیاتی اعتبار سے پسندیدہ صفات کی مالک ہو۔ یہ مناسب نہیں کہ دایہ کافر، احمق، بوڑھی یا بدصورت ہو۔ یہ مکروہ ہے کہ کسی ایسی دایہ کو منتخب کیا جائے جس کا دودھ ایسے بچے سے ہو جو حرام کاری سے پیدا ہوا ہو۔

دودھ پلانے کے مسائل

(۲۴۴۸) عورتوں کے لئے بہتر ہے کہ وہ ہر ایک کے بچے کو دودھ نہ پلائیں کیونکہ ہو سکتا ہے وہ یہ یاد نہ رکھ سکیں کہ انہوں نے کس کس کو دودھ پلایا ہے اور (ممکن ہے کہ) بعد میں دو محرم ایک دوسرے سے نکاح کر لیں۔

(۲۴۴۹) اگر ممکن ہو تو مستحب ہے کہ بچے کو پورے ۲۱ مہینے دودھ پلایا جائے اور دو سال سے زیادہ دودھ پلانا مناسب نہیں ہے۔

(۲۴۵۰) اگر دودھ پلانے کی وجہ سے شوہر کا حق تلف ہوتا ہو تو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے شخص کے بچے کو دودھ نہیں پلا سکتی۔

(۲۴۵۱) اگر کسی عورت کا شوہر ایک شیر خوار بچی سے نکاح کرے اور وہ عورت اس بچی کو دودھ پلانے تو مشہور قول کی بنا پر وہ عورت اپنے شوہر کی ساس بن جاتی ہے اور اس پر حرام ابدی ہو جاتی ہے۔ احتیاط کی بنا پر اسے طلاق دے اور کبھی اس کے ساتھ شادی نہ کرے۔ اگر دودھ خود اسی شوہر کا ہے تو وہ بچی بھی اس کے لیے حرام ابدی ہو جاتی ہے اور اگر دودھ عورت کے سابق شوہر کا ہے تو احتیاط کی بنا پر عقد باطل ہو جاتا ہے۔

(۲۴۵۲) اگر کوئی شخص چاہے کہ اس کی بھابھی اس کی محرم بن جائے تو بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ اسے چاہئے کہ کسی شیر خوار بچی سے مثال کے طور پر دو دن کے لئے متعہ کر لے اور ان دو دنوں میں ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر مسئلہ ۲۴۳۳ میں کیا گیا ہے اس کی بھابھی اس بچی کو دودھ پلانے تاکہ وہ اس کی بیوی کی ماں بن جائے۔ لیکن یہ حکم اس صورت میں جب بھابھی بھائی کے مملوک دودھ سے اس بچی کو پلانے محل اشکال ہے۔

(۲۴۵۳) اگر کوئی مرد کسی عورت سے شادی کرنے سے پہلے کہے کہ رضاعت کی وجہ سے وہ عورت مجھ پر حرام ہے مثلاً کہے کہ میں نے اس عورت کی ماں کا دودھ پیا ہے تو اگر اس بات کی تصدیق ممکن ہو تو وہ اس عورت سے شادی نہیں کر سکتا اور اگر وہ یہ بات شادی کے بعد کہے اور خود عورت بھی اس بات کو قبول کرے تو ان کا نکاح باطل ہے۔ لہذا اگر مرد نے اس عورت سے ہمبستری نہ کی ہو یا کی ہو لیکن ہمبستری کے وقت عورت کو معلوم نہ ہو کہ وہ اس مرد

پر حرام ہے تو عورت کا کوئی مہر نہیں اور اگر عورت کو ہمبستری کے بعد پتا چلے کہ وہ اس مرد پر حرام تھی تو ضروری ہے کہ شوہر اس جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق اسے دے۔

(۲۴۵۴) اگر کوئی عورت شادی سے پہلے کہہ دے کہ رضاعت کی وجہ سے میں اس مرد پر حرام ہوں اور اس کی تصدیق ممکن ہو تو وہ اس مرد سے شادی نہیں کر سکتی اور اگر وہ یہ بات شادی کے بعد کہے تو اس کا کہنا ایسا ہی ہے جیسے کہ مرد شادی کے بعد کہے کہ وہ عورت اس پر حرام ہے اور اس کے متعلق حکم سابقہ مسئلے میں بیان ہو چکا ہے۔

(۲۴۵۵) دودھ پلانا جو محرم بننے کا سبب ہے دو چیزوں سے ثابت ہوتا ہے:

(۱) ایک شخص یا ایک ایسی جماعت کا خبر دینا جس کی بات پر یقین یا اطمینان ہو جائے۔

(۲) دو عادل مرد اس کی گواہی دیں لیکن ضروری ہے کہ وہ دودھ پلانے کی شرائط کے بارے میں بھی بتائیں مثلاً کہیں کہ ہم نے فلاں بچے کو چوبیس گھنٹے فلاں عورت کے پستان سے دودھ پیتے دیکھا ہے اور اس نے اس دوران اور کوئی چیز بھی نہیں کھائی اور اسی طرح ان باقی شرائط کو بھی واشگاف الفاظ میں بیان کریں جن کا ذکر مسئلہ ۲۴۳۳ میں کیا گیا ہے۔ البتہ ایک مرد اور دو عورتوں یا چار عورتوں کی گواہی سے جو سب کے سب عادل ہوں رضاعت کا ثابت ہونا محل اشکال ہے اس لئے احتیاط پر عمل کیا جائے۔

(۲۴۵۶) اگر اس بات میں شک ہو کہ بچے نے اتنی مقدار میں دودھ پیا ہے جو محرم بننے کا سبب ہے یا نہیں پیا ہے یا گمان ہو کہ اس نے اتنی مقدار میں دودھ پیا ہے تو بچہ کسی کا محرم نہیں ہوتا لیکن بہتر یہ ہے کہ احتیاط کی جائے۔

توضیح المسائل (آقائے سیستانی)

طلاق کے احکام

(۲۴۵۷) جو مرد اپنی بیوی کو طلاق دے اس کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو لیکن اگر دس سال کا بچہ اپنی بیوی کی کو طلاق دے تو اس کے بارے میں احتیاط کا خیال رکھیں اور اسی طرح ضروری ہے کہ مرد اپنے اختیار سے طلاق دے اور اگر اسے اپنی بیوی کو طلاق دینے پر مجبور کیا جائے تو طلاق باطل ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ شخص طلاق کی نیت رکھتا ہو لہذا اگر وہ مثلاً مذاق میں یا نشے کی حالت میں طلاق کا صیغہ کہے تو طلاق صحیح نہیں ہے۔

(۲۴۵۸) ضروری ہے کہ عورت طلاق کے وقت حیض یا نفاس سے پاک ہو اور اس کے شوہر نے اس پاک کے دوران اس سے ہمبستری نہ کی اور ہو اور ان دو شرطوں کی تفصیل آئندہ مسائل میں بیان کی جائے گی۔

(۲۴۵۹) عورت کو حیض یا نفاس کی حالت میں تین صورتوں میں طلاق دینا صحیح ہے:

(۱) شوہر نے نکاح کے بعد اس سے ہمبستری نہ کی ہو۔

(۲) معلوم ہو کہ وہ حاملہ ہے اور اگر یہ بات معلوم نہ ہو اور شوہر اسے حیض کی حالت میں طلاق دے دے اور بعد میں شوہر کو پتا چلے کہ وہ حاملہ تھی تو وہ طلاق باطل ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے دوبارہ طلاق دے۔

(۳) مرد غیر حاضری یا ایسی ہی کسی اور وجہ سے اپنی بیوی سے جدا ہو اور یہ معلوم نہ ہو سکتا ہو کہ عورت حیض یا نفاس سے پاک ہے یا نہیں۔ لیکن اس صورت میں احتیاط لازم کی بنا پر ضروری ہے کہ مرد انتظار کرے تا کہ بیوی سے جدا ہونے کے بعد کم از کم ایک مہینہ گزر جائے اس کے بعد اسے طلاق دے۔

(۲۴۶۰) اگر کوئی شخص عورت کو حیض سے پاک سمجھے اور طلاق دے دے اور بعد میں پتا چلے کہ وہ حیض کی حالت میں تھی تو اس کی طلاق باطل ہے اور اگر شوہر اسے حیض کی حالت میں سمجھے اور طلاق دے دے اور بعد میں معلوم ہو کہ پاک تھی تو اس کی طلاق صحیح ہے۔

(۲۴۶۱) جس شخص کو علم ہو کہ اس کی بیوی حیض یا نفاس کی حالت میں ہے اگر وہ بیوی سے جدا ہو جائے مثلاً سفر اختیار کرے اور اسے طلاق دینا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ اتنی مدت صبر کرے جس میں اسے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ وہ عورت حیض یا نفاس سے پاک ہو گئی ہے اور جب وہ یہ جان لے کہ عورت پاک ہے اسے طلاق دے۔ اگر اسے شک ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اس صورت میں غائب شخص کی طلاق کے بارے میں مسئلہ ۲۴۵۷ میں جو شرائط بیان ہوئی ہیں ان کا خیال رکھے۔

(۲۴۶۲) جو شخص اپنی بیوی سے جدا ہو اگر وہ اسے طلاق دینا چاہے تو اگر وہ معلوم کر سکتا ہو کہ اس کی بیوی حیض

یا نفاس کی حالت میں ہے یا نہیں تو اگرچہ عورت کی حیض کی عادت یا ان دوسری نشانیوں کو جو شرع میں معین ہیں، دیکھتے ہوئے اسے طلاق دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ حیض یا نفاس کی حالت میں تھی تو اس کی طلاق صحیح نہیں ہے۔

(۲۴۶۳) اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے جو حیض کی حالت میں ہو یا پاک ہو بمبستری کرے اور پھر اسے طلاق دینا چاہے تو ضروری ہے کہ صبر کرے حتیٰ کہ اسے دوبارہ حیض آجائے اور پھر وہ پاک ہو جائے لیکن اگر ایسی عورت کو بمبستری کے بعد طلاق دی جائے جس کی عمر نو سال سے کم ہو یا معلوم ہو کہ وہ حاملہ ہے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر عورت یانسہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ (یانسہ کا مطلب مسئلہ ۲۴۰۵ میں گزر چکا ہے)۔

(۲۴۶۴) اگر کوئی شخص ایسی عورت سے بمبستری کرے جو حیض یا نفاس سے پاک ہو اور اسی پاک کی حالت میں اسے طلاق دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ طلاق دینے کے وقت حاملہ تھی تو وہ طلاق باطل ہے اور احتیاط کا خیال رکھنا بہتر ہے۔ چاہے طلاق کی تجدید کے ذریعے کیوں نہ ہو۔

(۲۴۶۵) اگر کوئی شخص ایسی عورت سے بمبستری کرے جو حیض یا نفاس سے پاک ہو پھر وہ اس سے جدا ہو جائے مثلاً سفر اختیار کرے لہذا اگر وہ چاہے کہ سفر کے دوران اسے طلاق دے اور اس کی پاک یا ناپاکی کے بارے میں نہ جان سکتا ہو تو ضروری ہے کہ اتنی مدت صبر کرے کہ عورت کو اس پاک کی بعد حیض آئے اور وہ دوبارہ پاک ہو جائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ مدت ایک مہینے سے کم نہ ہو اور جو کچھ کہا گیا ہے اس کی رعایت رکھتے ہوئے طلاق دے اور اس کے بعد معلوم ہو جائے کہ طلاق اس پہلی پاک میں واقع ہوئی ہے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۴۶۶) اگر کوئی مرد ایسی عورت کو طلاق دینا چاہتا ہو جسے پیدائشی طور پر یا کسی بیماری کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو اور اس کی عمر کی دوسری عورتوں کو حیض آتا ہو تو ضروری ہے کہ جب اس نے ایسی عورت سے جماع کیا ہو اس وقت سے تین مہینے تک اس سے جماع نہ کرے اور بعد میں اسے طلاق دے دے۔

(۲۴۶۷) ضروری ہے کہ طلاق کا صیغہ صحیح عربی میں لفظ ”طالِقٌ“ کے ساتھ پڑھا جائے اور دو عادل مرد اسے سنیں۔ اگر شوہر خود طلاق کا صیغہ پڑھنا چاہے اور مثال کے طور پر اس کی بیوی کا نام فاطمہ ہو تو ضروری ہے کہ کہے ”زَوَّجْتِي فَاطِمَةَ طَالِقٌ“ یعنی میری بیوی فاطمہ آزاد ہے اور اگر وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل کرے تو ضروری ہے کہ وکیل کہے: ”زَوَّجْتُ مُوَكَّلِي فَاطِمَةَ طَالِقٌ“ اور اگر عورت معین ہو تو اس کا نام لینا لازم نہیں ہے۔ اگر مرد عربی میں طلاق کا صیغہ نہ پڑھ سکتا ہو اور وکیل بھی نہ بنا سکے تو وہ جس زبان میں چاہے ہر اس لفظ کے ذریعے طلاق دے سکتا ہے جو عربی لفظ کے ہم معنی ہو۔

(۲۴۶۸) جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو مثلاً ایک سال یا ایک مہینے کے لئے اس سے نکاح کیا گیا ہو اسے طلاق دینے کا کوئی سوال نہیں۔ اس کا آزاد ہونا اس بات پر منحصر ہے کہ یا تو متعہ کی مدت ختم ہو جائے یا مرد اسے مدت بخش دے اور وہ اس طرح کہ اس سے کہے: ”میں نے مدت تجھے بخش دی۔“ اور کسی کو اس پر گواہ قرار دینا اور اس عورت کا حیض سے پاک ہونا لازم نہیں۔

طلاق کی عدت

(۲۴۶۹) جس لڑکی کی عمر (پورے) نو سال نہ ہوئی ہو... اور جو عورت یانسہ ہو چکی ہو... اس کی کوئی عدت نہیں ہوتی۔ یعنی اگرچہ شوہر نے اس سے مجامعت کی ہو، طلاق کے بعد وہ فوراً دوسرا شوہر کر سکتی ہے۔

(۲۴۷۰) جس لڑکی کی عمر (پورے) نو سال ہو چکی ہو اور جو عورت یانسہ نہ ہو، اس کا شوہر اس سے مجامعت کرے تو اگر وہ اسے طلاق دے تو ضروری ہے کہ وہ (لڑکی یا) عورت طلاق کے بعد عدت رکھے اور آزاد عورت کی عدت یہ ہے کہ جب اس کا شوہر اسے پاک کی حالت میں طلاق دے تو اس کے بعد وہ اتنی مدت صبر کرے کہ دو دفعہ حیض سے پاک ہو جائے اور جو نبی اسے تیسری دفعہ حیض آئے تو اس کی عدت ختم ہوتی ہے اور وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے لیکن اگر شوہر عورت سے مجامعت کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دے تو اس کے لئے کوئی عدت نہیں یعنی وہ طلاق کے فوراً بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ لیکن اگر شوہر کی منی جذب یا اس جیسی کسی اور وجہ سے اس کی شرمگاہ میں داخل نہ ہوئی ہو تو اس صورت میں اظہر کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ عورت عدت رکھے۔

(۲۴۷۱) جس عورت کو حیض نہ آتا ہو لیکن اس کا سن عورتوں جیسا ہو جنہیں حیض آتا ہو اگر اس کا شوہر مجامعت کرنے کے بعد اسے طلاق دے دے تو ضروری ہے کہ طلاق کے بعد تین قمری مہینے کی عدت رکھے۔

(۲۴۷۲) جس عورت کی عدت تین مہینے ہو اگر اسے چاند کی پہلی تاریخ کو طلاق دی جائے تو ضروری ہے کہ تین قمری مہینے تک یعنی جب چاند دیکھا جائے اس وقت سے تین مہینے تک عدت رکھے اور اگر اسے مہینے کے دوران (کسی اور

تاریخ کو) طلاق دی جائے تو ضروری ہے اس مہینے کے باقی دنوں میں اس کے بعد آنے والے دو مہینے اور چوتھے مہینے کے اتنے دن جتنے دن پہلے مہینے سے کم ہوں عدت رکھے تاکہ تین مہینے مکمل ہو جائیں۔ مثلاً اگر اسے مہینے کی بیسویں تاریخ کو غروب کے وقت طلاق دی جائے اور یہ مہینہ انتیس دن کا ہو تو ضروری ہے کہ نو دن اس مہینے کے اور اس کے بعد دو مہینے اور اس کے بعد چوتھے مہینے کے بیس دن عدت رکھے بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ چوتھے مہینے کے اکیس دن عدت رکھے تاکہ پہلے مہینے کے جتنے دن عدت رکھی ہے انہیں ملا کر دنوں کی تعداد تیس ہو جائے۔ (۲۴۷۳) اگر حاملہ عورت کو طلاق دی جائے تو اس کی عدت وضع حمل یا اسقاط حمل تک ہے۔ لہذا مثال کے طور پر اگر طلاق کے ایک گھنٹے بعد بچہ پیدا ہو جائے تو اس عورت کی عدت ختم ہو جائے گی۔ لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے جب وہ بچہ صاحبہ عدت کا شرعی بیٹا ہو۔ لہذا اگر عورت زنا سے حاملہ ہوئی ہو اور شوہر اسے طلاق دے تو اس کی عدت بچے کے پیدا ہونے سے ختم نہیں ہوتی۔

(۲۴۷۴) جس لڑکی نے عمر کے نو سال مکمل کر لئے ہوں اور جو عورت یائسہ نہ ہو اگر وہ مثال کے طور پر کسی شخص سے ایک مہینے یا ایک سال کے لئے متعہ کرے تو اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرے اور اس عورت کی مدت تمام ہو جائے یا شوہر اسے مدت بخش دے تو ضروری ہے کہ وہ عدت رکھے پس اگر اسے حیض آئے تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ وہ حیض کے برابر عدت رکھے اور نکاح نہ کرے اور اگر حیض نہ آئے تو پینتالیس دن شوہر کرنے سے اجتناب کرے اور حاملہ ہونے کی صورت میں اظہر کی بنا پر اس کی عدت بچے کی پیدائش یا اسقاط ہونے تک ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو مدت وضع حمل یا پینتالیس دن میں سے زیادہ ہو اتنی مدت کے لئے عدت رکھے۔ (۲۴۷۵) طلاق کی عدت اس وقت شروع ہوتی ہے جب صیغہ کا پڑھنا ختم ہو جاتا ہے خواہ عورت کو پتا چلے یا نہ چلے کہ اسے طلاق ہو گئی ہے۔ پس اگر اسے عدت (کے برابر مدت) گزرنے کے بعد پتا چلے کہ اسے طلاق ہو گئی ہے تو ضروری نہیں کہ وہ دوبارہ عدت رکھے۔

وفات کی عدت

(۲۴۷۶) اگر کوئی عورت بیوہ ہو جائے تو اس صورت میں جبکہ وہ آزاد ہو، اگر وہ حاملہ نہ ہو تو خواہ وہ نو سال سے چھوٹی ہو، کافر ہو، مطلقہ رجعیہ ہو، یائسہ ہو یا شوہر نے اس سے متعہ کیا ہو یا شوہر نے اس سے مجامعت نہ کی ہو چاہے شوہر کم عمر طفل ہو، دیوانہ ہو تو بھی ضروری ہے کہ چار قمری مہینے اور دس دن عدت رکھے اور اگر حاملہ ہو تو ضروری ہے کہ وضع حمل تک عدت رکھے۔ لیکن اگر چار مہینے اور دس دن گزرنے سے پہلے بچہ پیدا ہو جائے تو ضروری ہے کہ شوہر کی موت کے بعد چار مہینے دس دن تک صبر کرے اور اس عدت کو وفات کی عدت کہتے ہیں۔ (۲۴۷۷) جو عورت وفات کی عدت میں ہو اس کے لئے رنگ برنگا لباس پہننا، سرمہ لگانا اور اسی طرح دوسرے ایسے کام جو زینت میں شمار ہوتے ہیں حرام ہیں لیکن گھر سے باہر نکلنا حرام نہیں ہے۔

(۲۴۷۸) اگر عورت کو یقین ہو جائے کہ اس کا شوہر مر چکا ہے اس لئے عدت وفات رکھی اور عدت کے گزرنے کے بعد دوسری شادی کی۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ عورت نے پہلے شوہر کی زندگی میں یا اس کے عدت وفات کے دوران دوسری شادی کی ہے تو اسے چاہیئے کہ دوسرے شوہر سے فوراً الگ ہو جائے اور احتیاط واجب کی بنا پر عدت گزارے۔ پس اگر دوسرے شوہر کے ساتھ حاملہ ہو تو بچہ جننے تک دوسرے شوہر کے ساتھ وطی شبہہ کی عدت رکھے (جو طلاق کی عدت کے برابر ہے) اور اس کے بعد پہلے شوہر کی عدت وفات گزارے یا پہلے عدت کی تکمیل کرے۔ اور اگر حاملہ نہ ہو اور پہلے شوہر کی وفات دوسرے شوہر کے ساتھ مجامعت سے پہلے ہوئی تھی تو پہلے عدت وفات رکھے اس کے بعد وطی شبہہ کی عدت گزارے۔ لیکن مجامعت پہلے شوہر کی وفات سے پہلے ہوئی تھی تو اس کی عدت مقدم ہے۔ (۲۴۷۹) جس عورت کا شوہر لا پتا ہو یا لا پتا ہونے کے حکم میں ہو اس کی عدت وفات شوہر کی موت کی اطلاع ملنے کے وقت سے شروع ہوتی ہے نہ کہ شوہر کی موت کے وقت سے۔ لیکن اس حکم کا اطلاق اس عورت کے لئے ہونا جو نابالغ یا پاگل ہو اشکال ہے اس لئے احتیاط کا لحاظ رکھنا واجب ہے۔

(۲۴۸۰) اگر عورت کہے کہ میری عدت ختم ہو گئی ہے تو اس کی بات قابل قبول ہے مگر یہ کہ وہ غلط بیان مشہور ہو تو اس صورت میں احتیاط کی بنا پر اس کی بات قابل قبول نہیں ہے۔ مثلاً وہ کہے کہ مجھے ایک مہینے میں تین دفعہ خون آنا ہے تو اس بات کی تصدیق نہیں کی جائے گی مگر یہ کہ اس کی سہیلیاں اور رشتے دار عورتیں اس بات کی تصدیق کریں کہ اس کی حیض کی عادت ایسی ہی تھی۔

طلاق بائن اور طلاق رجعی

(۲۴۸۱) طلاق بائن وہ طلاق ہے جس کے بعد مرد اپنی عورت کی طرف رجوع کرنے کا حق نہیں رکھتا یعنی یہ کہ بغیر

نکاح کے دوبارہ اسے اپنی بیوی نہیں بنا سکتا اور اس طلاق کی چھ قسمیں ہیں:

(۱) اس عورت کو دی گئی طلاق جس کی عمر ابھی نو سال نہ ہوئی ہو۔

(۲) اس عورت کو دی گئی طلاق جو یانسہ ہو۔

(۳) اس عورت کو دی گئی طلاق جس کے شوہر نے نکاح کے بعد اس سے جماع نہ کیا ہو۔

(۴) جس عورت کو تین دفعہ طلاق دی گئی ہو اسے دی جانے والی تیسری طلاق۔

(۵) خلع اور مبارات کی طلاق۔

(۶) حاکم شرع کا اس عورت کو طلاق دینا جس کا شوہر نہ اس کے اخراجات برداشت کرتا ہو نہ اسے طلاق دیتا ہو، جن کے احکام بعد میں بیان کئے جائیں گے۔

اور ان طلاقوں کے علاوہ جو طلاقیں ہیں وہ رجعی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک عورت عدت میں ہو شوہر اس سے رجوع کر سکتا ہے۔

(۲۴۸۲) جس شخص نے اپنی عورت کو رجعی طلاق دی ہو اس کے لئے اس عورت کو اس گھر سے نکال دینا جس میں وہ

طلاق دینے کے وقت مقیم تھی حرام ہے۔ البتہ بعض موقعوں پر جن میں سے ایک یہ ہے کہ عورت زنا کرے تو اسے گھر

سے نکال دینے میں کوئی اشکال نہیں۔ نیز یہ بھی حرام ہے کہ عورت غیر ضروری کاموں کے لیے شوہر کی اجازت کے

بغیر اس گھر سے باہر جائے۔ عدت کے دوران کے اخراجات شوہر پر واجب ہیں۔

رجوع کرنے کے احکام

(۲۴۸۳) رجعی طلاق میں مرد دو طریقوں سے عورت کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

(۱) ایسی باتیں کرے جن سے پتا چلے کہ اس نے اسے دوبارہ اپنی بیوی بنا لیا ہے۔

(۲) کوئی کام کرے اور اس کام سے رجوع کا قصد کرے اور ظاہر یہ ہے کہ جماع کرنے سے رجوع ثابت ہو جاتا ہے خواہ

اس کا قصد رجوع کرنے کا نہ بھی ہو۔ بلکہ بعض (فقہاء) کا کہنا ہے کہ اگرچہ رجوع کا قصد نہ ہو صرف لیٹانے اور بوسہ

لینے سے جماع ثابت ہو جاتا ہے البتہ یہ قول اشکال سے خالی نہیں ہے۔ ایسی صورت میں رجوع کرنے کا ارادہ نہ ہو تو

دوبارہ طلاق دے دے۔

(۲۴۸۴) رجوع کرنے میں مرد کے لئے لازم نہیں کہ کسی کو گواہ بنائے یا اپنی بیوی کو (رجوع کے متعلق) اطلاع دے

بلکہ اگر بغیر اس کے کہ کسی کو پتا چلے وہ خود ہی رجوع کر لے تو اس کا رجوع کرنا صحیح ہے۔ لیکن اگر عدت ختم ہو

جانے کے بعد مرد کہے کہ میں نے عدت کے دوران ہی رجوع کر لیا تھا اور عورت اس کی تصدیق نہ کرے تو لازم ہے

کہ شوہر اس بات کو ثابت کرے۔

(۲۴۸۵) جس مرد نے عورت کو رجعی طلاق دی ہو اگر وہ اس سے کچھ مال لے لے اور اس سے مصالحت کر لے کہ اب

تجھ سے رجوع نہ کروں گا تو اگرچہ یہ مصالحت درست ہے اور مرد پر واجب ہے کہ رجوع نہ کرے لیکن اس سے مرد

کے رجوع کرنے کا حق ختم نہیں ہوتا اور اگر وہ رجوع کرے تو رشتہ ازدواج برقرار رہے گا۔

(۲۴۸۶) اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو دو دفعہ طلاق دے کر اس کی طرف رجوع کر لے یا اسے دو دفعہ طلاق دے اور

پر طلاق کے بعد اس سے نکاح کرے یا ایک طلاق دے کر اس کی طرف رجوع کرے اور دوسری طلاق کے بعد نکاح

کرے تو تیسری طلاق کے بعد وہ اس مرد پر حرام ہو جائے گی۔ لیکن اگر عورت تیسری طلاق کے بعد کسی دوسرے مرد

سے نکاح کرے تو وہ پانچ شرطوں کے ساتھ پہلے مرد پر حلال ہو گی یعنی وہ اس عورت سے دوبارہ نکاح کر سکے گا۔

(۱) دوسرے شوہر کا نکاح دائمی ہو۔ پس اگر مثال کے طور پر وہ ایک مہینے یا ایک سال کے لئے اس عورت سے متعہ کر

لے تو اس مرد کے اس سے علیحدگی کے بعد پہلے شوہر اس سے نکاح نہیں کر سکتا۔

(۲) دوسرا شوہر جماع کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جماع فرج میں کرے۔

(۳) دوسرا شوہر اسے طلاق دے یا مر جائے۔

(۴) دوسرے شوہر کی طلاق کی عدت یا وفات کی عدت ختم ہو جائے۔

(۵) احتیاط واجب کی بنا پر دوسرا شوہر جماع کرتے وقت بالغ ہو۔

طلاق خلع

(۲۴۸۷) اس عورت کی طلاق کو جو اپنے شوہر کی طرف مائل نہ ہو اور اس سے نفرت کرتی ہو اپنا مہر یا کوئی مال اسے

بخش دے تاکہ وہ اسے طلاق دے دے، طلاق خلع کہتے ہیں۔ طلاق خلع میں معتبر ہے کہ عورت اپنے شوہر سے اس قدر شدید نفرت کرتی ہو کہ اسے وظیفہ زوجیت ادا نہ کرنے کی دھمکی دے۔

(۲۴۸۸) جب شوہر خود طلاق خلع کا صیغہ پڑھنا چاہے تو اگر اس کی بیوی کا نام مثلاً فاطمہ ہو تو عوض لینے کے بعد کہے: ”زَوْجَتِي فَاطِمَةُ خَالَعْتُهَا عَلَيَّ مَا بَدَّلْتُ“ اور احتیاط مستحب کی بنا پر ”هِيَ طَالِقٌ“ بھی کہے یعنی میں نے اپنی بیوی فاطمہ کو اس مال کے عوض جو اس نے مجھے دیا ہے طلاق خلع دے رہا ہوں اور وہ آزاد ہے۔ اگر عورت معین ہو تو طلاق خلع میں نیز طلاق مبارات میں اس کا نام لینا لازم نہیں۔

(۲۴۸۹) اگر کوئی عورت کسی شخص کو وکیل مقرر کرے تاکہ وہ اس کا مہر اس کے شوہر کو بخش دے اور شوہر بھی اسی شخص کو وکیل مقرر کرے تاکہ وہ اس کی بیوی کو طلاق دے دے تو اگر مثال کے طور پر شوہر کا نام محمد اور بیوی کا نام فاطمہ ہو تو وکیل صیغہ طلاق یوں پڑھے: ”عَنْ مُوَكَّلَتِي فَاطِمَةَ بَدَّلْتُ مَهْرَهَا لِمُوَكَّلِي مُحَمَّدٍ لِيَخْلَعَهَا عَلَيَّ“ اور اس کے بعد بلا فاصلہ کہے: ”زَوْجَةُ مُوَكَّلِي خَالَعْتُهَا عَلَيَّ مَا بَدَّلْتُ هِيَ طَالِقٌ“ اور اگر عورت کسی کو وکیل مقرر کرے کہ اس کے شوہر کو مہر کے علاوہ کوئی اور چیز بخش دے تاکہ اس کا شوہر اسے طلاق دے دے تو ضروری ہے کہ وکیل لفظ ”مَهْرَهَا“ کی بجائے اس چیز کا نام لے مثلاً اگر عورت نے سو روپے دئیے ہوں تو ضروری ہے کہ کہے: ”بَدَّلْتُ مَاءَ رُوْبِيَّةٍ“

طلاق مبارات

(۲۴۹۰) اگر میان بیوی دونوں ایک دوسرے کو نہ چاہتے ہوں اور ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہوں اور عورت مرد کو کچھ مال دے تاکہ وہ اسے طلاق دے دے تو اسے طلاق مبارات کہتے ہیں۔

(۲۴۹۱) اگر شوہر مبارات کا صیغہ پڑھنا چاہے تو اگر عورت کا نام فاطمہ ہو تو ضروری ہے کہ کہے: ”بَارَأْتُ زَوْجَتِي فَاطِمَةَ عَلَيَّ مَا بَدَّلْتُ“ اور احتیاط لازم کی بنا پر ”فَهِيَ طَالِقٌ“ بھی کہے یعنی میں اور میری بیوی فاطمہ اس ”عطا“ کے مقابل میں جو اس نے کی ہے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہیں۔ پس وہ آزاد ہے اور اگر وہ شخص کسی کو وکیل مقرر کرے تو ضروری ہے وکیل کہے: ”عَنْ قَبِيلِ مُوَكَّلِي بَارَأْتُ زَوْجَتِي فَاطِمَةَ عَلَيَّ مَا بَدَّلْتُ فَهِيَ طَالِقٌ“ اور دونوں صورتوں میں کلمہ ”عَلَيَّ مَا بَدَّلْتُ“ کی بجائے اگر ”بِمَا بَدَّلْتُ“ کہے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۴۹۲) خلع اور مبارات کی طلاق کا صیغہ اگر ممکن ہو تو صحیح عربی میں پڑھا جانا چاہئے اور اگر ممکن نہ ہو تو اس کا حکم طلاق کے حکم جیسا ہے جس کا بیان مسئلہ ۲۴۶۵ میں گزر چکا ہے۔ لیکن اگر عورت مبارات کی طلاق کے لئے شوہر کو اپنا مال بخش دے۔ مثلاً اردو میں کہے کہ ”میں نے طلاق لینے کے لئے فلاں مال تمہیں بخش دیا“ تو کوئی اشکال نہیں۔

(۲۴۹۳) اگر کوئی عورت طلاق خلع یا طلاق مبارات کی عدت کے دوران اپنی بخشش سے پھر جائے تو شوہر اس کی طرف رجوع کر سکتا ہے اور دوبارہ نکاح کئے بغیر اسے اپنی بیوی بنا سکتا ہے۔

(۲۴۹۴) جو مال شوہر طلاق مبارات دینے کے لئے ضروری ہے کہ وہ عورت کے مہر سے زیادہ نہ ہو لیکن طلاق خلع کے سلسلے میں کیا جائے والا مال اگر مہر سے زیادہ بھی ہو تو کوئی اشکال نہیں۔

طلاق کے مختلف احکام

(۲۴۹۵) اگر کوئی آدمی کسی نامحرم عورت سے اس گمان میں جماع کرے کہ وہ اس کی بیوی ہے تو خواہ عورت کو علم ہو کہ وہ شخص اس کا شوہر نہیں ہے یا گمان کرے کہ اس کا شوہر ہے اس کا شوہر ہے ضروری ہے کہ عدت رکھے۔

(۲۴۹۶) اگر کوئی آدمی کسی عورت سے یہ جانتے ہوئے زنا کرے کہ وہ اس کی بیوی نہیں ہے تو اگر عورت کو علم ہو کہ وہ آدمی اس کا شوہر نہیں ہے اس کے لئے عدت رکھنا ضروری نہیں۔ لیکن اگر اسے شوہر ہونے کا گمان ہو تو احتیاط لازم یہ ہے کہ وہ عورت عدت رکھے۔

(۲۴۹۷) اگر کوئی آدمی کسی عورت کو ورغلانے کہ وہ اپنے شوہر سے متعلق ازدواجی ذمے داریاں پوری نہ کرے تاکہ اس طرح شوہر اسے طلاق دینے پر مجبور ہو جائے اور وہ خود اس عورت کے ساتھ شادی کر سکے تو طلاق اور نکاح صحیح ہیں۔ لیکن دونوں نے بہت بڑا گناہ ہے۔

(۲۴۹۸) اگر عورت نکاح کے سلسلے میں شوہر سے شرط کرے کہ اگر اس کا شوہر سفر اختیار کرے یا مثلاً چھ مہینے اسے خرچ نہ دے یا طویل مدت کے لئے قیدی بن جائے تو طلاق کا اختیار عورت کو حاصل ہو گا تو یہ شرط باطل ہے۔ لیکن اگر وہ یوں شرط کرے کہ وہ شوہر کی طرف سے وکیل ہے کہ خاص شرائط کے تحت یا بغیر کسی قید شرط کے اپنے آپ کو اس کی طرف سے طلاق دے سکتی ہے تو یہ شرط صحیح ہے اور بعد میں شوہر اس کو اپنی وکالت سے نہیں ہٹا

سکتا۔ اگر وہ عورت اس طرح خود کو طلاق دے دے تو طلاق صحیح ہے۔
(۲۴۹۹) جس عورت کا شوہر لا پتا ہو جائے اگر وہ دوسرا شوہر کرنا چاہے تو ضروری ہے مجتہد عادل کے پاس جائے اور اس کے حکم کے مطابق عمل کرے جو خاص شرائط کے تحت جن کی تفصیل منہاج الصالحین میں ہے ان کے مطابق اسے طلاق دے سکتا ہے۔

(۲۵۰۰) دیوانے کے باپ دادا اس کی بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں۔
(۲۵۰۱) اگر باپ یا دادا اپنے (نابالغ) لڑکے (پاپوتے) کا کسی عورت سے متعہ کر دیں اور متعہ کی مدت میں اس لڑکے کے مکلف ہونے کی کچھ مدت بھی شامل ہو مثلاً اپنے چودہ سالہ لڑکے کا کسی عورت سے دو سال کے لئے متعہ کر دیں تو اگر اس میں لڑکے کی بھلاہ ہو تو وہ (یعنی باپ یا دادا) اس عورت کی مدت بخش سکتے ہیں لیکن لڑکے دائمی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتے۔

(۲۵۰۲) اگر کوئی شخص دو آدمیوں کی شرع کی مقرر کردہ علامت کی رو سے عادل سمجھے اور اپنی بیوی کو ان کے سامنے طلاق دے دے تو کوئی اور شخص جس کے نزدیک ان دو آدمیوں کی عدالت ثابت نہ ہو اس عورت کی عدت ختم ہونے کے بعد اس کے ساتھ خود نکاح کر سکتا ہے یا اسے کسی دوسرے کے نکاح میں دے سکتا ہے لیکن اگر ان کے عادل نہ ہونے کا یقین ہو تو اس عورت کے ساتھ عقد نہیں کر سکتا۔

(۲۵۰۳) وہ عورت جسے طلاق رجعی دی گئی وہ وہ عدت کے دوران اس مرد کے لئے شرعی بیوی کی حیثیت رکھتی ہے یہاں تک کہ عدت ختم ہو جائے۔ عورت پر لازم ہے کہ ہر قسم کے استمتاع سے شوہر کو نہ روکے۔ جائز بلکہ مستحب ہے کہ شوہر کے لئے بناؤ سنگھار کرے، اس کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے باہر نہ نکلے۔ اس کے اخراجات شوہر پر واجب ہیں بشرطیکہ وہ ناشزہ نہ ہو اس کا فطرہ اور کفن بھی شوہر پر واجب ہے۔ کسی ایک کے مرنے پر دوسرا وارث بن سکتا ہے اور مرد عدت کے دوران سالی سے شادی نہیں کر سکتا۔

غصب کے احکام

غصب کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص کسی مال پر یا حق پر ظلم (اور دھونس یا دھاندلی) کے ذریعے قابض ہو جائے اور یہ بہت بڑے گناہوں میں ایک گناہ ہے جس کا مرتکب قیامت کے دن سخت عذاب میں گرفتار ہو گا جنانہاں سول اکرام سے روایت ہے: ”جو شخص کسی دوسرے کے ایک بالشت زمین غصب کر کے قیامت کے دن اس زمین کو اس کے سات طبقوں سمیت طوق کی طرح اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔“

(۲۵۰۴) اگر کوئی شخص لوگوں کو مسجد سے یا مدرسے یا پل یا دوسری ایسی جگہوں سے جو رفاع عامہ کے لئے بنائی گئی ہوں استغفار نہ کرے تو اس نے اس کا حق غصب کیا ہے اسی طرح کوئی مسجد میں اپنے (بیٹھنے کے) لئے جگہ مختص کرے اور دوسرا کوئی اسے اس جگہ سے نکال دے اور اسے اس جگہ سے استغفار نہ کرے دے تو وہ گناہگار ہے۔

(۲۵۰۵) اگر گروہی رکھوئے ولا اور گروہی رکھنے والا یہ طے کریں کہ جو چیز گروہی رکھی جا رہی ہو وہ گروہی رکھنے والے یا کسی تیسرے شخص کے پاس رکھی جائے تو گروہی رکھوئے والا اس کا قرض ادا کرنے سے پہلے اس چیز کو واپس نہیں لے سکتا اور اگر وہ چیز واپس لی ہو تو ضروری ہے کہ فوراً لوٹا دے۔

(۲۵۰۶) جو مال کسی کے پاس گروہی رکھا گیا ہو اگر کوئی اور شخص اسے غصب کر لے تو مال کا مالک اور گروہی رکھنے والا دونوں غاصب سے غصب کی ہوئی چیز کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور اگر وہ چیز غاصب سے واپس لے لیں تو وہ گروہی ہی رہے گی اور اگر وہ چیز تلف ہو جائے اور وہ اس کا عوض حاصل کریں تو عوض بھی اصلی چیز کی طرح گروہی رہے گا۔

(۲۵۰۷) اگر انسان کوئی چیز غصب کرے تو ضروری ہے کہ اس کے مالک کو لوٹا دے اور اگر وہ چیز ضائع ہو جائے اور اس کی کوئی قیمت ہو تو ضروری ہے کہ اس کا عوض مسئلہ ۲۵۱۵ اور ۲۵۱۶ میں بیان کی گئی تفصیل کے مطابق مالک کو دے۔

(۲۵۰۸) جو چیز غصب کی گئی ہو اگر اس سے کوئی نفع ہو مثلاً غصب کی ہوئی بھینٹ کا بچہ پیدا ہو تو وہ اس کے مالک کا مال ہے نیز مثال کے طور پر اگر کسی نے کوئی مکان غصب کر لیا ہو تو خواہ غاصب اس مکان میں نہ رہتے تو ضروری ہے کہ اس کا کر ایہ مالک کو دے۔

(۲۵۰۹) اگر کوئی شخص بچے یا دیوانے سے کوئی چیز جو اس (بچے یا دیوانے) کا مال ہو غصب کرے تو ضروری ہے کہ وہ چیز اس کے سر پرست کو دے دے اور اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض د

ے۔

(۲۵۱۰) اگر دو آدمی مل کر کسی چیز کو غصب کر میں چنانچہ وہ دونوں اس چیز پر تسلط رکھتے ہوں تو ان میں سے ہر ایک اس پر وہی چیز کا ضامن ہے اگرچہ ان میں سے ہر ایک جدا جدا نہ طور پر اسے غصب نہ رکھتا ہو۔
(۲۵۱۱) اگر کوئی شخص غصب کی ہوئی چیز کو کسی دوسری چیز سے ملا دے مثلاً جو گہیو ن غصب کی ہو اسے جو ملا دے تو اگر ان کا جدا کرنا ممکن ہو تو خواہ اس میں زحمت ہی کیوں نہ ہو ضروری ہے کہ انہیں ایک دوسرے سے علیحدہ کرے اور (غصب کی ہوئی چیز) اس کے مالک واپس کر دے۔

(۲۵۱۲) اگر کوئی شخص طلائی چیز مثلا سو نے کی بالیوں کو غصب کرے اور اس کے بعد اسے پگھلا سے تو پگھلا نے سے پہلے اور پگھلا نے کے بعد کی قیمت میں جو فرق ہو ضروری ہے کہ وہ مالک کو ادا کرے چنانچہ اگر قیمت میں جو فرق پڑا ہو وہ نہ دینا چاہئے اور کہے کہ میں اسے پہلے کی طرح بناؤں گا تو مالک بھی اسے مجبور نہیں کہ اس کی بات قبول کرے اور مالک بھی اسے مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ اسے پہلے کی طرح بنا دے۔

(۲۵۱۳) جس شخص نے کوئی چیز غصب کی ہو اگر وہ اس میں کوئی ایسی تبدیلی کرے کہ اس چیز کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے مثلاً جو سونا غصب کیا ہو اس کے بندے دے دے تو اگر مالک اسے کہے کہ مجھے مال سی حالت میں (یعنی بندے کی شکل میں) دو تو ضروری ہے کہ اسے دے دے اور جو زحمت اس نے اٹھائی ہو (یعنی بندے بنا نے پر محنت کی ہو) اس کی مزدوری نہیں لے سکتا اور اسی طرح وہ یہ حق نہیں رکھتا کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس چیز کو اس کی پہلی حالت میں لے آئے لیکن اگر اس کی اجازت کے بغیر اس چیز کو پہلے جیسا کر دے یا کسی شکل میں کرے تو دونوں صورتوں میں قیمت کا جو فرق ہے اس کا ضامن ہونا یقینی نہیں۔

(۲۵۱۴) جس شخص نے کوئی چیز غصب کی ہو اگر وہ اس میں ایسی تبدیلی کرے کہ اس چیز کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے اور صاحب مال اسے اس چیز سے اس چیز کی پہلی حالت میں واپس کرنے کو کہے تو اس کے لیے واجب ہے کہ اسے اس کی پہلی حالت میں لے آئے اور اگر تبدیلی کرنے کی وجہ سے اس چیز کی قیمت پہلی حالت سے کم ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا حق مالک دے لہذا اگر کوئی شخص غصب کئے ہوئے سونے کا بار بنا لے اور اس سونے کا مالک کہے تمہارے لیے لازم ہے کہ اسے پہلی شکل میں لے آؤ تو اگر پگھلا نے کے بعد سونے کی قیمت اس سے کم ہو جائے جتنی بار بنا نے سے پہلی تھی تو غاصب کے لیے ضروری ہے کہ قیمتوں میں جتنا فرق ہو اس کے مالک کو دے۔

(۲۵۱۵) اگر کوئی شخص اس زمین میں جو اس نے غصب کی ہو کھیتی باڑی کرے یا درخت لگائے تو فصل کی پیداوار درخت اور ان کا پھل خود اس کا مال ہے اور زمین کا مالک اس بات پر راضی نہ ہو کہ درخت اس زمین میں رہیں تو جس نے وہ زمین غصب کی ہو ضروری ہے کہ خواہ ایسا کرنا اس کے لئے نقصان دہ ہی کیوں نہ ہو وہ فوراً اپنی فصل یا درختوں کو زمین سے اکھڑ لے نیز ضروری ہے کہ جتنی مدت فصل اور درخت اس زمین میں رہے ہوں اتنی مدت کا کرایہ زمین کے مالک کو دے اور جو خرابیاں زمین میں رہے ہوں اتنی مدت کا کرایہ زمین میں پیدا ہوئی ہوں انہیں درست کرے مثلاً جہاں درختوں کو اکھڑنے سے زمین میں گڑھے پڑ گئے ہوں اس جگہ کو ہموار کرے اور اگر ان خرابیوں کی وجہ سے زمین کی قیمت پہلے سے کم ہو جائے تو ضروری ہے کہ قیمت میں جو فرق پڑے وہ بھی ادا کرے اور وہ زمین کے مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتا کہ زمین اس کے ہاتھ بیچ دے یا کرائے پر دے دے نیز زمین کا مالک بھی اسے مجبور نہیں کر سکتا کہ درخت یا فصل اس کے ہاتھ بیچ دے۔

(۲۵۱۶) اگر ایک زمین کا مالک اس بات پر راضی ہو جائے کہ فصل اور پھل اس کی زمین میں رہیں تو جس شخص نے زمین غصب کی ہو اس کے لئے لازم نہیں کہ فصل اور درختوں کو اکھڑے لیکن ضروری ہے کہ جب زمین غصب کی ہو اس وقت سے لے کر مالک کے راضی ہونے تک کی مدت کا زمین کا کرایہ دے۔

(۲۵۱۷) جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر وہ تلف ہو جائے اور اگر وہ چیز گائے اور بھیڑ کی طرح ہو جن کی خصوصیات کی بنا پر عقلا کی نظر میں فریاد فریاد مختلف ہوتی ہے تو ضروری ہے کہ غاصب اس چیز کی قیمت ادا کرے اور اگر اس وقت اور ضرورت مختلف ہونے کی وجہ سے اس کی بازار کی قیمت بدل جائے تو ضروری ہے کہ وہ قیمت دے جو تلف ہونے کے وقت تھی اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ غصب کرنے کے وقت سے لے کر تلف ہونے تک اس چیز کی جو زیادہ سے زیادہ قیمت رہی ہو وہ دے۔

(۲۵۱۸) جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ گہیوں اور جو کی مانند ہو جن کی فریاد فریاد قیمت کا ذاتی خصوصیات کی بنا پر باہم فرق نہیں ہوتا تو ضروری ہے کہ (غاصب نے) جو چیز غصب کی ہو اسی جیسی چیز مالک کو دے لیکن جو چیز دے ضروری ہے کہ اس کی قسم اپنی خصوصیات میں اس غصب کی ہوئی چیز

کی قسم کے مانند ہو جو کہ تلف ہو گئی ہے مثلاً اگر بڑھیا قسم کا چاول غصب کیا تھا تو گٹھیا قسم کا چاول نہیں دے سکتا۔

(۲۵۱۹) اگر ایک شخص بھیڑ جیسی کوئی چیز غصب کرے اور وہ تلف ہو جائے تو اگر اس کی بازار کی قیمت میں فرق نہ پڑا ہو لیکن جتنی مدت وہ غصب کرنے والے کے پاس رہی ہو اس مدت میں مثلاً فرہ ہو گئی ہو لیکن یہ فرہ بھی غاصب کی بہتر دیکھ بھال سے نہ ہو اور پھر تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ فرہ ہونے کے وقت کی قیمت ادا کرے۔

(۲۵۲۰) جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر کوئی اور شخص وہی چیز اس سے غصب کرے اور وہ تلف ہو جائے تو مال کا مالک ان دونوں میں سے ہر ایک سے اس کا عوض کی کچھ مقدار کا مطالبہ کر سکتا ہے لہذا اگر مال کا مالک اس کا عوض پہلے غاصب سے لے لے تو پہلے غاصب نے جو کچھ دیا ہو وہ دوسرے غاصب سے لے سکتا ہے لیکن اگر مال کا مالک اس کا عوض دوسرے غاصب سے لے لے تو اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ دوسرا غاصب پہلے سے نہیں کر سکتا۔

(۲۵۲۱) جس چیز کو بیچا جائے اگر اس میں معاملے کی شرطوں میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو مثلاً جس چیز کی خرید و فروخت وزن کر کے کرنی ضروری ہو اگر اس کا معاملہ بغیر وزن کئے گیا جائے تو معاملہ باطل ہے اور اگر بیچنے والا اور خریدار معاملہ سے قطع نظر اس بات پر رضامند ہوں کہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف کریں تو کوئی اشکال نہیں ہے ورنہ جو چیز انہوں نے ایک دوسرے سے لی ہو وہ غصبی مال کی مانند ہے اور ان کے لئے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کی چیزیں واپس کر دیں اور دونوں سے جسکے بھی ہاتھوں دوسرے کا مال تلف ہو جائے تو خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو کہ معاملہ باطل تھا ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

(۲۵۲۲) جب ایک کوئی مال کسی بیچنے والے سے اس مقصد سے لے لے کہ اسے دیکھے یا کچھ مدت اپنے پاس رکھے تاکہ اگر پسند آئے تو خرید لے تو اگر وہ مال تلف ہو جائے تو مشہور قول کی بنا پر ضروری ہے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

گم شدہ مال پانے کے احکام

(۲۵۲۳) اگر شخص کو کسی دوسرے کا گم شدہ ایسا مال ملے جو حیوانات میں سے نہ ہو اور جس کی کوئی اور نشانی بھی نہ ہو جس کے ذریعے اس کے مالک کا پتا چل سکے تو خواہ اس کی قیمت ایک درہم ۶۰۰ چنے سکے دار چاندی سے کم ہو یا نہ ہو وہ اپنے لئے لے سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب ہے کہ وہ شخص اس مال کو اس کے مالک کی طرف سے فقیروں کو صدقہ کر دے یہی حکم اس روپے پیسے کا ہے جس پر کوئی علامت نہ ہو ہاں اگر اس کی مقدار یا زمان و مکان کی خصوصیات اس پیسے کے لیے علامت بن سکتی ہوں تو اس کے بارے میں مسئلہ (۲۵۲۴) کے مطابق اعلان کرنا ضروری ہے۔

(۲۵۲۴) اگر کوئی شخص کوئی ایسی چیز پائے جس پر کوئی ایسی نشانی ہو جس کے ذریعے اس کے مالک کا پتا چلا یا جاسکے تو اگر اسے معلوم ہو کہ اس کا مالک ایک ایسا کافر ہے جس کا مال محترم ہے تو اس صورت میں کہ اس چیز کی قیمت ایک درہم تک پہنچ جائے تو ضروری ہے کہ جس دن وہ چیز ملی ہو اس سے ایک سال تک لوگوں کی بیٹھکوں (یا مجلسوں) میں اس کا اعلان کرے۔

(۲۵۲۵) اگر انسان خود اعلان نہ کرنا چاہے تو ایسے آدمی کو اپنی طرف سے اعلان کرنے کے لئے کہہ سکتا ہے جس کے متعلق اسے اطمینان ہو کہ وہ اعلان کر دے گا۔

(۲۵۲۶) اگر مذکورہ شخص ایک سال تک اعلان کرے اور مال کا مالک نہ ملے تو اس صورت میں جبکہ وہ مال حرم پاک مکہ کے علاوہ کسی چیز سے ملا ہو وہ اسے اس کے مالک کے لئے اپنے پاس رکھ سکتا ہے اور اس کے عین مال کو محفوظ رکھ کر استفادہ بھی کر سکتا ہے تاکہ جب بھی وہ ملے اسے دے دے یا مال کے مالک کی طرف سے فقیروں کو صدقہ کر دے اور احتیاطاً لازم یہ ہے کہ وہ خود نہ لے اور اگر وہ مال اسے حرم پاک میں ملا ہو تو احتیاطاً جب یہ ہے کہ اسے صدقہ کر دے۔

(۲۵۲۷) اگر ایک سال تک اعلان کرنے کے بعد بھی مال کا مالک نہ ملے اور جسے وہ مال ملا ہو وہ اس کے مالک کے لئے اسے پاس رکھ لے (یعنی جب مالک ملے گا اسے دوں گا) اور وہ مال تلف ہو جائے تو اگر اس نے مال کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو اور تعدی بھی نہ کی ہو تو پھر وہ ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر وہ مال اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کر چکا ہو تو مال کے مالک کو اختیار ہے کہ اس صدقے پر راضی ہو جائے یا اپنے مال کے

عوض کا مطالبہ کرے اور صدقے کا ثواب صدقہ کرنے والے کو ملے گا۔

(۲۵۲۸) جس شخص کو کوئی مال ملا ہو اگر وہ اس طریقے کے مطابق جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے عمداً اعلان نہ کرے (اعلان نہ کر کے اگرچہ) اس نے گناہ کیا ہے لیکن اب اسے احتمال ہو کہ اعلان کرنا مفید ہو گا تو پھر بھی اس پر واجب ہے کہ اعلان کرے۔

(۲۵۲۹) اگر دیوانے یا نابالغ کوئی ایسی چیز مل جائے جس میں علامت موجود ہو اور اس کی قیمت ایک درہم کے مطابق ہو تو اس کا سرپرست اعلان کر سکتا ہے بلکہ اگر وہ چیز سرپرست نے بچے یا دیوانے سے لے لی ہو تو اس پر واجب ہے کہ اعلان کرے اور اگر ایک سال تک اعلان کرے پھر بھی مال کا مالک نہ ملے تو ضروری ہے کہ جو کچھ مسئلہ ۲۵۲۶ میں بتایا گیا ہے اس کے مطابق عمل کرے۔

(۲۵۳۰) اگر انسان اس سال کے دوران جس میں وہ (ملنے والے کے بارے میں) اعلان کر رہا ہو مال کے مالک کے ملنے سے ناامید ہو جائے تو احتیاط کی بنا پر۔ ضروری ہے کہ حاکم شرع کی اجازت سے مال کو صدقہ کر دے

(۲۵۳۱) اگر اس سال کے دوران جس میں (انسان ملنے والے مال کے بارے میں) اعلان کر رہا ہو مال تلف ہو جائے تو اگر اس شخص نے اس مال کی نگہداشت میں کوتاہی کی ہو یا تعدی یعنی بے جا استعمال کرے تو وہ ضامن ہے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے اور ضروری ہے کہ اعلان کرتا رہے اور اگر کوتاہی یا تعدی نہ کی ہو تو پھر اس پر واجب نہیں ہے

(۲۵۳۲) اگر کوئی مال جس پر کوئی نشانی (یا مارکہ) ہو اور اس کی قیمت ایک درہم تک پہنچتی ہو ایسی جگہ ملے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اعلان کے ذریعے اس کا مالک نہیں ملے گا تو ضروری ہے کہ (جس شخص کو وہ مال ملا ہو) وہ پہلے دن ہی اسے۔ احتیاطاً لازم کی بنا پر حاکم شرع کی اجازت سے اس کے مالک کی طرف سے فقیروں کو صدقہ کر دے اور ضروری نہیں کہ وہ ایک سال ختم ہونے تک انتظار کرے۔

(۲۵۳۳) اگر کسی شخص کو کوئی چیز ملے اور وہ اسے اپنا مال سمجھتے ہوئے اٹھالے اور بعد میں اسے پتا چلے کہ وہ اس کا اپنا مال نہیں ہے تو جو احکام اس سے پہلے والے مسائل میں بیان کئے گئے ہیں ان کے مطابق عمل کرے

(۲۵۳۴) جو چیز ملی ہو ضروری ہے کہ اس کا اس طرح اعلان کیا جائے کہ اگر اس کا مالک سنے تو اسے غالب گمان ہو کہ وہ چیز اس کا مال ہے اور اعلان کرنے میں مختلف مواقع کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے مثلاً بعض اوقات اتنا کہنا کافی ہے ”مجھے کوئی چیز ملی ہے“ لیکن بعض صورتوں میں ضروری ہے کہ اس چیز کی جنس کا تعین کرے مثلاً یہ کہے کہ سونے کا ایک ٹکڑا مجھے ملا ہے“ اور بعض صورتوں میں اس چیز کی بعض خصوصیات کا بھی اضافہ ضروری ہے مثلاً کہے سونے کی بالیاں مجھے ملی ہیں لیکن بہر حال ضروری ہے کہ اس چیز کی تمام خصوصیات کا ذکر نہ کرے تاکہ وہ چیز معین نہ ہو جائے اعلان ایسی جگہ سے کیا جائے جہاں سے مالک کو اطلاع ملنے کا احتمال ہو۔

(۲۵۳۵) اگر کسی کو کوئی چیز مل جائے اور دوسرا شخص کہے کہ یہ میرا مال ہے اور اس کی نشانیاں بھی بتا دے تو وہ چیز اس دوسرے شخص کو اس وقت دینا ضروری ہے جب اسے اطمینان ہو جائے کہ یہ اسی کا مال ہے یہ ضروری نہیں کہ وہ شخص ایسی نشانیاں بتائے جن کی طرف مال کا مالک بھی توجہ نہیں دیتا۔

(۲۵۳۶) کسی شخص کو جو چیز ملی ہو اگر اس کی قیمت ایک درہم تک پہنچے تو اگر وہ اعلان نہ کرے اور اس چیز کو مسجد یا کسی دوسری جگہ لوگ جمع ہوتے ہوں رکھ دے اور وہ چیز تلف ہو جائے یا کوئی دوسرا شخص اسے اٹھالے تو جس چیز کو مسجد یا کسی دوسری جگہ جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں رکھ دے اور وہ چیز تلف ہو جائے یا کوئی دوسرا شخص اسے اٹھالے تو جس چیز کو وہ چیز پڑی ہوئی ملی ہو وہ ذمہ دار ہے۔

(۲۵۳۷) اگر کسی شخص کو کوئی ایسی چیز مل جائے جو ایک سال تک باقی نہ رہتی ہو یا ان تمام خصوصیات کے ساتھ جب تک کہ وہ باقی رہے اس چیز کی حفاظت کرے جو اس کی قیمت میں اہمیت رکھتی ہوں اور احتیاطاً لازم یہ ہے کہ اس مدت کے دوران اس کا اعلان بھی کرتا رہے اور اگر اس کا مالک نہ ملے۔ تو احتیاطاً لازم کی بنا پر۔ حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت سے اس کی قیمت کا تعین کرے اور اسے بیچ دے اور پیسوں کو اپنے پاس رکھے اور اس کے ساتھ ساتھ اعلان بھی جاری رکھے اور اگر ایک سال تک ان کا مالک نہ ملے تو ضروری ہے کہ جو کچھ مسئلہ ۲۵۲۶ میں بتایا گیا ہے اس کے مطابق عمل کرے۔

(۲۵۳۸) جس چیز کسی کو پڑی ہوئی ملی ہو اگر وضو کرتے وقت یا نماز پڑھتے وقت وہ اس کے پاس ہو وہ اس

کے پاس ہو اور اگر وہ مالک کے ملنے کی صورت میں اسے نہ لوٹنا چاہتا ہو تو اس کا وضو اور نماز باطل نہیں ہو گئی۔

(۲۵۳۹) اگر کسی شخص کا جو تا اٹھا لیا جائے اور اس کی جگہ کسی اور کا جو تار کھسکتا ہے اور اگر وہ شخص کہ جو جو تار کھا ہے وہ اس شخص کا مال ہے جو اس کا جو تالے گیا ہے اور وہ اس بات پر راضی ہو کہ جو تا وہ لے گیا ہے اس کے اس عوض اس کا جو تار کھلے تو وہ اپنے جو تے کے بجائے وہ جو تار کھسکتا ہے اسی طرح اگر وہ شخص اس کا جو تا نا حق اور ظلماً لے گیا ہے تب بھی یہی حکم ہے لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ اس جو تے کی قیمت اس کے اپنے جو تے کی قیمت سے زیادہ قیمت ہو ورنہ زیادہ قیمت کے متعلق مجہول المالک کا حکم جاری ہو گا اور ان دو صورتوں کے علاوہ اس جو تے پر مجہول المالک کا حکم جاری ہو گا۔

(۲۵۴۰) اگر انسان کے پاس مجہول المالک مال ہو اور اس مال پر لفظ گم شدہ کا اطلاق نہ ہوتا ہو تو اس صورت میں کہ جب اسے اطمینان ہو کہ اس کے اس مال میں تصرف کرنے پر مال کا مالک راضی ہو گا تو جس طرح بھی ہو اس مال میں تصرف کرنا چاہے اس کے لیے جائز ہے اگر اطمینان نہ ہو تو انسان کے لیے لازم ہے کہ اس کے مالک کو تلاش کرے اور جب تک اس کے ملنے کی امید ہو اس وقت تک تلاش کرے اور اس کے مالک کے ملنے سے مایوس ہونے کے بعد اس مال کو بطور صدقہ فقیر کو دینا ضروری ہے احتیاطاً لازم یہ ہے کہ حاکم شرع کی اجازت سے صدقہ دے اور اگر بعد میں مال کا مالک مل جائے اور صدقہ دینے پر راضی نہ ہو تو احتیاطاً جب کی بنا پر اسے اس کا عوض دے دے۔

حیوانات کو شکار اور ذبح کرنے کے احکام

(۲۵۴۱) حیوان جنگلی ہو یا پالتو... حرام گوشت حیوانوں کے علاوہ جن کا بیان کھانے اور پینے والی چیزوں کے احکام میں آئے گا اس کو اس طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے جو بعد میں بتایا جائے گا تو اس کی جان نکل جانے کے بعد اس کا گوشت حلال اور بدن پاک ہے لیکن اونٹ مچھلی اور ٹڈی کے حلال کرنے کا طریقہ الگ ہے جسے آئندہ مسائل میں بیان کیا جائے گا۔

(۲۵۴۲) وہ جنگلی حیوان جن کا گوشت حلال ہو مثلاً ہرن، چکور اور پہاڑی بکری اور وہ حیوان جن کا گوشت حلال ہو اور جو پالتو رہے ہوں اور بعد میں جنگلی بن گئے ہوں مثلاً پالتو گائے اور اونٹ جو بھاگ گئے ہوں اور جنگلی بن گئے ہوں اگر انہیں اس طریقے کے مطابق شکار کیا جائے جس کا ذکر بعد میں ہو گا اور وہ پاک اور حلال ہیں لیکن حلال گوشت والے پالتو حیوان مثلاً بھیڑ اور گھریلو مرغ اور حلال گوشت والے وہ جنگلی حیوان جو تربیت کی وجہ سے پالتو بن جائیں شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے۔

(۲۵۴۳) حلال گوشت والا جنگلی حیوان شکار کرنے سے اس صورت میں پاک اور حلال ہوتا ہے جب وہ بھاگ سکتا ہو یا اڑ سکتا ہو لہذا ہرن کا وہ بچہ جو بھاگ نہ سکے اور چکور کا جو بچہ جو اڑ نہ سکے شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے اور اگر کوئی شخص ہرنی کو اور اس کے ایسے بچے کو اور اس کے ایسے بچے کو جو بھاگ نہ سکتا ہو ایک ہی تیر سے شکار کرے تو ہرنی حلال اور اس کا بچہ حرام ہو گا۔

(۲۵۴۴) حلال گوشت والے وہ حیوان جو اچھلنے والا خون نہ رکھتا ہو مثلاً مچھلی اگر خود بخود مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا گوشت کھا یا نہیں جاسکتا۔

(۲۵۴۵) حرام گوشت والا وہ حیوان کو اچھلنے والا خون نہ رکھتا ہو مثلاً سانپ اس کا مردہ پاک ہے لیکن ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتا۔

(۲۵۴۶) کتا اور سور ذبح کرنے اور شکار کرنے سے پاک نہیں ہوتے اور ان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے اور وہ حرام گوشت والا جو بھیڑیے اور چیتے کی طرح چیر پہاڑ کرنے والا اور گوشت کھانے ہو اگر اسے اس طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا یا تیر یا اسی طرح کی طرح کسی چیز سے شکار کیا جائے تو وہ پاک ہے لیکن اس کا گوشت حلال نہیں ہوتا اور اگر اس کا شکاری کتے کے ذریعے کیا جائے تو اس کا بدن پاک ہونے میں بھی اشکال ہے۔

(۲۵۴۷) ہاتھی، بچھ اور بندر جو کچھ ذکر ہو چکا ہے اس کے مطابق درندہ حیوانوں کا حکم رکھتے ہیں لیکن حشرات (کیڑے مکوڑے) اور وہ بہت چھوٹے حیوانات جو زیر زمین رہتے ہیں جیسے چوہا اور گوہ (وغیرہ) اگر اچھلنے والا خون رکھتے ہوں اور انہیں رکھتے ہوں اور انہیں ذبح کیا جائے تو ان کا گوشت تو ان کا گوشت اور کھا لپاک نہیں ہوں گے۔

(۲۵۴۸) اگر زندہ حیوان کے پیٹ سے مُردہ بچہ نکلے یا نکالا جائے تو اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔

حیوانات کو ذبح کرنے کا طریقہ

(۲۵۴۹) حیوانات کو ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی گردن کی چار ہڈیوں کو مکمل طور پر کاٹا جائے ان میں صرف چیرا لگانا مثلاً صرف گلا کاٹنا احتیاط کی بنا پر کافی نہیں ہے اور حقیقت یہ چاروں رگوں کو کاٹنا نہ ہوا مگر (شرعاً ذبح اس وقت صحیح ہوتا ہے) جب ان چاروں رگوں کو کاٹ کر گڑھ کے نیچے سے کاٹا جائے اور وہ چاروں رگیں سانس کی نالی اور کھانے کی نالی اور دو موٹی رگیں ہیں جو سانس کی نالی کے دونوں طرف ہوتی ہیں

(۲۵۵۰) اگر کوئی شخص چاروں رگوں میں سے بعض کو کاٹے اور پھر حیوان کے مرنے تک صبر کرے اور باقی رگیں بعد میں کاٹے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں لیکن اس صورت میں جبکہ چاروں رگیں حیوان کی جان نکلنے سے پہلے کاٹ دی جائیں مگر حسب معمول مسلسل نہ کاٹی جائیں تو وہ حیوان پاک اور حلال ہوگا اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسلسل کاٹی جائیں

(۲۵۵۱) اگر بھیڑ یا کسی بھیڑ کا گلاس طرح پہاڑ دے اور چاروں رگوں میں سے جنہیں ذبح کرتے وقت کاٹنا ضروری ہے کچھ بھی باقی نہ رہے تو وہ بھیڑ حرام ہو جاتی ہے اور صرف سانس کی نالی بالکل باقی نہ رہے تب بھی یہی حکم ہے بلکہ اگر بھیڑ حرام یا گردن کا کچھ حصہ پہاڑ دے اور چاروں رگوں سے لٹکی ہوئی یا بدن سے لگی ہوئی باقی رہیں تو احتیاط کی بنا پر وہ بھیڑ حرام ہے لیکن اگر بدن کا کوئی دوسرا حصہ پہاڑ دے تو اس صورت میں جبکہ بھیڑ ابھی زندہ ہو اور اس طریقے کے مطابق ذبح کی جائے جس کا ذکر بعد میں ہوگا تو حلال اور پاک ہوگئی

حیوان کو ذبح کرنے کی شرائط

(۲۵۵۲) حیوان کو ذبح کرنے کی چند شرطیں ہیں :

(۱) جو شخص کسی حیوان کو ذبح کرے خواہ مرد ہو یا عورت اس کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان ہو اور وہ مسلمان بچہ بھی جو سمجھدار ہو یعنی برے بھلے کی سمجھ رکھتا ہو حیوان کو ذبح کر سکتا ہے لیکن غیر کفار اور ان فرقوں کے لوگ جو جفا کے حکم میں ہیں مثلاً نواصب اگر کسی حیوان کو ذبح کریں تو وہ حلال نہیں ہوگا بلکہ کتابی کافر (مثلاً یہودی اور عیسائی) بھی کسی حیوان کو ذبح کرے اگرچہ بسم اللہ بھی کہے تو بھی احتیاط واجب کی بنا پر حیوان حلال نہیں ہوگا۔

(۲) حیوان کو اس چیز سے ذبح کیا جائے جو لوہے (یا اسٹیل) کی بنی ہوئی ہو لیکن اگر لوہے کی چیز دستیاب نہ ہو تو اسے ایسی چیز مثلاً شیشے اور پتھر سے بھی ذبح کیا جا سکتا ہے جو اس کی چاروں رگیں کاٹ دے اگرچہ ذبح کرنے کی (فوری) ضرورت پیش نہ آئی ہو۔

(۳) ذبح کرتے وقت حیوان قبلے کی طرف ہو حیوان کا قبلہ رخ ہونا خواہ وہ بیٹھا ہو یا کھڑا ہو دونوں حالتوں میں ایسا ہو جیسے انسان نماز میں قبلہ رخ ہوتا ہے اور اگر حیوان دائیں طرف سے بائیں طرف لیٹا ہو تو ضروری ہے کہ حیوان کی گردن اور اس کا پیٹ قبلہ رخ ہو اور اس کے پاؤں ہاتھوں اور منہ کا رخ ہونا لازم نہیں ہے جو شخص جانتا ہو کہ ذبح کرتے وقت ضروری ہے کہ حیوان قبلہ رخ ہو اگر وہ جان بوجھ اس کا منہ قبلے کی طرف نہ کرے تو حیوان حرام ہو جاتا ہے لیکن اگر ذبح کرنے والا بھول جائے یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا قبلے کے بارے میں اسے اشتباہ ہو یا یہ نہ جانتا ہو کہ قبلہ کس طرف ہے یا حیوان کا منہ قبلے کی طرف نہ کر سکتا ہو تو پھر اشکال نہیں اور ایسے مسلمان کا ذبح کرنا جو جانور کے قبلہ رو ہونے کا عقیدہ نہ رکھتا ہو درست ہے چاہے وہ جانور کو قبلہ رو نہ رکھے احتیاط مستحب یہ ہے کہ حیوان کو ذبح کرنے والا بھی قبلہ رخ ہو۔

(۴) کوئی شخص کسی حیوان کو ذبح کرتے وقت یا ذبح سے کچھ پہلے ذبح کرنے کی نیت سے خدا کا نام لے اور صرف بسم اللہ کہہ دے تو کافی ہے بلکہ اگر صرف اللہ کہہ دے تو بعید نہیں کہ کافی ہو اور اگر ذبح کرنے کی نیت کے بغیر خدا کا نام لے تو ہو حیوان پاک ہوتا اور اس کا گوشت بھی حرام ہے لیکن اگر بھول جانے کی وجہ سے خدا کا نام نہ لے تو اشکال نہیں ہے۔

(۵) ذبح ہونے کے بعد حیوان حرکت کرے اگرچہ مثال کے طور پر صرف آنکھ یا دم کو حرکت دے یا اپنا پاؤں زمین پر مارے اور حکم اس صورت میں ہے جب ذبح کرتے وقت حیوان کا زندہ ہونا مشکوک ہو اور اگر مشکوک

ک نہ ہو تو یہ شرط ضروری نہیں ہے۔

(۶) حیوان کے بدن سے اتنا خون نکلے جتنا معمول نکلتا ہے پس اگر خون اس کی رگوں میں رگ جائے اور اس سے خون نہ نکلے یا خون نکلا ہو لیکن اس حیوان کی نوع کی نسبت کم ہو تو وہ حیوان حلال نہیں ہو گا لیکن اگر خون کم نکلے کی وجہ یہ ہو کہ اس حیوان کا ذبح کرنے سے پہلے خون بہہ چکا ہو تو اشکال نہیں ہے

(۷) حیوان کو گلے کو گلے کی طرف سے ذبح کیا جائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ گردن کو اگلی طرف سے کاٹا جائے اور چھری کو گردن کی پشت میں گھونپ کر اس طرح اگلی طرف نہ لایا جائے کہ اس کی گردن پشت کی طرف سے کٹ جائے۔

(۲۵۵۳) احتیاط کی بنا پر جائز نہیں ہے کہ حیوان کی جان نکلے سے پہلے اس کا سر تن سے جدا کیا جائے اگرچہ ایسا کرنے سے حیوان حرام نہیں ہوتا... لیکن لاہری واپی یا چھری نیز ہونے کی وجہ سے جدا ہو جائے تو اشکال نہیں ہے اور اس طرح حیوان کی بنا پر حیوان کی گردن چیرنا اور اس سفید رگ کو جو مہرے سے حیوان کی دم تک جاتی ہے اور نخاع (حرام مغز) کہلاتی ہے حیوان کی جان نکلنے کا نٹا جائز نہیں ہے۔

اونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ

(۲۵۵۴) اگر اونٹ کو جان نکلنے کے بعد پاک اور حلال کرنا مقصود ہو ہے کہ ذبح کے بجائے نحر کیا جائے ان شرائط کے ساتھ جو حیوان کو ذبح کرنے کے لئے بتائی گئی ہیں چھری یا کوئی اور چیز جو لوہے (یا اسٹیل) بنی ہوئی ہو اور کاٹنے والی ہو اونٹ کی گردن اور سینے کے درمیان جو فم میں گھونپ دیں بہتر یہ ہے کہ اونٹ اس وقت کھڑا ہو۔

(۲۵۵۵) اگر اونٹ کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپنے کی بجائے اسے ذبح کیا جائے (یعنی اس کی گردن کی چار رگیں کاٹی جائیں) یا بھیڑ اور گائے یا ان جیسے دوسرے حیوانات کی گردن کی گہرائی میں اونٹ کی طرف چھری گھونپی جائے تو ان کا گوشت حرام اور بدن نجس ہے لیکن اگر اونٹ کی چار رگیں کاٹی جائیں اور ابھی وہ زندہ ہو تو مذکورہ طریقے کے مطابق اس کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپی جائے تو اس کا گوشت حلال اور بدن پاک ہے نیز اگر گائے یا بھیڑ اور ان جیسے حیوانات کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپی جائے اور ابھی وہ زندہ ہوں کہ انہیں ذبح کر دیا جائے تو وہ پاک اور حلال ہیں۔

(۲۵۵۶) اگر کوئی حیوان سرکش ہو جائے اور اس طریقے کے مطابق جو شرع نے مقرر کیا ہے ذبح (یا نحر) کرنا ممکن نہ ہو مثلاً کنویں میں گر جائے اور اس بات کا احتمال ہو کہ وہیں مر جائے گا اور اس کا مذکورہ طریقے کے مطابق ذبح (یا نحر) کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے بدن پر جہاں کہیں بھی زخم لگا یا جائے اور اس زخم کے نتیجے میں اس کی جان نکل جائے وہ حیوان حلال ہے اور اس کا رو بہ قبلہ ہونا لازم نہیں لیکن ضروری ہے کہ دوسری شرائط جو حیوان کو ذبح کرنے کے بارے میں بتائی گئی ہیں اس میں موجود ہوں۔

حیوانات کو ذبح کرنے کے مستحبات

(۲۵۵۷) فقہاء رضوان اللہ علیہم نے حیوانات کو ذبح کرنے میں کچھ چیزوں کو مستحب شمار کیا ہے:

(۱) بھیڑ کو ذبح کرتے وقت اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں باندھ دینے جائیں اور دوسرا پاؤں کھلا رکھا جائے اور گائے کو ذبح کرتے وقت اس کے چاروں ہاتھ پاؤں باندھ دینے جائیں اور دم کھلی رکھی جائے اور اونٹ کو نحر کرتے وقت اگر وہ بیٹھا ہوا ہو تو اس کے دونوں ہاتھ نیچے سے گھٹنے تک یا بغل کے نیچے ایک دوسرے سے باندھ دینے جائیں اور اس کے پاؤں کھلے رکھے جائیں اور مستحب ہے کہ پرندے ایک دوسرے سے باندھ دینے جائیں اور ان کے پاؤں کھلے رکھے جائیں اور مستحب ہے کہ پرندے کو ذبح کرنے کے بعد چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ اپنے پر اور بال پھڑ پھڑا سکے۔

(۲) حیوان کو ذبح (یا نحر) کرنے سے پہلے اس کے سامنے پانی رکھا جائے۔

(۳) (ذبح یا نحر کرتے وقت) ایسا کام کیا جائے کہ حیوان کو کم سے کم تکلیف ہو مثلاً چھری خوب تیز کر لی جائے اور حیوان کو جلدی ذبح کیا جائے۔

حیوانات کو ذبح کرنے کے مکر و ہات

(۲۵۵۸) حیوانات کو ذبح کرتے وقت بعض روایات میں چند چیزیں مکروہ شمار کی گئی ہیں:

- (۱) حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کی کھال اُتارنا۔
- (۲) حیوان کو ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں اس کی نسل کا دوسرا حیوان اُسے دیکھ رہا ہو۔
- (۳) شبِ جمعہ کو یا جمعہ کے دن ظہر سے پہلے حیوان کا ذبح کرنا۔ لیکن اگر ایسا کرنا ضرورت کے تحت ہو تو اس میں کوئی عیب نہیں۔
- (۴) جس چوپائے کو انسان نے پالا ہو اسے خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا۔

ہتھیاروں سے شکار کرنے کے احکام

(۲۵۵۹) اگر گوشت جنگلی حیوان کا شکار ہتھیاروں کے ذریعے کیا جائے اور وہ مر جائے تو پانچ شرطوں کے ساتھ وہ حیوان حلال اور اس کا بدن پاک ہوتا ہے۔

(۱) شکار کا ہتھیار چھری اور تلوار کی طرح کاٹنے والا ہو یا نیزے اور تیر کی طرح تیز ہو تاکہ تیز ہونے کی وجہ سے حیوان کے بدن کو چاک کر دے اور اگر حیوان کا شکار جال یا لکڑی یا پتھر یا انہی جیسی چیزوں کے ذریعے کیا جائے تو وہ پاک نہیں ہوتا اور اس کا کھانا بھی حرام ہے اگر حیوان کا شکار بندوق سے کیا جائے اور اس کی گولی اتنی تیز ہو کہ حیوان کے بدن میں گھس جائے اور اسے چاک کر دے تو وہ حیوان پاک اور حلال ہے اگر گولی تیز نہ ہو بلکہ دباؤ کے ساتھ حیوان کے بدن میں داخل ہو اور اسے مار دے یا اپنی گرمی کی وجہ سے اس کا بدن جلا دے اور اس جلنے کے اثر سے حیوان مر جائے تو اس حیوان کے پاک اور حلال ہونے میں اشکال ہے۔

(۲) ضروری ہے کہ شکاری مسلمان ہو یا ایسا مسلمان بچہ ہو جو برے بھلے کو سمجھتا ہو اور اگر غیر کتابی کافر یا وہ شخص جو کافر حکم میں ہو... جیسے ناصبی... کسی حیوان کا شکار کرے تو وہ شکار حلال نہیں ہے بلکہ کتابی کافر بھی اگر شکار کرے اور اللہ کا نام بھی لے تب بھی احتیاط کی بنا پر وہ حیوان حلال نہیں ہوگا۔

(۳) شکاری ہتھیار اس حیوان کو شکار کرنے کے لئے استعمال کرے اور اگر مثلاً کوئی شخص کسی جگہ کو نشا

نہ بنا رہا ہو اور اتفاقاً ایک حیوان کو مار دے تو وہ حیوان پاک نہیں ہے اور اس کا کھانا بھی حرام ہے لیکن آدمی شکار کی غرض سے کسی خاص حیوان کا نشا نہ لے اور نشا نہ کسی دوسرے حیوان پر لگے تو وہ حلال اور پاک ہے۔

(۴) ہتھیار چلاتے وقت شکاری اللہ کا نام لے اور بنا براقوی اگر نشا نہ پر لینے سے پہلے اللہ کا نام لے تو بھی کافی ہے لیکن اگر جان بوجھ کر اللہ کا نام نہ لے تو شکار حلال نہیں ہوتا البتہ بھول جائے تو کوئی اشکال نہیں۔

(۵) اگر شکاری حیوان کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ مر چکا ہو یا اگر زندہ ہو تو ذبح کرنے کے لیے وقت نہ ہو یا ذبح کرنے کے لئے وقت ہوتے ہوئے وہ اسے ذبح نہ کرے حتیٰ کہ وہ مر جائے تو جانور حرام ہے۔

(۲۵۶۰) اگر دو اشخاص (مل کر) ایک حیوان کا شکار کریں اور ان میں سے ایک مذکورہ پوری شرائط کیساتھ شکار کرے لیکن دوسرے شکار میں سے کچھ کم ہوں مثلاً ان دونوں میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا نام لے اور دوسرا جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

(۲۵۶۱) اگر تیر لگنے کے بعد مثال کے طور پر حیوان پانی میں گر جائے اور انسان کو علم ہو کہ حیوان تیر لگنے اور پانی میں گرنے سے مرے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے بلکہ اگر انسان کو علم نہ ہو کہ وہ فقط تیر لگنے سے مرا ہے تب بھی وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

(۲۵۶۲) اگر کوئی شخص غصبی کتے یا غصبی ہتھیار سے کسی حیوان کا شکار کرے تو شکار حلال ہے اور خود شکاری کا مال ہو جاتا ہے لیکن اس بات کے علاوہ کہ اس نے گناہ کیا ہے ضروری ہے کہ ہتھیار یا کتے کی اجرت اس کے مالک کو دے۔

(۲۵۶۳) اگر شکار کرنے کے ہتھیار مثلاً تلوار سے حیوان کے بعض اعضاء مثلاً ہاتھ اور پاؤں اس کے بدن سے جدا کر دیئے جائیں تو وہ عضو حرام ہیں لیکن اگر مسئلہ ۲۵۵۹ میں مذکورہ شرائط کے ساتھ اس حیوان کو ذبح کیا جائے تو اس کا باقی ماندہ بدن حلال ہو جائے گا لیکن اگر شکار کے ہتھیار سے مذکورہ شرائط کے ساتھ حیوان کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں اور سر اور گردن ایک حصے میں رہیں اور انسان اس وقت شکار کے پاس پہنچے جن اس کی جان نکل چکی ہو تو دونوں حصے حلال ہیں اگر حیوان زندہ ہو لیکن اسے ذبح کرنے کے لیے تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر ذبح کرنے کے لیے وقت ہو اور ممکن ہو کہ حیوان کچھ دیر زندہ رہے تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن نہ ہو حرام ہے اور وہ حصہ جس میں سر اور گردن ہو اگر شکار کے معین کردہ طریقے کے مطابق ذ

بح کیا جائے تو حلال ہے ورنہ وہ بھی حرام ہے۔

(۲۵۶۴) اگر لکڑی یا پتھر یا کسی دوسری چیز سے جن سے شکار کرنا صحیح نہیں ہے کسی حیوان کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن نہ ہوں حرام ہے اور اگر حیوان زندہ ہو اور ممکن ہو کہ کچھ دیر زندہ رہے اور اسے شرع کے معین طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن ہوں حلال ہے ورنہ وہ حصہ بھی حرام ہے۔

(۲۵۶۵) جب کسی حیوان کا شکار کیا جائے یا اسے ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلے تو اگر اس بچے کو شرع کے معین کردہ طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے تو حلال ورنہ حرام ہے۔

(۲۵۶۶) اگر کسی حیوان کا شکار کیا جائے یا اسے ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلے تو اس صورت میں کہ جب بچہ اس حیوان کو ذبح کرنے سے پہلے نہ مرا ہو اور اسی طرح جب وہ بچہ اس حیوان کے پیٹ سے دیر سے نکلنے کی وجہ سے نہ مرا ہو اگر اس بچے کی بناوٹ مکمل ہو اور اون یا بال اس کے بدن پر آگے ہوئے ہوں تو وہ بچہ پاک اور حلال ہے

شکار کی کتے سے شکار

(۲۵۶۷) اگر شکاری کتا کسی حلال گوشت والے جنگلی حیوان کا شکار کرے تو اس حیوان کے پاک ہونے اور حلال ہونے کے لیے چھ شرطیں ہیں:-

(۱) کتا اس طرح سدھا یا ہوا ہو کہ جب بھی اسے شکار پکڑنے کے لیے بھیجا جائے چلا جائے اور جب اسے جانے سے روکا جائے تو رک جائے لیکن اگر شکار سے نزدیک ہونے اور شکار کو دیکھنے کے بعد اسے جانے سے روکا جائے اور نہ رکے تو کوئی حرج نہیں ہے اور لازم نہیں ہے کہ اس کی عادت ایسی ہو کہ اپنے مالک کے پہنچنے سے پہلے شکار سے کچھ کھالے تو بھی حرج نہیں ہے اور اسی طرح اگر اسے شکار کا خون پینے کی عادت ہو تو کوئی اشکال نہیں لیکن یہ شرط ضروری ہے کہ اس کا مالک شکار اس سے لینا چاہے تو روکا وٹ نہ ڈالے اور مقابلے پر اتر نہ آئے۔

(۲) اس کا مالک اسے شکار کے لیے بھیجے اور اگر وہ اپنے آپ ہی شکار کے لیے جائے اور کسی حیوان کو شکار کر لے تو اس حیوان کا کھانا حرام ہے بلکہ کتا اپنے آپ شکار کے پیچھے لگ جائے اور بعد میں اس کا مالک ہانک لگانے تاکہ وہ جلدی شکار تک پہنچے تو اگر وہ مالک کی آواز کیوجہ سے بھاگے پھر بھی احتیاطاً جب کی بنا پر اس شکار کو کھانے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

(۳) جو شخص کتے کو شکار کے پیچھے لگائے ضروری ہے کہ مسلمان ہو اس تفصیل کے مطابق جو اسلحہ شکار کرنے کی شرائط میں بیان ہو چکی ہے۔

(۴) کتے کو شکار کے پیچھے بھیجنے وقت شکاری اللہ تعالیٰ کا نام لے اور اگر جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ حرام ہے لیکن اگر بھول جائے تو اشکال نہیں۔

(۵) شکار کو کتے کے کاٹنے سے جو زخم آئے وہ اس سے مرے لہذا اگر کتا شکار کا گلا گھونپ دے یا شکار دوڑنے یا ڈر جانے کی وجہ سے مر جائے تو حلال نہیں ہے۔

(۶) جس شخص نے کتے کو شکار کے پیچھے بھیجا ہو اگر وہ (شکار کئے گئے حیوان کے پاس) اس وقت پہنچے جب وہ مر چکا ہو یا اگر زندہ ہو تو اسے ذبح کرنے کے لیے وقت نہ ہو... لیکن شکار کے پاس پہنچنا غیر معمولی تاخیر کی وجہ سے نہ ہو اور اگر ایسے وقت پہنچے جب اسے ذبح کرنے کے لیے وقت ہو لیکن وہ حیوان ہو لیکن وہ حیوان کو ذبح نہ کرے حتیٰ کہ مر جائے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

(۲۵۶۸) جس شخص نے کتے کو شکار کے پیچھے بھیجا ہو اگر وہ شکار کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ اسے ذبح کر سکتا ہو تو ذبح کرنے کے لوازمات مثلاً اگر چھری نکالنے کی وجہ سے وقت گزر جائے اور حیوان مر جائے تو حلال ہے لیکن اگر اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس سے حیوان کو ذبح کرے اور وہ مر جائے تو بنا برا احتیاطاً وہ حلال نہیں ہوتا البتہ اس صورت میں اگر وہ شخص اس حیوان کو چھوڑ دے تاکہ کتا اسے مار ڈالے تو وہ حیوان حلال ہو جاتا ہے۔

(۲۵۶۹) اگر کئی کتے شکار کے پیچھے بھیجے جائیں اور وہ سب مل کر کسی حیوان کا شکار کریں تو اگر وہ سب کے سب ان شرائط کو پورا کرتے ہوں جو مسئلہ ۲۵۶۷ میں بیان کی گئی ہیں تو شکار حلال ہے اور اگر ان میں سے ایک کتا بھی ان شرائط کو پورا نہ کرے تو شکار حرام ہے۔

(۲۵۷۰) اگر کوئی شخص کتے کو کسی حیوان شکار کے لیے بھجے اور وہ کتا کوئی دوسرا حیوان شکار کر لے تو وہ شکار حلال اور پاک ہیں۔ اور اگر جس حیوان کے پیچھے بھیجا گیا ہو اسے بھی اور ایک اور حیوان کو بھی شکار کر لے تو وہ دونوں حلال اور پاک ہیں۔

(۲۵۷۱) اگر چند اشخاص مل کر ایک کتے کو شکار کے پیچھے بھیجیں اور ان میں سے ایک شخص جان بوجھ کر خدا کا نام نہ لے تو وہ شکار حرام ہے نیز جو کتے شکار کے پیچھے بھیجے گئے ہوں اگر ان میں سے ایک کتا اس طرح سدھایا ہوا نہ ہو جیسا کہ مسئلہ ۲۵۶۷ میں بتایا گیا ہے تو وہ شکار حرام ہے۔

(۲۵۷۲) اگر باز یا شکاری کتے کے علاوہ کوئی اور حیوان کسی جانور کا شکار حلال نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص اس شکار کے پاس پہنچ جائے اور وہ ابھی زندہ ہو اور اس طریقے کے مطابق جو شرع میں معین ہے اسے ذبح کر لے تو پھر وہ حلال ہے۔

مچھلی اور ٹڈی شکار

(۲۵۷۳) اگر اس مچھلی کو جو پیدائش کے لحاظ سے چھلکے والی ہو... اگرچہ کسی عارضی وجہ سے اس کا چھلکا اتر گیا ہو پانی میں سے زندہ پکڑ لیا جائے اور وہ پانی سے باہر آکر مر جائے تو وہ پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے اگر وہ پانی میں مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے مگر یہ کہ وہ مچھلی کے جال کے اندر پانی میں مر جائے تو اس صورت میں اس کا کھانا حلال ہے جس مچھلی کے چھلکے نہ ہوں اگرچہ اسے پانی سے زندہ پکڑ لیا جائے اور پانی کے باہر مرے وہ حرام ہے۔

(۲۵۷۴) اگر مچھلی (اچھل کر) پانی سے باہر آکر پانی کی لہر پھینک دے یا پانی جذب ہو جائے اور مچھلی خشکی پر رہ جائے تو اگر اس کے مرنے سے پہلے کوئی شخص اسے ہاتھ سے یا کسی اور ذریعے سے پکڑ لے تو وہ مرنے کے بعد حلال ہے اگر پکڑنے سے پہلے مر جائے تو حرام ہے۔

(۲۵۷۵) جو شخص مچھلی کا شکار کرے اس کے لازم نہیں کہ مسلمان ہو یا مچھلی کو پکڑنے وقت خدا کا نام لے لیکن یہ ضروری ہے کہ مسلمان دیکھے یا کسی اور طریقے سے اسے (یعنی مسلمان کو) یہ اطمینان ہو گیا ہو کہ مچھلی کو پانی سے زندہ پکڑا ہے یا وہ مچھلی اس کے جال میں پانی کے اندر مر گئی ہے۔

(۲۵۷۶) جس مری ہوئی مچھلی کے متعلق معلوم نہ ہو کہ اسے پانی سے زندہ پکڑا گیا ہے یا مردہ حالت میں پکڑا گیا ہے اگر وہ مسلمان کے ہاتھ میں ہو تو حلال ہے جو اس میں تصرف کر رہا ہے جو اس کے حلال ہونے کا ثبوت ہے لیکن اگر کافر کے ہاتھ میں ہو تو خواہ وہ کہے کہ اس نے اسے زندہ پکڑا ہے حرام ہے مگر یہ کہ انسان کو اطمینان ہو کہ اس کافر نے مچھلی کو پانی سے زندہ پکڑا ہے یا وہ مچھلی اس کے جال میں پانی کے اندر مر گئی ہے (تو حلال ہے)۔

(۲۵۷۷) زندہ مچھلی کا کھانا جائز ہے۔

(۲۵۷۸) اگر زندہ مچھلی کو بھون لیا جائے یا اسے پانی کے باہر مرنے سے پہلے ذبح کر دیا جائے تو اس کا کھانا جائز ہے۔

(۲۵۷۹) اگر پانی سے باہر مچھلی کے دو ٹکڑے کر لیے جائیں اور ان میں سے ایک ٹکڑا زندہ ہونے کی حالت میں پانی میں گر جائے تو جو ٹکڑا پانی باہر وہ جائے اسے کھانا جائز ہے۔

(۲۵۸۰) اگر ٹڈی کو ہاتھ سے یا کسی اور ذریعے سے زندہ پکڑ لیا جائے تو وہ مر جانے کے بعد حلال ہے اور یہ لازم نہیں کہ اسے پکڑنے والا مسلمان ہو اور اسے پکڑتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیکن اگر مردہ ٹڈی کافر کے ہاتھ میں ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے زندہ پکڑا تھا یا نہیں تو اگرچہ وہ کہے کہ اس نے اسے زندہ پکڑا تھا تو وہ حرام ہے۔

(۲۵۸۱) جس ٹڈی کے پرا بھی تک نہ آگے ہوں اور اڑ نہ سکتی ہو اس کا کھانا حرام ہے۔

کھانے پینے کی چیزوں کے احکام

(۲۵۸۲) ہر وہ پرندہ جیسے شاہین، عقاب اور باز جو چیرنے پھاڑنے اور پنجنے والا ہو حرام ہے اسی طرح کونے کی تمام قسمیں یہاں تک کہ پھاڑی کوئی بھی احتیاط و اجتناب کی بنا پر حرام ہیں ہر وہ پرندہ جو اڑتے وقت پر وں کو مارنا کم اور بے حرکت زیادہ رکھتا ہے وہ پرندہ جو اڑتے وقت پر وں کو مارتا زیادہ اور بے حرکت کم رکھتا ہے وہ حلال ہے اسی فرق کی بنا پر حرام گوشت پرندوں میں سے ان کی پرواز کی کیفیت دیکھ کر پہچانا جا سکتا

ہے لیکن اگر کسی پرندے کی پر اوزکی کیفیت معلوم نہ ہو تو اگر وہ پرندہ ہو ٹا سنگدانہ اور پاؤں کی پشت پر کا نثار کھتا ہو تو ہو حلال ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک علامت بھی نہ رکھتا ہو تو وہ حرام ہے احتیاطاً لازم یہ ہے کہ کوئے کی تمام اقسام حتیٰ کہ زاغ (پھاڑی کوئے) سے بھی اجتناب کیا جائے اور جن پرندوں کا ذکر ہو چکا ہے ان کے علاوہ دوسرے تمام پرندے مثلاً مرغ کبوتر اور چڑیاں یہاں تک کہ شتر مرغ اور مور بھی حلال ہیں لیکن بعض پرندوں جیسے ہدہ اور ابابیل کو ذبح کرنا مکروہ ہے جو حیوانات اڑتے ہیں مگر پر نہیں رکھتے مثلاً چمگا دڑ حرام ہیں اور احتیاطاً جب کی بنا پر زنبور (بھڑ، شہد کی مکھی، تتیا) مچھر اور اڑنے والے دوسرے کیڑے مکوڑوں کا بھی یہی حکم ہے

(۲۵۸۳) اگر اس حصے کو جس میں روح ہوزندہ حیوان سے جدا کر لیا جائے مثلاً زندہ بھیڑ کی چکتی یا گوست کی کچھ مقدار کاٹ کی جائے تو ہو نجس اور حرام ہے

(۲۵۸۴) حلال گوشت حیوانات کے کچھ اجزاء حرام ہیں اور ان کی تعداد چودہ ہے :

(۱) خون (۲) فضلہ (۳) عضو تناسل (۴) شرمگاہ (۵) بچہ دانہ (۶) غدود (۷) کپورے (۸) وہ چیزیں جو بھیجے میں ہوتی ہیں اور چنے کے دانے کی شکل میں ہوتی ہیں (۹) حرام مغز جو ریڑھ کی ہڈی میں ہوتا ہے (۱۰) بنا بر احتیاط لازم وہ رنگین جو ریڑھ کی ہڈی کے دندوں طرف ہوتی ہیں (۱۱) پتہ (۱۲) تلی (۱۳) مٹا نہ (۱۴) آنکھ کا ڈیلا یہ سب چیزیں پرندوں کے علاوہ حلال گوشت حیوانات میں حرام ہیں اور پرندوں کا خون اور ان کا فضلہ بلا اشکال حرام ہیں لیکن ان دو چیزوں (خون اور فضلہ) کے علاوہ پرندوں میں وہ چیزیں ہوں جو اوپر بیان ہوئی ہیں تو ان کا حرام ہونا احتیاطاً جب کی بنا پر ہے مچھلی کا فضلہ اور ٹڈی کا دل فضلہ بھی اسی حکم میں شامل ہے ان کے علاوہ ان دونوں میں اور کچھ حرام نہیں۔

(۲۵۸۵) حرام گوشت کا پیشاب پینا حرام ہے اور اسی طرح حلال گوشت حیوان... حتیٰ کہ احتیاطاً لازم کی بنا پر اونٹ... کا پیشاب کا بھی یہی حکم ہے لیکن علاج کے لئے اونٹ گائے اور بھیڑ کا پیشاب پینے میں اشکال نہیں ہے۔

(۲۵۸۶) چکنی مٹی کھانا حرام ہے نیز مٹی اور بجر کی کھانا احتیاطاً لازم کی بنا پر یہی حکم رکھتا ہے البتہ (ملتانہ مٹی کے مماثل) داغستانی اور آرمینیا مٹی وغیرہ علاج کے لئے بحالت مجبور کی کھانے میں اشکال نہیں ہے حصول شفاء کی غرض سے (سید الشہداء امام حسین - کے مزار مبارک کی مٹی یعنی) خاک شفاء کی تھوڑی سے مقدار کھانا ناز ہے بہتر یہ ہے کہ خاک شفاء کی کچھ مقدار پانی میں حل کر لی جائے تاکہ وہ حل ہو کر ختم ہو جائے اور بعد میں اس پانی کو پی لیا جائے اسی طرح احتیاطاً کی بنا پر ایسی مٹی کے بارے میں بھی یہی رعایت رکھی جائے جس کے بارے میں یقین نہ ہو کہ اسے تربت اقدس سے اٹھا یا گیا ہے اور اس پر کوئی گواہ بھی نہ ہو۔

(۲۵۸۷) ناک کا پانی اور سینے کا بلغم جو منہ میں آجائے اس کا نگلنا حرام نہیں ہے نیز اس غذا کے نگلنے میں جو خلال کرتے وقت دانتوں کے ریحوں سے نکلے کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۵۸۸) کسی ایسی چیز کا کھانا حرام ہے جو موت کا سبب بنے یا انسان کے لئے سخت نقصان دہ ہو۔

(۲۵۸۹) گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور اگر کوئی ان سے بد فعلی کرے تو وہ حیوان حرام ہو جاتا ہے اور جو نسل بد فعلی کے بعد پیدا ہو احتیاطاً جب کی بنا پر وہ بھی حرام ہو جاتی ہے اور ان کا پیشاب اور لید نجس ہو جاتی ہے اور ضروری ہے کہ انہیں شہر سے باہر لے جا کر دوسری جگہ بیچ دیا جائے اور اگر بد فعلی کرنے والا اس حیوان کا مالک نہ ہو تو اس پر لازم ہے کہ اس حیوان کی قیمت اس کے مالک کو دے اگر کوئی شخص حلال گوشت حیوان مثلاً گائے یا بھیڑ سے بد فعلی کرے تو ان کا پیشاب اور گوبر نجس ہو جاتا ہے اور ان کا گوشت کھانا حرام ہے اور احتیاطاً جب کی بنا پر اس کا دودھ پینے کا اور ان کی جو نسل بد فعلی کے بعد پیدا ہو اس بھی یہی حکم ہے ضروری ہے کہ ایسے حیوان کو فوراً ذبح کر کے جلا دیا جائے اور جس نے اس حیوان کے ساتھ بد فعلی کی ہو اگر وہ اس کا مالک نہ ہو تو اس قیمت اس کے مالک کو دے۔

(۲۵۹۰) اگر بکری کا بچہ سو رنی کا دودھ اتنی مقدار میں پی لے کے اس کا گوشت اور ہڈیاں اس سے قوت حاصل کریں تو خود وہ اور اس کی نسل حرام ہو جاتی ہے اور اگر وہ اس سے کم مقدار میں دودھ پیئے تو احتیاطاً کی بنا پر لازم ہے کہ اس کا استبراء کیا جائے اور اس کے بعد وہ حلال ہو جاتا ہے اس کا استبراء یہ ہے کہ سات دن پاک دودھ پیئے اور اسے دودھ کی حاجت نہ ہو تو سات دن گھاس کھائے بھیڑ کا شیرخوار بچہ اور گائے کا بچہ اور دوسرے حلال گوشت حیوانوں کے بچے احتیاطاً لازم کی بنا پر بکری کے بچے کے حکم میں ہیں نجاست کھانے والے حیوان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے اور اگر اس کا استبراء کیا جائے تو حلال ہو جاتا ہے اور اس کے استبراء کی ترکیب مسئلہ ۲۱۹ میں بیان ہوئی ہے۔

(۲۵۹۱) شراب پینا حرام ہے اور بعض احوال میں اسے گناہ کبیرہ بتایا گیا ہے حضرت امام جعفر صادق - سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: شراب برائیوں کی جڑ اور گناہوں کا منبع ہے جو شخص شراب پیئے وہ اپنی عقل کھو بیٹھا ہے اور اس وقت خدا تعالیٰ کو نہیں پہچانتا کوئی بھی گناہ کرنے سے نہیں چوکتا کسی شخص کا احترام نہیں کرتا اپنے فریبی رشتہ داروں کے حقوق کا پاس نہیں کرتا کھلم کھلا برائی کرنے سے نہیں شرماتا پس ایمان اور خدا شناسی کی روح اس کے بدن سے نکل جاتی ہے اور ناقص خبیث روح جو خدا کی رحمت سے دور ہوتی ہے اس کے بدن میں رہ جاتی ہے خدا اور اس کے فرشتے نیز انبیاء و مرسلین اور مومنین اس پر لعنت بھیجتے ہیں چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔“

(۲۵۹۲) جس دسترخوان شراب پی جا رہی ہو اس پر چنی ہوئی کوئی چیز کھانا حرام ہے اور اسی طرح اس دسترخوان پر بیٹھنا جس پر شراب پی جا رہی ہو تو احتیاطاً وہاں سے ہٹ کر بیٹھنا چاہئے۔

(۲۵۹۳) ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس کے اڑوس پڑوس میں جب کوئی دوسرا مسلمان بھوک یا پیاس سے جان بلب ہو تو اسے روٹی اور پانی دے کر مرنے سے بچائے بشرطیکہ اس طرح اس کی اپنی جان خطرے میں نہ پڑے اور اس طرح وہ شخص مسلمان نہ بھی ہو تو یہی حکم ہے کیونکہ وہ ایک انسان ہے اور اس کا قتل جائز نہیں۔

توضیح المسائل (آقائے سیستانی)

کھانا کھانے کے آداب

- (۲۵۹۴) کھانا کھانے کے آداب میں چند چیزیں مستحب شمار کی گئی ہیں
- (۱) کھانا کھانے سے پہلے کھانے والا دونوں ہاتھ دھوئے۔
 - (۲) کھانا کھالینے کے بعد اپنے ہاتھ دھوئے اور رومال (تولیہ وغیرہ) سے خشک کرے۔
 - (۳) میزبان سب سے پہلے کھانا کھانا شروع کرے اور سب بعد کھانے سے ہاتھ کھینچے۔ کھانا شروع کرنے سے قبل میزبان سب سے پہلے ہاتھ دھوئے اس کے بعد جو شخص اس کی دائیں طرف بیٹھا ہو وہ دھوئے اور اس طرح سلسلہ وار ہاتھ دھوئے رہیں حتیٰ کہ نوبت میزبان تک پہنچ جائے۔
 - (۴) کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھے لیکن اگر ایک دسترخوان پر انواع و اقسام کے کھانے ہوں تو ان میں سے ہر ایک کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔
 - (۵) کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئے۔
 - (۶) تین یا زیادہ انگلیوں سے کھانا کھانے اور دو انگلیوں سے نہ کھائے۔
 - (۷) اگر چند اشخاص دسترخوان پر بیٹھیں تو ہر ایک اپنے سامنے سے کھانا کھائے۔
 - (۸) چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر کھائے۔
 - (۹) دسترخوان پر زیادہ دیر بیٹھے اور کھانے کو طول دے۔
 - (۱۰) کھانا خوب اچھی طرح چبا کر کھائے۔
 - (۱۱) کھانا کھالینے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔
 - (۱۲) انگلیوں کو چاٹے۔
 - (۱۳) کھانا کھانے کے بعد دانتوں میں خلال کرے البتہ ریحان کے تنکے انار کی لکڑی یا کھجور کے درخت کے پتے سے خلال نہ کرے۔
 - (۱۴) جو غذا دسترخوان سے باہر گر جائے اسے جمع کرے اور کھالے لیکن اگر جنگل میں کھانا کھائے تو مستحب ہے کہ جو کچھ گرے اسے پرندوں اور جانوروں کے لیے چھوڑ دے۔
 - (۱۵) دن اور رات کی ابتدا میں کھانا کھائے اور دن کے درمیان میں رات کے درمیان میں نہ کھائے
 - (۱۶) کھانا کھانے کے بعد پیٹھ کے بل لیٹے اور دائیں پاؤں کو بائیں پاؤں پر رکھے

(۱۷) کھانا شروع کر تے وقت اور کھانے کے بعد نمک چکھے

(۱۸) پہلے کھانے سے پہلے انہیں پانی سے دھو لے

وہ باتیں جو کھانا کھاتے وقت مکر وہ ہیں

(۲۵۹۵) کھانا کھاتے وقت چند باتیں مذموم شمار کی گئی ہیں

(۱) بھرے پیٹ پر کھانا کھانا۔

(۲) بہت زیادہ کھانا... روایت میں ہے کہ خداوند عالم کے نزدیک پیٹ بھرا شخص دوسروں کی نسبت زیادہ قابل نفرت ہے۔

(۳) کھانا کھاتے وقت دوسروں کا منہ دیکھنا۔

(۴) گرم کھانا کھانا۔

(۵) جو چیز کھائی یا پی جا رہی ہو اسے پھونک مارنا۔

(۶) دسترخوان پر کھانا لگانے کے بعد کسی اور چیز کا منتظر ہونا۔

(۷) روٹی کو چھری سے کاٹنا۔

(۸) روٹی کو کھانے کے برتن کے نیچے رکھنا۔

(۹) ہڈی سے چپکے ہوئے گوشت کو یوں کھانا کہ ہڈی پر بالکل گوشت باقی نہ رہے۔

(۱۰) اس پہلے کا چھلکا اتارنا جو چھلکے کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔

(۱۱) پہلے پورا کھانے سے پہلے پھینک دینا۔

پانی پینے کے آداب

(۲۵۹۶) پانی پینے کے آداب میں چند چیزیں شمار کی گئی ہیں

(۱) پانی چوسنے کی طرز پر پینے۔

(۲) پانی دن میں دن میں کھڑے ہو کر پینے۔

(۳) پانی سے پہلے بسم اللہ اور پینے کے بعد الحمد للہ کہے۔

(۴) پانی (غٹا غٹ نہ پینے بلکہ) تین سانس میں پینے۔

(۵) پانی خواہش کے مطابق پینے۔

(۶) پانی پینے کے بعد حضرت امام حسین - اور ان کے اہل حرم کو یاد کرے اور ان کے قاتلوں پر لعنت بھیجے۔

وہ باتیں جو پانی پیتے وقت مکروہ ہیں

(۲۵۹۷) زیادہ پانی پینا مرغی کھانے کے بعد پانی پینا اور رات کو کھڑے ہو کر پانی پینا مذموم شمار کیا گیا ہے

علاوہ ازیں پانی بائیں ہاتھ سے پینا اور اسی کوزے (وغیرہ) کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے اور اس سے پینا جہاں کوزے کا دستہ ہو مذموم شمار کیا گیا ہے۔

منت اور عہد کے احکام

(۲۵۹۸) منت یہ ہے کہ انسان اپنے آپ پر واجب کر لے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کوئی اچھا کام کرے گا یا کوئی ایسا کام نہ کرنا بہتر ہو تر کر دے گا۔

(۲۵۹۹) منت میں صیغہ پڑھنا ضروری ہے اور یہ لازم نہیں کہ صیغہ عربی میں ہی پڑھا جائے لہذا اگر کوئی شخص کہے کہ میرا مریض صحت یاب ہو گا تو اللہ تعالیٰ کی خاطر مجھ پر لازم ہے کہ میں دس روپے فقیر کو دوں تو اس کی منت صحیح ہے یا یوں کہے کہ خدا کی خاطر میں نے یہ منت مانی ہے تو احتیاطاً جب ہے کہ اس پر عمل کرے لیکن اگر خدا کا نام نہ لے یا اس کے بجائے اولیاء اللہ میں سے کسی کا نام لے لے تو منت صحیح نہیں ہے اگر نذر صحیح ہو اور مکلف جان بوجہ کر اس پر عمل نہ کرے تو کفارہ ہے اسے چاہئے کہ کفارہ دے دے منت نہ پوری ہوئے کرنے کا کفارہ قسم کی مخالفت کرنے کے جیسا کفارہ ہے جس کا بیان بعد میں ہو گا۔

(۲۶۰۰) ضروری ہے کہ منت ماننے والا بالغ اور عاقل ہو نیز اپنے ارادے اور اختیار کے ساتھ منت مانے لہذا کسی ایسے شخص کا منت ماننا جسے مجبور کیا جائے یا جو جذبات میں آکر ارادے کے بے اختیار منت مانے تو صحیح

نہیں ہے -

(۲۶۰۱) کوئی سفیہ اگر منت مانے مثلاً یہ کہ کوئی چیز فقیر کو دے گا تو اس کی منت صحیح نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی دیوالیہ شخص منت مانے کہ اپنے مال میں سے جس میں تصرف کرنے سے اسے روک دیا گیا ہو کوئی چیز فقیر کو دے گا تو اس کی منت صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۰۲) شوہر کی اجازت کے بغیر عورت کا ان کاموں میں منت ماننا جو شوہر کے حقوق کے منافی ہوں صحیح نہیں ہے اس طرح عورت کا اپنے مال میں شوہر کی اجازت کے بغیر ماننا محال اشکال ہے لیکن اپنے مال میں شوہر کی اجازت کے بغیر حج کرنا زکوٰۃ صدقہ دینا اور ماں باپ سے حسن سلوک اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا (صحیح ہے)۔

(۲۶۰۳) اگر شوہر کی اجازت سے منت مانے تو شوہر اس کی منت ختم نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے منت پر عمل کرنے سے روک سکتا ہے۔

(۲۶۰۴) بیٹے کے منت ماننے پر باپ کی اجازت شرط نہیں لیکن اگر باپ یا ماں اسے اس کام سے جس کی اس نے منت مانی ہو منع کریں اور ان کا منع کرنا شفقت کی بنا پر ہو جس کی مخالفت کرنا ان کی اذیت کا سبب ہو تو بیٹے کی منت باطل ہے۔

(۲۶۰۵) انسان کسی ایسے کام کی منت مان سکتا ہے جس کا انجام دینا اس کے لئے ممکن ہو لہذا جو شخص مثلاً پیدل چل کر بلا نہ جا سکتا ہو اگر وہ منت مانے کہ وہاں تک پیدل جائے گا تو اس کی منت صحیح نہیں ہے اگر منت ماننے وقت قدرت رکھتا تھا اور بعد میں عاجز ہو جائے تو اس کا منت ماننا باطل ہے اور اس پر کچھ بھی واجب نہیں سوائے ان مواقع میں جہاں روزہ رکھنے کی منت مانی ہو اور روزہ نہ رکھ سکے تو احتیاطاً واجب ہے کہ ہر دن کے روزے کے بعد ۷۵۰ گرام غذا فقیر کو دے دے یا ۵۰ اکلوس آدمی کو دے جو اس کے بدلے روزہ رکھے گا۔

(۲۶۰۶) اگر کوئی شخص منت مانے کہ کوئی حرام اور مکروہ کام انجام دے گا یا کوئی واجب یا مستحب کام ترک کر دے گا تو اس کی منت صحیح نہیں ہے۔

(۲۶۰۷) اگر کوئی شخص منت مانے کہ کسی مباح کام کو انجام دے گا یا ترک کرے گا لہذا اگر اس کام کا بجالانا اور ترک کرنا ہر لحاظ سے مساوی ہو تو منت صحیح نہیں اور اگر اس کام کا انجام دینا کسی لحاظ سے بہتر ہو اور انسان منت بھی اسی لحاظ سے مانے مثلاً منت مانے کے کوئی (خاص) غذا کھائے گا تاکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے اسے توانائی حاصل ہو تو اس کی منت صحیح ہے اگر اس کام کا ترک کرنا کسی لحاظ سے بہتر ہو اور انسان منت بھی اس لحاظ سے مانے کہ اس کام کو ترک کر دے گا مثلاً چونکہ تمباکو مضر صحت ہے اس لئے منت مانے کہ اسے استعمال نہیں کرے گا تو اس کی منت صحیح لیکن اگر بعد میں تمباکو کا استعمال ترک کرنا اس کے لئے نقصان دہ ہو تو اس کی منت کا لعدم ہو جائے گی۔

(۲۶۰۸) اگر کوئی شخص منت مانے کہ واجب نمازیں ایسی جگہ جہاں نماز بجائے خود نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ نہیں مثلاً منت مانے کہ نماز کمرے میں پڑھے گا اگر وہاں نماز پڑھنا کسی لحاظ سے بہتر ہو چونکہ وہاں خلوت ہو اس لئے انسان حضور قلب پیدا کر سکتا ہے اگر اس کے منت ماننے کا مقصد یہی ہو تو منت صحیح ہے۔

(۲۶۰۹) اگر ایک شخص کوئی عمل بجالانے کی منت مانے تو ضروری ہے کہ وہ عمل اسی طرح بجالائے جس طرح منت ماننی ہو لہذا منت مانے کہ مہینے کی پہلے تاریخ کو صدقہ دے گا یا روزہ رکھے گا یا (مہینے کی پہلی تاریخ کو) اول ماہ کی نماز پڑھے گا تو اگر اس دن سے پہلے یا بعد میں اس عمل کو بجالائے تو کافی نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی شخص منت مانے کہ کا مریض صحت یاب ہو جائے گا تو وہ صدقہ دے گا تو اگر اس مریض کے صحت یاب ہونے سے پہلے صدقہ دے دے تو کافی نہیں ہے۔

(۲۶۱۰) اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کی منت مانے لیکن روزوں کا وقت اور تعداد معین نہ کرے تو اگر وہ ایک روزہ رکھے تو کافی ہے اگر نماز پڑھنے کی منت مانے اور نمازوں کی مقدار اور خصوصیات معین نہ کرے تو اگر ایک دور کعتی نماز پڑھے تو کافی ہے اگر منت ماننے کا صدقہ دے گا اور صدقہ کی جنس اور مقدار معین نہ کرے تو اگر ایسی چیز دے کہ لوگ کہیں کہ اس نے صدقہ دیا ہے تو پھر اس نے اپنی منت کے مطابق عمل کر دیا ہے اگر مانے کہ کوئی کام اللہ کی خوشنودی کے لئے بجالائے گا تو اگر ایک دور کعتی نماز پڑھے یا ایک روزہ رکھے یا کوئی چیز صدقہ دے دے تو اس نے اپنی منت نبھالی ہے۔

(۲۶۱۱) اگر کوئی شخص منت مانے کہ ایک خاص دن روزہ رکھے گا تو ضروری ہے کہ اسی دن روزہ رکھے

تو اگر جان بوجھ کر روزہ نہ رکھے تو ضروری ہے کہ اس دن کے علاوہ کفارہ بھی دے اور اظہر یہ ہے کہ اس کا کفارہ قسم توڑنے کا کفارہ ہے جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا لیکن اس دن وہ اختیار یہ کر سکتا ہے کہ سفر کرے اور روزہ نہ رکھے اگر سفر میں ہو تو لازم نہیں کہ ٹھہرنے کی نیت کر کے روزہ نہ رکھے تو اس صورت میں جبکہ سفر کی وجہ سے یا کسی دوسرے عذر مثلاً بیماری یا حیض کی وجہ سے روزہ وجہ سے روزہ نہ رکھے تو لازم ہے کہ روزے کی قضا کرے لیکن کفارہ نہیں ہے۔

(۳۶۱۲) اگر انسان حالت اختیار میں اپنی منت پر عمل نہ کرے تو کفارہ دینا ضروری ہے۔

(۲۶۱۳) اگر کوئی شخص ایک معین وقت تک کوئی عمل کرنے کی منت مانے تو اس وقت کے گزرنے کے بعد اس عمل کو بجالا سکتا ہے اور اگر اس وقت کے گزرنے سے پہلے بھول کر یا مجبوری سے اس عمل کو انجام دے تو اس پر کچھ وا جب نہیں ہے لیکن پھر بھی لازم ہے کہ وہ وقت آنے تک اس عمل کو انجام نہ دے اور اگر اس وقت کے آنے سے پہلے بغیر عذر کے اس عمل کو دوبارہ انجام دے تو ضروری ہے کہ کفارہ دے۔

(۲۶۱۴) جس شخص نے کوئی عمل ترک کرنے کی منت ماننی ہو اس وقت کے لئے کوئی وقت معین نہ کیا ہو اگر وہ بھول کر یا مجبوری یا غفلت کی وجہ سے اس عمل کو انجام دے تو اس پر کفارہ وا جب نہیں ہے لیکن اس کے بعد جب بھی بہ حالت اختیار اس عمل کو بجالائے ضروری ہے کہ کفارہ دے۔

(۲۶۱۵) اگر کوئی شخص منت مانے کہ ہر ہفتے ایک معین دن کا مثلاً جمعے کا روزہ رکھے گا تو اگر ایک جمعے کے دن عید الفطر یا عید قربان پڑ جائے یا جمعہ کا دن اسے کوئی عذر مثلاً سفر در پیش ہو یا حیض آجائے تو ضروری ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھے اور اس کی قضا بجالائے۔

(۲۶۱۶) اگر کوئی شخص منت مانے کہ ایک معین مقدار میں صدقہ دے گا تو اگر وہ صدقہ دینے سے پہلے مر جائے تو وارث کو اس کے مال میں سے اتنی مقدار میں صدقہ دینا لازم نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے بالغ ورثاء میراث میں سے اپنے حصے سے اتنی مقدار میت کی طرف سے صدقہ دے دیں۔

(۲۶۱۷) اگر کوئی شخص منت مانے کہ ایک معین فقیر کو صدقہ دے گا تو وہ کسی دوسرے فقیر کو نہیں دے سکتا اور اگر وہ معین کردہ فقیر مر جائے تو اس کے ورثاء کو پہنچانا لازم نہیں ہے۔

(۲۶۱۸) اگر کوئی منت مانے کہ آئمہ علیہم السلام میں سے کسی کی مثلاً حضرت امام حسینؑ کی زیارت سے مشر ہو گا تو اگر وہ کسی دوسرے امام کی زیارت کے لیے جائے تو یہ کافی نہیں ہے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ان امامؑ کی زیارت نہ کر سکے تو اس پر کچھ بھی وا جب نہیں ہے۔

(۲۶۱۹) جس شخص نے زیارت کرنے کی منت ماننی ہو لیکن غسل زیارت اور نماز کی منت نہ مانی ہو تو اس کے لیے انہیں بجالانا لازم نہیں ہے۔

(۲۶۲۰) اگر کوئی شخص کسی امام یا امام زادے کے حرم کے لیے مال خرچ کرنے کی منت مانے اور کوئی خاص مصرف معین نہ کرے تو ضروری ہے کہ اس مال کو اس حرم کی تعمیر (و مرمت) روشنوں اور قالین وغیرہ پر صرف کرے یا اگر ہو مکمل طور پر بے نیاز ہو تو اس کے ضرورت مند ذاکرین کی مدد میں خرچ کرے۔ (۲۶۲۱) اگر کوئی شخص پیغمبر اکرم یا آئمہ میں سے کسی ایک یا کسی امام زادے یا سابقہ علماء میں سے کسی کے لیے کوئی چیز نذر کرے تو اگر کسی معین مصرف کی نیت کی ہو تو ضروری ہے کہ اس چیز کو اسی مصرف میں لائے اور اگر کسی معین مصرف کی نیت نہ کی ہو تو ضروری ہے کہ اسے ایسے مصرف میں لے آئے جو ان سے نسبت رکھتا ہو مثلاً اس امام کے نادار ذاکرین پر خرچ کرے یا اس امام کے حرم کے مصارف پر خرچ کرے یا ایسے کاموں میں خرچ کرے جو امام کا تذکرہ عام کرنے کا سبب ہوں اگر کوئی چیز کسی امام زادے کے لیے نذر کرے تب بھی یہی حکم ہے۔

(۲۶۲۲) جس بھیڑ کو صدقے کے لیے یا کسی امام کی نذر کیا جائے اگر وہ نذر کے مصرف میں لائے جانے سے پہلے دودھ دے یا بچہ جنے تو ہود و دھیا بچہ اس کا مال ہے جس نے بھیڑ کو نذر کیا ہو مگر یہ کہ اس کی نیت عام ہو (یعنی نذر کرنے والے نے اس بھیڑ اس کے بچے وغیرہ سب چیزوں کی منت ماننی ہو تو بوسب نذر ہے) البتہ بھیڑ کی اون اور جس مقدار میں وہ فرہ ہو جائے نذر کا جزو ہے۔

(۲۶۲۳) جب کوئی منت مانے کہ اس کا مریض تندرست ہو جائے یا اس کا مسافر واپس آجائے تو وہ فلاں کام کرے گا تو اگر پتا چلے کہ منت ماننے سے پہلے مریض تندرست ہو گیا تھا یا مسافر واپس آ گیا تھا تو پھر منت پر عمل کرنا لازم نہیں۔

(۲۶۲۴) اگر باپ یا ماں منت مانیں کہ اپنے بیٹی کی شادی سید زادے سے کریں گے تو بالغ ہونے کے بعد لڑکی

اس بارے میں خود مختار ہے اور والدین کی منت کی کوئی اہمیت نہیں۔
 (۲۶۲۵) جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے عہد کرے کہ جب اس کی کوئی معین شرعی حاجت پوری ہو جائے گی تو فلاں کام کرے گا پس اس کی حاجت پوری ہو جائے تو ضروری ہے کہ وہ کام انجام دے نیز اگر ہو کسی حاجت کا ذکر کیے بغیر عہد کرے کہ فلاں کام انجام دے گا تو ہو کام کرنا اس پر واجب ہوتا ہے۔
 (۲۶۲۶) عہد میں بھی منت کی طرح صیغہ پڑھنا ضروری ہے مثلاً یوں کہہ دے کہ میں خدا سے عہد کرتا ہوں کہ میں یہ کام کروں گا یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کام کا عہد کیا جائے وہ شرعی طور پر اچھا ہو بلکہ اس قدر کافی ہے کہ شریعت میں اس کام سے نہ روکا گیا ہو اور عقلا کے نزدیک با مقصد قرار پائے یا اس شخص کے لیے اس میں کوئی مصلحت ہو اور اگر عہد کرنے کے بعد ایسا ہو جائے تو اس کام کی مصلحت نہ رہے یا شرعی عیب کے قابل نہ رہے اور مکر وہ قرار پایا ہو تو ضروری نہیں کہ اس پر عمل کرے۔
 (۲۶۲۷) اگر کوئی شخص اپنے عہد پر عمل نہ کرے تو ضروری ہے کہ کفارہ دے یعنی ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا دو مہینے مسلسل روزے رکھے یا ایک غلام کو آزاد کرے۔

قسم کھانے کے احکام
 (۲۶۲۸) جب کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں کام انجام دے گا مثلاً قسم کھائے کہ روزہ رکھے گا یا تمباکو استعمال نہیں کرے گا تو اگر بعد میں جان بوجھ کر اس قسم کے خلاف عمل کرے تو ضروری ہے کہ کفارہ دے یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دس فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا انہیں پوشاک پہنائے اور اگر ان اعمال کو بجا نہ لا سکتا ہو کہ تین دن مسلسل روزے رکھے۔

(۲۶۲۹) قسم کی چند شرطیں ہیں:
 (۱) جو شخص قسم کھائے ضروری ہے کہ وہ بالغ اور عاقل ہو نیز اپنے ارادے اور اختیار سے قسم کھائے لہذا بچے یا دیوانے یا بے حواس یا اس شخص کا قسم کھانا جسے مجبور کیا گیا ہو درست نہیں ہے اور اگر شخص جذبات میں آکر بلا ارادہ یا بے اختیار قسم کھائے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے۔
 (۲) قسم کھانے والا (جس کام کے انجام دینے کی قسم کھائے تو ضروری ہے کہ وہ واجب یا مستحب نہ ہو اور اگر کوئی مباح کام کرنے کی قسم کھائے تو عقلا کی نظر میں اس کام کو انجام دینا اس کو ترک کرنے سے بہتر ہو تو اس کی قسم صحیح ہے اور اسی طرح کسی کام کو ترک کرنے کی قسم کھائے تو عقلا کی نظر میں اسے ترک کرنا اس کو انجام دینے سے بہتر ہو تو اس کی قسم صحیح ہے بلکہ دونوں صورتوں میں اگر اس کا انجام دینا یا ترک کرنا خود اس شخص کے لیے بہتر ہو تب بھی اس کی قسم صحیح ہے۔

(۳) قسم کھانے والا (اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی ایسے نام کی قسم کھائے جو اس ذات کے سوا کسی اور کے لیے استعمال نہ ہوتا ہو مثلاً خدا اور اللہ۔ اور اگر ایسے نام کی قسم کھائے جو اس ذات کے سوا کسی اور کے لیے بھی استعمال ہوتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے اتنی کثرت کے لیے استعمال ہوتا ہو کہ جب بھی وہ نام لے لے تو خدا نے بزرگ و برتر کی ذات ہی ذہن میں آتی ہو مثلاً اگر کوئی خالق اور رازق کی قسم کھائے تو صحیح ہے بلکہ اگر کسی ایسے نام کی قسم کھائے کہ جب اس نام کو تنہا بولا جائے تو اس سے صرف ذات باری تعالیٰ ہی ذہن میں نہ آتی ہو لیکن اس نام کو قسم کھانے کے مقام میں استعمال کیا جائے تو ذات حق ہی ذہن میں آتی ہو مثلاً سمیع اور بصیر (کی قسم کھائے) تب بھی اس کی قسم صحیح ہے۔

(۴) قسم کھانے والا قسم کے الفاظ زبان پر لائے لیکن اگر گونا گونا شخص اشارے سے قسم کھائے تو صحیح ہے اور اسی طرح وہ شخص جو بات کرنے پر قادر نہ ہو اگر قسم کو لکھے اور دل میں نیت کر لے تو کافی ہے بلکہ اس کے علاوہ جو بول سکتا ہے وہ بھی لکھے تو احتیاطاً واجب کی بنا پر اس پر عمل کیا جائے۔

(۵) قسم کھانے والے کے لیے قسم پر عمل کرنا ممکن ہو اگر قسم کھانے کے وقت اس کے لیے اس پر عمل کرنا ممکن بعد میں عاجز ہو جائے اور اس نے اپنے آپ کو جان بوجھ کر عاجز نہ کیا ہو تو جس وقت سے عاجز ہو تو جس وقت سے عاجز ہو گا اس وقت سے اس کی قسم کا لعدم ہو جائے گی اگر منت یا قسم یا عہد پر عمل کرنے سے اتنی مشقت اٹھانی پڑے جو اس کی برداشت سے باہر ہو تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے
 اگر یہ عجز اس کے اختیار سے ہو یا بغیر اختیار سے ہو یا بغیر اختیار کے اگر تاخیر کے وقت کے اعتبار سے اس کا کوئی عذر نہ ہو تو اس نے گناہ کیا اس پر کفارہ واجب ہے۔

(۲۶۳۰) اگر باپ بیٹے کو یا شوہر بیوی کو قسم کھانے سے روکے تو ان کی قسم صحیح نہیں ہے۔
(۲۶۳۱) اگر بیٹا باپ کی اجازت کے بغیر اور بیوی شوہر کی اجازت سے بغیر قسم کھائے تو باپ اور شوہر ان کی قسم فسخ کر سکتے ہیں۔
(۲۶۳۲) اگر انسان بھول کر یا مجبور ری کی وجہ سے غفلت کی بنا پر قسم پر عمل نہ کرے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے اگر اسے مجبور کیا جائے کہ قسم پر عمل کرے تب بھی یہی حکم ہے اگر وہی قسم کھائے مثلاً یہ کہے وا اللہ میں ابھی نماز میں مشغول ہوتا ہوں اور وہی کی وجہ سے مشغول نہ ہوتا تو اگر اس کا وہی ایسا ہو کہ اس کی وجہ سے مجبور ہو کر قسم پر عمل نہ کرے تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔
(۲۶۳۳) اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہے تو اس کا قسم کھانا مکروہ ہے اور اگر جھوٹ بول رہا ہے تو حرام ہے بلکہ مقدمات کے فیصلے وقت جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے لیکن اگر وہ اپنے آپ کو یا کسی دوسرے مسلمان کو کسی ظالم سے شرف سے نجات دلانے کے لیے جھوٹی قسم کھائے تو اس میں اشکال نہیں بلکہ بعض اوقات ایسی قسم کھانا واجب ہوتا ہے تاہم اگر تو یہ کرنا ممکن ہو یعنی قسم کھانے وقت ظاہری مفہوم کو چھوڑ کر دوسرے مطلب کی نیت کرے اور جو مطلب اس نے لیا ہے اس کو ظاہر نہ کرے تو احتیاطاً لازم یہ ہے کہ تو یہ کرے مثلاً اگر کوئی ظالم کسی کو اذیت دینا چاہے اور کسی دوسرے شخص سے پوچھے کہ کیا تم نے فلاں شخص کو دیکھا ہے؟ اور اس نے اس شخص کو ایک منٹ قبل دیکھا ہو تو وہ کہے کہ میں نے اسے نہیں دیکھا اور قصد یہ کرے کہ اس وقت سے پانچ منٹ پہلے میں نے اسے نہیں دیکھا۔

وقف کے احکام

(۲۶۳۴) اگر ایک شخص کوئی چیز وقف کرے تو وہ اس کی ملکیت سے نکل جاتی ہے اور وہ خود یا دوسرے لوگ نہ ہی ہو چیز کسی دوسرے کو بخش سکتے ہیں اور نہ ہی اسے بیچ سکتے ہیں اور نہ کوئی شخص اس میں سے کچھ بطور میراث لے سکتا ہے لیکن بعض صورتوں میں جن کا ذکر مسئلہ ۲۰۵۴ میں کیا گیا ہے اسے بیچنے میں اشکال نہیں۔

(۲۶۳۵) یہ لازم نہیں کہ وقف کا صیغہ عربی میں پڑھا جائے بلکہ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے یہ کتاب طالب علموں کے لیے وقف کر دی ہے تو وقف صحیح ہے بلکہ عمل سے بھی وقف ثابت ہو جاتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص وقف کی نیت سے چٹائی مسجد میں ڈال دے یا کسی عمارت کو مسجد کی نیت سے اس طرح بنا لے جیسے مساجد بنائی جاتی ہیں تو وقف ثابت ہو جاتا ہے عمومی اوقاف مثلاً مسجد مدرسہ یا ایسی چیزیں جو تمام لوگوں کے لئے وقف کی جائیں یا مثلاً فقراء اور سادات کے لئے وقف کی جائیں ان کے وقف کے صحیح ہونے میں کسی کا قبول کرنا لازم نہیں ہے چاہے وقت عام یا خاص اسی طرح اس میں قصد قربت بھی ضروری نہیں۔
(۲۶۳۶) اگر کوئی شخص اپنی کسی چیز کو وقف کرنے کے لیے معین کر لے اور وقف کرنے سے قبل پچھتا لے یا مر جائے، وقف و وقوع پذیر نہیں ہوتا اسی طرح اگر وقف خاص میں موقوف علیہ کے قبضے میں لینا سے پہلے مر جائے تو بھی وقف وقوع پذیر نہیں ہوتا۔

(۲۶۳۷) اگر ایک شخص کوئی مال وقف کرے تو ضروری ہے کہ وقف کرنے سے اس مال کو ہمیشہ کے لیے وقف کر دے اور مثال کے طور پر اگر ہو کہ یہ مال میرے مرنے کے بعد وقف ہو گا تو چونکہ وہ مال صیغہ پڑھنے کے وقت سے اس کے مرنے کے وقت تک نہیں رہا اس لیے وقف صحیح نہیں ہے نیز اگر کہے کہ یہ مال دس سال تک وقف رہے گا اور پھر وقف نہیں ہو گا یا یہ کہے کہ یہ مال دس سال کے لیے وقف ہو گا پھر پانچ سال کے لیے وقف نہیں ہو گا اور پھر دوبارہ وقف ہو جائے گا تو وہ وقف صحیح نہیں ہے لیکن اگر اس دوران ”حبس“ کی نیت کرے تو ”حبس“ واقع ہو جاتا ہے (۲۶۳۸) خصوصی وقف اس صورت میں صحیح ہے جب وقف کرنے والا وقف کا مال جن لوگوں کے لئے وقف کیا گیا ہے ان کے یا ان کے وکیل یا سرپرست کے تصرف میں دے دے اور ان کا طبقہ اول سے اپنے تصرف میں لے لے لیکن کوئی چیز اپنے نابالغ بچوں کے لئے وقف کرے اور اس نیت سے کہ وقف کر دہ چیز ان کی ملکیت ہو جائے اس چیز کی نگہداری کرے تو وقف صحیح ہے۔
(۲۶۳۹) ظاہر یہ ہے کہ عام اوقاف مثلاً مدرسوں اور مساجد وغیرہ میں قبضہ معتبر نہیں ہے بلکہ صرف وقف کرنے سے ہی ان کا وقف ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

(۲۶۴۰) ضروری ہے کہ وقف کرنیوالا بالغ اور عاقل ہو نیز قصد اور اختیار رکھتا ہو اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کر سکتا ہو لہذا اگر سفیہ یعنی وہ شخص جو اپنا مال احمقانہ کاموں خرچ کرتا ہو کوئی چیز وقف کرے تو چونکہ وہ اپنے مال میں

تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لئے (اس کا کیا ہوا وقف) صحیح نہیں۔

(۲۶۴۱) اگر کوئی شخص کسی مال کو ایسے بچے کے لئے وقف کرے جو ماں کے پیٹ میں ہوا اور ابھی پیدا نہ ہوا ہو تو اس وقف کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور لازم ہے کہ احتیاط ملحوظ رکھی جائے لیکن اگر کوئی مال ایسے لوگوں کے لئے وقف کیا جائے جو ابھی موجود ہوں اور ان کے بعد ان لوگوں کے لئے وقف کیا جائے جو بعد میں پیدا ہوں تو اگر چہ وقف کرتے وقت وہ ماں کے پیٹ میں بھی نہ ہوں وہ وقف صحیح ہے مثلاً ایک شخص کوئی چیز اپنی اولاد کے لئے وقف کرے کہ ان کے بعد اس کے پوتوں کے لئے وقف ہو گی (اولاد کے) ہر گز وہ کے بعد آنے والا اگر وہ اس سے استفادہ کرے گا تو وقف صحیح ہے۔

(۲۶۴۲) اگر کوئی شخص کسی چیز کو اپنے آپ پر وقف کر دے تا کہ اس کی آمدنی اس کے مرنے کے بعد اس مقبرے پر خرچ کی جائے تو یہ وقف صحیح نہیں ہے لیکن مثال کے طور پر وہ کوئی مال فقراء کے لئے وقف کر دے اور خود بھی فقیر ہو جائے تو وقف کے منافع سے استفادہ کر سکتا ہے لیکن وہ یوں وقف کرے کہ اس مکان کا کرایہ فقراء میں تقسیم کرے گا تو اگر بعد میں خود فقیر ہو جائے تو اس مال میں سے لینا محل اشکال ہے۔

(۲۶۴۳) جو چیز کسی شخص نے وقف کی ہو اگر اس نے اس کا متولی بھی معین کیا ہو تو ضروری ہے کہ ہدایات کے مطابق عمل ہو اور اگر وقف نے متولی معین نہ کیا اور مال مخصوص افراد پر مثلاً اپنی اولاد کے لئے وقف کیا ہو تو وہ افراد اس سے استفادہ کرنے میں خود مختار ہیں اور اگر بالغ نہ ہوں تو پھر ان کا سرپرست مختار ہے اور وقف سے استفادہ کرنے کے لئے حاکم شرع کی اجازت لازم نہیں لیکن ایسے کام جس میں وقف کی بہتری یا آئندہ نسلوں کی بھلائی ہو مثلاً وقف کی تعمیر کرنا یا وقف کو کرائے پر دینا کہ جس میں بعد والے طبقے کے لئے فائدہ ہے تو اس کا مختار حاکم شرع ہے۔

(۲۶۴۴) اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی مال کو فقراء یا سادات کے لئے وقف کرے یا اس مقصد سے وقف کرے کہ اس مال کا منافع بطور خیرات دیا جائے تو اس صورت میں کہ اس نے وقف کے لئے متولی معین نہ کیا ہو اس کا اختیار حاکم شرع کو ہے۔

(۲۶۴۵) اگر کوئی شخص کسی املاک کو مخصوص افراد مثلاً اپنی اولاد کے لئے وقف کرے تا کہ ایک پشت کے بعد دوسری پشت اس سے استفادہ کرے تو اگر وقف کا متولی اس مال کو کرائے پر دے دے اور اس کے بعد مر جائے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر اس املاک کا کوئی متولی نہ ہو اور جن لوگوں کے لئے وہ املاک وقف ہوئی ہے ان میں سے ایک پشت اسے کرائے پر دے دے اور اجارے کی مدت کے دوران وہ پشت مر جائے اور جو پشت اس کے بعد میں ہو وہ اس اجارے کی تصدیق نہ کرے تو اجارہ باطل ہو جائے گا اور اس صورت میں اگر کرایہ دار نے پوری مدت کا کرایہ ادا کر رکھا ہو تو مرنے والے کی موت کے وقت سے اجارے کی مدت کے خاتمے تک کرایہ اس (مرنے والے کے مال سے لے سکتا ہے۔

(۲۶۴۶) اگر وقف کردہ املاک پر بادبھی ہو جائے تو اس کے وقف کی حیثیت نہیں بدلتی بجز اس صورت کے کہ وقف کی ہوئی چیز کسی خاص مقصد کے لئے وقف ہو اور وہ مقصد فوت ہو جائے مثلاً کسی شخص نے کوئی باغ بطور باغ وقف کیا ہو تو اگر وہ باغ خراب ہو جائے تو وقف باطل ہو جائے گا اور وقف کردہ مال واقف کے ورثاء کی ملکیت میں دوبارہ ہو جائے گا۔

(۲۶۴۷) اگر کسی املاک کی کچھ مقدار وقف ہو اور کچھ مقدار وقف نہ ہو وہ املاک تقسیم نہ کی گئی ہو تو ہر وہ شخص جسے وقف میں تصرف کرنے کا اختیار ہے جسے حاکم شرع وقف کا متولی اور وہ لوگ جن کے لئے وقف کیا گیا ہے باخبر لوگوں کی رائے کے مطابق وقف شدہ حصہ جدا کر سکتے ہیں

(۲۶۴۸) اگر وقف کا متولی خیانت کرے مثلاً اس کا منافع معین مدوں میں استعمال نہ کرے تو حاکم شرع اس کے ساتھ کسی امین شخص کو لگا دے تاکہ وہ متولی کو خیانت سے روکے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو حاکم شرع اس کی جگہ کوئی دیانتدار متولی مقرر کر سکتا ہے۔

(۲۶۴۹) جو قالین (وغیرہ) امام بارگاہ کے لئے وقف کیا گیا ہو اسے نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں نہیں لے جایا سکتا خواہ مسجد امام بارگاہ سے ملحق ہی کیوں نہ ہو لیکن یہ مال امام بارگاہ کی ملکیت میں ہو تو متولی کی اجازت سے دوسری جگہ لے جا سکتے ہیں۔

(۲۶۵۰) اگر کوئی املاک کسی مسجد کی مرمت کے لئے وقف کی جائے تو اگر اس مسجد کو مرمت کی ضرورت نہ ہو اور اس بات کی توقع بھی نہ ہو کہ آئندہ یا کچھ عرصے بعد اسے مرمت کی ضرورت ہوگی نیز اس املاک کی آمدنی کو جمع کر کے حفاظت کرنا بھی نہ ہو کہ بعد میں اس مسجد کی مرمت میں لگادی جائے تو اس صورت میں احتیاطاً

ط لازم یہ ہے کہ اس املاک کی آمدنی کو اس کام میں صرف کرے جو وقف کرنے والے کے مقصود سے نزدیک تر ہو مثلاً اس مسجد کی کوئی دوسری ضرورت پوری کر دی جائے یا کسی دوسری مسجد کی تعمیر میں لگا دی جائے۔

(۲۶۵۱) اگر کوئی املاک وقف کرے تاکہ اس کی آمدنی مسجد کی مرمت پر خرچ کی جائے اور امام جماعت کو اور مسجد کے موزن کو دی جائے تو اس صورت میں کہ اس شخص نے ہر ایک کے لیے کچھ مقدار معین کی ہو تو ضروری ہے کہ آمدنی اسی کے مطابق خرچ کی جائے اور اگر معین نہ ہو تو ضروری ہے کہ پہلے مسجد کی مرمت کرانی جائے اور پھر اگر بچے تو متولی اسے جماعت اور مؤذن کے درمیان جس طرح مناسب سمجھے تقسیم کر دے لیکن بہتر ہے کہ یہ دونوں اشخاص تقسیم کے متعلق ایک دوسرے سے مصالحت کر لیں۔

وصیت کے احکام

(۲۶۵۲) ”وصیت“ یہ ہے کہ انسان تاکید کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے فلاں فلاں کام کئے جائیں یا یہ کہے کہ اس مرنے کے بعد اس کے مال میں سے کوئی چیز فلاں شخص کی ملکیت ہوگی یا اس کے مال میں سے کوئی شخص کی ملکیت میں دے دی جائے یا خیرات کی جائے یا امور خیرہ پر صرف کی جائے یا اپنی اولاد کے لئے اور جو لوگ اس کی کفالت میں ہوں ان کے لئے کسی کو نگران اور سرپرست مقرر کرے اور جس شخص کو وصیت کی جائے اسے ”وصی“ کہتے ہیں۔

(۲۶۵۳) جو شخص بول نہ سکتا ہو اگر وہ اشارے سے اپنا مقصد سمجھا دے تو وہ ہر کام کے لئے وصیت کر سکتا ہے بلکہ جو شخص بول سکتا ہو اگر وہ بھی اس طرح اشارے سے وصیت کرے کہ اس کا مقصد سمجھ میں آجائے تو وصیت صحیح ہے۔

(۲۶۵۴) اگر ایسی تحریر مل جائے جس پر مرنے والے کے دستخط یا مہر ثبت ہو تو اگر اس تحریر سے اس کا مقصد سمجھ میں آجائے اور پتا چل جائے کہ یہ چیز اس نے وصیت کی غرض سے لکھی ہے تو اس کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔

(۲۶۵۵) جو شخص وصیت کرے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو سفیہ نہ ہو اور اپنے اختیار سے وصیت کرے لہذا نابالغ بچے کا وصیت کرنا صحیح نہیں ہے مگر یہ کہ بچہ دس سال کا ہو اور اس نے اپنے رشتے داروں کے لئے وصیت کی ہوئی عام خیرات میں خرچ کر نے کی وصیت کی ہو تو ان دونوں صورتوں میں اس کی وصیت صحیح ہے اگر اپنے رشتے داروں کے علاوہ کسی دوسرے کے لیے وصیت کرے یا سات سالہ بچہ یہ وصیت کرے کہ اس کے اموال میں سے تھوڑی سی چیز کسی شخص کے لیے ہے یا کسی کو دے دی جائے تو وصیت کا نافذ ہونا محل اشکال ہے اور ان دونوں صورتوں میں احتیاط کا خیال رکھا جائے اور اگر کوئی شخص سفیہ ہو تو اس کی وصیت اس کے اموال میں نافذ نہیں ہے لیکن اگر اس کی وصیت اموال کے علاوہ دوسرے امور میں ہو مثلاً ان مخصوص کاموں کے متعلق ہو جو موت کے بعد میت کے لیے انجام دینے جاتے ہیں تو وہ وصیت نافذ ہے۔

(۲۶۵۶) جس شخص نے مثال کے طور پر خودکشی کا ارادہ کر کے اپنے آپ کو زخمی کر لیا ہو یا زہر کھا لیا ہو جس کی وجہ سے اس کے مرنے کا یقین یا گمان پیدا ہو جائے اگر وہ وصیت کرے کہ اس کے مال کی کچھ مقدار کسی مخصوص مصرف میں لائی جائے اور اس کے بعد وہ مر جائے تو اس کی وصیت صحیح نہیں ہے لیکن غیر مالی امور میں اس کی وصیت نافذ ہو گئی جیسے کہ اس کی تجویز و تکفین میں۔

(۲۶۵۷) اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کی املاک میں سے کوئی چیز کسی دوسرے کامال ہوگی تو اس صورت میں جبکہ وہ دوسرا شخص وصیت کو قبول کر لے خواہ اس کا قبول کرنا وصیت کرنے والے کی زندگی میں ہی کیوں نہ ہو وہ چیز ”موصی“ کی موت کے بعد اس کی ملکیت ہو جائے گی بشرطیکہ وہ چیز اس کے ترکے ۱-۳ سے زیادہ نہ ہو۔

(۲۶۵۸) جب انسان اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ لے تو ضروری ہے کہ اس لوگوں کی امانتیں فوراً ان کے مالکوں کو واپس کر دے یا انہیں اطلاع دے دے اس تفصیل کے مطابق جو مسئلہ ۲۳۰۲ میں بیان ہو چکی ہے اگر وہ لوگوں کا مقرض ہو اور قرضے کی ادائیگی کا وقت آگیا ہو اور قرض خواہ اپنے قرضے کی ادائیگی کا وقت نہ آیا ہو یا قرض خواہ بھی مطالبہ نہ کر رہا ہو تو ضروری ہے کہ ایسا کام کرے جس سے اطمینان ہو جائے کہ اس کا قرض اس کی موت کے بعد قرض خواہ کو ادا کر دیا جائے گا مثلاً اس صورت میں کہ اس کے قرضے کا کسی دوسرے کو علم نہ ہو وہ وصیت کرے اور گواہوں کے سامنے وصیت کرے لیکن اگر قرض کی ادائیگی کر سکتے ہوں تو فوراً

را ادا کرے چاہئے موت کے آثار بھی نہ دیکھے۔

(۲۶۵۹) جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشا نیاں دیکھ رہا ہو اگر زکوٰۃ خمس اور مظالم اس کے ذمے ہوں اور انہیں اس وقت ادا نہ کر سکتا ہو لیکن اس کے پاس مال ہو یا اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی دوسرا شخص یہ چیزیں ادا کر دے گا تو ضروری ہے کہ وصیت کرے اور اگر اس کا بھی یہی حکم ہے لیکن اگر وہ شخص اس وقت اپنے شرعی واجبات ادا کر سکتا ہو تو ضروری ہے کہ فوراً ادا کرے اگرچہ وہ اپنے آپ میں موت کی نشا نیاں نہ دیکھے۔ (۲۶۶۰) جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشا نیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کی نمازیں اور روزے قضا ہوئے ہوں تو ضروری ہے کہ وصیت کرے کہ اس کے مال سے ان عبادات کی ادائیگی کے لیے کسی کو اجیر بنا یا جائے بلکہ اگر اس کے پاس مال نہ ہو لیکن اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی شخص بلا معاوضہ یہ عبادات بجالائے گا تب بھی اس پر واجب ہے کہ وصیت کرے لیکن اگر اس کا اپنا کوئی ہو مثلاً بڑا لڑکا ہو اور وہ شخص جانتا ہو کہ اسے خیر دی جائے تو وہ اس کی قضا نمازیں اور روزے بجالائے گا تو اسے خیر دینا ہی کافی ہے وصیت کرنا لازم نہیں۔

(۲۶۶۱) جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشا نیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کا مال کسی کے پاس ہو یا ایسی جگہ چھپا ہو ا ہو جس کے ورثاء کو علم نہ ہو تو اگر لاعلمی کی وجہ سے ورثاء کا حق تلف ہوتا ہو تو ضروری ہے کہ انہیں اطلاع دے اور یہ لازم نہیں کہ وہ اپنے نابالغ بچوں کے لیے نگران اور سرپرست مقرر کرے لیکن اس صورت میں جبکہ نگران کا نہ ہونا مال کے تلف ہونے کا سبب ہو یا خود بچوں کے لئے نقصان دہ ہو تو ضروری ہے کہ ان کے لیے ایک امین نگران مقرر کرے۔

(۲۶۶۲) وصی کا عاقل ہونا ضروری ہے نیز جو امور موصی سے متعلق ہیں اور اسی طرح احتیاط کی بنا پر جو امور دوسروں سے متعلق ہیں ضروری ہے کہ وصہ ان کے بارے میں مطمئن ہو اور ضروری ہے کہ مسلمان کا وصی بھی احتیاط کی بنا پر مسلمان ہو اگر موصی فقط نابالغ بچے کے لئے اس مقصد سے وصیت کرے تاکہ وہ بچپن میں سرپرست سے اجازت لئے بغیر تصرف کر سکے تو احتیاط کی بنا پر درست نہیں ہے لیکن اگر موصی کا مقصد یہ ہو کہ بالغ ہونے کے بعد سرپرست کی اجازت سے تصرف کرے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

(۲۶۶۳) اگر کوئی کئی لوگوں کو اپنا وصی معین کرے تو اگر اس نے اجازت دی ہو کہ ان میں سے ہر ایک تنہا وصیت پر عمل کر سکتا ہے تو لازم نہیں کہ وصیت انجام دینے میں ایک دوسرے کی اجازت لیں اور اگر وصیت کرنے والے نے ایسی کوئی اجازت نہ دی ہو تو خواہ اس نے کہا ہو کہ دونوں مل کر وصیت پر عمل کریں انہیں چاہئے کہ ایک دوسرے کی رائے کے مطابق وصیت پر عمل کریں اور اگر وہ وصیت پر عمل کرنے پر تیار نہ ہوں اور مل کر عمل نہ کریں نہ کرنے کوئی شرعی عذر نہ ہو تو حاکم شرع انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر سکتا ہے اور اگر وہ حاکم شرع کا حکم نہ مانیں یا مل کر عمل نہ کرنے کا دونوں کے پاس کوئی شرعی عذر ہو ان میں سے کسی ایک کی اجگہ کوئی اور وصی مقرر کر سکتا ہے۔

(۲۶۶۴) اگر کوئی شخص اپنی وصیت سے منحرف ہو جائے مثلاً پہلے وہ کہے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ فلاں شخص کو دیا جائے اور بعد میں کہے کہ اسے نہ دیا جائے تو وصیت کا لعدم جاتی ہے اور اگر کوئی شخص اپنی وصیت میں تبدیلی کر دے مثلاً ایک شخص کو اپنے بچوں کا نگران مقرر کرے اور بعد میں اس کی جگہ کسی اور دوسرے شخص کو نگران مقرر کر دے تو اس کی پہلی وصیت کا لعدم ہو جاتی ہے اور ضروری ہے کہ اس کی دوسری وصیت پر عمل کیا جائے۔

(۲۶۶۵) اگر ایک شخص کوئی ایسا کام کرے جس سے پتا چلے کہ وہ اپنی وصیت سے منحرف ہو گیا مثلاً جس مکان کے بارے میں وصیت کی ہو کہ وہ کسی کو دیا جائے اسے بیچ دے یا... پہلی وصیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے... کسی دوسرے شخص کو اسے بیچنے کیلئے وکیل مقرر کر دے تو وصیت کا لعدم ہو جاتی ہے۔

(۲۶۶۶) اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ ایک معین چیز کسی شخص کو دی جائے اور بعد میں وصیت کرے کہ اس چیز کا نصف حصہ کسی اور شخص کو دیا جائے تو ضروری ہے کہ اس چیز کے دو حصے کئے جائیں اور ان دونوں اشخاص میں سے ہر ایک کو ایک حصہ دیا جائے۔

(۲۶۶۷) اگر کوئی شخص ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے وہ مر جائے اپنے مال کی کچھ مقدار کسی شخص کو بخش دے اور وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد مال کی کچھ مقدار کسی اور شخص کو بھی دی جائے تو اگر اس کے مال کا تیسرا حصہ دونوں مال کے لئے کافی نہ ہو اور وراثت اس زیادہ مقدار کی اجازت دینے پر تیار نہ ہوں تو ضروری ہے کہ پہلے جو مال اس نے بخشا ہے وہ تیسرے حصے سے دیدیں اور اس کے بعد جو مال باقی بچے وہ وصیت کے مطابق

خرچ کریں۔

(۲۶۶۸) اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ بیچا جائے اور اس کی آمدنی ایک معین کام میں خرچ کی جائے تو اس کے کہنے کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔

(۲۶۶۹) اگر کوئی شخص ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے وہ مر جائے یہ کہے کہ وہ مقدار میں کسی شخص کا مقر و ض ہے تو اگر اس پر یہ تہمت ہو کہ اس نے یہ بات ورتاء کو نقصان پہنچانے کے لیے کی ہے تو جو مقدار قرض کی اس نے معین کی ہے وہ اس کے مال کے تیسرے حصے سے دی جائے گی اور اگر اس پر یہ تہمت نہ ہو تو اس کا اقرار نافذ ہے اور قرضہ اس کے اصل مال سے ادا کرنا ضروری ہے۔

(۲۶۷۰) جس شخص کو انسان و صی کرے کہ کوئی چیز اسے دی جائے یہ ضروری نہیں کہ وصیت کرنے کے وقت وہ جو و جو در کھتا ہو لہذا اگر کوئی انسان و وصیت کرے کہ جو بچہ فلاں عورت کے پیٹ میں پیدا ہو اس بچے کو فلاں چیز دی جائے تو اگر وہ بچہ و وصیت کرنے والے کی موت کے بعد پیدا ہو تو لازم ہے کہ وہ چیز اسے دی جائے لیکن اگر وہ وصیت کرنے والے کی موت کے بعد پیدا ہو تو لازم ہے کہ وہ چیز اسے دی جائے لیکن اگر وہ وصیت کرنے والے کی موت کے بعد وہ بچہ پیدا نہ ہو اور وصیت ایک زیادہ مقاصد کے لیے سمجھی جائے تو ضروری ہے کہ اس مال کو کسی ایسے دوسرے کام میں صرف کیا جائے جو وصیت کرنے والے کے مقصد سے زیادہ قریب ہو ورنہ خود اسے آپس میں تقسیم کر سکتے ہیں لیکن اگر وصیت کرنے والے کی موت کے موجو د ہو تو وصیت صحیح ہے ورنہ بال ہے اور جس چیز کی اس شخص کے لیے وصیت کی گئی ہو (وصیت باطل ہونے کی صورت میں) ورتاء اسے آپس میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۲۶۷۱) اگر انسان کو پتا چلے کہ کسی نے اس وصی بنا یا ہے تو اگر وہ وصیت کرنے والے کو اطلاع دے دے کہ وہ اس کی وصیت پر عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہے تو لازم نہیں کہ وہ اس کے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل کرے لیکن اگر وصیت کنندہ کے مرنے سے پہلے انسان کو یہ پتا نہ چلے کہ اس نے اسے وصی بنا یا ہے یا پتا چل جائے لیکن اسے یہ اطلاع نہ دے کہ وہ (یعنی جسے وصی مقرر کیا گیا ہے) اس کی (یعنی وصی کی) وصیت پر عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہے تو اگر وصیت پر عمل کرنے میں کوئی زحمت نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کی وصیت پر علمدرآمد کرے نیز اگر مو صی کے مرنے سے پہلے وصی کسی وقت اس امر کی جانب متوجہ ہو کہ مرض کی شدت کی وجہ سے یا کسی اور عذر کی بنا پر مو صی کسی دوسرے شخص کو وصیت نہیں کر سکتا تو احتیاطاً جب کی بنا ضروری ہے وہ وصی و وصیت کو قبول کر لے۔

(۲۶۷۲) جس نے وصیت کی ہو اگر وہ مر جائے تو وصی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو میت کا وصی معین کرے اور خود وصی ہی ان کاموں کو انجام سے کنارہ کش ہو جائے لیکن اگر اسے علم ہو کہ مرنے والے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ خود وصی ہی ان کاموں کو انجام دینے میں شریک ہو بلکہ اس کا مقصد فقط یہ تھا کہ کام کر دینے جائیں تو وصی کسی دوسرے شخص کو ان کاموں کی انجام دہی کے لئے اپنی طرف سے وکیل مقرر کر سکتا ہے۔

(۲۶۷۳) اگر کوئی شخص دو افراد کو اکٹھے وصی بنائے تو اگر ان دونوں میں سے ایک مر جائے یا دیوانہ یا کافر ہو جائے اور وصیت کی عبارت سے یہ سمجھ میں آئے کہ ایک فوت ہونے پر دوسرا مستقل وصی ہو گا تو اسی پر عمل کیا جائے ورنہ حاکم شرع اس کی جگہ ایک اور شخص کو وصی مقرر کرے گا اور اگر دونوں مر جائیں یا کافر یا دیوانہ ہو جائیں تو حاکم شرع دوسرے اشخاص کو ان کی جگہ معین کرے گا لیکن اگر ایک شخص و وصیت پر عمل کر سکتا ہو تو دو اشخاص کا معین کرنا لازم نہیں۔

(۲۶۷۴) اگر وصی تنہا خواہ وکیل مقرر کر کے یا دوسرے کو اجرت دے کر متوفی کے کام انجام نہ دے سکے تو حاکم شرع اس کی مدد کے لئے ایک اور شخص مقرر کرے گا۔

(۲۶۷۵) اگر متولی کے مال کی کچھ مقدار و صی کے ہاتھ سے تلف ہو جائے تو اگر وصی نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی یا تعدی کی ہو مثلاً اگر متولی نے اسے وصیت کی ہو کہ مال کی اتنی مقدار فلاں شہر کے فقیروں کو دے دے اور وصی مال کو دوسرے شہر لے جائے اور وہ راستے میں تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار ہے اور اگر اس نے کوتاہی یا تعدی نہ کی ہو تو ذمہ دار نہیں ہے۔

(۲۶۷۶) اگر انسان کسی شخص کو وصی مقرر کرے اور کہے کہ اگر وہ شخص (یعنی وصی) مر جائے تو پھر فلاں شخص و صی ہو گا تو جب پہلا وصی مر جائے تو دوسرے وصی کے لیے متوفی کے کام انجام دینا ضروری ہے۔

(۲۶۷۷) جو حج متوفی پر واجب ہو نیز قرضہ اور مالی واجبات مثلاً خمس زکوٰۃ اور مظالم جن کا ادا کرنا واجب

ہو انہیں متوفی کے اصل مال سے ادا کرنا ضروری ہے خواہ متوفی نے ان کے لیے وصیت نہ بھی کی ہو لیکن کفار اذورات اور نذر کی ہوئی حج اگر وصیت کی ہے تو ایک تہ مال سے ادا کیے جائیں۔

(۲۶۷۸) اگر متوفی کا ترکہ قرضے سے اور واجب حج سے اور ان شرعی واجبات سے جو اس پر واجب ہوں مثلاً خمس اور زکوٰۃ اور مظالم سے زیادہ ہو تو اگر اس نے وصیت کی ہو کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ یا تیسرے حصے کی مقدار ایک معین مصرف میں لائی جائے تو اس کی وصیت پر عمل کرنا ضروری ہے اور اگر وصیت نہ کی ہو تو جو کچھ بچے وہ وراثت کا مال ہے

(۲۶۷۹) جو مصرف متوفی نے معین کیا ہو اگر وہ اس کے مال کے تیسرے حصے سے زیادہ کے بارے میں اس کی وصیت اس صورت میں صحیح ہے جب وراثت کوئی ایسی بات یا ایسا کام کریں جس سے معلوم ہو کہ انہوں نے وصیت کے مطابق عمل کرنے کی اجازت دے دی ہے اور ان کا صرف راضی ہونا کافی نہیں ہے اور اگر وہ وصی کی رحلت کے کچھ عرصے بعد بھی اجازت دیں تو صحیح ہے اور اگر بعض وراثت اجازت دے دیں اور بعض وصیت کو رد کر دیں تو جنہوں نے اجازت دی ہو ان کے حصوں کی حد تک وصیت صحیح اور نافذ ہے۔

(۲۶۸۰) جو مصرف متوفی نے معین کیا ہو اگر اس پر اس کے مال کے تیسرے حصے سے زیادہ ہو اور اس کے وراثت اس مصرف کی اجازت دے دیں (یعنی یہ اجازت دے دیں کہ ان کے حصے سے وصیت کو مکمل کیا جا سکتا ہے) تو اس کے مرنے کے بعد وہ اپنی دی ہوئی اجازت سے منحرف نہیں ہو سکتے اور اگر متوفی کے زندگی میں منع کر چکے ہوں تو اس کے مرنے کے بعد اجازت دے سکتے ہیں۔ لیکن اگر مرنے کے بعد رد کر چکے ہوں تو بعد کی اجازت موثر نہیں ہو سکتی۔

(۲۶۸۱) اگر مرنے والا وصیت کرے کہ اس کے مال کے تیسرے حصے سے خمس اور زکوٰۃ یا کوئی اور قرضہ جو اس کے ذمے ہو دیا جائے اور اس کی قضا نمازوں اور روزوں کے لیے اجیر مقرر کائی جائے اور کوئی مستحب کا مثلاً فقیروں کو کھانا کھلانا بھی انجام دیا جائے تو ضروری ہے کہ پہلے اس کا قرضہ مال کے تیسرے حصے سے دیا جائے اور اگر کچھ بچ جائے تو نمازوں اور روزوں کے لیے اجیر مقرر کیا جائے اور اگر اس کے مال کا تیسرا حصہ صرف اس کے قرضے کے برابر ہو اور وراثت بھی تہائی مال سے زیادہ خرچ کرنے کی اجازت نہ دیں تو نماز، روزوں اور مستحب کاموں کے لیے کی گئی وصیت باطل ہے۔

(۲۶۸۲) اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے اور اس کی نمازوں اور روزوں کے لیے اجیر مقرر کیا جائے اور کوئی مستحب کام بھی انجام دیا جائے تو اگر اس نے یہ وصیت نہ کی ہو کہ یہ چیزیں مال کے تیسرے حصے سے دی جائیں تو ضروری ہے کہ اس کا قرضہ اصل مال سے دیا جائے اور پھر جو کچھ بچ جائے اس کا تیسرا حصہ نمازوں (جیسی عبادات) اور ان مستحب کاموں کے مصرف میں لایا جائے جو اس نے معین کئے ہیں اور اس صورت میں جبکہ تیسرا حصہ (ان کاموں کے لیے) کافی نہ ہو اگر وراثت اجازت دیں تو اس کی وصیت پر عمل کرنا چاہئے اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو نماز اور روزوں کی قضا کی اجرت مال کے تیسرے حصے سے دینی چاہئے اور اگر اس میں سے کچھ بچ جائے تو وصیت کرنے والے نے جو مستحب کام معین کیا ہوا اس پر خرچ کرنا چاہئے۔

(۲۶۸۳) اگر کوئی شخص کہے کہ مرنے والے نے وصیت کی تھی کہ اتنی رقم مجھے دی جائے تو اگر دو عادل مرد اس کے قول کی تصدیق کر دیں یا وہ قسم کھائے اور ایک عادل شخص اس کے قول کی تصدیق کر دے یا ایک عادل مرد اور دو عورتیں یا پھر چار عادل عورتیں اس کے قول کی گواہی دیں تو جتنی مقدار وہ بتائے اسے دے دینی ضروری ہے اور ایک عادل عورت گواہی دے دے تو ضروری ہے کہ جس چیز کا وہ مطالبہ کر رہا ہو اس کا چوتھا حصہ اسے دے دیا جائے اور اگر دو عادل عورتیں گواہی دیں تو ان کا نصف دیا جائے اور اگر تین عادل عورتیں گواہی دیں تو اس کا تین چوتھا حصہ دیا جائے نیز اگر دو کتابی کافر مرد جو اپنے مذہب میں عادل ہوں اس کے قول کی تصدیق کریں تو اس صورت میں جبکہ مرنے والا وصیت کرنے پر مجبور ہو گیا ہو اور مسلمان عادل مرد اور عورتیں بھی وصیت کے موقع پر موجود نہ رہے ہوں تو وہ شخص متوفی کے مال سے جس چیز کا مطالبہ کر رہا ہو وہ اسے دے دینی ضروری ہے۔

(۲۶۸۴) اگر کوئی شخص کہے کہ میں متوفی کا وصی ہوں تاکہ اس کے مال کو فلاں مصرف میں لے آؤں یا یہ کہے کہ متوفی نے مجھے اپنے بچوں کانگراں مقرر کیا تھا تو اس کا قول اس صورت میں قبول کرنا چاہئے جبکہ دو عادل مرد اس کے قول کی تصدیق کریں یا وراثت سے اسے قبول کریں یا وہ ذمی افراد جو اپنے مذہب میں عادل ہوں گواہی دیں جبکہ مسلمان گواہی کے لیے موجود نہ ہوں۔

(۲۶۸۵) اگر مر نے والا وصیت کرے کہ اس کے مال کی اتنی مقدار فلاں شخص کی ہوگی اور وہ شخص وصیت کو قبول کرنے یا رد کرنے سے پہلے مر جائے تو جب تک اس کے ورثاء وصیت کو رد نہ کریں وہ اس چیز کو قبول کر سکتے ہیں لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وصیت کرنے والا اپنی وصیت سے منحرف نہ ہو جائے ورنہ وہ (یعنی وصی یا اس کے ورثاء) اس چیز پر کوئی حق نہیں رکھتے۔

میراث کے احکام

(۲۶۸۶) جو اشخاص متوفی سے رشتے داری کی بناء پر ترکہ پاتے ہیں ان کے تین گروہ ہیں :

(۱) پہلا گروہ

متوفی کا باپ اور اولاد ہیں اور اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں اولاد کی اولاد ہے جہاں تک یہ سلسلہ نیچے چلا جائے ان میں سے جو کوئی متوفی سے زیادہ قریب ہو وہ ترکہ پاتا ہے اور جب تک اس گروہ میں سے ایک شخص بھی موجود ہو دوسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

(۲) دوسرا گروہ

دادا، دادی، نانا، نانی، بہن اور بھائی ہیں اور بہن نہ ہونے کی صورت میں ان کی اولاد ہے ان میں سے جو کوئی متوفی سے زیادہ قریب ہو وہ ترکہ پاتا ہے تیسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

(۳) تیسرا گروہ

چچا، پھوپھی ماموں خالہ اور ان کی اولاد ہے جب تک متوفی کے چچا و پھوپھیوں ماموں اور خالوں میں سے ایک شخص بھی زندہ ہو ان کی اولاد ترکہ نہیں پاتی لیکن اگر متوفی کا پدری چچا اور ماموں باپ دونوں کی طرف سے چچا زاد بھائی موجود ہو تو ترکہ باپ اور ماموں کی طرف سے چچا زاد بھائیوں کو ملے گا اور پدری چچا کو نہیں ملے گا لیکن اگر چچا یا چچا زاد بھائی متعدد ہوں یا متوفی کی بیوی زندہ ہو تو یہ حکم اشکال سے خالی نہیں ہے۔

(۲۶۸۷) اگر خود متوفی کا چچا، پھوپھی ماموں خالہ اور ان کی اولاد کی اولاد یا ان کی اولاد کی اولاد نہ ہو تو اس کے باپ اور ماموں کے چچا پھوپھی ماموں اور خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے اور اگر وہ بھی نہ ہو تو متوفی کے دادا، دادی اور نانا نانی کے چچا پھوپھی ماموں اور خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے۔

(۲۶۸۸) بیوی اور شوہر جیسا کہ بعد میں تفصیل سے بتایا جائے گا ایک دوسرے سے ترکہ پاتے ہیں۔

پہلے گروہ کی میراث

(۲۶۸۹) اگر پہلے گروہ میں سے صرف ایک شخص متوفی کا وارث ہو مثلاً باپ یا ماموں یا اکلوتا بیٹا یا اکلوتی بیٹی ہو تو متوفی کا تمام مال اسے ملتا ہے اور اگر بیٹے اور بیٹیاں وارث ہوں تو مال کو یوں تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹا بیٹی دے دگنا حصہ پاتا ہے۔

(۲۶۹۰) اگر متوفی کے وارث فقط اس کا باپ اور اس کی ماموں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے باپ اور ایک حصہ ماموں کو ملتا ہے لیکن اگر متوفی کے دو بھائی یا چار بہنیں یا ایک بھائی اور دو بہنیں ہوں جو سب کے سب مسلمان آزاد اور ایک باپ کی اولاد ہوں خواہ ہوں خواہ ان کی ماموں حقیقی ہو یا سوتیلی ہو اور کوئی بھی ماموں نہ ہو تو اگر چہ وہ متوفی کے باپ اور ماموں کے ہوتے ہوئے ترکہ نہیں پاتے لیکن ان کے ہونے کی وجہ سے ماموں کو مال کا چھٹا حصہ ملتا ہے اور باقی باپ کو ملتا ہے۔

(۲۶۹۱) جب متوفی کے وارث فقط اس کا باپ اور ایک بیٹی ہو لہذا اگر اس کے گزشتہ مسئلے میں بیان کردہ شرانظر رکھنے والے دو پدری بھائی یا چار پدری بہنیں یا ایک پدری بھائی اور دو پدری بہنیں نہ ہوں تو مال کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں باپ اور ماموں میں سے ایک ایک حصہ لیتے ہیں اور بیٹی تین حصے لیتی ہے اگر متوفی کے سابقہ بیان کردہ شرانظر والے پدری بھائی یا چار پدری بہنیں یا ایک پدری بھائی اور دو پدری بہنیں بھی ہوں تو ایک قول کے مطابق مال کے... سابقہ ترتیب کے مطابق... پانچ حصے کئے جائیں گے اور ان افراد کے وجود

سے کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن (علماء کے بیچ) مشہور یہ ہے کہ اس صورت میں مال چھ حصوں میں تقسیم ہو گا اس میں سے باپ اور ماں کو ایک ایک حصہ اور بیٹی کو تین حصے ملتے ہیں اور جو ایک حصہ باقی بچے گا اس کے پھر چار حصے کئے جائیں گے جس میں سے ایک حصہ باپ کو اور تین حصے بیٹی کو ملتے ہیں نتیجے کے طور پر متوفی کے مال کے ۲۴ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ۱۵ حصے بیٹی کو ۵ حصے باپ کو اور ۴ حصے ماں کو ملتے ہیں چونکہ یہ حکم اشکال سے خالی نہیں اس لئے ماں کے حصے میں ۵،۱ اور ۱،۶ میں جو فرق ہے اس میں احتیاط واجب ہے کہ باہم مصالحت کی جائے۔

(۲۶۹۲) اگر متوفی کے وارث فقط اس کا باپ یا ماں اور ایک بیٹا ہو تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے باپ اور ماں کو ایک ایک حصہ اور بیٹے کو چار حصے ملتے ہیں اور اگر متوفی کے (صرف) چند بیٹے ہوں یا صرف چند بیٹیاں ہوں تو ان چار حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں اور اگر بیٹے بھی ہوں اور بیٹیاں بھی ہوں تو ان چار حصوں کو اس طرح تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹے کو ایک بیٹی سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۲۶۹۳) اگر متوفی کے وارث فقط باپ یا ماں اور ایک یا کئی بیٹے ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو اور پانچ حصے بیٹے کو ملتے ہیں اور اگر کئی بیٹے ہوں تو وہ ان پانچ حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں۔

(۲۶۹۴) اگر باپ یا ماں متوفی کے بیٹوں اور بیٹیوں کے ساتھ اس کے وارث ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو ملتا ہے اور باقی حصوں کو یوں تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹے کو بیٹی سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۲۶۹۵) اگر متوفی کے وارث فقط باپ یا ماں اور ایک بیٹی ہوں تو مال کے چار حصے کئے جاتے ہیں جن میں ایک حصہ باپ یا ماں کو اور باقی تین حصے بیٹی کو ملتے ہیں۔

(۲۶۹۶) اگر متوفی کے وارث فقط باپ یا ماں اور چند بیٹیاں ہوں تو مال کے پانچ حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو ملتا ہے اور چار حصے بیٹیاں آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتی ہیں۔

(۲۶۹۷) اگر متوفی کی اولاد نہ ہو تو اس کے بیٹے کی اولاد... خواہ وہ بیٹی ہی کیوں نہ ہو۔ متوفی کے بیٹے کا حصہ پاتی ہے اور بیٹی کی اولاد خواہ وہ بیٹا ہی کیوں نہ ہو متوفی کی بیٹی کا حصہ پاتی ہے مثلاً اگر متوفی کا ایک نواسہ (بیٹی کا بیٹا) اور ایک پوتی (بیٹے کی بیٹی) ہو تو مال کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے ایک حصہ نواسے کو اور دو حصے پوتی کو ملیں گے۔

دوسرے گروہ کی میراث

(۲۶۹۸) جو لوگ رشتہ داری کی بنا پر میراث پاتے ہیں ان کا دو سرا گروہ متوفی کا دادا، دادی، نانا، نانی بھائی بہنیں ہیں اور اگر اس کے بھائی اور بہنیں نہ ہوں تو ان کی اولاد میراث پاتی ہے۔

(۲۶۹۹) اگر متوفی کا وارث فقط ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو سارا مال اس کو ملتا ہے اور اگر کئی سگے بھائی یا کئی سگی بہنیں ہوں تو مال ان میں برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر سگے بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی تو ہر بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے مثلاً اگر متوفی کے دو سگے بھائی اور ایک سگی بہن ہو تو مال کے پانچ حصے کئے جائیں گے جن میں سے ہر بھائی کو دو حصے ملیں گے اور بہن کو ایک حصہ ملے گا۔

(۲۷۰۰) اگر متوفی کے سگے بھائی موجود ہوں تو پدری بھائی اور بہنیں جن کی ماں متوفی کی سوتیلی ماں ہو میراث نہیں پاتے اور اگر اس کے سگے بہن بھائی نہ ہوں اور فقط ایک پدری بھائی ہو یا ایک پدری بہن ہو تو سارا مال اس کو ملتا ہے اور اگر اس کے کئی پدری بھائی یا کئی پدری بہنیں ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر اس کے پدری بھائی بھی ہوں اور پدری بہنیں بھی ہو تو ہر بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۲۷۰۱) اگر متوفی کا وارث فقط ایک مادر یا بہن یا بھائی ہو جو باپ کی طرف سے متوفی کی سوتیلی بہن یا سوتیلی بھائی ہو تو سارا مال اسے ملتا ہے اور اگر چند مادر یا بہن ہوں یا چند مادر یا بہن ہوں یا چند مادر یا بہن ہوں یا چند مادر یا بہن ہوں تو سارا مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے۔

(۲۷۰۲) اگر متوفی کے سگے بھائی بہنیں اور پدری بھائی یا ایک مادر یا بہن ہو تو پدری بھائی بہنوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادر یا بہن کو ملتا ہے اور باقی حصے سگے بھائی بہنوں کو ملتے ہیں اور ہر بھائی کو دو بہنوں کے برابر حصہ پاتا ہے۔

(۲۷۰۳) اگر متوفی کے سگے بھائی بہن اور پدری بھائی بہنیں اور چند مادر بھائی بہنیں ہوں تو پدری بھائی بہنوں کو تر کہ نہیں ملتا اور مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادر بھائی بہنیں آپس میں برابر برابر تقسیم کرتے ہیں اور باقی دو حصے سگے بھائی بہنوں کو اس طرح دیئے جاتے ہیں کہ ہر بھائی کا حصہ بہن سے دگنا ہوتا ہے۔

(۲۷۰۴) اگر متوفی کے وارث صرف پدری بھائی بہنیں اور ایک مادر بھائی یا ایک مادر بھائی بہن ہوں تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ مادر بھائی یا مادر بھائی بہن کو ملتا ہے اور باقی حصے پدری بہن بھائیوں میں اس طرح تقسیم کئے جاتے ہیں کہ ہر بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۲۷۰۵) اگر متوفی کے وارث فقط پدری بھائی بہنیں اور چند مادر بھائی بہنیں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ مادر بھائی بہنیں آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں اور باقی دو حصے پدری بہن بھائیوں کو اس طرح ملتے ہیں کہ ہر بھائی کا حصہ بہن سے دگنا ہوتا ہے۔

(۲۷۰۶) اگر متوفی کے وارث اس کے بھائی بہنیں اور بیوی ہوں تو بیوی اپنا تر کہ اس تفصیل کے مطابق لے گی جو بعد میں بیان کی جائے گی اور بھائی بہن اپنا تر کہ اس طرح لیں گے جیسا کہ گزشتہ مسائل میں بتایا گیا ہے نیز اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کے وارث فقط اس کے بھائی بہنیں اور شوہر ہوں تو نصف مال شوہر کو ملے گا اور بہنیں بھائی اس طرح سے تر کہ پائیں گے جس کا ذکر گزشتہ مسائل میں کیا گیا ہے لیکن بیوی یا شوہر کے تر کہ پا نے کی وجہ سے مادر بھائی بہنوں کے حصے میں کوئی کمی نہیں ہوگی تاہم سگے بھائی بہنوں یا پدری بھائی بہنوں کے حصے میں کمی ہوگی مثلاً اگر کسی متوفیہ کے وارث اس کا شوہر اور مادری بہن بھائی اور سگے بہن بھائی ہوں تو نصف مال شوہر کو ملے گا اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ مادری بہن بھائیوں کو ملے گا جو کچھ بچے گا وہ سگے بہن بھائیوں کا مال ہوگا۔ پس اگر اس کا کل مال چھ روپے ہو تو تین روپے شوہر کو اور دو روپے مادری بہن بھائیوں کو اور ایک روپیہ سگے بہن بھائیوں کو ملے گا۔

(۲۷۰۷) اگر متوفی کے بھائی بہنیں نہ ہوں تو ان کے تر کہے کا حصہ ان کی (یعنی بہنوں کی) اولاد کو ملے گا اور مادر بھائی بہنوں کی اولاد کا حصہ ان کے ماہرین برابر تقسیم ہوتا ہے اور جو حصہ پدری بھائی بہنوں کی اولاد دیا سگے بھائی بہنوں کی اولاد کو ملتا ہے اس کے بارے میں مشہور ہے کہ ہر لڑکا دو لڑکیوں کے برابر حصہ پاتا ہے لیکن کچھ بعید نہیں ہے کہ ان کے ماہرین بھی تر کہ برابر برابر تقسیم ہو اور احوط یہ ہے کہ وہ مصالحت کی جائے رجو کرے۔

(۲۷۰۸) اگر متوفی کا وارث فقط دادا فقط دادی یا فقط نانا یا فقط نانی ہو تو متوفی کا تمام مال اسے ملے گا اور اگر متوفی کا دادا یا نانا موجود ہو تو اس کے باپ (متوفی کے پر دادا یا پر نانا) کو تر کہ نہیں ملتا اور اگر متوفی کے وارث فقط اس کے دادا اور دادی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے دادا کو اور ایک حصہ دادی کو ملتا ہے اور اگر وہ نانا اور نانی ہوں تو وہ مال کو برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔

(۲۷۰۹) اگر متوفی کے وارث ایک دادا یا دادی اور ایک نانا یا نانی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جائیں گے جن میں سے دو حصے دادا یا دادی کو ملیں گے اور ایک حصہ نانا یا نانی کو ملے گا۔

(۲۷۱۰) اگر متوفی کے وارث دادا اور دادی اور نانا اور نانی ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ نانا اور نانی آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں اور باقی دو حصے دادا اور دادی کو ملتے ہیں جن میں دادا کا حصہ دو تہائی ہوتا ہے۔

(۲۷۱۱) اگر متوفی کے وارث فقط اس کی بیوی اور دادا دادی اور نانا، نانی ہوں تو بیوی اپنا حصہ اس تفصیل کے مطابق لیتی ہے جو بعد میں بیان ہوگی اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ نانا اور نانی کو ملتا ہے جو آپس میں برابر برابر تقسیم کرتے ہیں اور باقی ماندہ (یعنی بیوی اور نانا، نانی کے بعد جو کچھ بچے) دادا اور دادی کو ملتا ہے جس میں دادا، دادی کے مقابلے میں دگنا لیتا ہے اگر متوفی کے وارث اس کا شوہر اور دادا یا نانا اور دادی یا نانی ہوں تو شوہر کو نصف مال ملتا ہے اور دادا نانا اور دادی نانی ان احکام کے مطابق تر کہ پاتے ہیں جن کا ذکر گزشتہ مسائل میں ہو چکا ہے۔

(۲۷۱۲) بھائی بہن بھائیوں، بہنوں کے ساتھ دادا، دادی یا نانا، نانی اور دادا۔ دادیوں یا ناناؤں نانیوں کے اجتماع کی چند صورتیں ہیں۔

(۱) نانا یا نانی اور بھائی یا بہن سب ماں کی طرف سے ہوں اس صورت میں مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے اگرچہ وہ مذکر اور مؤنث کی حیثیت سے مختلف ہوں۔

(۲) دادا یا دادی کے ساتھ بھائی یا بہن باپ کی طرف سے ہوں اس صورت میں بھی ان کے مابین مال مساوی طور پر تقسیم ہوتا ہے بشرطیکہ وہ سب مرد ہوں یا سب عورتیں ہوں اور اگر مرد اور عورتیں ہوں تو پھر ہر مرد ہر عورت کے مقابلے میں دگنا حصہ لیتا ہے۔

(۳) دادا یا دادی کے ساتھ بھائی یا بہن ماں اور باپ کی طرف سے ہوں اس صورت میں بھی وہی حکم ہے جو گزشتہ صورت میں ہے اور یہ جاننا چاہئے کہ اگر متوفی کے پدری بھائی یا بہن سگے بھائی یا بہن کے ساتھ جمع ہو جائیں تو صرف پدری بھائی یا بہن میراث نہیں پاتے۔

(۴) دادے، دادیاں اور نانے، نانیاں ہوں خواہ وہ سب کے سب مرد ہوں یا عورتیں ہوں یا مختلف ہوں اور اسی طرح سگے بھائی اور بہنیں ہوں اس صورت میں جو مادریشہ دار بھائی بہن اور نانے نانیاں ہوں ترکے میں ان کا ایک تہائی حصہ ہے اور ان کے درمیان برابر تقسیم ہو جاتا ہے خواہ وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور ان میں سے جو پدری رشتہ دار ہوں ان کا حصہ دو تہائی ہے جس میں سے ہر مرد کو ہر عورت کے مقابلے میں دگنا ملتا ہے اور اگر ان میں کوئی فرق نہ ہو اور سب مرد یا سب عورتیں ہوں تو پھر وہ ترکے میں برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

(۵) دادا یا دادی ماں کی طرف سے بھائی بہن کے ساتھ جمع ہو جائیں اس صورت میں اگر بہن یا بھائی با لفرضا ایک ہو تو اسے مال کا چھٹا حصہ ملتا ہے اور اگر کئی ہوں تو تیسرا حصہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور جو باقی بچے وہ دادا یا دادی کا مال ہے اور اگر دادی دونوں ہوں تو دادی کے مقابلے میں دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۶) نانا یا نانی، باپ کی طرف سے بھائی کے ساتھ جمع ہو جائیں اس صورت میں نانا یا نانی کا تیسرا حصہ ہے خواہ ان میں سے ایک ہی ہو اگر دونوں ہوں تو یہی تیسرا حصہ دونوں میں برابر تقسیم کیا جائے گا اور دو تہائی بھائی کا حصہ ہے خواہ وہ بھی ایک ہی ہو اور اگر اس نانا، نانی کے ساتھ باپ کی طرف سے بہن ہو اور وہ ایک ہی ہو تو وہ آدھا حصہ لیتی ہے اور اگر کئی بہنیں ہوں تو دو تہائی ہیں اور ہر صورت میں نانا یا نانی کا حصہ ایک تہائی ہی ہے اور اگر بہن ایک ہی ہو تو سب کے حصے دے کر ترکے کا چھٹا حصہ بچ جاتا ہے اور اس بارے میں احتیاط واجب مصلحت میں ہے۔

(۷) دادا یا دادیاں ہوں اور کچھ نانا، نانیاں ہوں اور ان کے ساتھ پدری بھائی یا بہن خواہ وہ ایک ہی ہو یا کئی ہوں اس صورت میں نانا یا نانی کا حصہ ایک تہائی ہے اور اگر وہ زیادہ ہوں تو یہ ان کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے خواہ وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے مختلف ہی ہوں اور باقی ماندہ دو تہائی دادے یا دادی اور پدری بھائی یا بہن کا ہے اور اگر وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے مختلف ہوں تو فرق کے ساتھ اور اگر مختلف نہ ہوں تو برابر ان میں تقسیم ہو جاتا ہے اگر ان دادوں، نانوں یا دادیوں، نانیوں کے ساتھ مادر بھائی یا بہن ہوں تو نانا یا نانی کا حصہ مادر بھائی یا بہن کے ساتھ ایک تہائی ہے جو ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اگرچہ وہ بہ حیثیت مرد اور عورت ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور دادا یا دادی کا حصہ دو تہائی ہے جو ان کے مابین اختلاف کی صورت میں (یعنی بہ حیثیت مرد اور عورت اختلاف کی صورت میں) فرق کے ساتھ ورنہ برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

(۸) بھائی اور بہنیں ہوں جن میں سے کچھ پدری اور کچھ مادر بھائی ہوں اور ان کے ساتھ دادا یا دادی ہوں اس صورت میں اگر مادر بھائی یا بہن ایک ہو تو ترکے میں اس کا چھٹا حصہ ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو تیسرا حصہ ہے جو کہ ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو تیسرا حصہ ہے جو کہ ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور باقی ترکے پدری بھائی یا بہن اور دادا یا دادی کا ہے جو ان کے بحیثیت مرد اور عورت مختلف نہ ہونے کی صورت میں ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور مختلف ہونے کی صورت میں فرق سے تقسیم ہوتا ہے اور اگر ان بھائیوں یا بہنوں کے ساتھ نانا یا نانی ہوں تو نانا یا نانی اور مادر بھائیوں اور بہنوں کا حصہ دو تہائی ہوتا ہے اور ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہوتا ہے اور پدری بھائیوں یا بہنوں کا حصہ دو تہائی ہوتا ہے جو ان میں بہ حیثیت مرد اور عورت اختلاف کی صورت میں فرق سے اور اختلاف نہ ہونے کی صورت میں برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

(۲۷۱۳) اگر متوفی کے بھائی یا بہنیں ہوں تو بھائیوں یا بہنوں کی اولاد کو میراث نہیں ملتی لیکن اگر بھائی کی اولاد اور بہن کی اولاد کا میراث پانا بھائیوں اور بہنوں کی میراث سے مزاحم نہ ہو تو پھر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا مثلاً اگر متوفی کا پدری بھائی کو میراث کے دو حصے اور نانا کو ایک تہائی حصہ ملے گا اور اس صورت میں اگر

متوفی کے مادری بھائی کا بیٹا ہو تو بھائی کا بیٹا نانا کے ساتھ ایک تہائی میں شریک ہوتا ہے۔

تیسرے گروہ کی میراث

(۲۷۱۴) میراث پانے والوں کے تیسرے گروہ میں چچا پھوپھی ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد ہیں اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اگر پہلے اور پہلے اور دوسرے گروہ میں سے کوئی وارث موجود نہ ہو تو پھر یہ لوگ وارث ہوتے ہیں۔

(۲۷۱۵) اگر متوفی کا وارث فقط ایک چچا یا ایک پھوپھی ہو تو خواہ وہ سگاہ ہو یعنی وہ اور متوفی ایک ماں باپ کی اولاد ہوں یا پدری ہو یا مادر ی ہو یا ماری ہو سارا مال اسے ملتا ہے اگر چند چچا پھوپھیاں ہوں اور وہ سب سگے یا سب پدری یا سب مادر ی ہوں تو ان کے درمیان مال برابر تقسیم ہوگا اگر چچا اور پھوپھی دونوں ہوں اور سب سگے ہوں یا سب پدری ہوں تو چچا کو پھوپھی سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

(۲۷۱۶) اگر متوفی کے وارث چچا اور پھوپھیوں ہوں اور ان میں سے کچھ پدری اور کچھ مادری اور کچھ سگے ہوں تو پدری چچاوں اور پھوپھیوں و تر کہ نہیں ملتا اور اقویٰ یہ ہے کہ اگر متوفی کا ایک مادر ی پھوپھی ہو تو مال کے چھ حصے کئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری چچا یا پھوپھی کو دیا جاتا ہے اور باقی حصے سگے چچاوں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور بالفرض اگر سگے چچا اور پھوپھیوں نہ ہوں تو وہ حصے پدری چچاوں اور پھوپھیوں کو تر کہ ملتا ہے اور ایک حصہ مادری چچا اور پھوپھی کو ملتا ہے اور مشہور یہ ہے کہ مادری چچا اور مادر ی پھوپھی کا حصہ ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہوگا لیکن بعید نہیں کہ چچا کو پھوپھی سے دگنا حصہ ملے اگر چہ احتیاط اس میں ہے کہ باہم تصفیہ کریں۔

(۲۷۱۷) اگر متوفی کے وارث فقط کچھ مادری پھوپھیاں ہوں تو متوفی کا مال ان کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہوگا اور اگر وارث مادر ی پھوپھی ہو تو چچا کو پھوپھی سے دگنا تر کہ ملے گا اگر چہ احتیاط یہ ہے کہ چچا کو جتنا زیادہ حصہ ملا ہے اس پر باہم تصفیہ کریں۔

(۲۷۱۸) اگر میت کے وارث ایک یا کئی ایک ماموں اور خالہ ہوں ماموں اور پھوپھی جو سگے ہوں یا باپ کی طرف سے ہوں تو ایسی صورت میں باپ کی طرف سے ماموں اور پھوپھی کو وارث کا نہ ملنا محل اشکال ہے بہر حال ماموں یا خالہ میں سے ایک ہو تو اسے مال کا ۶،۱ حصہ ملے گا اگر کئی ایک ہوں تو ۱،۳ مال کے حقدار ہیں باقی مال کو باپ کی طرف سے چچا اور پھوپھی یا ماں باپ دونوں کی طرف سے ہوں کو دیا جائے ہر حالت میں یہ احتمال ہے کہ ماموں کا حصہ دو خالوں کے برابر ہوگا احتیاط واجب یہ ہے کہ آپس میں مصالحت کریں۔

(۲۷۱۹) اگر متوفی کے وارث ایک یا چند ماموں یا ایک یا چند خالائیں یا ماموں اور خالوں اور ایک یا چند چچا یا ایک چند پھوپھیاں یا چند پھوپھیاں یا چچا اور پھوپھی ہوں تو مال تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ان میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ کو یا دونوں کو ملتا ہے تو باقی دو حصے چچا یا پھوپھی کو یا دونوں کو ملتے ہیں ہر گروہ کے درمیان تقسیم کا طریقہ بیان ہو چکا ہے۔

(۲۷۲۰) اگر متوفی کے وارث مادر ی ماموں یا خالائیں اور چند سگے ماموں اور خالائیں ہوں یا فقط پدری ماموں اور خالائیں اور چچا اور پھوپھی ہوں تو مال کے تین حصے کیے جاتے ہیں ان میں سے دو حصے اس دستور کے مطابق جو بیان ہو چکا ہے چچا اور پھوپھی آپس میں تقسیم کریں گے اور بعید نہیں کہ باقی ماندہ تیسرے حصے کی تقسیم میں باقی ورثاء کے حصے برابر ہوں۔

(۲۷۲۱) اگر متوفی کے وارث اس کے باپ کے چچا پھوپھیاں ماموں اور خالائیں اور اس کی ماں کے چچا پھوپھیوں ماموں اور خالائیں ہوں تو مال کے تین حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ متوفی کی ماں کے چچاؤں پھوپھیوں ماموں اور خالوں کو بطور میراث ملے گا مشہور قول کی بنا پر مال ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا لیکن احتیاط کے طور پر مصالحت کا خیال رکھنا چاہیے باقی دو حصوں کے تین حصے کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ متوفی کے باپ کے ماموں اور خالائیں (یعنی ننھیالی رشتے دار) اسی کیفیت کے مطابق آپس میں برابر برابر بانٹ لیتے ہیں اور باقی دو حصے بھی اسی کیفیت کے مطابق متوفی کے باپ کے چچاؤں اور پھوپھیوں (یعنی ددھیالی رشتہ داروں) کو ملتے ہیں۔

بیوی اور شوہر کی میراث

(۲۷۲۲) اگر کوئی عورت بے اولاد مر جائے تو اس کے سارے مال کا نصف حصہ شوہر کو اور باقی ماندہ دوسرے ورثاء

کو ملتا ہے اور اگر کسی عورت کی پہلے شوہر سے اولاد ہو تو سارے مال کا چوتھائی حصہ شوہر کو باقی ماندہ دو سرے ورتاء کو ملتا ہے۔

(۲۷۲۳) اگر آدمی مر جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو اس کے مال کا چوتھائی حصہ اس کی بیوی کو اور باقی دو سرے ورتاء کو ملتا ہے اگر اس آدمی کی اس بیوی سے اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ بیوی کو اور باقی دو سرے ورتاء کو ملتا ہے گھر کی زمین باغ کھیت اور دوسری زمینوں میں سے عورت نہ خود زمین بطور میراث حاصل کرتی ہے اور نہ ہی اس کی قیمت میں سے کوئی ترکہ پاتی ہے نیز وہ گھر کی فضا میں قائم چیزوں مثلاً عمارت اور درختوں سے ترکہ نہیں پاتی لیکن ان کی قیمت کی صورت میں میں ترکہ پاتی ہے اور جو درخت کھیت اور عمارتیں باغ کی زمین مزروعہ زمین اور دوسری زمینوں میں ہوں ان کا بھی یہی حکم ہے لیکن شوہر کی وفات کے وقت جو پہل درختوں میں تھے اس میں سے وراثت پاتی ہے۔

(۲۷۲۴) جن چیزوں میں سے عورت ترکہ نہیں پاتی مثلاً رہائشی مکان کی زمین اگر وہ ان میں تصرف کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ دوسرے ورتاء سے اجازت لے اور ورتاء جب تک عورت کا حصہ نہ دے دیں ان کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر ان چیزوں میں مثلاً عمارتوں اور درختوں میں تصرف کریں جن کی قیمت سے وہ ترکہ پاتی ہے۔

(۲۷۲۵) اگر عمارت اور درخت وغیرہ کی قیمت لگانا مقصود ہو تو جیسا کہ قیمت لگانے والوں کا معمول ہوتا ہے کہ جس زمین میں وہ ہیں اس کی خوبصورت کو پیش نظر رکھے بغیر ان کا حساب کریں کہ ان کی کتنی قیمت ہے نہ کہ انہیں زمین سے اکٹھے ہوئے فرض کر کے ان کی قیمت لگائیں اور نہ ہی ان کی قیمت کا حساب اس طرح کریں کہ اگر وہ بغیر کرانے کے اس زمین میں اسی حالت میں باقی رہیں تو ان کی قیمت کیا ہو گی۔

(۲۷۲۶) نہروں کا پانی بہنے کی جگہ اور اسی طرح کی دوسری جگہ زمین کا حکم رکھتی ہے اور اینٹیں اور دوسری چیزیں جو اس میں لگائی گئی ہوں وہ عمارت کے حکم میں ہے البتہ خود پانی میں وراثت پاتی ہیں۔

(۲۷۲۷) اگر متوفی کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں لیکن اولاد کوئی نہ ہو تو مال کا چوتھا حصہ اور اگر اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ اس تفصیل کے مطابق جس کا بیان ہو چکا ہے سب بیویوں میں مساوی طور پر تقسیم ہوتا ہے خواہ شوہر نے ان سب کے ساتھ یا ان میں سے بعض کے ساتھ ہمبستری نہ بھی کی ہو لیکن اگر اس نے ایک ایسے مرض کی حالت میں جس سے اس کی موت واقع ہوئی ہے کسی عورت سے نکاح کیا ہو اور اس سے ہمبستری نہ کی ہو تو وہ عورت اس سے ترکہ نہیں پاتی اور وہ مہر کا حق بھی نہیں رکھتی۔

(۲۷۲۸) اگر کوئی عورت مرض کی حالت میں کسی مرد سے شادی کرے اور اس مرض میں مر جائے تو خواہ مرد نے اس سے ہمبستری نہ بھی کی ہو وہ اس کے ترکہ میں حصے دار ہے۔

(۲۷۲۹) اگر عورت کی اس ترتیب سے رجعی طلاق دی جائے جس کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جا چکا ہے اور وہ عدت کے دوران مر جائے تو شوہر اس سے ترکہ پاتا ہے اسی طرح اگر شوہر عدت کے دوران فوت ہو جائے تو بیوی اس سے ترکہ پاتی ہے لیکن عدت گزرنے کے بعد یا بائن طلاق کی عدت کے دوران ان میں سے کوئی ایک مر جائے تو دوسرا اس سے ترکہ نہیں پاتا۔

(۲۷۳۰) اگر شوہر مرض کی حالت میں اپنی بیوی طلاق دے دے اور بارہ قمری مہینے گزرنے سے پہلے مر جائے تو عورت تین شرطیں پوری کرنے پر اس کی میراث سے ترکہ پاتی ہے۔

(۱) عورت نے اس مدت میں دوسرا شوہر نہ کیا ہو اور اگر دوسرا شوہر کیا ہو تو اسے میراث نہیں ملے گی اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ صلح کر لیں (یعنی متوفی کے ورتاء عورت سے مصالحت کر لیں)۔

(۲) طلاق عورت کی درخواست اور مرضی سے نہ ہوئی ہو ورنہ اسے میراث نہیں ملے گی خواہ طلاق حاصل کرنے کے لیے اس نے اپنے شوہر کو کوئی چیز دی ہو یا نہ دی ہو۔

(۳) شوہر نے جس مرض میں عورت کو طلاق دی ہو اس مرض کے دوران اس مرض کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مر گیا ہو لہذا اگر وہ اس مرض سے شفا یا بوجائے اور کسی اور وجہ سے مر جائے تو عورت اس سے میراث نہیں پاتی۔

(۲۷۳۱) جو کپڑے مرد نے اپنی بیوی کو پہننے کے لیے فراہم کئے ہوں اگرچہ وہ ان کپڑوں کو پہن چکی ہو پھر بھی شوہر کے مرنے کے بعد وہ شوہر کے مال کا حصہ ہوں گے لیکن اگر کپڑے عورت کی ملکیت میں ہوں تو یہ اسی کے ہیں عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ شوہر سے نفقہ کے عنوان سے کپڑوں کا مطالبہ کرے۔

میراث کے مختلف مسائل

(۲۷۳۲) متوفی کا قرآن مجید، انگوٹھی تلوار اور جو کپڑے وہ پہن چکا ہو وہ بڑے بیٹے کا مال ہے اور اگر پہلی تین چیزوں میں سے متوفی نے کوئی چیز ایک سے زیادہ چھوڑی ہو مثلاً اس نے قرآن مجید کے دو نسخے یا ددا نگوٹھیاں چھوڑی ہو تو احتیاطاً جب یہ ہے کہ اس کا بڑا بیٹا ان کے بارے میں دوسرے ورثاء سے مصالحت کرے اور ان چار چیزوں کے ساتھ ر حل بندوق خنجر کا غلاف اور ان جیسے دوسرے ہتھیار بھی انہیں کے تابع ہیں۔

(۲۷۳۳) اگر کسی متوفی کے بڑے بیٹے ایک سے زیادہ ہوں مثلاً دو بیویوں سے دو بیٹے بیک وقت پیدا ہوں تو جن چیزوں کا ذکر کیا جا چکا ہے انہیں برابر برابر آپس میں تقسیم کریں یہ حکم بڑے بیٹے سے مخصوص ہے اگر بیٹیاں بڑی ہوں تو ان کے لیے نہیں ہے۔

(۲۷۳۴) اگر متوفی مقروض ہو تو اگر اس کا قرض اس کے مال کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو ضروری ہے کہ بڑا بیٹا اس مال سے بھی اس کا قرض ادا کرے جو اس کی ملکیت ہے اور جن کا سابقہ مسئلے میں ذکر کیا گیا ہے یا اس کی قیمت کے برابر اپنے مال سے دے۔ اگر متوفی کا قرض اس کے مال سے کم ہو اور ذکر شدہ چند چیزوں کے علاوہ جو باقی مال اسے میراث میں ملا ہو اگر وہ بھی اس کا قرض ادا کرنے کے لئے کافی نہ ہو تو ضروری ہے کہ بڑا بیٹا ان چیزوں سے یا اپنے مال سے اس کا قرض دے۔ اگر باقی مال قرض ادا کرنے کے لئے کافی ہو تب بھی احتیاطاً لازم یہ ہے کہ بڑا بیٹا جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے قرض ادا کرنے میں شرکت کرے۔ مثلاً اگر متوفی کا تمام مال ساٹھ روپے کا ہو اور اس میں بیس روپے کی وہ چیزیں ہوں جو بڑے بیٹے کا مال ہیں اور اس پر تیس روپے قرض ہو تو بڑے بیٹے کا چاہئے کہ ان چیزوں میں سے دس روپے متوفی کے قرض کے سلسلے میں دے۔

(۲۷۳۵) مسلمان کافر سے ترکہ پاتا ہے لیکن کافر خواہ وہ مسلمان متوفی کا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اس سے ترکہ نہیں پاتا۔

(۲۷۳۶) اگر کوئی شخص اپنے رشتہ داروں میں سے کسی کو جان بوجھ کر ناحق قتل کر دے تو وہ اس سے ترکہ نہیں پاتا لیکن اگر شخص غلطی سے مارا جائے مثلاً اگر کوئی شخص (غلیل سے) ہو امیں پتھر پھینکے (یا بوائی فائز کرے) اور وہ اتفاقاً اسکے کسی رشتے دار کو لگ جائے اور وہ مر جائے تو وہ مرنے والے سے ترکہ پائے گا لیکن اس کے قتل کی دیت میں سے ترکہ نہیں پائے گا۔

(۲۷۳۷) جب کسی متوفی کے ورثاء ترکہ تقسیم کرنا چاہیں تو وہ بچہ جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہو اور اگر زندہ پیدا ہو تو میراث کا حق دار ہو گا اس صورت میں جبکہ ایک سے زیادہ بچوں کے پیدا ہونے کا احتمال نہ ہو اور اطمینان نہ ہو کہ وہ بچہ لڑکی ہے تو احتیاطاً کی بنا پر ایک لڑکے کا حصہ علیحدہ کر دیں اور جو مال اس سے زیادہ ہو وہ آپس میں تقسیم کر لیں بلکہ اگر ایک سے زیادہ بچے ہونے کا قوی احتمال ہو مثلاً عورت کے پیٹ میں دو یا تین بچے ہونے کا احتمال ہو تو احتیاطاً کی بنا پر ضروری ہے کہ جن بچوں کے پیدا ہونے کا احتمال ہو ان کے علیحدہ کر میں مثلاً اگر ایک لڑکے یا ایک لڑکی کی ولادت ہو تو زائد ترکہ کو ورثاء آپس میں تقسیم کر لیں۔

چند فقہی اصطلاحات

احتیاط

وہ طریقہ عمل جس سے ”عمل“ کے مطابق واقعہ ہونے کا یقین حاصل ہو جائے۔

احتیاط لازم

احتیاطاً جب لفظ ”لازم“

احتیاط مستحب

فتوے کے علاوہ احتیاطاً ہے اس لئے اس کا لحاظ ضروری نہیں ہوتا۔

احتیاطاً جب

وہ حکم جو احتیاطاً کے مطابق ہو اور فقہ نے اس کے ساتھ فتویٰ نہ دیا ہو ایسے مسائل میں مقلد اس مجتہد کی تقلید کر سکتا ہے جو علم کے بعد علم میں سب سے بڑھ کر ہو۔

احتیاط ترک نہیں کرنا چاہئے
جس مسئلے میں یہ اصطلاح آئے اگر اس میں مجتہد کا فتویٰ مذکور نہ ہو تو اس کا مطلب احتیاط و واجب ہو گا اور اگر
مجتہد کا فتویٰ بھی مذکور ہو تو اس سے احتیاط کی تاکید مقصود ہوتی ہے۔

أَحْوَطُ
احتیاط کے مطابق۔

اشکال ہے
اس عمل کی وجہ سے شرعی تکلیف سا قطنہ ہو گی اسے انجام نہ دینا چاہئے اس مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد
کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ فتویٰ نہ ہو۔

اظہر
زیادہ ظاہر، مسئلے سے متعلق دلائل سے زیادہ نزدیک دلیلوں کے ساتھ منطبق ہونے کے لحاظ سے واضح۔ یہ
مجتہد کا فتویٰ ہے۔

إفشاء
کھلنا۔ پیشاب اور حیض کے مقام کا ایک ہو جانا یا حیض اور پاخانے کے مقام کا ایک ہو جانا تینوں مقامات کا
یک ہو جانا۔

أَقْوَى
قویٰ نظر یہ...

اولیٰ بہتر، زیادہ مناسب

ایقاع
وہ معاملہ جو ایک طرف واقع ہوتا ہے اور اسے قبول کرنے والے کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے طلاق میں صر
ف طلاق دینا کافی ہوتا ہے قبول کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی

بعید ہے
فتویٰ کے مطابق نہیں ہے

جاہل قاصر
مسئلے سے ناواقف ایسا شخص جو کسی دور افتادہ مقام پر رہنے کی وجہ سے حکم مسئلہ تک رسائی حاصل کرنے
سے قاصر ہو۔

جاہل مقصر
وہ ناواقف شخص جس کے لئے مسائل کا سیکھنا ممکن رہا ہو لیکن اس نے کوتاہی کی ہو اور جان بوجھ کر مسائل
معلوم نہ کئے ہوں۔

حاکم شرع
وہ مجتہد جامع الشرائط جس کا حکم شرعی قوانین کی بنیاد پر نافذ ہو

حدث اصغر

ہر وہ چیز جس کی وجہ سے نماز کیلئے وضو کرنا پڑے۔ یہ سات چیزیں ہیں (۱) پیشاب (۲) پاخانہ (۳) ریاح (۴) نیند (۵) عقل کو زائل کرنے والی چیزیں مثلاً دیوانگی مستی یا بے ہوشی (۶) استحاضہ (۷) جن چیزوں کی وجہ سے غسل واجب ہوتا ہے۔

حدث اکبر

وہ چیز جس کی وجہ سے نماز کے لیے غسل کرنا پڑے جیسے احتلام، جماع۔

حدّ تَرَخُّص

مساقت کی وہ حد جہاں سے اذان کی آواز سنائی نہ دے اور آبدی کی دیواریں دکھائی نہ دیں۔

حرام

ہر وہ عمل جس کا ترک کرنا شریعت کی نگاہوں میں ضروری ہو۔

درہم

۱۰، ۶، ۱۲ چنوں کے برابر سکہ دار چاندی تقریباً ۵۰ء ۲۱ گرام۔

کافر ذمی

یہودی عیسائی اور مجوسی جو اسلامی مملکت میں رہتے ہوں اور اسلام اجتماعی قوانین کی پابندی کا وعدہ کرنے کی وجہ سے اسلامی حکومت ان کی جان مال اور آبرو کی حفاظت کرے۔

رجاء مطلوب بیت

کسی عمل کو مطلوب پروردگار ہونے کی امید میں انجام دینا۔

رجوع کرنا

پلٹنا اس کا استعمال دو مقامات پر ہوا ہے۔

(۱) اعلم جس مسئلے میں احتیاط واجب کا حکم دے اس مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا۔

(۲) بیوی کی طلاق رجعی دینے کے بعد عدت کے دوران ایسا کوئی عمل انجام دینا یا ایسی بات کہنا جس سے بات کا پتا کہ اسے دوبارہ بیوی بنا لیا جائے۔

شاخص

ظہر کا وقت معلوم کرنے کے لئے زمین میں گاڑی جانے والی لکڑی۔

شارع

خداوند عالم، رسول ﷺ۔

طلاق

آزادی۔ شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نکاح توڑنا۔

طلاق خلع

اس عورت کی طلاق جو شوہر کو ناپسند کرتی ہو اور طلاق لینے کے لئے شوہر کو اپنا مہر یا کوئی مال بخش دے تفصیل طلاق کے باب میں دیکھیں۔

طلاق بائن
وہ طلاق جس کے بعد مرد کو رجوع کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ تفصیلات طلاق کے باب میں دیکھئے۔

طلاق مبارات
وہ طلاق جس میں میاں بیوی دونوں ایک دوسرے سے متنفر ہوں اور عورت طلاق کے لئے شوہر کو کچھ مال بخش دے

طوافِ نساء
حج اور عمرہ کا آخری طواف جسے انجام نہ دینے سے حج یا عمرہ مفردہ کرنے والے پر بمبستری حرام رہتی ہے۔

ظاہر یہ ہے
فتویٰ یہ ہے (سوائے اس کے کہ عبادت میں اس کے برخلاف کوئی قرینہ موجود ہو)۔

ظہر شرعی
ظہر شرعی کا مطلب آدھا دن گزرنا ہے مثلاً اگر دن بارہ گھنٹے کا ہو تو طلوع آفتاب کے چھ گھنٹے گزرنے کے بعد اور اگر تیرہ گھنٹے کا ہو تو ساڑھے چھ گھنٹے گزرنے کے بعد اور اگر گیارہ گھنٹے کا ہو ساڑھے پانچ گھنٹے گزرنے کے بعد ظہر شرعی کا وقت ہے ظہر شرعی کا وقت جو کہ طلوع آفتاب کے بعد آدھا دن گزرنے سے غروب آفتاب تک ہے بعض مواقع پر بارہ بجے سے چند منٹ پہلے اور کبھی بارہ بجے سے چند منٹ بعد میں ہوتا ہے۔

عدالت
وہ معنوی کیفیت جو تقویٰ کی وجہ سے انسان میں پیدا ہوتی ہے اور جسکی وجہ سے واجبات کو انجام دینا ہے اور محرمات کو ترک کرنا ہے۔

عقد
معاہدہ، نکاح۔

فتویٰ
شرعی مسائل میں مجتہد کا نظر یہ۔

قرآن کے سجدے
قرآن میں پندرہ آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے یا سننے کے بعد خداوند عالم کی عظمت سے سامنے سجدہ کرنا چاہئے ان میں سے چار مقامات پر سجدہ واجب اور گیارہ مقامات پر مستحب (مندوب) ہے آیات مندرجہ ذیل ہیں

- قرآن کے واجب سجدے :
- (۱) پارہ ۲۱ سورہ سجدہ آیت ۱۵
 - (۲) پارہ ۲۴ سورہ فصلت آیت ۳۷
 - (۳) پارہ ۲۷ سورہ والنجم آخری آیت
 - (۴) پارہ ۳۰ سورہ علق آخری آیت

قرآن کے مستحب سجدے

- (۱) پارہ ۹ سورہ اعراف آخری آیت
- (۲) پارہ ۱۳ سورہ رعد آیت ۱۵
- (۳) پارہ ۱۴ سورہ نحل آیت ۴۹
- (۴) پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل آیت ۱۰۷
- (۵) پارہ ۱۶ سورہ مریم آیت ۵۸
- (۶) پارہ ۱۷ سورہ حج آیت ۱۸
- (۷) پارہ ۱۷ سورہ حج آیت ۷۷
- (۸) پارہ ۱۹ سورہ فرقان سورہ ۶۰
- (۹) پارہ ۱۹ سورہ نمل آیت ۲۵
- (۱۰) پارہ ۲۳ سورہ ص آیت ۲۴
- (۱۱) پارہ ۳۰ سورہ انشقاق آیت ۲۱

قصید انشاء

خرید و فروخت کے مانند کسی اعتباری چیز کو اس سے مربوط الفاظ کے ذریعے عالم وجود میں لانے کا ارادہ -

قصید قربت

مرضی پروردگار سے قریب ہونے کی نیت -

قوت سے خالی نہیں ہے

فتویٰ یہ ہے (سوائے اس کے کہ عبارت میں اس کے برخلاف کوئی قرینہ موجود ہو)

کفارہ جمع (مجموعہ کفارہ)

تینوں کفارے (۱) ساٹھ روزے رکھنا (۲) ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کھانا کھلانا (۳) غلام آزاد کرنا -

لازم

واجب اگر مجتہد کسی امر کے واجب و لازم ہونے کا استقادہ آیات اور روایات سے اس طرح کرے کہ اس کا شارع کی طرف منسوب کرنا ممکن ہو تو اس کی تعبیر لفظ ”واجب“ کے ذریعے کی جاتی ہے اور اگر اس کے واجب و لازم ہونے کو کسی اور ذریعے مثلاً عقلی دلائل سے سمجھا ہوا اس طرح کہ اس کا شارع کی طرف منسوب کرنا ممکن نہ ہو تو اس کی تعبیر لفظ ”لازم“ سے کی جاتی ہے احتیاط واجب اور احتیاط لازم میں بھی اسی فرق کو پیش نظر رکھنا چاہئے بہر حال مقلد کے لیے مقام عمل میں ”واجب“ اور ”لازم“ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے -

مباح

وہ عمل جو شریعت کی نگاہوں میں نہ قابل ستائش ہو اور نہ قابل مذمت (لفظ واجب، حرام، مستحب اور مکروہ کے مقابلے میں ہے) -

نجس

ہر چیز جو ذاتی طور پر پاک ہو لیکن کسی نجس چیز سے بالواسطہ یا براہ راست مل جانے کی وجہ سے نجس ہو گئی ہو -

مجهول المالک

وہ مال جس کا مالک معلوم نہ ہو -

مَحْرَم
وہ قریبی رشتے دار جن سے کبھی نکاح نہیں کیا جا سکتا۔

مُحْرَم
وہ شخص حج یا عمرے کے احرام میں ہو۔

محل اشکال ہے
اس میں اشکال ہے اس عمل کا صحیح اور مکمل ہونا مشکل ہے (مقلد اس مسئلے میں کسی دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ فتویٰ نہ ہو۔

محل تأمل ہے
احتیاط کرنا چاہئے (مقلد اس مسئلے میں دوسرے مجتہد کی طرف رجوع کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ فتویٰ نہ ہو)۔

مسلماتِ دین
وہ ضروری اور قطعی امور جو دین اسلام کا جزو لاینفک ہیں اور جنہیں سارے مسلمان دین کا لازمی جزو مانتے ہیں جیسے نماز، روزے کی فرضیت اور ان کا وجوب۔ ان امور کو ”ضروریاتِ دین“ اور ”قطعیاتِ دین“ بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ وہ امور ہیں جن کا تسلیم کرنا دائرہ اسلام کے اندر رہنے کے لیے از بس ضروری ہے۔

مستحب، سنت
پسندیدہ، جو چیز شارع مقدس کو پسند ہو لیکن اسے واجب قرار نہ دے ہر وہ حکم جس کو کرنے میں ثواب ہو لیکن ترک کرنے میں گناہ نہ ہو۔

مکر وہ
ناپسندیدہ، وہ کام جس کا انجام دینا حرام نہ ہو لیکن انجام نہ دینا بہتر ہو۔

نصاب
معینہ مقدار یا معینہ حد۔

واجب
ہر وہ عمل جس کا انجام دینا شریعت کی نگاہوں میں فرض ہو۔

واجبِ تخییری
جب وجوب دو چیزوں میں کسی ایک سے متعلق ہو تو ان میں سے ہر ایک کو واجبِ تخییری کہتے ہیں جیسے روزے کے کفارہ میں تین چیزوں کے درمیان اختیار ہوتا ہے (۱) غلام آزاد کرنا (۲) ساٹھ روزے رکھنا (۳) ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلانا۔

واجبِ عینی
وہ واجب جو ہر شخص پر خود واجب ہو جیسے نماز، روزہ۔

واجبِ کفائی
ایسا واجب جیسے اگر کچھ لوگ انجام دے دیں تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جائے جیسے غسل میت سب پر واجب ہے لیکن اگر کچھ لوگ اسے انجام دے دیں تو باقی لوگوں سے ساقط ہو جائے گا۔

وقف
اصل مال کو ذاتی ملکیت سے نکال کر اس کی منفعت کو مخصوص افراد یا امور خیر یہ کے ساتھ مخصوص کرنا۔

ولی
سرپرست مثلاً باپ دادا، شوہر یا حاکم شرع۔

شرعی اوزان اور اعشاری اوزان

۵ نخود (چنے)
ایک گرام

۱۰۶۱۰ نخود۔
تقریباً ۵۰۰ گرام

۱۸ نخود (یا ایک مثقال شرعی)
تقریباً ۵۰۰ گرام

ایک دینار (یا ایک مثقال شرعی)
تقریباً ۵۰۰ گرام

ایک مثقال صیرفی (۲۴) نخود
تقریباً ۵ گرام

ایک مد
تقریباً ۷۵۰ گرام

ایک صاع
تقریباً ۳ کلوگرام

ایک کُر (پانی)
تقریباً ۳۷۷ کلوگرام